سلسلۂ مطبوعات جامعۂ عثمانیہ
نشان (۳۳۷)

طبقات کبیر

طبقۂ اولیٰ تابعین اہل مدینہ

(جزو ثامن)

اشاعت سنہ ۱۳۲۱

مصنفہ

محمد بن سعد کاتب الواقدی

مترجمہ

مولانا عبد اللہ عمادی صاحب

(سابق رکن سررشتۂ تالیف و ترجمہ جامعۂ عثمانیہ)

سنہ ۱۳۶۴ھ م سنہ ۱۳۵۴ف م سنہ ۱۹۴۵ء

مطبوعہ

دار الطبع جامعۂ عثمانیہ سرکار عالی حیدرآباد دکن

فہرست مضامین

طبقات ابن سعد

جزو ثامن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جزو ثامن

طبقہ اولیٰ تابعین اہل مدینہ

عبدالرحمٰن بن سعد بن یربوع

روایت ہے کہ ایک قافلہ میں لوگوں نے شب بسر کرنے کے بعد جب صبح کو روانگی کی ٹھیرائی تو آپ بھی ساتھ چلے وہ حالت میری نظر میں ہے کہ آپ اپنے اونٹ کو چھڑی سے مار رہے تھے اور آپ کی ران کھل گئی تھی سفیان بن عیینہ نے سعید بن عبدالرحمٰن بن یربوع کو اسی طرح کہا مگر یہ اُن کے نسب میں وہم و غلطی ہے، وہ تو عبدالرحمٰن بن سعید بن یربوع المخزومی تھے۔

عبد الرحمٰن بن الحارث

ابن ہشام بن المغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم بن یقظہ بن مرہ۔
اُن کی والدہ فاطمہ بنت الولید بن المغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم تھیں،
عبد الرحمٰن کی کنیت ابو محمد تھی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت دس سال کے تھے، اُن کے والد حارث کی وفات ۱۸ھ میں عمواس ملک شام کے طاعون میں ہوئی، اُن کی بیوی فاطمہ بنت الولید بن المغیرہ سے جو عبد الرحمٰن ابن الحارث کی والدہ تھیں عمرؓ بن الخطاب نے نکاح کر لیا،
عبد الرحمٰن عمرؓ کی پرورش میں تھے، کہا کرتے تھے کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب سے بہتر (یتیم کا) پرورش کرنے والا نہیں دیکھا، انھوں نے عمرؓ سے روایت کی ہے، مدینے میں اُن کا بہت بڑا مکان تھا عبد الرحمٰن بن الحارث کی وفات معاویہؓ بن ابی سفیان کی خلافت کے زمانے میں ہوئی۔
وہ شریف سخی اور بامروت آدمی تھے، جنگ جمل میں عائشہؓ کے ساتھ تھے عائشہؓ کہا کرتی تھیں کہ مجھے بصرہ جانے سے اپنے گھر میں بیٹھ رہنا اس سے زیادہ پسند تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میرے دس لڑکے ہوتے جن میں سے ہر لڑکا عبد الرحمٰن بن الحارث بن ہشام کے مثل ہوتا۔
ابی بکر بن عثمان المخزومی سے جو آل یربوع میں سے تھے مروی ہے کہ عبد الرحمٰن بن الحارث بن ہشام کا نام ابراہیم تھا، جب عمرؓ بن الخطاب نے اپنی ولایت کے زمانے میں یہ ارادہ کیا کہ جن لوگوں کے نام انبیاء کے نام پر ہیں اُن کے نام بدل دیں تو وہ عمرؓ بن الخطاب کے پاس آئے، انھوں نے اُن کا نام بدل کر عبد الرحمٰن رکھا یہی نام آج تک باقی رہا۔
سبھر عبد الرحمٰن بن الحارث بن ہشام کے یہاں محمد اکبر پیدا ہوئے

جن کا کوئی پس ماندہ نہ تھا، انھیں سے ان کی کنیت تھی، اور ابوبکر جن کو راہب قریش کہا جاتا ہے، عمرو عثمان و عکرمہ و خالد و محمد اصغر۔ اور حنتمہ جن کے یہاں عبد اللہ بن الزبیر بن العوام سے اولاد ہوئی اور ام حجین وام حکیم وسودہ وریطہ ان سب کی والدہ فاختہ بنت عتبہ بن سہیل بن عمرو بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لؤی تھیں۔

عیاش بن عبد الرحمٰن عبد اللہ جن کا کوئی پس ماندہ نہ تھا اور ابوسلمہ جو بچپن ہی میں بغیر پس ماندہ چھوڑے مرگئے، حارث جو بغیر پس ماندہ چھوڑے مرگئے، اسماء، عائشہ جن سے معاویہ بن ابی سفیان نے نکاح کیا، ام سعید و ام کلثوم و ام الزبیر ان سب کی والدہ ام الحسن بنت الزبیر بن العوام بن خویلد بن اسد بن عبد العزی بن قصی تھیں، ام الحسن کی والدہ اسماء بنت ابی بکر الصدیق تھیں۔

مغیرہ بن عبد الرحمٰن وعوفاء وزینب وریطہ جن کے یہاں عبد اللہ بن الزبیر سے اولاد ہوئی، عبد اللہ بن الزبیر نے ان سے ان کی بہن (حنتمہ کی وفات) کے بعد نکاح کیا تھا، اور فاطمہ وحفصہ، ان سب کی والدہ سعدی بنت عوف بن خارجہ بن سنان بن ابی حارثہ بن مرہ بن نشبہ بن غیظ بن مرہ تھیں۔

ولید بن عبد الرحمٰن، ابوسعید اور ام سلمہ جن سے سعید بن العاص بن سعید بن العاص نے نکاح کیا، اور قریبہ ان سب کی والدہ ام رسن بنت الحارث بن عبد اللہ بن الحصین ذی الغصہ (غصے والے) بن یزید ابن شداد بن قنان بن سلمہ بن وہب بن ربیعہ بن الحارث بن کعب تھیں۔

سلمہ بن عبد الرحمٰن وعبید اللہ وہشام مختلف ام ولد سے تھے۔

زینب بنت عبد الرحمٰن، کہا جاتا ہے کہ ان کا نام مریم تھا، ان کی والدہ مریم بنت عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ تھیں۔

عبد الرحمٰن بن الاسود

ابن عبد یغوث بن وہب بن عبد مناف بن زہرہ، ان کی والدہ امیہ

بنت نوفل بن اُہیب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب تھیں۔
عبدالرحمٰن بن الاسود کے یہاں محمد و عبدالرحمٰن پیدا ہوئے، ان دونوں کی والدہ آمنہ بنت عبداللہ بن وہب بن عبد مناف بن زہرہ تھیں۔
۳ عبداللہ، ان کی والدہ ام ولد تھیں۔
عمر، ان کی والدہ بھی ام ولد تھیں۔
عبدالرحمٰن بن الاسود نے ابوبکر صدیق و عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے، مدینے میں چھیلنی اور تلوار والوں کے پاس اُن کا مکان تھا۔

صُبیحہ بن الحارث

ابن حُبیلہ بن عامر بن کعب بن سعد تیم بن مرہ، اُن کی والدہ زینب بنت عبداللہ بن ساعدہ بن مشنوء بن عبد بن حبتر خزاعہ میں سے تھیں۔
صبیحہ بن الحارث کی اولاد میں اخنس، سعید، عبداللہ اکبر، ایک بیٹی زُبیبہ اور ام عمر کبریٰ تھیں، ان کی والدہ عاتکہ بنت یعمر بن خالد بن معروف بن صخر بن المقیاس بن حنین تھیں۔
عبدالرحمٰن، عبداللہ اصغر جن کی کنیت ابوالفضل تھی، ام عمر و صغریٰ، ان کی والدہ امنہ بنت عمرو بن عبدالعزیٰ بن صنین بن عبدالعزیٰ بن عامرہ بن عمیرہ ابن ودیعہ بن الحارث بن فہر تھیں۔
عبداللہ، ام صالح، ام جمیل و ام عبید، ان سب کی والدہ زینب بنت وہب ابن ابی النوائم ہُذیل میں سے تھیں۔
جبیبہ بنت صبیحہ جن سے کلب بن عوف کے عتبہ ابن عروہ نے نکاح کیا اور اُن سے ان کے یہاں اولاد ہوئی۔
صُبیحہ کی اولاد میں سب سے زیادہ شریف عبدالرحمٰن بن صبیحہ تھے، مدینے

میں پنجرے والوں کے پاس اُن کا مکان تھا۔

عبدالرحمٰن بن صبیحہ کی اولاد میں محمد و موسیٰ تھے، ان کی والدہ بنت راشد آل ابی الخواتم کے ہُذیل میں سے تھیں، روایت ہے کہ وہ ام علی بنت ہلال بن عمرو بن عامر تھیں جو ہُذیل پھر بنی خطیط میں سے تھیں۔

صخر بن عبدالرحمٰن، اُن کی والدہ ام یحییٰ بنت جُبیر بن عمرو بن ابی فائد خزاعہ میں سے تھیں۔

عبدالرحمٰن بن صبیحہ التیمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ مجھ سے ابوبکرؓ صدیق نے کہا کہ اے صبیحہ تمہارا عمرے کو جی چاہتا ہے، میں نے کہا جی ہاں انھوں نے کہا کہ اپنی سواری قریب لاؤ میں اسے قریب لایا تو ہم دونوں عمرے کے لئے روانہ ہوئے، صبیحہ نے اس سفر میں اُن کے کچھ افعال بیان کئے۔

محمد بن عمرؓ نے کہا کہ جنھوں نے ابوبکرؓ کے ساتھ سفر کیا اور اُن سے حدیث سن کر یاد رکھی وہ عبدالرحمٰن بن صبیحہ تھے، شاید وہ اور اُن کے والد صبیحہ دونوں مل کر ابوبکرؓ کے ہمراہ گئے اور دونوں نے اُن سے حکایت کی۔

عبدالرحمٰن ثقہ (جن کی روایت حدیث معتبر ہے) اور قلیل الحدیث تھے (جنھوں نے بہت کم حدیثیں روایت کی ہیں)۔

نیار بن مُکرم الاسلمی

اُن چار اصحاب میں سے تھے جنھوں نے عثمانؓ بن عفان کو دفن کیا نماز جنازہ پڑھی اور اُن کی قبر میں اُترے۔ نیار نے ابوبکرؓ صدیق سے (حدیث) سنی ہے ثقہ اور ۴
قلیل الحدیث تھے۔

عبداللہ بن عامر

ابن ربیعہ بن مالک بن عامر بن ربیعہ بن حُجَیر بن سلامان بن مالک بن ربیعہ بن رُفیدہ

ابن عنز بن وائل بن قاسط بن ہنب بن افصی بن دعمی بن جدیلہ بن اسد بن ربیعہ بن نزار جو عمرؓ بن الخطاب کے والد الخطاب بن نفیل کے حلیف تھے۔

عبداللہ کی کنیت ابو محمد تھی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پیدا ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت پانچ یا چھ سال کے تھے۔

عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے مکان میں آئے، میں چھوٹا بچہ تھا کھیلتا ہوا نکلا تو والدہ نے کہا کہ اے عبداللہ ادھر آؤ میں تمہیں کچھ دوں گی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے انہیں کیا دینے کا ارادہ کیا ہے، عرض کی ایک کھجور دینے کا ارادہ ہے فرمایا کہ اگر تم (ایسا) نہ کرو گی تو تم پر ایک جھوٹ لکھا جائے گا۔

محمد بن عمرؓ نے کہا کہ میں نہیں سمجھتا کہ اپنی صغر سنی کی وجہ سے عبداللہ بن عامر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کلام یاد رکھا ہو، انہوں نے ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ سے یاد رکھا اور ان لوگوں سے اور اپنے والد سے روایت کی ہے۔

عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے مروی ہے کہ میں نے دو خلفاء یعنی ابوبکرؓ و عمرؓ کو پایا جو غلام کو افترا (یعنی کسی پر زنا کی تہمت لگانے) میں بجائے اسی کے چالیس تازیانے مارتے تھے۔

عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے مروی ہے کہ میں نے ابوبکرؓ و عمرؓ اور ان دونوں کے بعد کے خلفاء کو غلام کی تہمت زنا میں چالیس تازیانے مارتے ہوئے پایا۔

محمد بن عمرؓ نے کہا کہ عبداللہ بن عامر کی وفات ۸۵ھ میں عبدالملک بن مروان کے زمانۂ خلافت میں مدینے میں ہوئی، وہ ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

ابوجعفر الانصاری

نام ہم سے نہیں بیان کیا گیا۔

ابی جعفر الانصاری سے مروی ہے کہ میں نے ابو بکرؓ صدیق کو دیکھا کہ ان کا سر اور ڈاڑھی (خضاب کی سرخی سے) مثل ہول کی چنگاری کے تھی۔

ابو سہل الساعدی

ہم سے اُن کا نام نہیں بیان کیا گیا۔

ابی سہل الساعدی سے مروی ہے کہ انھوں نے ابو بکرؓ صدیق کے پیچھے نماز پڑھی، انھوں نے اُن کی قرأت کا طریقہ بیان کیا۔

اسلم

مولائے عمرؓ بن الخطاب، کنیت ابو زید تھی۔

زید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمرؓ بن الخطاب نے مجھے ۱۲ھ میں خریدا، اسی سال اشعث بن قیس کو گرفتار کر کے لایا گیا، ان کا پابزنجیر ہونا اور ابو بکرؓ صدیق سے گفتگو کرنا میری نظروں میں ہے، وہ کہتے تھے کہ اسے خلیفۂ رسول اللہ، اپنی جنگ کے لئے مجھے آگے کر دیجئے اور اپنی بہن سے میرا نکاح کر دیجئے، ابو بکرؓ رحمۃ اللہ نے یہ استدعا قبول کر لی ان پر احسان کیا (کہ آزاد کر دیا) اور اپنی بہن ام فروہ بنت قحافہ سے نکاح کر دیا، اُن کے یہاں اُن سے محمد بن الاشعث پیدا ہوئے۔

محمد بن عمرؓ نے کہا کہ اسلم نے ابو بکرؓ صدیق سے یہ بھی روایت کی ہے کہ انھوں نے اُن کو اپنی زبان کا کنارہ پکڑ کر یہ کہتے ہوئے دیکھا کہ اسی نے مجھے بہت سے مقامات

ہیں اُم تارا، اسلم نے عمرؓ و عثمانؓ وغیرہما سے بھی روایت کی ہے۔

اُسامہ بن زید بن اسلم سے مروی ہے کہ ہم لوگ اشعریوں کی قوم میں سے ہیں لیکن ہم لوگ عمرؓ بن الخطاب کے احسان کا انکار نہیں کرسکتے۔

عثمان بن عبید اللہ بن ابی رافع سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب سے کہا کہ مجھے بتائیے کہ اسلم مولائے عمرؓ بن الخطاب کن لوگوں میں سے تھے، انھوں نے کہا کہ وہ بجاوہ کے حبشی تھے، عثمان بن عبید اللہ نے کہا کہ اسی طرح میں نے اپنے والد کو بھی کہتے سنا کہ اسلم حبشی بجادی تھے۔

زید بن اسلم سے خود اُن کی روایت کی ہوئی ایک حدیث میں ہے کہ اسلم مولائے عمرؓ کی کنیت ابو زید تھی، اسلم مولائے عمرؓ کی وفات مدینہ میں عبدالملک بن مروان کی خلافت میں ہوئی۔

ہنی مولائے عمرؓ بن الخطاب

٦ عمرو بن عمیر بن ہنی نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ ابوبکرؓ صدیق زمین کے
اندارے (بڑے اور بہت پانی کے کنوئیں) کے سوا اور کسی چیز کی حفاظت نہیں کرتے تھے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اُس کی حفاظت کرتے دیکھا ہے، وہ اسکی اُن گھوڑوں کے لئے حفاظت کرتے تھے جن پر (سوار ہو کے) جہاد کیا جاتا تھا ازکوۃ کے اونٹ جو دُبلے لئے جاتے تھے انھیں ربذہ اور اُس کے مضافات میں چرنے کے لئے بھیجدیتے تھے، اُن کے لئے وہ کسی چیز کی حفاظت نہ کرتے تھے، کنوئیں والوں کو حکم تھا کہ جو اُن کے پاس آکر پانی پیئے۔ اور چرائے اُس کو نہ روکیں۔

پھر جب عمرؓ بن الخطاب ہوئے اور لوگوں کی کثرت ہوئی اور اُنھوں نے شام و عراق ومصر لشکر بھیجے تو ربذہ کی حفاظت کی اور مجھے اُس کی حفاظت پر عامل بنایا۔

مالک الدار

مولائے عمرؓ بن الخطاب، وہ لوگ جیلان حمیر کی طرف منسوب تھے۔ مالک الدار نے ابوبکرؓ و عمرؓ رحمہما اللہ سے روایت کی، اُن سے ابو صالح السمان (گھی والے) نے روایت کی مشہور آدمی تھے۔

ابو قرہ

مولائے عبدالرحمن بن الحارث بن ہشام بن المغیرۃ المخزومی، ثقہ اور قلیل الحدیث تھے۔

ابی قرہ مولائے عبدالرحمن بن الحارث بن ہشام سے مروی ہے کہ ابوبکر صدیقؓ نے کچھ تقسیم کی میرے لئے بھی ویسا ہی حصہ لگایا جیسا کہ میرے آقا کے لئے۔

محمد بن اسماعیل نے ابن ابی ذئب سے روایت کی کہ ابو قرہ کے آقا بنی مخزوم کے ایک شخص تھے جو اُن کے علاوہ تھے جنہوں نے اُن کو آزاد کیا تھا۔

زید بن الصلت

ابن سعد نے کہا بن ولید بن شمر بن عبد بن سعد بن جبلہ بن الخزرج بن الحارث الاوقد ۔۔۔

ابن عمرو بن معاویہ بن الحارث الاکبر بن معاویہ بن ثور بن مُرتِّع بن معاویہ بن کندہ
اور وہ (کندہ) کندی بن عفیر بن عدی بن الحارث بن مرہ بن اُدد بن زید بن یشجب
ابن عریب بن زید بن کہلان بن یشجب بن یعرب بن قحطان۔

حارث کا نام الولادہ محض اُن کی کثرت اولاد کی وجہ سے ہوا، حجر کا نام
القرد رکھا گیا، القرد اُن کی زبان میں سخی اور بخشش کرنے والے کو کہتے ہیں
حارث الولادہ حجر بن عمرو آکل المرار (درخت تلخ کھانے والے) کے بھائی تھے
ملوک اربعہ (چاروں بادشاہ)۔ جمد[۱] و مخوس و مشرح[۲] و ابضعہ[۳] فرزندان
معدی کرب بن ولیعہ تھے، بطور وفد کے اشعث بن قیس کے ہمراہ نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کے پاس آئے اور اسلام لائے پھر اپنے شہروں کو واپس گئے اور مرتد ہو گئے
یوم النجیر میں قتل کئے گئے، وہ لوگ ملوک (بادشاہ) اسی وجہ سے کہلائے کہ
ان میں سے ہر شخص کی ایک ایک وادی (دو پہاڑوں کے درمیان کا میدان)
تھا اور وہ اُس کی ہر چیز کا مالک تھا۔

کثیر و زبید و عبد الرحمٰن فرزندان صلت نے مدینے کی جانب ہجرت کی
وہیں سکونت اختیار کرلی، قریش کے بنی جمح بن عمرو سے معاہدہ حلف کرلیا، ان
لوگوں کا دیوان و دعوت (دفتر وظیفہ و فوج میں نام) انھیں لوگوں کے ساتھ رہا
یہاں تک کہ جب امیر المومنین المہدی کا زمانہ ہوا تو انھوں نے ان لوگوں کو بنی
جمح سے نکال کر حلفائے عباس بن عبد المطلب میں داخل کیا، آج اُن کی دعوت اُن
کے ساتھ ہے اور اُن کے عیال اب تک بنی جمح میں ہیں۔

زبید بن الصلت سے مروی ہے کہ میں نے ابوبکر صدیق کو کہتے سنا کہ اگر میں
کسی چور کو گرفتار کرتا تو میں یہ پسند کرتا کہ اللہ اس کی پردہ پوشی کرے۔

محمد بن عمرو نے کہا کہ زبید بن الصلت نے عمر و عثمان رضی اللہ عنہما سے بھی روایت کی ہے اور وہ قلیل الحدیث تھے
اُن کے بھائی۔

کثیر بن الصلت

ابن معدی کرب بن ولیعہ بن شرحبیل بن معاویہ بن حجر القرد بن الحارث الولادہ

نافع سے مروی ہے کہ کثیر بن الصلت کا نام قلیل تھا، عمرؓ بن الخطاب نے کثیر رکھا۔

محمد بن عمرؓ نے کہا کہ کثیر بن الصلت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پیدا ہوئے کنیت ابو عبداللہ تھی، انھوں نے عمرؓ و عثمانؓ و زید بن ثابت وغیرہم سے روایت کی ہے، خود اپنی ذات سے بزرگ اور نیک دال تھے، مدینے کی عیدگاہ میں ان کا بہت بڑا مکان تھا، ان کے بیٹے عید بن کی عیدگاہ اسی (مکان) کے پاس تھی، وہ (مکان) بطحائے الوادی کے راستے میں تھا جو وسط مدینہ میں تھی۔

کثیر بن الصلت کی اولاد میں محمد بن عبداللہ بن کثیر تھے جو سخی اور با مروت اور فقیہ تھے، حسن بن زید بن الحسنؓ بن علیؓ بن ابی طالب کو جب ابو جعفر نے والی مدینہ بنایا تو انھوں نے ان کو قاضی بنایا، پھر جب مہدی والی خلافت ہوئے تو انھوں نے عبدالصمد بن علی کو مدینے سے معزول کر دیا اور محمد بن عبداللہ بن کثیر بن الصلت کو اس کا والی بنا دیا۔

ان دونوں کے بھائی۔

عبدالرحمٰن بن الصلت

عبدالرحمٰن بن الصلت برادر کثیر بن الصلت سے ان کے کچھ اقوال مروی ہیں، راوی نے کہا کہ ہمیں نہیں معلوم کہ انھوں نے کسی اور سے بھی کوئی حدیث روایت کی ہے۔

عاصمؓ بن عمرؓ بن الخطاب

ابن نفیل بن عبدالعزیٰ بن ریاح بن عبداللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب

اُن کی والدہ جمیلہ بنت عاصم بن ثابت بن قیس تھیں، اور وہ ابو الاقلح بن عصمہ ابن مالک بن امۃ بن ضبیعہ بن زید تھے جو انصار بنی عمرو بن عوف میں سے تھے۔

نافع سے مروی ہے کہ نبی علیہ السلام نے عاصم کی والدہ کا نام بدل دیا، ان کا نام عاصیہ (نافرمان) تھا، آنحضرت نے فرمایا، نہیں بلکہ جمیلہ۔

ایوب سے مروی ہے...

عبید اللہ بن عمرؓ بن الخطاب

....................الحیرۃ اور وہ سعد بن ابی وقاص کے دودھ شریک بھائی تھے مدینے میں قرآن کی تعلیم دیتے تھے۔

عبید اللہ نے کہا کہ میں نے انھیں تلوار ماری، جب انھوں نے تلوار کی آہٹ پائی تو اپنی دونوں آنکھوں کے درمیان سختی پیدا کرلی، عبید اللہ چلے گئے اور ابو لؤلؤ کی لڑکی کو جو اسلام کا دعویٰ کرتی تھی قتل کردیا۔

عبید اللہ نے اُس روز یہ ارادہ کیا تھا کہ مدینے کے غلام قیدیوں کو بغیر قتل کئے نہ چھوڑیں گے، مہاجرین اولین جمع ہوئے عبید اللہ کا یہ ارادہ سخت گراں گزرا ان پر سختی کی اور قیدیوں کے قتل سے روکا۔

عبید اللہ نے کہا کہ واللہ میں ان کو اور دو مردوں کو بھی ضرور ضرور قتل کروں گا ... وہ مردوں ... ان کا ... بعض مہاجرین تھے عمرو بن العاص خوشامد کرتے رہے یہاں تک کہ انھوں نے تلوار لے لی۔

ان کے پاس ... دونوں میں سے ہر ایک اپنے ساتھی کا ... باہم ... کر ... جائیں ... گئے۔

... ان کے آنے کا ... لوگوں نے اُن سے بیعت نہیں کی تھی انھوں نے عبید اللہ بن عمر کا سر پکڑ لیا اور عبید اللہ بن عمرؓ نے اُن کا سر پکڑ لیا، دونوں میں

بیچ بچاؤ کر دیا گیا، اُس روز زمین لوگوں پر تاریک ہو گئی اور سب اس واقعے سے بہت غمگین ہوئے۔ عبیداللہ نے جفینہ و ہرمزان اور دختر ابی لؤلؤہ کو قتل کر دیا تو لوگوں کو اندیشہ ہوا کہ انھیں سزا نہ دی جائے۔

ابی وجزہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے اُس روز عبیداللہ کو اس حالت میں دیکھا کہ عثمانؓ اور وہ ایک دوسرے کی پیشانی پکڑے ہوئے تھے۔ عثمانؓ کہتے تھے کہ خدا تجھے غارت کرے تو نے ایسے شخص کو قتل کیا جو نماز پڑھتا تھا لو نے ایک چھوٹی بچی کو اور ایک اور شخص کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پناہ میں تھا قتل کیا، حق کو تیرے چھوڑ نے کی کوئی شکل نہیں ہے۔ مجھے عثمانؓ سے تعجب ہوا کہ جس وقت وہ والی ہوئے انھیں کیونکر چھوڑ دیا لیکن مجھے معلوم ہوا کہ عمرو بن العاص نے اس معاملے میں مداخلت کر کے انھیں ان کی رائے سے پھیر دیا۔ 9

عمران بن مناح سے مروی ہے کہ جب عبیداللہ بن عمرؓ نے ہرمزان اور دختر ابولؤلؤہ کو قتل کیا تو سعد بن ابی وقاص عبیداللہ بن عمرؓ کی پیشانی پکڑ کے کھینچنے لگے، سعد اُن کی پیشانی پکڑ کے کھینچتے تھے اور کہتے تھے کہ:

لا اسد الا انت تنهت واحدا ٭ وغالت اسود الارض خشية النوائل

سوائے تمھارے شیر نہیں ہے کہ تم تنہا ڈکارتے ہو (جتنا بہت سے شیر تک ڈکارتے ہیں) روئے زمین کے شیروں نے تمھاری جانب سے مقاصد ہٹا دیے۔

یہ شعر کلاب بن علاط برادر حجاج بن علاط کا ہے۔ عبیداللہ نے کہا کہ:

تعلم انی لحم ما لا تسيغه ٭ فكل من خشاش الارض ما كنت آكلا

تم جانتے ہو کہ میں اُس چیز کا گوشت ہوں جو تمھارے حلق سے نہیں اتر سکتا۔ لہٰذا تم جس قدر کھا سکو زمین کے کیڑے مکوڑے کھاتے رہو۔

پھر عمرو بن العاص آئے، عبیداللہ سے گفتگو شروع کی اور خوشامد کرتے رہے تا آنکہ ان سے تلوار لے لی، وہ قید تھا لئے میں قید کر لئے گئے، جب عثمانؓ والی ہوئے تو اُن کو رہا کر دیا۔

محمود بن لبید سے مروی ہے کہ اُس روز عبید اللہ ایک جنگجو درندہ کی شکل
میں تھے، جو عجمیوں کو تلوار سے روک رہے تھے یہاں تک کہ قید خانے میں قید کر دیے گئے
میں خیال کرتا تھا کہ اگر عثمانؓ والی ہو گئے انھیں قتل کر دیں گے، اس لیے کہ میں نے
وہ سب دیکھا تھا جو انھوں نے اُن کے ساتھ کیا تھا اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم میں سے وہ اور سعد سب سے زیادہ اُن پر سخت تھے۔

مطلب بن عبد اللہ بن حنطب سے مروی ہے کہ علیؓ نے عبید اللہ بن عمرؓ سے
پوچھا کہ جس وقت تم نے ابولولوہ کی لڑکی کو قتل کیا تو اُس کا کیا گناہ تھا، عثمانؓ نے علیؓ
سے مشورہ کیا تو علیؓ کی رائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اکابر اصحابؓ کی
رائے انکے قتل کی ہوئی، لیکن عمرو بن العاص نے عثمانؓ سے اتنی بحث کی کہ انھوں
نے اُن کو چھوڑ دیا، علیؓ کہا کرتے تھے کہ اگر میں عبید اللہ بن عمرؓ پر قادر ہوتا اور مجھے
سلطنت ملتی تو میں ضرور اُن سے قصاص لیتا۔

عکرمہ مولائے ابن عباس سے مروی ہے کہ علیؓ کی رائے تھی کہ اگر عبید اللہ
بن عمرؓ پر قادر ہوں تو انھیں قتل کر دیں۔

زہری سے مروی ہے کہ جب عثمانؓ خلیفہ بنائے گئے تو انھوں نے مہاجرین
۱۰ والنصار کو بلایا اور کہا کہ مجھے اس شخص کے قتل کے بارے میں مشورہ دو جس نے
دین میں رخنہ ڈالا، مہاجرین و انصار متفق ہو کر عثمان کو اُن کے قتل پر جرأت دلاتے
تھے، اکثر لوگوں نے کہا کہ اللہ ہرمزان اور جفینہ کو دور کرے کہ عبید اللہ کو اُن کے
والد کے پیچھے بھیج دینا چاہتے ہیں، اس قول کی کثرت ہوگئی، عمرو بن العاص نے
کہا کہ یا امیر المومنینؓ یہ امر (قتل) اس کے قبل ہوا کہ آپ کو لوگوں پر سلطنت
حاصل ہو، لہذا آپ اُن سے درگذر کیجیے، عمرو بن العاصؓ کے کلام سے لوگ
منتشر ہو گئے۔

ابن جریج سے مروی ہے کہ عثمانؓ نے مسلمانوں سے مشورہ کیا تو لوگوں
نے دونوں (مقتولین جفینہ و ہرمزان) کے خون بہا پر اتفاق کیا اور اس پر بھی
متفق ہوئے کہ عبید اللہ بن عمرؓ کو ان دونوں کے بدلے قتل نہ کیا جائے، دونوں
مسلمان ہو گئے تھے اور عمرؓ نے ان کا وظیفہ مقرر کر دیا تھا۔

جب علیؓ بن ابی طالب سے بیعت کی گئی تو انھوں نے عبید اللہ بن عمرؓ کے قتل کا ارادہ کیا، وہ بھاگ کے معاویہؓ بن ابی سفیان کے پاس چلے گئے انھیں کے ساتھ رہے اور جنگ صفین میں مقتول ہوئے۔

یزید بن یزید بن جابر کہتے تھے کہ معاویہؓ نے عبید اللہ بن عمرؓ کو بلایا اور کہا کہ علیؓ جس حالت میں ہیں تم دیکھتے ہو کہ بکر بن وائل اُن کی مہمان داری کرتے ہیں، کیا تمھاری رائے ہے کہ تم الشہباء جاؤ انھوں نے کہا ہاں، عبید اللہ اپنے خیمے میں واپس آئے اور ہتھیار پہنے، سوچا تو خوف ہوا کہ معاویہؓ کے ساتھ اپنے حال پر قتل کر دیے جائیں گے۔

ایک مولیٰ (آزاد کردہ غلام) نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں معاویہؓ صرف موت کیلئے آپ کو آگے کرتے ہیں اگر آپ کو فتح ہوئی تو وہ والی ہو جائینگے اور اگر آپ قتل کر دیئے گئے تو انھیں آپ سے اور آپ کے ذکر سے فرصت مل جائے گی، لہذا میرا کہنا مانئے اور عذر کر دیجئے، انھوں نے کہا کہ تم پر افسوس ہے، تم نے جو کچھ کہا میں سمجھ گیا بحریہ بنت ہانی اُن کی بیوی نے کہا کہ مجھے کیا ہوا کہ تمھیں عجلت کرتے دیکھتی ہوں انھوں نے کہا کہ مجھے امیرؓ نے حکم دیا ہے کہ الشہباء جاؤں، کہنے لگیں، واللہ وہ قتل امس صندوق ہے جو کوئی اُس کو اٹھاتا ہے وہ ضرور قتل کر دیا جاتا ہے، تم قتل کر دیے جاؤ گے اور جو شخص (یہ) چاہتا ہے وہ معاویہؓ ہیں، انھوں نے کہا کہ خاموش رہو، واللہ میں آج تمھاری قوم میں بہت کشت و خون کروں گا۔

بیوی نے کہا کہ (میری قوم کا کوئی) مقتول نہ ہوگا، معاویہؓ نے تمھیں فریب دیا ہے اور تمھیں خود تمھیں سے دھوکا دیا ہے، اُن پر تمھارا ہونا گراں ہے عمرو بن العاص نے اور انھوں نے آج سے پہلے اس کے متعلق تمھارے بارے میں فیصلہ کر لیا تھا، اگر تم علیؓ کے ساتھ ہوتے یا اپنے گھر میں بیٹھتے تو یہ زیادہ بہتر ہوتا، تمھارے بھائی نے یہی کیا ہے، حالانکہ وہ تم سے بہتر ہیں، انھوں نے کہا، خاموش رہو، بات کرتے اور مسکراتے جاتے تھے، کہنے لگے کہ تم اپنی قوم کے قیدیوں کو اسی خیمے کے گرد دیکھو گی۔

بیوی نے پھر کہا، واللہ مجھے تو یہ نظر آتا ہے کہ اپنے گھوڑے سے پر سوار ہو کے

قوم کے پاس جاؤں گی کہ تمہارا جسم مانگ کر اُسے دفن کروں، تمھیں فریب دیا گیا ہے، تم ایسی قوم سے پٹ رہے ہو جو موٹی گردن والے ہیں، ان میں ایسا سرکش بھی ہے کہ لوگ اُسے اس طرح دیکھتے ہیں جیسے ہلاکت کی طرف دیکھتے ہوں، وہ اگر لوگوں کو کھانا پینا ترک کرنے کا حکم دے تو لوگ اُسے نہ چکھیں، انھوں نے کہا کہ ملامت کو سمجھ کرو، کیونکہ ہمارے نزدیک تمہاری بات نہیں مانی جائے گی۔

11 پھر عبیداللہ معاویہؓ کے پاس گئے، معاویہؓ نے الشہباء کو ان کے ماتحت کر دیا، وہ بارہ ہزار تھے اور آٹھ ہزار اہل شام کو بھی اُن کے ماتحت کیا، ان میں ذوالکلاع مع قبیلۂ حمیر کے تھے۔

ان لوگوں نے جنگ کی ٹھان لی اور ارادہ کیا کہ علیؓ تک پہنچ جائیں جب انھیں قبیلۂ ربیعہ نے دیکھا تو گھٹنوں کے بل کھڑے ہو گئے اور نیزہ بازی شروع کر دی چاروں طرف سے گھیر کے اُن پر جھپٹے اور ایسا شدید قتال کیا کہ سوائے نیزوں اور تلواروں کے کچھ نظر آتا تھا، عبیداللہ قتل کر دیے گئے اور ذوالکلاع بھی مارے گئے، جس نے عبیداللہ کو قتل کیا وہ زیاد بن خصفہ التیمی تھا۔

معاویہؓ نے عبیداللہ کی بیوی سے کہا کہ اگر تم اپنی قوم میں جا کر ان لوگوں سے عبیداللہ بن عمرؓ کی لاش کے بارے میں گفتگو کریں تو بہتر ہوتا، وہ سوار ہو کے ان کے پاس گئیں، ہمراہ وہ بھی تھا جو انھیں پناہ دے۔

وہ اُن لوگوں کے پاس آئیں اور اپنا نسب بیان کیا، لوگوں نے کہا کہ ہم نے پہچان لیا، تمھیں مرحبا، بتاؤ کیا کام ہے، انھوں نے کہا کہ یہ لاش جسے تم لوگوں نے قتل کیا ہے اُسے لے جانے کی اجازت دو۔

بکر بن وائل کے نوجوان کھڑے ہو گئے لاش کو خچر پر رکھ کے باندھ دیا، بیوی نے لشکر معاویہؓ کا رخ کیا، معاویہؓ نے لاش کو ایک تابوت میں رکھا قبر کھودی اور اُن پر نماز پڑھ کے دفن کر دیا، پھر رونے لگے، کہتے تھے کہ ابن فاروقؓ قتل کر دیا گیا، زندگی دوستا میں وہ تمہارے خلیفہ کا فرماں بردار رہا لہذا اُس کے لئے دعائے رحمت کرو اگرچہ اللہ نے اُس پر رحمت کی تھی اور اُسے خیر کی توفیق دی تھی۔

پھر یہ بھی ان پر رد رہی تھیں، معاویہؓ نے جو کچھ کہا تھا جب انھیں معلوم ہوا تو کہنے لگیں
کہ تمھیں تو ہو کہ ان کے لڑکوں کو یتیم کر دیئے اور ان کی جان لینے میں عجلت کی، ان پر بعد
کے امر عظیم کا پورا خوف تھا، معاویہؓ کو معلوم ہوا کہ عمرو بن العاص سے کہا کہ دیکھتے نہیں یہ عورت
کیا کہتی ہے، راوی نے جو کچھ سنا تھا بیان کر دیا۔

عمرو نے کہا کہ واللہ تم پر تعجب ہے تم نہیں چاہتے کہ لوگ کچھ کہیں۔ واللہ لوگوں
نے قرآن لوگوں کے پاس سب سے بہتر ہے جو تم سے اور تم سے بہتر تھے، تو وہ لوگ تمھارے بارے
میں نہ کہیں گے۔ اس نے شخص اگر اس سے چشم پوشی (درگزر) نہ کرو گے جو تم دیکھتے ہو تو تم
خود اپنی طرف سے غم میں رہو گے۔ معاویہؓ نے کہا کہ واللہ یہی رائے مجھے اپنے والد
سے میراث میں ملی ہے۔

عبداللہ بن نافع نے اپنے والد سے روایت کی کہ عبیداللہ بن عمرؓ کے قتل
میں ہم سے اختلاف کیا گیا ہے، کوئی کہنے والا کہتا ہے کہ انھیں قبیلۂ ربیعہ نے قتل کیا
اور کوئی کہتا ہے کہ ہمدان کے کسی شخص نے قتل کیا، کوئی کہنے والا کہتا ہے کہ انھیں
عمار بن یاسر نے قتل کیا اور کوئی کہتا ہے کہ بنی حنیفہ کے کسی شخص نے قتل کیا۔

ابی الحسن سعد مولائے حسنؓ بن علیؓ سے مروی ہے کہ میں جنگ صفین کی رات
کو حسنؓ بن علیؓ کے ہمراہ نکلا، ہمدان کے پچاس آدمی ساتھ تھے اور چاہتے تھے
کہ علیؓ سے جا ملیں، وہ دن ایسا تھا کہ فریقین کے درمیان بہت شر ہوا تھا۔

ہم لوگ ہمدان کے ایک آدمی کے پاس سے گزرے جس کا نام
مذکور تھا، اس نے اپنے گھوڑے کی پچھاڑی ایک مقتول کے پاؤں سے باندھی
تھی، حسنؓ بن علیؓ اس کے پاس ٹھہر گئے، سلام کیا اور کہا کہ تم کون ہو، اس نے
کہا میں ہمدان کا آدمی ہوں، پوچھا تم یہاں کیا کر رہے ہو، اس نے کہا کہ اول شب
میں نے اس مقام پر اپنے ساتھیوں کو چھوڑا تھا، میں ان کی واپسی کا منتظر ہوں،
انھوں نے کہا کہ یہ مقتول کون ہے، اس نے کہا مجھے اس کے سوا کچھ نہیں معلوم کہ ۱۲
یہ ہم پر بہت سخت تھا، ہمیں سخت شکست دیتا تھا اور کہتا تھا کہ میں طیب بن الطیب
ہوں، جب تلوار مارتا تھا تو کہتا تھا کہ میں ابن الفاروق ہوں، اللہ نے اسے میرے
ہاتھ سے قتل کیا۔

حتیٰ اشتر کے اُس کے پاس گئے تو دیکھا کہ عبید اللہ بن عمرؓ تھے، اُن کے ہتھیار اُس شخص کے آگے تھے وہ اُسے علیؓ کے پاس لائے، علیؓ نے اُن کا سامان اُسے دیدیا اور اُس کی چار ہزار درہم قیمت لگا کے (اُسے دیدی)۔

ابی رزین سے مروی ہے کہ میں صفین میں اپنے مولیٰ کے ہمراہ تھا، چہارم شب گزر جانے کے بعد میں نے علیؓ کو گشت کرتے دیکھا، لوگوں کو حکم دیتے تھے اور منع کرتے تھے لوگوں نے جمعہ کی صبح کی تو مقابلہ کیا اور شدید قتال کیا عمار بن یاسر اور عبید اللہ بن عمرؓ نے بھی مقابلہ کیا، عبید اللہ نے کہا کہ میں طیب بن الطیب ہوں، عمار بن یاسر نے جواب دیا کہ تم خبیث بن الخبیث ہو۔ پھر عمار نے انھیں قتل کر دیا، اور کہا کہ انھیں حضرمیوں میں سے کسی نے قتل کیا۔

محمد بن عمرؓ نے کہا، مجھے دوسری سند اور دوسرے راوی سے معلوم ہوا کہ عبید اللہ بن عمرؓ نے اُس روز عمار کا کان کاٹ ڈالا۔ لیکن ہمارے نزدیک زیادہ ثابت یہ ہے کہ عمار کا کان جنگ یمامہ میں کاٹا گیا۔

محمد بن ربیعہ

ابن الحارث بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی۔

کنیت ابو حمزہ تھی، ان کی والدہ جمانہ بنت ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم ابن عبد مناف بن قصی تھیں۔

محمد بن ربیعہ کے یہاں حمزہ پیدا ہوئے، انھیں سے ان کی کنیت تھی، ان کے علاوہ قاسم و حمید و عبید اللہ اکبر تھے کہ وہی عائذ اللہ تھے۔

عائذ اللہ کی والدہ جویریہ بنت ابو عزہ شاعر کی بیٹی تھیں جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہادر ہی کے ساتھ غزوہ اُحد میں قتل کیا، ابو عزہ کا نام عمرو بن عبد اللہ ابن عمیر بن اُہیب بن حذافہ بن جمح تھا۔

ایک بیٹے عبداللہ تھے اور ایک جعفر جن کا کوئی پس ماندہ نہ تھا، علاوہ ان کے حارث وعثمان وام کلثوم وام عبداللہ تھیں، ان سب کی والدہ امۃ اللہ بنت عدی بن الخیار بن عدی بن نوفل بن عبد مناف بن قصی تھیں۔

علی و محمد، ام ولد سے تھے، ام عبداللہ اور ایک دوسری بیٹی بھی ام ولد سے تھیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت محمد بن ربیعہ دس سال سے زائد تھے ہمیں معلوم نہیں کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی روایت کی ہے، البتہ عمرؓ بن الخطاب سے ملے تھے اور اُن سے روایت کی ہے۔

محمد بن ربیعہ بن الحارث سے مروی ہے انھیں عمرؓ بن الخطاب نے دیکھا کہ بال لمبے تھے، یہ ذوالحلیفہ میں ہوا، محمد نے کہا کہ میں اپنی اونٹنی پر تھا اور ذی الحجہ میں حج کا ارادہ کر رہا تھا، مجھے انھوں نے حکم دیا کہ سر کے بال کتروا دوں میں نے تعمیل کی، ۱۳

محمد بن عمرؓ نے کہا کہ عبدالرحمٰن الاعرج (لنگڑے) محمد بن ربیعہ بن الحارث کے آزاد غلام تھے۔

عبداللہ بن نوفل

ابن الحارث بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی اُن کی والدہ ضُرَیبہ بنت سعید بن القشب تھیں، قشب کا نام جُندُب بن عبداللہ بن رافع بن نضلہ بن محضب بن صعب بن مبشر بن دہمان تھا جو الازد میں سے تھے، ضریبہ کی والدہ حکیم بنت سفیان بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف تھیں جو سعدؓ بن ابی وقاص کی خالہ تھیں، سعد کی والدہ حمنہ بنت سفیان بن امیہ بن عبد شمس تھیں۔

عبداللہ بن نافل کی اولاد .... (معلوم نہ ہو سکی)۔

عبداللہ بن نوفل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پیدا ہو گئے۔

ابی الغیث سے مروی ہے کہ سنہ ۴۲ھ میں جب پہلی مرتبہ مروان بن الحکم معاویہؓ بن ابی سفیان کی طرف سے والی مدینہ ہوا تو اُس نے عبداللہ بن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب کو مدینے کا قاضی بنایا، میں نے ابوہریرہؓ کو کہتے سنا کہ یہ پہلے قاضی ہیں جن کو میں نے اسلام میں دیکھا۔

محمد بن عمرؓ نے کہا کہ ہمارے ساتھیوں نے اس امر پر اتفاق کیا کہ عبداللہ ابن نوفل بن الحارث مروان بن الحکم کی جانب سے مدینے کے پہلے قاضی تھے۔ حالانکہ اُن کے اہل بیت اُن کے یا اور کسی بنی ہاشم کے قاضی مدینہ ہونے کا انکار کرتے ہیں اُن کے اہل بیت نے کہا کہ اُن کی وفات معاویہ بن ابی سفیان کی خلافت کے زمانے میں ہوئی۔

محمد بن عمرؓ نے کہا کہ ہم لوگ کہتے ہیں کہ وہ معاویہؓ کے بعد بھی زمانۂ دراز تک زندہ رہے۔ اور سنہ ۸۴ھ عبدالملک بن مروان کی خلافت میں اُن کی وفات ہوئی۔

عبیداللہ بن نوفل

ابن الحارث بن عبدالمطلب بن ہاشم۔

علی بن زید بن جدعان سے مروی ہے کہ عبیداللہ بن نوفل و سعید بن نوفل
۱۴ و مغیرہ بن نوفل سب قُرّائے قریش میں سے تھے اور جب سورج نکلتا تھا تو صبح ہی کو جمعہ کی نماز کے لئے چلے جاتے تھے، اس سے وہ اُس ساعت کو چاہتے تھے جس میں (مغفرت کی) امید کی جاتی ہے۔ عبیداللہ بن نوفل سو گئے تو انھیں (بیدار کرنے کے لئے) جھنجھوڑ اگیا یا ان کی پیٹھ میں دھکا دیا گیا اور کہا گیا کہ یہی وہ ساعت ہے جس کو تم چاہتے ہو، انھوں نے سر اٹھایا (اور اس طرح مسجد کی طرف بھاگے) کہ وہ مثل اُس ابر کے تھے جو آسمان پر چڑھتا ہے۔ جو اس وقت ہوا کہ آفتاب ڈھل گیا تھا۔

مغیرہ بن نوفل

ابن الحارث بن عبد المطلب بن ہاشم، اُن کی والدہ ضُربیہ بنت سعید بن القشب تھیں، قشب کا نام جندب بن عبد اللہ بن رافع بن نضلہ بن محضب بن صعب ابن مبشر بن دہمان تھا جو الازد میں سے تھے۔

مغیرہ کے یہاں ابوسفیان پیدا ہوئے جن کا کوئی پسماندہ نہ تھا، اُن کی والدہ آمنہ بنت ابی سفیان بن الحارث بن عبد المطلب تھیں۔

عبد الملک اور عبد الواحد، ان دونوں کی والدہ ام ولد تھیں،

سعید و لوط و اسحاق و صالح و ربیعہ و عبد الرحمن مختلف ام ولد سے تھے۔

عبد اللہ و عون بھی ام ولد سے تھے۔

امامہ و ام المغیرہ، ان دونوں کی والدہ بنت ہمام بن مُطرِب بنی عقیل میں سے تھیں۔

علی بن الحسین سے مروی ہے کہ کعب نے مغیرہ بن نوفل کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ قیامت میں میری شفاعت کرنا، اُنھوں نے اپنا ہاتھ اُن کے ہاتھ سے چھڑا لیا اور کہا کہ میں کیا ہوں، میں تو مسلمانوں میں سے ایک شخص ہوں، اُنھوں نے پھر اُن کا ہاتھ پکڑ لیا اور اُسے خوب زور سے پکڑ لیا، اور کہا کہ آل محمدؐ کا کوئی مومن ایسا نہیں جسے قیامت میں شفاعت کا حق نہ ہو، پھر کہا کہ اسے (یعنی شفاعت کو) اس کے (یعنی حدیث کے) پڑھنے یاد رکھنا۔

عبد الملک بن المغیرہ بن نوفل سے مروی ہے کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہ کعب الاحبار نے میرا ہاتھ پکڑا، زور سے دبایا اور کہا کہ میں اسے تمھارے پاس چھپاتا ہوں تاکہ تم اُسے قیامت میں یاد کرو، اُنھوں نے کہا کہ میں اس میں سے کیا یاد کروں گا، اُنھوں نے کہا کہ قسم ہے اُس ذات کی کہ جس کے قبضے میں میری

جان ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن درجہ بدرجہ اپنے قرابت داروں سے شفاعت شروع کریں گے۔

سعید بن نوفل

ابن الحارث بن عبدالمطلب بن ہاشم ان کی والدہ ضریبہ بنت سعید بن القشب تھیں جن کا نام جندب بن عبداللہ بن رافع بن نضلہ بن محضب بن صعب بن الشذن دہمان تھا، ازد میں سے تھے۔

سعید بن نوفل کے یہاں اسحاق اکبر و حنظلہ اور ولید و سلیمان و اشعث و ام سعید جن کا نام امتہ تھا پیدا ہوئیں، ان سب کی والدہ ام الولید بنت ابی خرشہ ابن الحارث بن مالک بن المسیب خزاعہ کے بنی حبشیہ میں سے تھیں۔

اسحاق اصغر و یعقوب و ام عبداللہ و ام اسحاق، یہ سب مختلف ام ولد سے تھے۔

رُقیہ ان کی والدہ ام کلثوم بنت جعفر بن ابی سفیان بن الحارث بن عبدالمطلب تھیں۔

سعید بن نوفل فقیہ و عابد تھے۔

عبداللہ بن الحارث

ابن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی، ان کی والدہ ہند بنت ابی سفیان بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف ابن قصی تھیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پیدا ہوئے تو ان کی والدہ ہند بنت ابی سفیان بن کی بہن ام حبیبہ زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھیں انھیں لائیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام حبیبہ کے پاس گئے تو پوچھا کہ اے ام حبیبہ یہ کیا ہے، انھوں نے کہا کہ یہ آپ کے چچا اور میری بہن کا بیٹا ہے، یہ حارث بن نوفل بن الحارث ابن عبد المطلب اور ہند بنت ابی سفیان بن حرب کا بیٹا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے منہ میں لعاب دہن ڈالا اور دعا فرمائی۔

عبد اللہ بن الحارث کی اولاد میں عبد اللہ بن عبد اللہ و محمد بن عبد اللہ تھے، ان دونوں کی والدہ خالدہ بنت مُعتّب بن ابی لہب بن عبد المطلب تھیں، خالدہ کی والدہ عاتکہ بنت ابی سفیان بن الحارث بن عبد المطلب تھیں، عاتکہ کی والدہ ام عمرو بنت المقوم بن عبد المطلب تھیں۔

اسحاق بن عبد اللہ و عبید اللہ بن عبد اللہ، عبید اللہ الاُرجُوان تھے۔ فضل بن عبد اللہ اور ام الحکم بنت عبد اللہ، جن کے یہاں محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس بن عبد المطلب سے یحیی و محمد کہ لا ولد مر گئے اور عالیہ فرزندان محمد بن علی پیدا ہوئے، ام الحکم کے والد کی والدہ عبد اللہ کی بیٹی تھیں، اور زینب بنت عبد اللہ و ام سعید بنت عبد اللہ و ام جعفر، ان سب کی والدہ ام عبد اللہ بنت العباس بن ربیعہ ابن الحارث بن عبد المطلب تھیں۔

عبد الرحمٰن بن عبد اللہ، ان کی والدہ بنت محمد بن صیفی بن ابی رفاعہ بن عابد ابن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم تھیں۔

عون بن عبد اللہ، ان کی والدہ ام ولد تھیں، ضریبہ بنت عبد اللہ بھی ام ولد سے تھیں، خالدہ بنت عبد اللہ بھی ام ولد سے تھیں، اور ام عمرو و ہند دختران عبد اللہ بھی ام ولد سے تھیں۔

عبد اللہ بن الحارث سے مروی ہے کہ وہ زمانہ عثمانؓ میں مکے پر امیر تھے۔

16 عبد اللہ بن الحارث بن نوفل سے مروی ہے کہ میرے والد نے عثمانؓ کی امارت میں نکاح کیا، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحابؓ کی دعوت کی

صفوان بن امیہ آئے جو بہت بوڑھے تھے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ گوشت کو دانتوں سے نوچو کیونکہ وہ زیادہ لذیذ و عمدہ (طریقہ) ہے۔

محمد بن عمرؒ نے کہا کہ عبداللہ بن الحارثؓ کی کنیت ابو محمد تھی، انھوں نے الجابیہ میں عمرؓ بن الخطاب سے خطبہ سنا ہے۔ اور عثمانؓ بن عفان و اُبی بن کعب و حذیفہ ابن الیمان و عبداللہ بن عباس اور اپنے والد حارث بن نوفل سے بھی (حدیث) سنی ہے، ثقہ و کثیر الحدیث تھے۔

عبداللہ بن الحارث اپنے والد کے ساتھ بصرے منتقل ہو گئے تھے، وہاں انھوں نے مکان بنا لیا تھا، ان کا لقب ببہ تھا، جب مسعود بن عمرو کا زمانہ آیا اور عبیداللہ ابن زیاد بصرے سے نکل گیا اور لوگوں نے آپس میں آمد و رفت کی اور قبائل و عشائر نے باہم ملایا تو اُن سب نے اپنے معاملے میں اتفاق کر کے عبداللہ بن الحارث بن نوفل کو اپنی نماز اور اپنے مال غنیمت کا والی بنا دیا، اس کے متعلق عبداللہ بن الزبیر کو لکھ دیا کہ ہم لوگ اُن سے راضی ہو گئے ہیں۔ عبداللہ بن الزبیر نے انھیں بصرے پر برقرار رکھا۔

عبداللہ بن الحارث بن نوفل منبر پر چڑھے اور لوگوں سے عبداللہ بن الزبیر کی بیعت لی، یہاں تک کہ انھیں غنودگی آ گئی اور وہ لوگوں سے بیعت لیتے تھے حالانکہ اپنا ہاتھ پھیلائے ہوئے سو رہے تھے، سحیم بن وثیل الیربوعی نے شعر کہا:

بایعت ایقاظا وافیت بیعتی ٭ وببۃ قد بایعتہ وھو نائم

میں نے بیدار لوگوں سے بیعت کی اور میں نے اپنی بیعت کو پورا کر دیا۔ اور ببہ سے میں نے اس حالت میں بیعت کی کہ وہ سو رہے تھے۔

عبداللہ بن الحارث ایک سال تک بصرے کے عامل رہے، پھر معزول کر دیے گئے۔ حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعہ المخزومی عامل ہوئے اور عبداللہ بن الحارث بن نوفل عمان چلے گئے جہاں ان کی وفات ہو گئی۔

سلیمان بن ابی حثمہ

ابن حذیفہ غانم بن عامر (بن عبداللہ) بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب، اُن کی

والدہ شفاء بنت عبداللہ بن عبد شمس بن خلف بن صداد بن عبداللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب تھیں۔

سلیمان بن ابی حثمہ کے یہاں ابوبکر و عکرمہ و محمد پیدا ہوئے ان سب کی والدہ امۃ اللہ بنت المسیب بن صیفی بن عائذ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھیں۔

عثمان بن سلیمان ان کی والدہ بنت قیس بن ربیعہ بن راعوان بن زعمان بن نصر بن عمرو بن ثعلبہ بن کنانہ بن عمرو بن قین بن فہم تھیں۔

سلیمان بن ابی حثمہ نبی علیہ السلام کے زمانے میں پیدا ہوئے عمرؓ بن الخطاب کے زمانے میں بالغ تھے عمرؓ نے انھیں عورتوں کی امامت کا حکم دیا تھا اور انھوں نے عمرؓ سے حدیث سنی ہے۔

17 ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمرؓ کے زمانے میں سلیمان بن ابی حثمہ رمضان میں عورتوں کی امامت کرتے تھے۔

ابی بکر بن سلیمان بن ابی حثمہ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے سلیمان بن ابی حثمہ کو حکم دیا کہ وہ عورتوں کو تراویح پڑھائیں۔

عمر بن عبداللہ العنسی سے مروی ہے کہ ابی بن کعب اور تمیم الداری دونوں نبی علیہ السلام کی مسجد میں تراویح کے لئے کھڑے ہوکر مردوں کو نماز پڑھاتے تھے اور سلیمان بن ابی حثمہ مسجد کے صحن میں عورتوں کو تراویح پڑھاتے تھے جب عثمانؓ بن عفان ہوئے تو عورتیں اور مرد ایک ہی قاری سلیمان بن ابی حثمہ پر جمع ہو گئے عورتوں کو حکم دیتے وہ رک جاتیں یہاں تک کہ مرد گزر جاتے پھر انھیں چھوڑ دیا جاتا تھا۔

ربیعہ بن عبداللہ

ابن الہدیر بن عبدالعزیٰ بن عامر بن الحارث بن حارثہ بن سعد بن تیم بن مرہ اُن کی والدہ تیمیہ

بنت قیس بن الحارث بن نضلہ بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب تھیں۔

ربیعہ بن عبد اللہ کے یہاں عبد اللہ و ام جمیل ایک ام ولد سے پیدا ہوئے۔

عبد الرحمن و عثمان و ہارون و عیسی و موسی و یحیی و صالح مختلف ام ولد سے پیدا ہوئے۔

ربیعہ بن عبد اللہ بن الہدیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پیدا ہوئے ابوبکرؓ و عمرؓ سے روایت کی ثقہ اور قلیل الحدیث تھے۔

ابن المنکدر سے مروی ہے کہ ربیعہ بن عبد اللہ بن الہدیر کو کہتے سنا کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کو زینب بنت جحش کے جنازے کے آگے چلتے ہوئے دیکھا۔

اُن کے بھائی۔

منکدر بن عبد اللہ

ابن الہدیر بن عبد العزیٰ بن عامر بن الحارث بن حارثہ بن سعد بن تیم بن مرہ، اُن کی والدہ ... بنت قیس بن الحارث بن نضلہ بن عوف بن عویج ابن عدی بن کعب تھیں۔

۱۸ منکدر بن عبد اللہ کے یہاں عبید اللہ اور ام عبید اللہ پیدا ہوئیں ان دونوں کی والدہ سعدہ بنت عبید اللہ بن عبد اللہ بن شہاب بنی زہرہ میں سے تھیں۔

محمد بن المنکدر فقیہ اور عمر و ابوبکر و ام یحیی مختلف ام ولد سے تھیں۔

ابی معشر سے مروی ہے کہ منکدر بن عبد اللہ عائشہؓ کے پاس گئے، انھوں نے پوچھا کہ تمھارے اولاد ہے؟ عرض کی نہیں، عائشہؓ نے کہا کہ اگر میرے پاس دس ہزار درہم ہوتے تو میں وہ سب تمھیں ہبہ کر دیتی شام ہوتے ہوتے معاویہؓ نے ان کے پاس

مال بھیجا عائشہؓ نے کہا کہ میں کس قدر جلد مبتلا ہو گئی منکدر کو دس ہزار درہم بھیج دیئے انھوں نے اُسی سے ایک لونڈی خریدی وہی محمد و عمر و ابوبکر کی ماں تھیں (یعنی ام ولد تھیں)۔

عبداللہ بن عیّاش

ابن ابی ربیعہ بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم، اُن کی والدہ اسماء بنت سلامہ بن مخرمہ بن جندل بن اُبیر بن نہشل بن دارم تھیں۔

عبداللہ بن عیاش کے یہاں حارث اور امۃ اللہ پیدا ہوئیں، ان دونوں کی والدہ ہند بنت مطرف بن سلامہ بن مخرمہ بن جندل بن اُبیر بن نہشل بن دارم تھیں۔

عبداللہ بن عیاش ملک حبشہ میں پیدا ہوئے، ہمیں معلوم نہیں کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی روایت لی ہے البتہ عمرؓ بن الخطاب سے روایت کی ہے، مدینے میں اُن کا ایک مکان تھا۔

حارث بن عبداللہ

ابن ابی ربیعہ بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم اُن کی والدہ ام ولد تھیں۔

حارث بن عبداللہ کے یہاں عبداللہ پیدا ہوئے، اُن کی والدہ ام عبدالغفار بنت عبداللہ بن عامر بن کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبدشمس تھیں۔

عبدالعزیز و عبدالملک و عبدالرحمٰن و ام حکیم و حفصہ، ان سب کی والدہ حنتمہ بنت عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام تھیں۔

محمد و عمر و سعد و ابوبکر و ام فروہ و قریبہ و اُبَیّہ و اسماء ان سب کی والدہ عائشہ بنت محمد بن الاشعث بن قیس بن معدی کرب بن معاویہ بن جبلہ کندہ میں سے تھیں۔

عیاش بن الحارث ایک ام ولد سے تھے، اور عمر ایک ام ولد سے۔

ام داؤد و ام الحارث، ان دونوں کی والدہ ام ابان بنت قیس بن عبداللہ ابن الحصین ذی الغصہ بن یزید بن شداد بن قنان الحارثی تھیں۔

ام محمد و امۃ الرحمن، ان دونوں کی والدہ ام ولد تھیں۔

عبدالرحمن و عبداللہ اکبر، ان دونوں کی والدہ عاتکہ بنت صفوان ابن امیہ بن خلف الجمحی تھیں۔ 19

عبداللہ بن الزبیر نے حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعہ کو بصرے کا عامل بنایا تھا بہت تیز بولنے والے آدمی تھے بصرے کے پیمانے پر نظر پڑی تو کہا کہ یہ پیمانہ بہت اچھا ہے (قباع صالح ہے) لوگوں نے اُن کا لقب القباع (احمق) رکھ دیا۔

واعظ اور پارسا تھے رنگ میں سیاہی تھی اس لئے کہ اُن کی والدہ ایک حبشی عیسائی تھیں، وہ مر گئیں تو حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعہ ان کے پاس آئے ساتھ بغرض تعزیت اور لوگ بھی آئے مگر سب کنارے رہے، اُن کے دینی لوگ آئے اور اُن کا انتظام کیا، اُن لوگوں کی بہت بڑی جماعت ان کے پاس آئی اور وہ سب علٰحدہ تھے۔

حارث بن عبداللہ کے بارے میں ابوالاسود الدؤلی نے (اشعار ذیل میں) عبداللہ بن الزبیر سے کہا ہے:

امیر المؤمنین ابا بکر ٭ ارحنا من قباع بنی المغیرہ

اے ابوبکر! اے امیر المومنین ٭ ہمیں قبیلہ بنی مغیرہ کے قباع سے نجات دلائیے

بلوناہ و لمناہ فاعیا ٭ علینا ما یمر لنا مریرہ

ہم انہیں اچھا بھی سمجھے اور قابل ملامت بھی ٭ اُن کے معاملے نے تو ہمیں عاجز و حیران کر دیا

سوی ان الفتی نکح اکول • وسہال بمناطبۃ کثیر

یہ اور بات ہے کہ وہ جوان ہیں، خوب نکاح کرتے ہیں، خوب کھاتے ہیں اور تیز بولتے اور بہت کلام کرتے ہیں

کاناحین جئناہ اطفنا • بضبعان قد رفی خلیج

جس وقت ہم لوگ ان کے پاس آتے ہیں تو گویا ایک ایسے بجو کے قریب آتے ہیں جو کھاڑی میں اترا ہو۔

عبد اللہ بن الزبیر نے انہیں بصرے سے معزول کر دیا۔ ان کی ولایت ایک سال رہی، ان کے بجائے مصعب بن الزبیر کو عامل بنایا، وہ بصرہ آئے مختار بن ابی عبید کے مقابلے کے لئے جانے کی تیاری کی۔

سعید بن العاص

ابن سعید ابی احیحہ بن العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی ان کی والدہ ام کلثوم بنت عمرو بن عبد اللہ بن ابی قیس بن عبد ود بن نصر بن مالک ابن حسل بن عامر بن لؤی تھیں، ام کلثوم کی والدہ ام حبیب بنت العاص بن امیہ ابن عبد شمس تھیں۔

سعید بن العاص کے یہاں عثمان اکبر پیدا ہوئے جو لاولد مر گئے، محمد و عمرو پیدا ہوئے، عبد اللہ اکبر اور حکم دونوں لاولد گزر گئے، ان سب کی والدہ ام البنین بنت الحکم بن ابی العاص بن امیہ تھیں۔

عبد اللہ بن سعید کی والدہ ام حبیب بنت [illegible]

عنبسہ بن سعید اور ابان جو لاولد گزر گئے [illegible] کی والدہ بنت

سلمہ بن [illegible] بن الحجن بن مالک [illegible]

سعد العشیرہ مذحج تھیں۔

ابان بن سعید اور خالد اور زبیر جو دونوں لا ولد مر گئے، ان سب کی والدہ جویریہ بنت سفیان بن عویف بن عبداللہ بن عامر بن ہلال بن عامر بن عوف بن الحارث بن عبد مناۃ بن کنانہ تھیں۔

۲۰ عثمان اصغر بن سعید و داؤد و سلیمان و سعادیہ و آمنہ، ان سب کی والدہ ام عمرو بنت عثمان بن عفان تھیں، ام عمرو کی والدہ رملہ بنت شیبہ بن ربیعہ ابن عبد شمس تھیں۔

سلیمان اصغر بن سعید، ان کی والدہ ام سلمہ بنت حبیب بن بجیر بن عامر ابن مالک بن جعفر بن کلاب تھیں۔

سعید بن سعید، ان کی والدہ مریم بنت عثمان بن عفان تھیں مریم کی والدہ نائلہ بنت الفرافصہ بن الاحوص قبیلۂ کلب سے تھیں۔

عنبسہ بن سعید ایک ام ولد سے تھے۔

عتبہ بن سعید اور مریم، دونوں کی والدہ ام ولد تھیں۔

ابراہیم بن سعید، ان کی والدہ بنت سلمہ بن قیس بن علاثہ بن عوف بن الاحوص بن جعفر بن کلاب تھیں۔

جریر بن سعید و ام سعید بنت سعید، ان دونوں کی والدہ عائشہ بنت جریر بن عبداللہ البجلی تھیں،

رملہ بنت سعید و ام عثمان بنت سعید و امیمہ بنت سعید، ان سب لڑکیوں کی والدہ امیمہ بنت عامر بن عمرو بن ذبیان بن ثعلبہ بن عمرو بن یشکر بجیلہ میں سے تھیں اور بجیلہ ابی اراکہ .... کی بہن تھیں اور وہ الروع بنت جریر بن عبداللہ البجلی تھیں۔

حفصہ بنت سعید اور عائشہ کبریٰ و ام عمرو و ام یحییٰ۔ و فاختہ و ام حبیب کبریٰ و ام حبیب صغریٰ و ام کلثوم و سارہ و ام داؤد و ام سلیمان و ام ابراہیم و حمیدہ، یہ سب لڑکیاں مختلف ام ولد سے تھیں۔

عائشہ صغریٰ بنت سعید ان کی والدہ ام حبیب بنت بجیر بن عامر بن مالک بن جعفر ابن کلاب تھیں۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو سعید نو یا قریب نو سال کے تھے، یہ اس لیے کہ ان کے والد عاص بن سعید بن العاص بن امیہ جنگ بدر میں بحالت کفر مارے گئے۔

عمرؓ بن الخطاب نے سعید بن العاص سے کہا کہ مجھے کیا ہے کہ میں تمہیں بے رخی کرتے دیکھتا ہوں گویا تمہارا گمان یہ ہے کہ میں نے ہی تمہارے والد کو قتل کیا ہے، میں نے اسے قتل نہیں کیا اسے علیؓ بن ابی طالب نے قتل کیا اور اگر میں اسے قتل کرتا تو میں ایک مشرک کے قتل سے عذر نہ کرتا، میں نے تو اپنے ماموں عاص بن ہشام بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا۔

سعید بن العاص نے کہا کہ اے امیر المومنین اگر آپ ہی قتل کرتے تو آپ حق پر تھے اور وہ باطل پر تھا، عمرؓ کو اس بات نے ان سے خوش کر دیا۔

عمرو بن سعید یحییٰ بن سعید الاموی نے اپنے دادا سے روایت کی کہ سعید ابن العاص عمرؓ کے پاس آکر البلاط والے مکان اور اپنے چچاؤں کی زمینوں کے قطعات میں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے زیادہ کرنے کو کہا، عمرؓ نے کہا کہ صبح کی نماز ہمارے ساتھ پڑھنا سویرے آنا اور مجھے اپنی حاجت یاد دلانا۔

انھوں نے کہا کہ میں نے یہی کیا، جب وہ واپس ہوئے تو میں نے کہا کہ یا امیر المومنین میری وہ حاجت جس کے متعلق آپ نے مجھے حکم دیا تھا کہ اسے آپ کو یاد دلاؤں، وہ میرے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے، فرمایا کہ اپنے مکان کی طرف چلو میں اس کے پاس پہنچا، انھوں نے میرے لئے زمین میں اضافہ کر دیا اور اپنے پاؤں سے نشان کر دیا۔

۴۱ عرض کی، یا امیر المومنینؓ اور زیادہ دیجئے میرے متعلقین اولاد بہت بڑھ گئی ہے، فرمایا تمہیں یہ کافی ہے یہ بات اپنے تک پوشیدہ رکھنا کہ میرے بعد وہ شخص والی امر ہوگا جو تمہارے ساتھ صلۂ رحم (سلوک) کرے گا، اور تمہاری حاجت پوری کرے گا۔

میں خلافت عمرؓ بن الخطاب میں ٹھیرا رہا یہاں تک کہ عثمانؓ خلیفہ بنائے گئے

انھوں نے خلافت کو شوریٰ و رضامندی سے حاصل کیا، میرے ساتھ صلۂ رحم کیا اور احسان کیا، میری حاجت پوری کی اور اپنی امانت میں شریک کیا۔

لوگوں نے کہا کہ سعید بن العاص عثمانؓ بن عفان کی قرابت کی وجہ سے انھیں کے نواح میں رہے، جب عثمانؓ نے ولید بن عقبہ بن ابی معیط کو کوفے سے معزول کر دیا تو سعید بن العاص کو بلا کر انھیں عامل بنایا، کوفے میں آئے تو اس وقت ایک نوجوان نازپرورد و ناتجربہ کار تھے، انھوں نے کہا کہ میں منبر پر تاوقتیکہ وہ خوب پاک صاف نہ کیا جائے نہ چڑھوں گا۔

حکم ہوتے ہی منبر دھویا گیا، سعید بن العاص اس پر چڑھے، اہل کوفہ کو خطبہ سنایا، جس میں ان لوگوں کو قصوروار بنایا، نااتفاقی اور اختلاف کی طرف منسوب کیا اور کہا کہ یہ بستی قریش کے بچوں کا باغ ہے۔

لوگوں نے عثمانؓ سے ان کی شکایت کی، انھوں نے کہا کہ جب کبھی تم میں سے کوئی شخص اپنے امیر سے ذرا سی بھی سختی دیکھتا ہے تو وہ ہم سے خواہش کرتا ہے کہ ہم اسے معزول کر دیں۔

سعید بن العاص مدینے وفد کے طور پر عثمانؓ کے پاس آئے بڑے بڑے مہاجرین و انصار کے پاس تحفے اور چادریں بھیجیں، علیؓ بن ابی طالب کو بھی بھیجا جو کچھ انھیں بھیجا تھا وہ انھوں نے قبول کیا اور کہا کہ بنی امیہ نے مجھے میراث محمد علیہ السلام میں کسی قدر فوقیت دی ہے، واللہ اگر میں زندہ رہا تو اس کی وجہ سے ان لوگوں کو اس طرح بکھیروں گا جس طرح قصاب کندسر (یعنی قیمہ کوٹنے کی لکڑی) سے میلے گوشت کو بکھیرتا ہے۔

سعید بن العاص کوفے واپس آئے اور وہاں کے باشندوں کو سخت نقصانات پہنچائے، چند مہینے کم پانچ سال تک عامل رہے۔

ایک مرتبہ انھوں نے کوفے میں کہا کہ تم میں سے کس نے چاند دیکھا ہے؟ یہ عید الفطر کا واقعہ ہے، قوم نے کہا کہ ہم نے نہیں دیکھا، ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص نے کہا کہ میں نے دیکھا ہے، سعید بن العاص نے ان سے پوچھا کیا ساری قوم میں سے صرف تم نے اپنی اس کانی آنکھ سے دیکھا ہے، ہاشم نے کہا کہ تم مجھے میری آنکھ سے عیب لگاتے ہو حالانکہ وہ اللہ کی راہ میں گئی تھی، ان کی آنکھ جنگ یرموک میں جاتی

لگی تھی۔

ہاشم نے اپنے مکان میں بغیر روزے کے صبح کی اور اپنے ساتھ لوگوں کو ناشتہ کرایا، سعید بن العاص کو معلوم ہوا تو ان کو بلا بھیجا، مارا اور اُن کا مکان جلا دیا۔

ام الحکم بنت عتبہ بن ابی وقاص جو مہاجرات میں سے تھیں اور نافع بن ابی وقاص کوفے سے روانہ ہوئے، مدینے آئے اور سعید نے ہاشم کے ساتھ جو کچھ کیا تھا اُسے سعد بن ابی وقاص سے بیان کیا، سعد عثمانؓ کے پاس آئے اور اُن سے یہ واقعہ بیان کیا، عثمانؓ نے کہا کہ ہاشم کے بدلے سعید تمھارے لئے ہیں، تم انھیں مارنے کے عوض میں مارو، سعید کا مکان ہاشم کے مکان کے بدلے تمھارے لئے ہے، لہذا اُسے جلا دو جیسا کہ انھوں نے ان کا مکان جلا دیا۔

عمر بن سعد جو اُس زمانے میں بچے تھے دوڑتے ہوئے گئے اور سعد کے مکان میں جو مدینے میں تھا آگ لگا دی، یہ خبر عائشہؓ کو معلوم ہوئی تو انھوں نے سعد بن ابی وقاص کو اپنے پاس بلایا اور اُن سے باز رہنے کی درخواست کی جس سے وہ باز آ گئے۔

مالک بن الحارث الاشتر، یزید بن مکفف، ثابت بن قیس، کمیل بن زیاد النخعی اور زید و صعصعہ فرزندان صوحان العبدی اور حارث بن عبداللہ الاعور، جندب ابن زہیر الازدی، ابو زینب الازدی اور اصغر بن قیس الحارثی نے کوفے سے عثمانؓ کی جانب کوچ کیا اور سعید بن العاص کو معزول کرنے کی درخواست کی۔

سعید بھی بطور وفد عثمانؓ کے پاس آئے، اُن لوگوں کے ساتھ ساتھ پہنچے۔ پھر عثمانؓ نے سعید کو معزول کرنے سے انکار کیا، اور اپنے عمل پر واپس جانے کا حکم دیا۔

اشتر اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت کے ساتھ اسی شب کو روانہ ہوا دس رات میں کوفے چلا گیا اور قبضہ کر لیا، منبر پر چڑھ کر کہا کہ یہ سعید بن العاص تمھارے پاس آیا ہے جو گمان کرتا ہے کہ یہ بستی قریش کے لڑکوں کا باغ ہے، حالانکہ یہ بستی تم لوگوں کے سروں کے گرنے کا مقام ہے، تمھارے نیزوں کا مرکز ہے اور تمھاری

اور تمہارے باپ دادا کی غنیمت ہے، جو شخص اپنے اوپر اللہ کا حق سمجھتا ہے وہ الجرعہ تک اُٹھ کر جائے۔

لوگ روانہ ہوئے، الجرعہ میں جو کوفے اور حیرہ کے درمیان تھا، لشکر قائم کیا، سعید بن العاص آئے، العذیب میں اُترے،

اشتر نے یزید بن قیس الارحبی اور عبداللہ بن کنانہ العبدی کو بلایا، دونوں بڑے جنگجو تھے، اُن کو پانچ پانچ سو سواروں پر امیر بنایا اور کہا کہ تم کو سعید بن العاص کے پاس جانا ہے، تم اُسے نکال دو اور اُس کے صاحب (عثمانؓ) سے ملا دو، اگر وہ انکار کرے تو اُس کی گردن مار کے اس کا سر میرے پاس لے آؤ۔

وہ دونوں سعید کے پاس گئے اُن سے کہا کہ اپنے صاحب (عثمانؓ) کی جانب کوچ کرو، اُنھوں نے کہا کہ میرے اونٹ پیاسے ہیں چند روز اُنھیں چارہ دوں گا، ہم مصر میں آئیں گے، اپنی ضروریات خریدیں گے توشہ لیں گے، پھر میں کوچ کروں گا، اُن دونوں نے کہا کہ نہیں، واللہ ایک ساعت بھی نہیں، تمھیں ضرور ضرور کوچ کرنا ہوگا یا ہم لوگ تمھاری گردن مار دیں گے۔

جب اُنھوں نے ان دونوں کا اصرار دیکھا تو عثمانؓ سے ملنے کے لئے کوچ کیا، اور وہ دونوں اشتر کے پاس آئے اور اُسے خبر دی، اشتر اپنی چھاونی سے کوفے واپس گیا، منبر پر چڑھا اللہ کی حمد و ثنا بیان کی، اور کہا کہ اے اہل کوفہ اللہ کی قسم مجھے تمھارے اور اللہ ہی کے لئے غصہ آیا، ہم نے اس شخص (سعید) کو اُس کے صاحب (عثمانؓ) سے ملا دیا، میں نے ابو موسیٰ الاشعری کو تمھاری نماز اور تمھاری سرحد کا اور حذیفہ بن الیمان کو تمھاری غنیمت پر والی بنایا ہے۔

وہ اُترا اور کہا کہ اے ابو موسیٰ تم منبر پر چڑھو، ابو موسیٰ نے کہا کہ میں ایسا کرنے والا نہیں ہوں تاوقتیکہ تم لوگ آؤ، امیر المومنین عثمانؓ کے لئے بیعت کرو، اور اپنی گردنوں میں اُنھیں کی بیعت کی تجدید کرو۔

لوگوں نے اُن کی یہ بات قبول کر لی، اُنھوں نے اُن کی ولایت قبول کر لی اور اُن لوگوں کی گردنوں میں عثمانؓ کی بیعت کی تجدید کی، اُنھوں نے جو کچھ کیا تھا وہ عثمانؓ کو لکھ دیا، عثمانؓ کو اس سے تعجب ہوا اور وہ مسرور ہوئے

اہل کوفہ کے شاعر عتبہ بن الوعل التغلبی نے کہا کہ۔

تصدق علینا ابن عفان واحتسب ❊ وامر علینا الاشعری لیالیا

(اے عثمانؓ بن عفان ہمارے ساتھ نیکی کرو اور احسان کرو اور ہم پر چند راتوں کیلئے الاشعری کو امیر بنا دو)۔
عثمانؓ نے کہا، ہاں۔ اگر میں زندہ رہا تو مہینوں اور برسوں کے لئے انھیں امیر بناتا ہوں۔

جو کچھ کہ اہل کوفہ نے سعید بن العاص کے ساتھ کیا تو جس وقت عثمانؓ پر جرأت کی گئی ہے تو یہ سب سے پہلی کمزوری تھی جو اُن میں آگئی۔

کوفے پر ابوموسیٰ عثمانؓ کی طرف سے والی رہے، یہاں تک کہ عثمانؓ شہید کر دیے گئے، سعید بن العاص جس وقت کوفے سے واپس آئے تو مدینے ہی میں ۲۳
رہے، یہاں تک کہ لوگ عثمانؓ کے مقابلے میں اُٹھ کھڑے ہوئے اور اُن کا محاصرہ کر لیا، سعید مکان میں برابر ان لوگوں کے ہمراہ عثمانؓ کے ساتھ رہے جو اُن کے ہمراہ تھے، وہ اُن سے جدا نہ ہوئے اور اُن کے لئے قتال کرتے رہے۔

عبداللہ بن ساعدہ سے مروی ہے کہ سعید بن العاص عثمانؓ کے پاس آئے اور کہا کہ اے امیرالمومنینؓ کب تک آپ ہمارے ہاتھوں کو روکیں گے، ہم لوگوں کو کھایا جا رہا ہے، یہ وہ قوم ہے کہ ان میں ایسے بھی ہیں جنھوں نے ہم پر تیر اندازی کی ہے۔ اور ایسے بھی ہیں جنھوں نے ہمیں پتھر مارے ہیں۔ اور ان میں وہ بھی ہے جو اپنی تلوار نیام سے باہر کئے ہوئے ہے، لہذا ہمیں آپ حکم دیجئے۔

عثمانؓ نے کہا کہ واللہ میں اُن لوگوں کا قتال نہیں چاہتا، اگر میں ان کا قتال چاہتا تو مجھے امید تھی کہ اُن سے محفوظ ہو جاتا، لیکن میں اُنھیں اللہ کے سپرد کرتا ہوں، اور انھیں بھی اللہ کے سپرد کرتا ہوں جو اُن لوگوں کو ہمارے پاس لائے ہیں، عنقریب ہم لوگ اپنے رب کے پاس جمع ہوں گے، رہا قتال تو میں واللہ تمھیں قتال کا حکم نہیں دوں گا۔

سعید نے کہا کہ واللہ کسی کو کبھی آپ سے نہ پوچھیں گے، انھوں نے

نکل کر قتال کیا یہاں تک کہ اُن کا سر پھٹ گیا۔

مصعب بن محمد بن عبد اللہ بن ابی امیہ سے مروی ہے کہ مجھ سے اُس شخص نے بیان کیا جس نے اُس روز سعید بن العاص کو قتال کرتے دیکھا تھا کہ اُس روز انھیں ایک شخص نے ایک ایسی تلوار ماری جس نے دماغ کو زخمی کر دیا ہے میں نے انھیں اس حالت میں دیکھا ہے کہ وہ جب جنگ کا شور سنتے تھے تو اُن پر بیہوشی طاری ہو جاتی۔

لوگوں نے بیان کیا کہ مکے سے جب طلحہ و زبیر و عائشہ بصرے کے ارادے سے روانہ ہوئے تو اُن کے ہمراہ سعید بن العاص اور مروان بن الحکم اور عبد الرحمٰن بن عتاب بن اُسید اور مغیرہ بن شعبہ بھی تھے، جب یہ لوگ مر الظہران میں اُترے جس کو ذات عرق کہا جاتا ہے تو سعید بن العاص کھڑے ہوئے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی اور کہا۔

اما بعد، عثمانؓ دنیا میں پسندیدہ ہو کے زندہ رہے اور اُس سے گئے تو اُن کی کمی محسوس کی جارہی ہے، اُنھوں نے نیکی و شہادت کی وفات پائی، اللہ اُن کے حسنات کو بڑھائے اور اُن کے سیئات کو گھٹائے، اُن کے درجات کو ان انبیاء و شہداء و صدیقین و صالحین کے ساتھ بلند کرے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے اور رفاقت کے لئے یہی لوگ اچھے ہیں۔

اے لوگو، تمھارا دعویٰ ہے کہ تم لوگ خون عثمانؓ کے انتقام کے لئے نکلے ہو، اگر تم لوگ یہی چاہتے ہو تو قاتلین عثمانؓ انھیں سواریوں کے آگے اور پیچھے ہیں لہذا اپنی تلواروں سے اُن پر ٹوٹ پڑو، ورنہ اپنے اپنے گھر واپس جاؤ اور مخلوق کی رضامندی میں اپنے آپ کو قتل نہ کرو لوگ قیامت میں کچھ بھی تمھارے کام نہ آسکیں گے۔

مروان بن الحکم نے کہا کہ ہم واپس نہیں جائیں گے ہم اُن کے بعض کو بعض سے ماریں گے، اُن میں سے جو قتل کر دیا جائے گا اس میں کامیابی ہو جائے گی، اور اُس سے فرصت مل جائے گی اور جو بچنے والا بچ جائے گا تو ہم اُسے اس حالت میں تلاش کریں گے کہ وہ اپنے ساتھیوں کے قتل کی وجہ سے سست

و کمزور ہو گا۔

مغیرہ بن شعبہ کھڑے ہوئے، اللہ کی حمد و ثنا کی اور کہا کہ رائے تو وہی مناسب ہے جو سعید بن العاص نے سوچی ہے، جو قبیلۂ ہوازن کا ہو اور میرے ساتھ ہونا چاہے تو وہ ایسا کرے، اُن میں سے کچھ لوگ اُن کے ساتھ ہو گئے۔

مغیرہ بن شعبہ روانہ ہوئے یہاں تک کہ طائف میں اُترے اور وہیں رہے تا آں کہ جنگ جمل و صفین کا وقت گزر گیا۔

سعید بن العاص مع اُن لوگوں کے جنہوں نے اُن کی پیروی کی روانہ ہوئے مکے میں اترے، اور وہیں رہے یہاں تک کہ جنگ جمل و صفین کا وقت گذر گیا۔ ۲۴

طلحہ و زبیر و عائشہؓ اور اُن کے ہمراہ عبدالرحمن بن عتاب بن اسید و مروان بن الحکم اور قریش وغیرہ میں سے اُن کے متبعین بصرے روانہ ہو گئے تو جنگ جمل میں شریک ہوئے جب معاویہؓ والی خلافت ہوئے تو مروان بن الحکم کو والی مدینہ بنایا پھر انھیں معزول کر دیا اور سعید بن العاص کو والی بنایا، حسنؓ بن علیؓ کی وفات ان کی اسی ولایت میں ۵۰ھ میں مدینے میں ہوئی، اُن پر سعید بن العاص نے نماز پڑھی۔

مروان بن الحکم

ابن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی، ان کی والدہ ام عثمان یعنی آمنہ بنت علقمہ بن صفوان بن امیہ بن محرث بن خمل بن شق بن رقبہ بن مخدج بن الحارث بن ثعلبہ بن مالک بن کنانہ تھیں، آمنہ کی والدہ صعبہ بنت ابی طلحہ بن عبد العزی بن عثمان بن عبد الدار بن قصی تھیں۔

مروان بن الحکم کے یہاں تیرہ بیٹا بیٹی پیدا ہوئے، عبد الملک کہ انہیں سے اُن کی کنیت تھی، اور معاویہؒ و ام عمرو، ان کی والدہ عائشہ بنت معاویہؓ

ابن المغیرہ بن ابی العاص بن امیہ تھیں۔

عبدالعزیز بن مروان اور ام عثمان، ان دونوں کی والدہ لیلیٰ بنت زبان ابن الاصبغ بن عمرو بن ثعلبہ بن الحارث بن حصن بن ضمضم بن عدی بن جناب قبیلۂ کلب کی تھیں۔

بشر بن مروان اور عبدالرحمٰن جو لاولد مر گیا، ان دونوں کی والدہ قُطَیّہ بنت بشر بن عامر بن مالک بن جعفر بن کلاب تھیں۔

ابان بن مروان و عبیداللہ و عبداللہ کہ لاولد مر گیا اور ایوب و عثمان و داؤد و رملہ، ان سب کی والدہ ام ابان بنت عثمانؓ بن عفان بن ابی العاص ابن امیہ تھیں، ام ابان کی والدہ رملہ بنت شیبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف ابن قصی تھیں۔

عمرو بن مروان و ام عمرو، ان کی والدہ زینب بنت ابی سلمہ بن عبدالاسد ابن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھیں۔

محمد بن مروان اور اُن کی والدہ زینب ام ولد تھیں۔

لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت مروان بن الحکم آٹھ سال کے تھے، اپنے والد کے ساتھ مدینے ہی میں رہے یہاں تک کہ اُن کے والد حکم بن ابی العاص کی وفات مدینے میں عثمانؓ بن عفان کی خلافت کے زمانے میں ہوئی، پھر مروان اپنے چچازاد بھائی عثمانؓ بن عفان کے ساتھ رہے، اُن کے کاتب تھے۔

اُن کے لئے عثمانؓ نے مالوں کا حکم دیا، اس بارے میں اپنے صلۂ قرابت اور رشتہ داروں کے ساتھ نیکی و احسان کی تاویل کرتے، لوگ عثمانؓ کے انھیں مقرب بنانے اور اُن کی بات ماننے پر سخت نکتہ چینی کرتے
اور خیال کرتے کہ اُن امور کا اکثر حصہ جو عثمانؓ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے ۲۵
مروان کا ہے، یہ محض مروان کی رائے ہے نہ کہ عثمانؓ کی۔

عثمانؓ جو کچھ مروان کے ساتھ کرتے۔ اور انھیں مقرب بناتے لوگ اس پر معترض تھے، مروان انھیں اُن کے اصحاب اور لوگوں پر برانگیختہ

کرتے، لوگ اُن کے بارے میں جو کچھ گفتگو کرتے اور اُن کی وجہ سے جو دُکھ دیتے وہ سب انھیں پہنچاتے تھے، اور یقین دلاتے تھے کہ وہ اس کے ذریعے سے اُن سے تقرب حاصل کرتے ہیں۔

عثمانؓ کریم و سلیم و حلیم تھے، وہ ان باتوں میں سے بعض میں اُن کی تصدیق کرتے اور بعض کا اُن سے انکار کر دیتے، مروان اُن کے سامنے اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جھگڑا کرتے، وہ انھیں اس سے روکتے اور ڈانٹتے۔

جب عثمانؓ محصور ہو گئے تو مروان ان کے لئے سخت قتال کر رہے تھے اسی زمانے میں عائشہؓ نے حج کا ارادہ کیا، مروان و زید بن ثابت و عبدالرحمٰن بن عتاب بن اُسید بن ابی العیص اُن کے پاس آئے اور سب نے عرض کی کہ اے ام المومنینؓ اگر آپ قیام کرتیں تو خوب ہوتا کیونکہ امیر المومنینؓ جیسا کہ آپ دیکھتی ہیں محصور ہیں آپ کا قیام اُن چیزوں میں سے ہے جس سے اللہ اُن کے پاس سے (محاصرے کو) دور کر دے گا۔

عائشہؓ نے کہا کہ میں اپنی سواری پہ بیٹھ چکی اور اپنے راحت و آرام کو ترک کر دیا میں قیام کرنے پر قادر نہیں ہوں اُن لوگوں نے پھر اسی بات کو دُہرایا اور انھوں نے جو جواب دیا تھا اسی کا اعادہ کیا، مروان یہ کہتے ہوئے اُٹھے۔

وحرّق قیس علیّ البلاد ۔۔ حتی اذا ما استعرت اجذما

(اور قیس نے شہروں کو آگ لگا دی یہاں تک کہ جب وہ بھڑک جائے گی تو اسے الگ کر دے گا)

عائشہؓ نے کہا کہ اے اشعار کو مجھ پر صادق کرنے والے، اگر تمھارے اور تمھارے ان ساتھی کے جن کے معاملے نے تمھیں مشقت میں ڈالا ہے دونوں کے پاؤں میں چکی (بندھی) ہو اور تم دونوں سمندر میں ڈوبتے ہو، تب بھی مجھے نکل جانا پسند ہے۔

عیسیٰ بن طلحہ سے مروی ہے کہ یوم الدار میں مروان سخت قتال کر رہے

تھے، اُس روز اُن کے ٹخنے میں ایسی تلوار لگی جس سے یہ گمان ہوتا کہ وہ اس زخم سے مرجائیں گے۔

ابی حفصہ مولائے مروان سے مروی ہے کہ اس روز مروان بن الحکم رجز پڑھتے تھے اور کہتے تھے کہ کون مجھ سے قتال کرے گا۔ مقابلے پر عروہ ابن شییم بن البیاع اللیثی آیا، لیثی نے گدی پر تلوار ماری جس سے مروان اپنے منہ کے بل گر پڑا، عبید بن رفاعہ بن رافع الزرقی اٹھ کر جو چھری ان کے پاس تھی وہ لے کے اس کے پاس گئے کہ اس کا سر کاٹ دیں ان کی رضاعی ماں فاطمہ الثقفیہ جو ابراہیم بن العربی حاکم یمامہ کی دادی تھیں اٹھ کر گئیں اور کہا کہ اگر تم اسے قتل کرنا چاہتے ہو تو قتل تو کر چکے، اب گوشت کاٹ کے کیا کروگے، عبید بن رفاعہ شرما گئے اور چھوڑ دیا۔

عیاش بن عباس سے مروی ہے کہ مجھ سے اُس شخص نے بیان کیا جو اُس روز ابن البیاع کے پاس موجود تھا، ابن البیاع مروان بن الحکم سے قتال کر رہا تھا، اس کی قبا میری نظر میں ہے جس کے دامن اُس نے کمربند کے نیچے کر لئے تھے اور قبا کے نیچے زرہ تھی اُس نے مروان کی گدی پر ایک ضرب ماری جس نے اُس کی گردن کی رگیں کاٹ دیں اور وہ اوندھے

۲۲ منہ گر پڑا، لوگوں نے یہ قصد کیا کہ اُس کا کام تمام کر دیں، کہا گیا کہ کیا تم لوگ گوشت کاٹو گے۔ تو اسے چھوڑ دیا گیا۔

عبید بن رُفاعہ سے مروی ہے کہ مجھ سے یوم الدار (قتل عثمانؓ) کے بعد والد نے جو مروان بن الحکم کا ذکر کر رہے تھے کہا کہ اے اللہ کے بندو! میں نے اُس کے ٹخنے پر ایسی تلوار ماری کہ میں تو یہی خیال کرتا تھا کہ وہ مر گیا، لیکن ایک عورت نے مجھے غیرت دلائی اور کہا کہ تم اُس کا گوشت کاٹ کے کیا کروگے، مجھے غیرت آئی اور چھوڑ دیا۔

نافع سے مروی ہے کہ یوم الدار میں مروان کو ایسی تلوار ماری گئی جس نے ان کے دونوں کان کاٹ دیئے، ایک شخص آیا جو چاہتا تھا کہ اُن کا کام تمام کر دے، اُس کی ماں نے اُس سے کہا کہ سبحان اللہ کیا تم میت کے جسم کا مُثلہ

(قطع اعضا) کر دیگے؟ اُس نے انھیں چھوڑ دیا۔

لوگوں نے کہا کہ جب عثمانؓ شہید ہوگئے اور طلحہ و زبیر و عائشہؓ خونِ عثمانؓ کے انتقام کی طلب میں بصرے گئیں تو مروان بن الحکم اُن لوگوں کے ساتھ روانہ ہوا اور اس روز بھی اس نے سخت قتال کیا، جب اُس نے لوگوں کو بھاگتے اور طلحہ بن عبید اللہ کو کھڑے دیکھا تو کہا واللہ عثمانؓ کے خون کا ذمہ دار یہی ہے یہی سب سے زیادہ اُن پر سخت تھا، میں آنکھ سے دیکھنے کے بعد کوئی علامت تلاش نہ کروں گا۔ ایک تیر نکال کے مارا اور قتل کر ڈالا۔

مروان نے اتنا قتال کیا کہ اُسے بحالت زخم اُٹھا کے عنزہ کی ایک عورت کے مکان پر پہنچا یا گیا، اُن لوگوں نے اُس کا علاج کیا اور اس کی نگرانی کی مروان کے متعلقین اُن لوگوں کا اس امر پر برابر شکریہ ادا کرتے رہے۔

اصحاب جمل بھاگ گئے، مروان چھپ گیا اس کے لئے علیؓ بن ابی طالب سے امان لی گئی، انھوں نے امان دے دی مروان نے کہا کہ مجھے اس وقت تک قرار نہ آئے گا جب تک کہ میں اُن سے بیعت نہ کروں وہ اُن کے پاس آیا اور بیعت کی۔

اس کے بعد مروان بن الحکم مدینے چلا گیا اور وہیں رہا یہاں تک کہ معاویہؓ بن ابی سفیان والی خلافت ہوئے ۴۲ھ میں انھوں نے مروان بن الحکم کو والی مدینہ بنا دیا، پھر اُسے معزول کر دیا اور سعید بن العاص کو والی بنا دیا، انھیں بھی معزول کر کے ولید بن عتبہ بن ابی سفیان کو والی بنایا، وہ ان کی وفات تک مدینے کے والی رہے، مروان اُس زمانے میں مدینے سے معزول تھا۔

یزید نے ولید بن عتبہ کے بعد عثمان بن محمد بن ابی سفیان کو والی مدینہ بنایا، ایام حرہ میں اہل مدینہ نے حملہ کیا تو انھوں نے عثمان بن محمد اور بنی امیہ کو مدینے سے نکال دیا۔ اور اُن لوگوں کو شام کی طرف جلا وطن کر دیا، انھیں میں مروان بن الحکم بھی تھا۔

انھوں نے اُن لوگوں سے قسمیں لیں کہ وہ اہل مدینہ کے پاس واپس نہ آئیں گے اور اگر قادر ہو سکے تو اُس لشکر کو واپس کرانے پر قادر ہوں گے

جو مسلم بن عقبہ المری کے ہمراہ اہل مدینہ کی جانب روانہ کیا گیا ہے۔

یہ لوگ مسلم بن عقبہ کے سامنے آئے اُسے سلام کیا، وہ ان لوگوں سے مدینہ و اہل مدینہ کو دریافت کرنے لگا، مروان اُسے خبر دینے لگا اور اُسے لوگوں کے خلاف برانگیختہ کرنے لگا۔

مسلم نے اُس سے کہا کہ تم لوگوں کی کیا رائے ہے، امیر المومنین رضؓ کے پاس جاتے ہو یا میرے ساتھ چلتے ہو، ان لوگوں نے کہا کہ ہم امیر المومنین رضؓ کے پاس جاتے ہیں، البتہ مروان نے کہا کہ میں تو تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔ ۲۸

مروان اس کے ساتھ معین و مددگار بن کے واپس ہوا اور اہل مدینہ پر فتح پائی، لوگ قتل کیے گئے، مدینہ تین مرتبہ لوٹا گیا، مسلم بن عقبہ نے یہ واقعہ یزید کو لکھا، مروان بن الحکم کا شکریہ لکھا، اپنے ساتھ اُس کی مدد، اس کی خیر خواہی اور اُس کے قیام کا بھی ذکر کیا۔

مروان یزید بن معاویہ رضؓ کے پاس شام میں آیا، یزید نے اُس کا شکریہ ادا کیا، اپنا مقرب بنایا اور نزدیکان صحبت میں سے کیا، مروان یزید بن معاویہ رضؓ کی وفات تک شام میں رہا۔

یزید نے اپنے بعد اپنے بیٹے معاویہ بن یزید کو ولی عہد نامزد کیا تھا، لوگوں نے اُس سے بیعت کر لی اور اُس کے پاس تمام آفاق سے بیعت کی خبر آگئی سوائے اُس اختلاف کے جو ابن الزبیر اور اہل مکہ کی طرف سے ہوا۔

معاویہ بن یزید تین مہینے اور کہا جاتا ہے کہ چالیس رات والی رہے وہ برابر گھر ہی میں رہے لوگوں کے پاس نہ آسکے کیونکہ علیل تھے، دمشق میں ضحاک بن قیس الفہری کو لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم دیتے تھے، جب معاویہ بن یزید سخت علیل ہوئے تو اُن سے کہا گیا کہ اگر آپ کسی کو ولی عہد اور خلیفہ بنا دیتے تو بہتر ہوتا۔

معاویہ نے کہا کہ واللہ مجھے اس خلافت نے زندگی میں کوئی نفع نہ دیا جو میں اُسے مرنے کے بعد بھی اپنی گردن میں ڈالوں، اگر وہ خیر ہوتی تو آل ابی سفیان نے اُس سے بہت سی خیر اس طرح جمع کر لی ہوتی کہ بنی امیہ اُس کی

حلاوت تو لے جاتے اور میں اُس کی تلخی کو اپنی گردن میں نہ ڈالتا، واللہ اللہ تعالیٰ مجھ سے کبھی اس کی باز پرس نہ کرے گا (کہ تم نے کسی کو ولی عہد یا خلیفہ کیوں نہیں بنایا)۔

جب میں مر جاؤں تو ولید بن عتبہ بن ابی سفیان مجھ پر نماز پڑھیں اور ضحاک بن قیس لوگوں کو (پنجگانہ) نماز پڑھائیں۔ یہاں تک کہ لوگ اپنے لئے کسی کو خلیفہ منتخب کریں اور کوئی شخص خلافت کو قائم کرے۔

جب اُن کی وفات ہوئی تو ولید نے اُن پر نماز پڑھی، لوگوں کی حکومت کو ضحاک بن قیس نے قائم کیا،

معاویہ بن یزید دفن کر دیئے گئے تو مروان بن الحکم اُن کی قبر پر کھڑا ہوا اور کہا کہ تم جانتے ہو کہ تم نے کس کو دفن کیا، لوگوں نے کہا کہ معاویہ بن یزید کو، اُس نے کہا کہ یہ ابولیلیٰ ہیں، ازنم الفزاری نے کہا۔

إنّي أرى فتنًا تغلي مراجلها ❊ فالملك بعد أبي ليلى لمن غلبا

(میں دیکھتا ہوں کہ فتنوں کی دیگیں اُبلتی ہیں ۔ ابولیلیٰ کے بعد سلطنت اُسکی ہوگی جو غالب آئیگا)

شام میں لوگوں میں اختلاف ہوا، امرائے لشکر میں سے سب سے پہلے جس نے مخالفت کی اور ابن الزبیر کو دعوت دی وہ نعمان بن بشیر تھے جو حمص میں تھے اور زفر بن الحارث کہ قنسرین میں تھے، دمشق میں خفیہ طور پر ضحاک بن قیس نے دعوت دی، پھر انھوں نے لوگوں کو ابن الزبیر کی بیعت کی علانیہ دعوت دی، سب نے اُن کی یہ دعوت قبول کرلی اور ان کی بیعت کرلی۔

ابن الزبیر کو معلوم ہوا تو انھوں نے ضحاک بن قیس کو شام کی عہدہ داری کے لئے لکھ دیا، ضحاک بن قیس نے اُن امرائے لشکر کو لکھا جنھوں نے ابن الزبیر کی بیعت کی طرف دعوت دی تھی، وہ اُن کے پاس آگئے۔

مروان نے یہ دیکھا تو وہ ابن الزبیر کے ارادے سے مکے روانہ ہوا کہ اُن سے بیعت کرے اور اُن سے بنی امیہ کے لئے امان لے لے، اس کے ساتھ عمرو بن سعید بن العاص بھی روانہ ہوا، یہ لوگ اذرعات میں تھے کہ [illegible]

شہر البثنیہ ہے کہ عراق سے آتا ہوا عبید اللہ بن زیاد ملا، اُس نے مروان سے کہا کہ کہاں کا قصد ہے، اُس نے اپنا ارادہ بیان کیا، عبید اللہ نے کہا سبحان اللہ کیا تم اپنے لئے اس بات پر راضی ہو، تم ابی خبیب سے بیعت کرو گے حالانکہ بنی عبد مناف کے سردار ہو؟ واللہ تم اُن سے زیادہ خلافت کے مستحق ہو۔

مروان نے اُس سے کہا، پھر کیا رائے ہے، اس نے کہا کہ رائے یہ ہے کہ واپس چلو اور اپنی بیعت کی طرف دعوت دو، میں قریش اور اُن کے موالی کا تمہارے لئے ذمہ دار ہوں، ان میں سے کوئی تمہاری مخالفت نہ کرے گا، عمرو بن سعید نے کہا کہ عبید اللہ نے سچ کہا، بیشک تم ۲۸
قریش کی جڑ، اُن کے شیخ اور اُن کے سردار ہو، لوگ صرف اس لڑکے خالد بن یزید بن معاویہ کی طرف نظر کریں گے تو تم اُس کی ماں سے نکاح کر لو، وہ تمہاری تربیت میں ہو جائے گا، اور اپنی طرف دعوت دو، میں تم سے اہل یمن کا ذمہ دار ہوں وہ لوگ میری مخالفت نہ کریں گے عبید اللہ کو وہ لوگ مانتے تھے، عبید اللہ نے کہا کہ اس شرط پر کہ تم اپنے بعد میرے لئے بیعت لینا اس نے کہا، ہاں۔

مروان و عمرو بن سعید اور جو لوگ ان کے ساتھ تھے واپس ہوئے عبید اللہ بن زیاد جمعہ کو دمشق میں آیا، مسجد میں گیا، نماز پڑھی پھر نکلا اور باب الفرادیس میں اترا، روزانہ سوار ہو کے ضحاک بن قیس کے پاس جاتا سلام کرتا پھر اپنے مکان واپس آجاتا۔

اُس نے ایک روز اُن سے کہا کہ اے ابو انیس تم پر تعجب ہے کہ شیخ قریش ہو کر ابن الزبیر کی طرف دعوت دیتے ہو اور اپنے آپ کو چھوڑتے ہو حالانکہ لوگوں کے نزدیک تم اُن سے زیادہ پسندیدہ ہو، لہذا تم اپنی طرف دعوت دو،

اُنھوں نے تین دن تک اپنی طرف دعوت دی اس پر لوگوں نے کہا کہ تم ہماری بیعت و عہد ایک شخص کے لئے لے چکے، پھر بغیر اس کے کہ اُس نے

کوئی حادثہ پیدا کیا ہو تم اس کی معزولی کی طرف دعوت دیتے ہو۔ ضحاک نے یہ دیکھا تو ابن الزبیر کی طرف دعوت دینے پر واپس ہوئے، اس واقعے نے لوگوں کے نزدیک انھیں مفسد بنا دیا اور ان سے بد دل کر دیا۔

عبید اللہ بن زیاد نے کہا کہ جس نے ابن الزبیر کی بیعت کا ارادہ کیا اس نے ان کے ساتھ مکر کیا، وہ مدائن اور الحصون میں جنگ کرنے اور اپنے پاس لشکر جمع کرنے نہیں آئے (یعنی ان مقامات میں) ان کے لئے جو بیعت ہوئی وہ محض تمھاری وجہ سے ہوئی) اب تم کیا چاہتے ہو، تم دمشق سے نکلو اور لشکروں کو اپنے ساتھ لو۔

ضحاک نکلے اور المرج میں اترے، عبید اللہ دمشق میں اور مروان و بنی امیہ تدمر میں، عبد اللہ و خالد فرزندان یزید بن معاویہ الجابیہ میں اپنے ماموں حسان بن مالک بن بحدل کے پاس رہے۔

عبید اللہ نے مروان کو لکھا کہ میں لوگوں کو تمھاری بیعت کی دعوت دیتا ہوں، تم حسان بن مالک کو لکھو کہ وہ تمھارے پاس آئے، وہ تمھاری بیعت سے تمھیں ہرگز نہیں پھیرے گا، پھر تم ضحاک کے پاس جاؤ، اس نے تمھارے لئے میدان تیار کر دیا ہے۔

مروان نے بنی امیہ اور ان کے موالی کو دعوت دی، ان لوگوں نے اس سے بیعت کر لی، اس نے (زوجۂ یزید) والدۂ خالد بنت ابی ہاشم بن عتبہ بن ربیعہ سے نکاح کر لیا، اور حسان بن مالک بن بحدل کو لکھ کر دعوت دی کہ اس سے بیعت کرے اور اس کے پاس آئے، مگر اس نے انکار کیا۔

مروان کو کوئی تدبیر بن نہ پڑی تو اس نے عبید اللہ کو بلا بھیجا، عبید اللہ نے لکھا کہ تم اپنے ہمراہ بنی امیہ کو لے کے اس کے مقابلے کے لئے نکلو، مروان اور کل بنو امیہ حسان بن مالک کے مقابلے کے لئے نکلے، وہ الجابیہ میں تھا، جو لوگ وہاں تھے آپس میں اختلاف کر رہے تھے، مروان نے اسے اپنی بیعت کی دعوت دی۔

حسان نے کہا کہ واللہ اگر تم لوگ حسان سے بیعت کر لو گے تو تم پر

کوڑے کا بندھن اور جوتے کا تسمہ اور درخت کا سایہ بھی حسد کرے گا، کیونکہ
مروان اور آل مروان قیس کے اہل بیت ہیں، چاہتے ہیں کہ مروان وہ
کا بھائی ہو اور وہ کا باپ یا ایں ہمہ اگر تم نے اس سے بیعت کر لی تو تم لوگ
اُن کے غلام ہو جاؤ گے، لہٰذا تم لوگ میرا کہنا مانو اور خالد بن یزید سے بیعت کرو۔

روح بن زنباع نے کہا کہ بڑے سے (یعنی مروان سے) بیعت کرو اور
چھوٹے کو (یعنی خالد کو) جوان ہونے دو۔

حسان بن مالک نے خالد سے کہا کہ اے میرے بھانجے میری خواہش
تو تمہارے ہی بارے میں ہے مگر لوگوں نے تمہاری کم سنی کی وجہ سے انکار کیا ہے
اور مروان ان لوگوں کے نزدیک تم سے اور ابن الزبیر سے زیادہ محبوب ہے،
خالد نے کہا کہ لوگوں نے میری بیعت سے انکار نہیں کیا بلکہ تم عاجز ہو کہ میرے
لئے بیعت لو، اُس نے کہا ہرگز نہیں۔ ۲۹

حسان اور اہل اُردُن نے مروان سے اس شرط پر بیعت کر لی کہ مروان
سوائے خالد بن یزید کے اور کسی کے لئے بیعت نہ لے گا، خالد کے لئے حمص
کی امارت ہو گی اور عمرو بن سعید کے لئے دمشق کی امارت ہو گی۔

الجابیہ میں مروان کی بیعت ۱۵ ذی القعدہ سنہ ۶۴ھ یوم دوشنبہ
کو ہوئی، عبید اللہ بن زیاد نے اہل دمشق سے مروان بن الحکم کے لئے
بیعت لی، اس کے متعلق مروان کو لکھ دیا تو مروان نے کہا کہ اگر اللہ چاہے
تو وہ میرے لئے ایسی مکمل خلافت کر دے گا کہ اُس کی مخلوق میں سے کوئی شخص
مجھے اس سے نہ روک سکے گا، حسان بن مالک نے کہا کہ تم نے سچ کہا۔

مروان الجابیہ سے چھ ہزار لشکر کے ہمراہ روانہ ہوا اور مرج راہط میں
اُترا، اُس کے ساتھیوں میں سے جو دمشق وغیرہم کے لشکریوں میں سے تھے
سات ہزار آدمی اُس سے مل گئے، اب وہ تیرہ ہزار کے ساتھ ہو گیا جن میں
اکثر پیادہ تھے، مروان کے لشکر میں صرف اسّی آزاد غلام تھے جن میں چالیس
عباد بن زیاد کے تھے اور چالیس باقی لوگوں کے۔

مروان کے میمنے پر عبید اللہ بن زیاد (امیر) تھا اور میسرے پر عمرو بن سعید

ضحاک بن قیس نے امرائے لشکر کو لکھا، سب اُس کے پاس المرج میں پہنچ گئے اور وہ تیس ہزار کے ساتھ ہوگیا۔

اُن لوگوں نے وہاں بیس روز اس طرح قیام کیا کہ روزانہ قتال کرتے ضحاک بن قیس اور اُس کے ساتھ قبیلۂ قیس کے بہت سے آدمی مارے گئے ضحاک بن قیس مارا گیا اور لوگ بھاگ گئے تو مروان اور جو لوگ اُس کے ہمراہ تھے دمشق آئے، اس نے اپنے عاملوں کو لشکروں پر مقرر کر کے بھیجا، تمام اہل شام نے اُس سے بیعت کر لی۔

مروان نے خالد بن یزید بن معاویہ کو کسی قدر حکومت کا لالچ دلایا تھا، پھر اُسے مناسب معلوم ہوا تو اپنے دونوں بیٹوں عبدالملک اور عبدالعزیز فرزندان مروان کو اپنے بعد خلافت کے لئے نامزد کیا، اس لئے یہ چاہا کہ خالد کی قدر گھٹا دے، اُس کے مرتبے میں کمی کر دے اور لوگوں کو اُس سے بے رغبت کر دے، حالانکہ وہ جب اُس کے پاس آتا تھا تو اُسے اپنے ساتھ تخت پر بٹھا لیتا تھا۔

خالد ایک روز اُس کے پاس آیا اور حسب معمول اُس مجلس میں بیٹھنے گیا جس میں وہ اسے اکثر بٹھاتا تھا مروان نے اُسے جھڑک دیا اور کہا کہ او، تر سُرین والی کے بیٹے (تنح) دور رہو، واللہ میں نے تجھ میں ذرا بھی عقل نہ پائی۔

خالد اُسی وقت غضبناک ہو کر واپس اپنی ماں کے پاس گیا اور کہا کہ تو نے مجھے رسوا کیا تو نے میرے ساتھ قصور کیا مجھے سرنگوں اور ذلیل کیا، پوچھا کیا بات ہے، اس نے کہا، تو نے اس شخص کے ساتھ نکاح کیا جس نے میرے ساتھ یہ یہ کیا اور جو کچھ مروان نے کہا تھا اُس سے اُسے آگاہ کیا۔

ماں نے کہا کہ یہ بات تم سے کوئی اور نہ سننے پائے اور نہ مروان کو معلوم ہونے پائے کہ تم نے مجھے کچھ بتایا ہے تم میرے پاس جس طرح آتے تھے، آتے رہو، اور اس وقت تک اس بات کو پوشیدہ رکھو جب تک کہ اس کا انجام نہ دیکھ لو، میں اُس کے لئے تمہیں کافی ہوں اور میں اس سے تمہاری حفاظت کروں گی۔

خالد خاموش ہو گیا اور اپنے مکان چلا گیا، مروان آیا اور ام خالد

بنت ابی ہاشم بن عتبہ بن ربیعہ کے پاس گیا جو اُس کی بیوی تھی، اس سے کہا کہ خالد نے تم سے کیا کہا، میں نے آج اس سے کیا کہا، اور اس نے میری جانب سے تم سے کیا بیان کیا، اُس نے کہا کہ خالد نے مجھ سے کچھ نہیں بیان کیا اور نہ مجھ سے کچھ کہا۔

۳ مروان نے کہا کہ کیا اُس نے تم سے میری شکایت نہیں کی، میری تقصیر جو اس کے ساتھ ہوئی اور جو گفتگو میں نے اُس سے کی وہ اُس نے تم سے بیان نہیں کی، اُس نے کہا یا امیر المومنین تم خالد کی نظر میں بہت بزرگ ہو، وہ تمہاری تعظیم میں اس سے بہت زیادہ ہے کہ تمہاری طرف سے کچھ بیان کرے یا تم کچھ کہو تو وہ اُس سے رنج کرے، تم تو اُس کے والد کے قائم مقام ہو،

مروان جھک گیا اور یہ سمجھا کہ معاملہ اسی طرح ہے جس طرح اُس نے اس سے بیان کیا ہے اور اس نے سچ کہا ہے، وہ ٹھیرا رہا یہاں تک کہ جب اس کے بعد کا وقت ہوا اور قیلولے کا وقت آیا تو وہ اس کے پاس سو گیا،

والدۂ خالد زوجۂ مروان اور اُس کی باندیاں اُٹھیں، دروازے بند کر دیے، اُس نے ایک تکیے کا ارادہ کیا اور اُسے اُس کے منہ پر رکھ دیا پھر وہ اور اس کی باندیاں اُسے بیہوش کرتی رہیں یہاں تک کہ وہ مر گیا،

وہ کھڑی ہوئی اور اُس نے اپنا گریبان چاک کر ڈالا اپنی باندیوں اور خدمتگاروں کو بھی حکم دیا، اُنھوں نے بھی چاک کیا اور اُس پر چیخ چیخ کر روئیں اور کہا کہ امیر المومنین یکایک مر گئے۔

یہ واقعہ یکم رمضان ۶۵ھ کو ہوا اور مروان اُس روز چونسٹھ سال کا تھا اس کی ولایت شام و مصر پر آٹھ مہینے سے نہ بڑھی اور کہا جاتا ہے کہ چھ مہینے سے زیادہ نہ رہی (پہلے یہ روایت آ چکی ہے کہ ۱۵ ذی القعدہ ۶۴ھ کو مروان سے بیعت کی گئی اس حساب سے اُس کی ولایت پورے ساڑھے نو مہینے رہی)

علی بن ابی طالب نے ایک روز اُسے دیکھا تو کہا کہ یہ اپنی کاکلیں سفید ہونے کے بعد ضرور ضرور گمراہی کا جھنڈا اُٹھائے گا اور اس کے لئے ایک مرتبہ اس طرح حکومت ہوگی جس طرح کتا اپنی ناک چاٹتا ہے۔

اُس کے بعد اہل شام نے عبد الملک بن مروان سے بیعت کر لی شام و مصر عبد الملک کے قبضے میں رہے جس طرح اس کے والد کے قبضے میں تھے عراق و حجاز ابن الزبیر کے قبضے میں رہے، اور دونوں کے درمیان سات سال تک فتنہ رہا۔ پھر مکے میں ابن الزبیر ۱۷ جمادی الاولی ۷۲ھ یوم سہ شنبہ کو قتل کئے گئے۔ جو اس وقت بہتر سال کے تھے، اُن کے بعد عبد الملک ابن مروان کی حکومت پورے طور پر قائم ہو گئی۔

مروان نے عمرؓ بن الخطاب سے روایت کی ہے کہ جس نے کوئی چیز صلۂ رحم (قرابت) کے لئے ہبہ کی تو وہ اُس میں رجوع نہ کرے۔

عثمانؓ اور زید بن ثابت اور بسرہ بنت صفوان سے بھی روایت کی ہے، مروان نے سہل بن سعد الساعدی سے بھی روایت کی ہے۔

مروان اپنی ولایت مدینہ کے زمانے میں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جمع کر کے اُن سے مشورہ لیتا اور جس چیز پر وہ لوگ اتفاق کرتے اُسی پر عمل کرتا، اس نے پیمانہ (صاع) جمع کئے، اُن سب کو جانچا اور اُسے اختیار کیا جو سب سے زیادہ درست تھا، اس نے حکم دیا کہ اس سے ناپا جائے وہ صاع مروان کہلایا، حالانکہ وہ صاع مروان نہ تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا صاع تھا لیکن مروان نے سب صاعوں کو جانچا تھا اور اُن میں جو سب سے زیادہ درست تھا اُسی پر پیمائش قائم کر دی تھی۔

عبد اللہ بن عامر

ابن کُریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی، کنیت ابو عبد الرحمٰن تھی، اور والدہ دجاجہ بنت اسماء بن الصلت بن حبیب بن حارثہ ابن ہلال بن حرام بن سمّال بن عوف بن امرئ القیس بن بہثہ بن سلیم بن منصور تھیں۔ ۱۳

عبداللہ بن عامر کے بارہ لڑکے اور چھ لڑکیاں پیدا ہوئیں۔
عبدالرحمن ام ولد سے تھے جو لاولد یوم الجمل میں مقتول ہوئے۔
عبداللہ اپنے والد سے پہلے ہی وفات پا گئے اور عبدالملک و زینب ان سب کی والدہ کیسبہ بنت الحارث بن کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس تھیں کیسبہ کی والدہ بنت ارطاۃ بن عبد شرحبیل بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار بن قصی تھیں اور بنت ارطاۃ کی والدہ اروی بنت عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی تھیں۔
عبدالحکیم و عبدالحمید، دونوں کی والدہ ام حبیب بنت سفیان بن عویف بن عبداللہ بن عامر بن ہلال بن عامر بن عوف بن الحارث بن عبد مناۃ بن کنانہ تھیں
عبدالمجید ام ولد سے تھے۔
عبدالرحمن اصغر کہ ابوالسنابل تھے اور عبدالسلام جو لاولد مر گئے ان دونوں کی والدہ بھی ام ولد تھیں۔
عبدالرحمن بھی جو ابوالنضر تھے ام ولد سے تھے۔
عبدالکریم و عبدالجبار اور امۃ الحمید، ان سب کی والدہ ہند بنت سہیل بن عمرو بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لؤی تھیں، ہند کی والدہ حفاء بنت ابی جہل بن ابی ہشام بن المغیرہ تھیں اور حفاء کی والدہ اروی بنت اسید بن ابی العیص بن امیہ تھیں۔
ام کلثوم بنت عبداللہ ان کی والدہ امۃ اللہ بنت الوارث ابن الحارث بن ربیعہ بن خویلد بن نفیل بن عمرو بن کلاب تھیں۔
امۃ الغفار بنت عبداللہ، ان کی والدہ ام ابان بنت مکلبہ بن جابر بن السمین بن عمرو بن سنان بن عمرو بن ثعلبہ بن یربوع بن الدول بن حنیفہ قبیلۂ ربیعہ سے تھیں۔
عبدالاعلیٰ بن عبداللہ اور امۃ الواحد ام ولد سے تھیں۔
ام عبدالملک ان کی والدہ بنی عُقیل میں سے تھیں۔
لوگوں نے بیان کیا کہ عبداللہ بن عامر ہجرت کے چار سال بعد

مکے میں پیدا ہوئے، سنہ ۴ھ میں جب عمرہ قضاء ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ کے لیے مکے تشریف لائے تو ابن عامر کو جو تین سال کے تھے آپ کے پاس لایا گیا، آنحضرت نے کھجور چبا کے اُن کے تالو میں لگا دی، انھوں نے زبان نکال کے اُسے چاٹا اور اپنا منہ کھول دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن اُن کے منہ میں ڈال دیا اور فرمایا کیا یہ السلمیۃ کا بیٹا ہے، لوگوں نے عرض کی جی ہاں، فرمایا یہ ہمارا بیٹا ہے اور تم سب سے زیادہ ہمارے مشابہ ہے، وہ سیراب ہوگا، عبداللہ ہمیشہ شریف رہے، سخی کریم اور بہت مال واولاد والے تھے تیرہ سال کے تھے جب اُن کے یہاں عبدالرحمن پیدا ہوئے۔

لوگوں نے کہا کہ جب عثمانؓ بن عفان والی خلافت ہوئے تو انھوں نے ابوموسی الاشعری کو چار سال تک بصرے کی امارت پر برقرار رکھا جیسا کہ عمرؓ نے انھیں اشعری کے بارے میں وصیت کی تھی، پھر انھیں معزول کر دیا اور بصرے پر اپنے ماموں زاد بھائی عبداللہ بن عامر بن کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس کو والی بنایا جو پچیس سال کے تھے۔

ابوموسیٰ کو لکھا کہ میں نے تمھیں کمزوری وخیانت کی وجہ سے معزول نہیں کیا، مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ وعمرؓ کا تم کو عامل بنانے کا زمانہ ۳۲ یاد ہے، مجھے تمھاری فضیلت معلوم ہے، تم مہاجرین اولین میں سے ہو لیکن میں عبداللہ بن عامر کا حق قرابت ادا کرنا چاہتا ہوں اور میں نے انھیں حکم دیا ہے کہ تمھیں تیس ہزار درہم دے دیں۔

ابوموسیٰ نے کہا کہ واللہ عثمانؓ نے مجھے بصرے سے اس حالت میں معزول کیا کہ میرے پاس نہ کوئی دینار تھا نہ درہم، یہاں تک کہ مدینے سے میرے عیال کے وظیفے آئے۔ میں اُس وقت تک بصرہ چھوڑنے کے قابل نہ ہوا جب تک کہ میرے پاس اہل وعیال کے مال میں سے دینار و درہم نہ ہوگیا انھوں نے ابن عامر سے کچھ نہیں لیا۔

اُن کے پاس ابن عامر آئے اور کہا کہ اے ابوموسیٰ آپ کے بھائی

کی اولاد میں مجھ سے زیادہ آپ کی فضیلت کا جاننے والا کوئی نہیں ہے، اگر آپ قیام کریں تو آپ ہی اس شہر کے امیر ہیں اور اگر آپ کوچ کریں تو آپ کے ساتھ احسان کیا جائے گا، انھوں نے کہا کہ اے میرے بھتیجے اللہ تمہیں جزائے خیر دے، پھر کوفے کی جانب کوچ کیا۔

ابن عامر سخی، بہادر، اپنی قوم اور اپنے قرابت داروں کے ساتھ احسان کرنے والے اُن لوگوں میں محبوب اور رحیم تھے، بسا اوقات جہاد کرتے لشکر میں سجادہ گر پڑتا تو اُتر کر اُس کی اصلاح کرتے۔

ابن عامر نے عبدالرحمٰن بن سمرہ بن حبیب بن عبد شمس کو سجستان روانہ کیا، انھوں نے اُسے اس صلح پر فتح کیا کہ وہاں نہ لومڑی اور سیاہی کو نہیں مارا جائے گا، بشرط وہاں کالے بھیدار سانپ کے ہونے کی وجہ سے ہوئی کیونکہ یہ دونوں انھیں کھا جاتے ہیں۔

ابن عامر سنام الداور گئے اور اُسے بھی فتح کیا، ابن عامر ملک البارز اور قلعہ ہائے فارس پر جنگ کرتے رہے، علاقۂ اصطخر کے البیضاء کے باشندے اس پر غالب آگئے تھے، ابن عامر اُدھر بھی گئے اور اسے دوبارہ فتح کیا، انھوں نے جور کو اور علاقۂ دارابجرد کے الکاریاں اور الفنسجان کو بھی فتح کیا۔

پھر اُن کے دل میں خراسان کی خواہش پیدا ہوئی، اُن سے کہا گیا کہ وہاں یزدجرد بن شہریار بن کسریٰ ہے اور اُس کے پاس فارس کے کنگن ہیں، جس وقت اہل نہاوند کو شکست ہوئی تو وہ لوگ خزانے کسریٰ کے پاس اٹھا لے گئے تھے، انھوں نے اس کے بارے میں عثمانؓ کو لکھا، عثمانؓ نے جواب دیا اگر تم چاہو تو وہاں جاؤ۔

ابن عامر نے تیاری کی، لشکر بھیجے اور خود بھی روانہ ہوئے، بصرے میں نماز پڑھانے پر ابوالاسود الدولی کو مامور کیا اور خراج پر راشد الجدیدی کو جو الازد میں سے تھے، پھر وہ اصطخر کے راستے پر روانہ ہوئے، اور خراسان و کرمان کا درمیانی راستہ اختیار کیا۔ یہاں تک کہ مقام طبسین کے لئے (جو خراسان کے دو شہر ہیں) نکلے اور دونوں کو فتح کر لیا، مقدمۂ لشکر پر قیس بن الہیثم

ابن اسار بن الصلت السلمی تھے، اُن کے ہمراہ عرب کے نوجوان تھے۔

ابن عامر نے مرو کی طرف توجہ کی، اور حاتم بن النعمان الباہلی اور نافع بن خالد الطاحی کو روانہ کیا، دونوں نے آدھا آدھا شہر فتح کر لیا قوت و غلبہ کے ساتھ اس کے دیہات کو بھی فتح کر لیا شہر کو اُن دونوں نے صلح سے فتح کیا۔

یزدجرد پہلے ہی قتل کیا جا چکا تھا، شکار کے لئے نکلا تھا، ایک چکی میں دانت بنانے والے کے پاس سے گزرا تو اُس نے اُسے مارا، دانت بنانیوالا اُسے برابر کلہاڑی سے مارتا رہا یہاں تک کہ اُس نے اُس کا بھیجہ گرا دیا۔

ابن عامر نے مروالروز کا قصد کیا اور عبداللہ بن سوار بن ہمام العبدی کو روانہ کیا، اُنھوں نے اُسے فتح کیا یزید الجرشی کو زام و باخرز و جوین کی جانب روانہ کیا، ان سب کو اُنھوں نے قوت و غلبے کے ساتھ فتح کیا عبداللہ بن خازم کو سرخس کی جانب بھیجا اُن لوگوں کے رئیس (مرزبان) نے صلح کر لی۔ ۴۳

ابن عامر نے ابرشہر، طوس، طخارستان، نیشاپور، بوشنج، باذغیس، ابیورد بلخ، الطالقان اور الفاریاب کو بھی طاقت سے فتح کیا پھر ضبرہ بن شیبان الازدی کو ہرات کی جانب بھیجا اُنھوں پہلے دیہات فتح کرلئے شہر پر قابو نہ چلا عمران بن الفصیل البرجمی کو آسل کی جانب بھیجا اُنھوں نے اُسے فتح کر لیا۔

ابن عامر نے احنف بن قیس کو خراسان میں چھوڑا، چار ہزار آدمیوں کے ہمراہ مرو میں اُترے، پھر حج کا احرام باندھا، عثمانؓ نے کھڑا کر دیا، انھیں کمزور بنایا اور کہا کہ تم نے مصیبت کو چھیڑ لیا۔

عثمانؓ کے پاس آئے تو اُنھوں نے کہا کہ اپنی قوم قریش کے ساتھ احسان کرو جو اُنھوں نے کیا، علیؓ بن ابی طالب کو تین ہزار درہم اور کپڑے بھیجے۔ جب درہم وغیرہ اُن کے پاس آئے تو اُنھوں نے کہا کہ الحمد اللہ ہم دیکھتے ہیں کہ میراث محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اغیار کھاتے ہیں۔

عثمانؓ کو معلوم ہوا تو اُنھوں نے ابن عامر سے کہا کہ اللہ تمھاری رائے کو رسوا کرے، کیا تم علیؓ بن ابی طالب کو تین ہزار درم بھیجتے ہو، اُنھوں نے نے کہا کہ میں نے بہت زیادہ دینا پسند نہ کیا اور آپ کی رائے معلوم نہ تھی، اُنھوں نے کہا کہ اور زیادہ دو، ابن عامر نے بیس ہزار درم اور وہ چیز جو اُن درموں کے ساتھ تھی بھیجی۔

علیؓ شام کو مسجد میں گئے اور اپنے حلقے میں پہنچے، اہل حلقہ ابن عامر کے قبیلۂ قریش کے ساتھ احسانات کا تذکرہ کر رہے تھے۔ علیؓ نے کہا کہ وہ تو جوانان قریش کے سردار ہیں جن کا کوئی مقابل نہیں ہے انصار نے بھی گفتگو کی اُن لوگوں نے کہا کہ ہمارے ساتھ احسان کرنے سے ان کو مجبور کر کے اسلام لانے والوں نے محض عداوت کی وجہ سے انکار کیا۔

عثمانؓ کو معلوم ہوا تو اُنھوں نے ابن عامر کو بلا کے کہا کہ اے ابوعبدالرحمن اپنی آبرو بچاؤ انصار نے گفتگو کیا، اُن کی زبانیں تمھیں بھی معلوم ہیں اُنھوں نے انصار میں بھی خوب احسانات کئے اور کپڑے تقسیم کئے، لوگوں نے اُن کی تعریف کی۔

عثمانؓ نے اُن سے کہا کہ اپنے کام پر واپس جاؤ، وہ اس حالت میں واپس ہوئے کہ لوگ کہہ رہے تھے ابن عامر نے کہا" اور وہ ابن عامر نے کیا" ابن عامر نے کہا کہ جب کمائی حلال ہوتی ہے تو خرچ بھی پاک ہوتا ہے اہل بصرہ جب اُن کی تاب نہ لائے تو عثمانؓ کو لکھ کر جہاد کی اجازت چاہی اُنھوں نے اجازت دے دی۔

ابن عامر نے ابن سمرہ کو آنے کو لکھا، وہ آئے، بست اور اُس کے مضافات کو فتح کیا، کابل و زابلستان گئے اور ان دونوں کو بھی فتح کر لیا عثمانؓ کم ابن عامر کے پاس بھیج دیے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ ابن عامر خراسان پر بتدریج قبضہ کرتے رہے یہاں تک کہ ہرات، بوشنج، سرخس، ابر شہر، طالقان، فاریاب اور بلخ فتح کر لیا یہی خراسان تھا جو ابن عامر و عثمانؓ کے زمانے میں تھا،

ابن عامر بصرے ہی کے امیر رہے عثمانؓ بن عفان کے حکم سے عامر ابن عبد قیس العنبری کو بصرے سے شام بھیجا، بصرے میں بازار بنائے جس کے لئے مکانات خرید کے منہدم کئے اور بازار بنائے۔

وہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے بصرے میں خز (سوت ریشم ملا ہوا کپڑا) پہنا، خاکی رنگ کا جبہ پہنا تو لوگوں نے کہا کہ امیر نے ریچھ کی کھال پہن لی، سرخ ۳۴
جبہ پہنا تو لوگوں نے کہا کہ امیر نے لال کرتہ پہنا۔ وہ پہلے شخص ہیں کہ عرفات میں حوض بنائے۔ اُن حوضوں تک نہر جاری کی۔ اور لوگوں کو سیر آب کیا جو آج تک جاری ہے۔

عمال کی شکایتیں جب زائل ہوگئیں اور عثمانؓ ان سب سے راضی ہوگئے تو اُن شرائط میں جو لوگوں سے کیں یہ بھی تھا کہ ابن عامر کو اُن لوگوں میں محبوب ہونے اور اُن کے اس قبیلۂ قریش کے ساتھ احسان کرنے کی وجہ سے انھیں بصرے پر برقرار رکھیں۔

لوگ عثمانؓ کے معاملے میں اُلجھ گئے تو ابن عامر نے مجاشع بن مسعود کو بلایا اور ایک لشکر عثمانؓ کی جانب اُن کی مدد کے لئے نامزد کیا، لوگ روانہ ہوئے بلاد حجاز کے قریبی حصوں میں تھے کہ اُن کے ساتھیوں میں سے ایک جماعت نکلی، ان کو ایک شخص ملا، دریافت کیا کہ کیا خبر ہے؟ اُس نے کہا، معاذ اللہ، اللہ کا دشمن پیر دراز ریش (یعنی عثمانؓ) قتل کر دیا گیا، یہ اُن کے بال ہیں، زفر بن الحارث نے جو اس زمانے میں غلام تھے اور مجاشع ابن مسعود کے ساتھ تھے حملہ کرکے اُسے قتل کر دیا، وہ پہلا مقتول تھا جو خون عثمانؓ میں قتل کیا گیا، مجاشع بصرے واپس گئے۔

ابن عامر نے یہ دیکھا تو جو کچھ بیت المال میں تھا سب لاد لیا، بصرے پر عبد اللہ بن عامر الحضرمی کو قائم مقام بنایا اور خود مکے کی طرف روانہ ہوگئے۔ وہاں طلحہ و زبیر و عائشہؓ کے پاس پہنچے جو شام کا ارادہ کر رہے تھے، انھوں نے کہا کہ نہیں، آپ لوگ بصرے آئیے وہاں لوگوں پر میرے احسانات ہیں، وہ مال کی جگہ ہے اور اُس میں لوگوں کی ایک تعداد ہے، واللہ اگر میں چاہتا تو اس سے

نہ نکلنا یہاں تک کہ بعض کو بعض سے پٹوا دیتا، طلحہ نے کہا کہ تم نے کیوں نہ ایسا کیا، کیا تم شیمم کے کندھوں پر ڈر گئے؟

سب کی رائے بصرے جانے پر متفق ہو گئی، ابن عامر اُن لوگوں کو بصرے لائے جب جنگ جمل میں جو ہونا تھا وہ ہوا، لوگوں کو شکست ہو گئی عبداللہ ابن عامر زبیر کے پاس آئے، اُن کا ہاتھ پکڑ کے کہا کہ اے ابو عبداللہ میں تمہیں امت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں قسم دیتا ہوں کیونکہ آج کے بعد یہ امت اندیشہ ہے کہ باقی نہ رہے گی زبیر نے کہا کہ دونوں لشکروں کو پریشان ہونے کے لئے چھوڑ دو، کیونکہ خوف شدید کے ساتھ امید بن ہوتی ہیں۔

ابن عامر شام کے لشکر میں شامل ہو گئے، دمشق میں اُترے، اُن کے بیٹے عبدالرحمٰن جنگ جمل میں مارے گئے انھیں سے اُن کی کنیت تھی۔

حارثہ بن بدر ابو العنبس الغدانی نے ابن عامر کی روانگی دمشق کے بارے میں اشعار ذیل کہے۔

اتانی من الانباء ان ابن عامر　∴　اناخ والقی فی دمشق المراسیا

میرے پاس یہ خبر آئی کہ ابن عامر نے دمشق میں قیام کیا اور (وہیں) لنگر ڈال دیے

یطیف بحامے دمشق وقصرہ　∴　بعیشك ان لم یاتك القوم راضیا

دمشق کے دونوں حمام اور اُسکے ایوان کا طواف کر رہا ہے۔ تیری زندگی کی قسم اگر قوم کو خوش نہ کرسکا تو کیا ہوگا۔

رأی یوم انقاء الفرائض وقیعۃ　∴　وکان الیہا قبل ذلك داعیا

وہ ایک ہنگامے کو خود دیکھ رہا ہے۔ یہ وہی ہنگامہ ہے جسکے برپا ہونے کی پہلے خود اُس نے دعوت دی تھی

کان السریجیات فوق رؤسھم　∴　بوارق غیث راح او طف دانیا

ایسا نظر آتا ہے کہ اُنکے سروں پر تلواریں اسطرح چمک رہی ہیں جیسے ابر میں برق تاباں ہو یا چمکنے کے قریب ہو

فقد تدید الم یر الناس مثلہ ٭ وکان عراقیا فاصبح شامیا

اُس نے ایسی نظیر دکھائی جیسی کسی نے نہ دیکھی تھی۔ وہ پہلے عراقی مسلک کا تھا مگر اب شامی ہو گیا

ابن عامر بصرے سے چلے گئے تو علیؓ نے وہاں عثمان بن حنیف الانصاری کو بھیجا، وہ وہیں تھے کہ عائشہؓ و طلحہ و زبیر اُن کے پاس آئے، عبداللہ بن عامر شام میں معاویہؓ کے پاس تھے، جنگ صفین میں ان کا کوئی ذکر نہیں سنا گیا۔

٥ البتہ جب حسن بن علیؓ نے معاویہؓ سے بیعت کر لی تو انھوں نے بسر بن ابی ارطاۃ کو والی بصرہ بنایا پھر معزول کر دیا اُن سے ابن عامر نے کہا کہ وہاں ایک قوم کے پاس میری کچھ امانتیں ہیں اگر آپ مجھے والی بصرہ نہ بنائیں گے تو وہ چلی جائیں گی، انھوں نے تین سال تک ابن عامر کو والی بصرہ بنایا۔

ابن عامر کی وفات معاویہؓ سے ایک سال پہلے ہوئی، معاویہؓ نے کہا کہ اللہ ابو عبدالرحمن پر رحمت کرے جن پر ہم فخر کرتے تھے اور ناز کرتے تھے۔

عبیداللہ بن عدی الاکبر

ابن الخیار بن عدی بن نوفل بن عبد مناف بن قصی۔ اُن کی والدہ ام قتال بنت اسید بن ابی العیص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی تھیں۔

عبیداللہ بن عدی کے یہاں مختار پیدا ہوئے، اُن کی والدہ ام ولد تھیں۔

حمید بنت عبیداللہ کی والدہ میمونہ بنت سفیان بن فہم تھیں، عبیداللہ کی ایک بیٹی اور تھیں جن کی والدہ بھی قبیلۂ فہم سے تھیں۔

عبیداللہ بن عدی نے عمرؓ و عثمانؓ سے روایت کی ہے۔ مدینے میں علیؓ بن ابی طالب کے مکان کے پاس اُن کا مکان تھا، عبیداللہ بن عدی کی وفات مدینے میں ولید بن عبدالملک کی خلافت کے زمانے میں ہوئی۔

ثقہ اور قلیل الحدیث تھے۔

عبدالرحمٰن بن زید

ابن الخطاب بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن ریاح بن عبداللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب، اُن کی والدہ لبابہ بنت ابی لبابہ بن عبدالمنذر ابن رفاعہ بن زنبر بن زید بن امیہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف انصار میں سے تھیں۔

عبدالرحمٰن بن زید کے یہاں عمر پیدا ہوئے، ان کی والدہ ام عمار بنت سفیان بن عبداللہ بن ربیعہ بن الحارث بن حبیب بن الحارث بن مالک بن حطیط ابن جشم بن قسی تھیں۔

عبداللہ بن عبدالرحمٰن اور ایک اور لڑکے، دونوں کی والدہ فاطمہ بنت عمرؓ بن الخطاب تھیں، فاطمہ کی والدہ ام حکیم بنت الحارث بن ہشام ابن المغیرہ تھیں۔

عبدالعزیز اور عبدالحمید جو عمر بن عبدالعزیز کی طرف سے والی کوفہ تھے اور ام جمیل و ام عبداللہ، ان سب کی والدہ میمونہ بنت بشر بن معاویہ بن ثور بن عبادہ بن البکاء بنی عامر بن صعصعہ میں سے تھیں۔

اُسید والوبکر و محمد و ابراہیم ان سب کی والدہ سودہ بنت عبداللہ بن عمرؓ بن الخطاب تھیں۔

عبدالملک اور ام عمرو و ام حمید و حفصہ و ام زید، یہ سب مختلف ام ولد سے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت عبدالرحمٰن بن زید ابن الخطاب چھ سال کے تھے، انھوں نے عمر بن الخطاب سے (حدیث) سنی۔ ۳۶

عبدالرحمٰن بن زید بن الخطاب سے مروی ہے کہ میں اور عاصم بن عمرؓ ابن الخطاب دریا میں بحالت احرام تھے وہ میرا سر پانی میں ڈبو دیتے اور میں ان کا سر پانی میں ڈبو دیتا، حالانکہ عمرؓ ساحل سے دیکھ رہے تھے۔

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے عبدالحمید کے والد کی طرف دیکھا جن کا نام محمد تھا، ایک شخص انھیں کہہ رہا تھا کہ اے محمد اللہ تمھارے ساتھ یہ کرے اور یہ کرے اور یہ کرے، عمرؓ نے اس شخص کو گالی دیتے سنا تو کہا کہ اے ابن زید قریب آؤ، کیا تم دیکھتے نہیں کہ تمھارے سبب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یا فرمایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دی جاتی ہے، واللہ جب تک میں زندہ ہوں تمھیں محمد نہیں پکارا جائے گا، ان کا نام انھوں نے عبدالرحمٰن رکھا۔

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ انھوں نے عبدالرحمٰن بن زید بن الخطاب کے حنوط (عطر میت) لگایا، انھیں کفن دیا، اٹھایا اور مسجد میں گئے نماز پڑھی لیکن وضو نہیں کیا، محمد بن عمرؓ نے کہا کہ عبدالرحمٰن بن زید نے عبداللہ بن الزبیر بن العوام کے زمانے میں وفات پائی۔

عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن زید بن الخطاب سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن زید یزید بن معاویہؓ کی طرف سے والی مکہ تھے، وہ اس کے پاس گئے اور سات روز ٹھیرے، ایک سفید پیشانی اور سفید پاؤں والے گھوڑے پر وہ اس طرح سجاتے ہوئے نکلے کہ ان کے ہاتھ پر ایک باز تھا، میں نے کہا کہ جو ان کے پاس ہے بہتر ہے، میں ان کے قریب گیا اور ان سے کلام کیا تو ان کی عقل میں فتور پایا، یزید نے انھیں کے واپس کر دیا۔ عبداللہ بن الزبیر نے ان کے پاس لوگوں کی آمد و رفت پسند کی یزید کو یہ معلوم ہوا تو انھیں کے تئے معزول کر دیا اور حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعہ کو اس کا والی بنا دیا۔

عبدالرحمٰن بن سعید

ابن زید بن عمرو بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن ریاح بن عبداللہ بن قرط بن رزاح

ابن عدی بن کعب اُن کی والدہ اُمامہ بنت الُجیح، قبیلہ غسان کی تھیں۔

عبدالرحمٰن بن سعید کے یہاں زید پیدا ہوئے اور سعید جن کا کوئی پس ماندہ نہ تھا اور فاطمہ، ان سب کی والدہ ام ولد تھیں۔

عمرو بن عبدالرحمٰن کی والدہ بنی خطمہ میں سے تھیں، ایک روایت یہ ہے کہ اُن کی والدہ ام ثابت تھیں، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ام اُناس بنت ثابت ابن قیس بن شماس تھیں۔

ابوبکر بن عثمان سے جو آل یربوع میں سے تھے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن ابن سعید بن زید بن عمرو العدوی عمرؓ بن الخطاب کے پاس آئے ان کا نام
۳۷ موسیٰ تھا، انھوں نے ان کا نام عبدالرحمٰن رکھا جو آج تک قائم ہو گیا، یہ اس [illegible] ہوا جب عمرؓ نے ارادہ کیا کہ جو لوگ انبیاء کے ہم نام ہیں اُن کے نام بدل دیں۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمرؓ کو عبدالرحمٰن بن سعید بن زید بن عمرو بن نفیل کی طرف بلایا گیا، وہ جمعہ کی نماز کے لئے اپنے کپڑوں میں عود کی دھونی دے رہے تھے، اُن کے پاس گئے ہم لوگ بھی ساتھ ہو لئے ان کے حکم سے ہیں نے عبدالرحمٰن بن سعید کو غسل دیا، ابن عمرؓ پانی ڈالتے رہے، ایک شخص نے اُن کے سر کے اگلے حصے اور چہرے کو غسل دیا، نتھنوں اور منہ میں پانی ڈالا، اُن کی گردن اور سینے اور شرمگاہ کو غسل دیا۔

بعد اس کے [illegible] پہلے اُن کی شرمگاہ کو کپڑے سے ڈھانک کے غسل دیا، قدموں تک پہنچے تو انھیں پلٹ دیا اور پیچھے کے حصے کو غسل دیا جیسا کہ ہم نے اُن کے آگے کے حصے کو غسل دیا تھا، پھر اس نے اُن کو گھٹنوں کے بل بٹھا دیا اور ایک شخص نے اُن کے شانے پکڑ لئے پیٹ نچوڑا، ایک شخص اُن پر پانی ڈالتا جاتا تھا۔

ایک مرتبہ پانی سے غسل دیا، دوبارہ بیری کے پانی سے تیسری مرتبہ بھی پانی سے، اور اس پر کافور چھڑکا جاتا تھا، یہ تین غسل ہوئے، پھر انھیں کسی کپڑے سے پونچھا، نتھنوں میں منہ [illegible] کانوں میں اور مقام اجابت میں روئی رکھ دی، کفن لایا گیا جو پانچ کپڑے تھے انھیں کرتہ پہنایا گیا جس میں گھنڈیاں نہ تھیں،

آگے کے حصے میں اور سر اور چہرے کے پاس حنوط (عطر میت) لگایا گیا تاآں کہ اُن کے پاؤں تک پہنچ گیا، جو بڑھا وہ پاؤں پر لگا دیا گیا، چہرہ اور سر عمامے میں لپیٹا گیا، پھر تین چادروں میں رکھا گیا، جو اُن میں اس طرح اور اس طرح داخل کئے گئے گرہ نہیں لگائی گئی۔ نافع نے کہا کہ عمرؓ بن الخطاب اور عبدالرحمٰن بن سعید بن زید اور واقد بن عبداللہ بن عمرؓ کو اسی طرح غسل دیا گیا۔

عبدالرحمٰن ثقہ قلیل الحدیث تھے۔

محمد بن طلحہ

ابن عبیداللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ، اُن کی والدہ حمنہ بنت جحش بن رئاب تھیں، حمنہ کی والدہ امیمہ بنت عبدالمطلب بن ہاشم ابن عبد مناف بن قصی تھیں۔

محمد بن طلحہ کے یہاں ابراہیم الاعرج پیدا ہوئے جو شریف تھے، انہیں عبداللہ بن الزبیر نے خراج عراق کا والی بنایا تھا، اور سلیمان بن محمد، انہیں سے اُن کی کنیت تھی اور داؤد وام القاسم، ان سب کی والدہ خولہ بنت منظور بن زبان ابن سیار بن عمرو بن جابر بن عقیل بن ہلال بن سُمی بن مازن بن فزارہ تھیں، ان لوگوں کے اخیافی بھائی حسن بن حسنؓ بن علیؓ بن ابی طالب تھے، جن کی والدہ بھی خولہ بنت منظور بن زبان تھیں۔

ابراہیم بن محمد بن طلحہ سے مروی ہے کہ جب حمنہ بنت جحش کے یہاں محمد بن طلحہ پیدا ہوئے تو انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائیں اور عرض کی یا رسول اللہ ان کا نام رکھ دیجئے، فرمایا، اُن کا نام محمد اور کنیت ابو سلیمان ہے، میں اپنے نام اور اپنی کنیت کو ان کے لئے جمع نہیں کروں گا۔

محمد بن طلحہ کی دایہ سے مروی ہے کہ جب محمد بن طلحہ پیدا ہوئے تو ہم انہیں

نبی علیہ السلام کے پاس لائے آنحضرتؐ نے پوچھا کہ تم لوگوں نے ان کا کیا نام رکھا، عرض کی، محمدؐ فرمایا یہ میرے ہمنام ہیں، ان کی کنیت ابوالقاسم ہے۔

ابوبکر بن حفص بن عمر بن سعد سے مروی ہے کہ محمد بن طلحہ اور محمد بن ابی بکرؓ کی کنیت ابوالقاسم تھی۔

محمد بن عمرؓ نے کہا کہ عبداللہ بن محمد بن عمران بن ابراہیم بن محمد بن طلحہ جو لوگوں میں سے اور اُن کے اہل بیت میں سے تھے کہتے تھے کہ محمد بن طلحہ کی کنیت ابوالقاسم تھی، انھوں نے اپنے بیٹے کی بھی یہی کنیت رکھی اور ان کا نام بھی محمد رکھا، اُن کے والد محمد بن عمران بن ابراہیم یہی کنیت لیتے تھے، ابوسلیمان محمد بن طلحہ کی وہ کنیت تھی جو پہلے ہم سے روایت کی گئی، اُن کے اہل بیت اسی کو بیان کرتے تھے اور اسی کو روایت کرتے تھے۔

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے عبدالحمید کے والد کی طرف دیکھا، اُن کا نام محمد تھا، ایک آدمی انھیں کہہ رہا تھا کہ اللہ تمھارے ساتھ یہ کرے اور وہ کرے، انھیں گالیاں دینے لگا، عمرؓ نے اُس وقت کہا کہ اے ابن زید میرے قریب آؤ، کیا میں نہیں دیکھتا کہ محمدؐ کو تمھارے سبب سے گالی دی جاتی ہے، واللہ جب تک میں زندہ ہوں تمھیں محمد نہیں پکارا جائے گا، انھوں نے اُن کا نام عبدالرحمٰن رکھا۔

امیرالمومنین نے طلحہ کے بیٹوں کو بلا بھیجا جو اُس زمانے میں سات تھے ان کے بڑے اور سردار محمد بن طلحہ تھے چاہا کہ ان کا نام بدل دیں تو محمد بن طلحہ نے کہا کہ یا امیرالمومنینؓ میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ واللہ جنھوں نے میرا نام محمد رکھا وہ محمدؐ ہی تھے، عمرؓ نے کہا، اُٹھ جاؤ، اس کی طرف کوئی گنجائش نہیں جس کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھا۔

محمدؐ بن عثمان العمری نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کسی کو ضرر نہ ہوگا اگر اُس کے گھر میں ایک محمد یا دو محمد یا تین ہوں۔

محمد بن عمرؓ نے کہا کہ محمد بن طلحہ کی ذاتی فضیلت اور اُن کی عبادت کی وجہ

سے اُن کا نام سجاد (بہت سجدہ کرنے والا) رکھ دیا گیا تھا، اُنھوں نے عمرؓ بن الخطاب سے روایت سنی ہے، انھیں عمرؓ بن الخطاب نے اپنی خالہ زینبؓ بنت جحش زوجۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں اُترنے کا حکم دیا تھا، والد کے ہمراہ جنگ جمل میں موجود تھے اور اسی روز شہید ہوئے، ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

جب لوگ بصرے آئے تو اُنھوں نے بیت المال کو لے لیا جس پر طلحہ و زبیر نے مہر لگا دی تھی نماز کا وقت آگیا تو طلحہ و زبیر ایک دوسرے پر ڈالنے لگے ۳۹ قریب تھا کہ نماز فوت ہو جائے پھر اس پر صلح ہوئی کہ ایک نماز عبد اللہ بن الزبیر پڑھائیں اور ایک نماز طلحہ بن محمد۔

پہلی نماز میں ابن الزبیر آگے بڑھے تو انھیں محمد بن طلحہ نے پیچھے کر دیا محمد بن طلحہ آگے بڑھے تو انھیں عبد اللہ بن الزبیر نے پیچھے کر دیا، دونوں نے قرعہ ڈالا تو محمد بن طلحہ نے قرعے میں انھیں غالب کر دیا، وہ آگے بڑھے اور نماز میں یہ سورۃ پڑھی "سال سائل بعذاب واقع"۔

لوگوں نے بیان کیا کہ جنگ جمل میں محمد بن طلحہ نے نہایت شدید قتال کیا جب معاملہ مضبوط ہو گیا اور اونٹ کے پیر کاٹ ڈالے گئے اور ہر وہ شخص قتل کر دیا گیا جس نے اس کی نکیل پکڑی تو محمد بن طلحہ آگے بڑھے اُنھوں نے اونٹ کی نکیل پکڑی جس پر عائشہؓ تھیں عائشہؓ سے کہا اے ام المومنینؓ آپ کی کیا رائے ہے، اُنھوں نے کہا کہ میری رائے ہے کہ تم تمام بنی آدم سے (جو اس وقت موجود ہیں) بہتر ہو، وہ کھڑے رہے عبد اللہ بن مکعبر جو بنی عبد اللہ بن غطفان کا ایک شخص تھا اور بنی اسد کا حلیف تھا سامنے آیا ان پر نیزے سے حملہ کر دیا۔ اُس سے محمد نے کہا کہ میں تجھے "حٰمٓ" یاد دلاتا ہوں، مگر اُس نے انھیں نیزہ مار کے قتل کر دیا۔

کہا جاتا ہے کہ جس نے انھیں قتل کیا وہ ابن مکیس الازدی تھا، بعضوں نے کہا کہ معاویہ بن شداد العبسی تھا اور بعضوں نے کہا کہ عصام بن المقشعر النصری تھا۔

محمد رحمہ اللہ کو سجاد (بہت سجدہ کرنے والا) کہا جاتا تھا، وہ سب سے زیادہ طویل نماز پڑھنے والے تھے، ان کے قاتل نے اشعار ذیل کہے۔

واشعث قوام بآیات ربه ٭ قلیل الاذی فیما تری العین مسلم

وہ پریشان حالت والے کہ اپنے پروردگار کی آیتوں پر نہایت درجہ قایم رہنے والے تھے جہاں تک آنکھ دیکھ سکتی ہے بہت کم آزار مسلمان تھے۔

هتکت له بالرمح جیب قمیصه ٭ فخر صریعا للیدین وللفم

میں نے نیزہ سے اُن کے کرتے کا گریبان چاک کر دیا۔ وہ اپنے ہاتھوں اور منہ کے بل بچھڑ کے گر سے

یذکرنی حم والرمح شارع ٭ فهلا تلا حم قبل التقدم

مجھے اس وقت حم یاد دلاتا ہے جبکہ نیزہ بازی شروع گئی۔ اس نوبت آنے سے پہلے خود حم کیوں نہ پڑھی۔

علی غیر شیئ غیر ان لیس تابعا ٭ علیا ومن لا یتبع الحق یندم

وہ کسی امر حق پر نہیں ہے جو علی کے تابع نہیں ہے۔ اور جو حق کے تابع نہیں ہوتا وہ پشیمان ہوتا ہے

لوگوں نے بیان کیا کہ جنگ جمل میں لوگ تیرہ ہزار مقتول چھوڑ بھاگے اسی شب کو علیؓ اپنے ہمراہ روشنی لے کے مقتولین میں گئے تو محمد بن طلحہ بن عبید اللہ کی لاش پر گزرے حسنؓ بن علیؓ کی طرف اپنا سر پھیر کر کہا کہ اے حسنؓ رب کعبہ کی قسم جیسا کہ تم دیکھتے ہو سجاد (محمد بن طلحہ) مقتول ہیں، اُن کے والد نے انھیں میدان میں پچھاڑا، اگر اُن کے والد نہ ہوتے اور ان کے ساتھ اُن کی نیکی نہ ہوتی تو وہ اپنے تقشف و بزرگی کی وجہ سے اس میدان میں نہ نکلتے۔

حسنؓ نے اُن سے کہا کہ آپ کو انھوں نے اس سے بے نیاز نہیں کیا تھا، علی نے کہا کہ اے حسنؓ نہ میرے لئے ہے نہ تمھارے لئے، حالانکہ وہ اس سے پہلے اُن سے کہہ چکے تھے کہ اے حسنؓ تمھارے والد کو یہ پسند تھا کہ وہ اس دن سے بیس سال پہلے مر چکے ہوتے۔

ابراہیم بن عبدالرحمن

۴۰ ابن عوف بن عبد عوف بن عبد بن الحارث بن زہرہ بن کلاب، اُن کی

۴۰ والدہ ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط بن ابی عمرو بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف ابن قصی تھیں۔ ام کلثوم کی والدہ اروی بنت کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس ابن عبد مناف بن قصی تھیں، اور اروی کی والدہ ام حکیم یعنی بیضاء بنت عبد المطلب ابن ہاشم بن عبد مناف بن قصی تھیں۔

ابراہیم بن عبد الرحمٰن کے یہاں قریر اور ام القاسم اور شُفَیّہ جو الشفاء تھیں پیدا ہوئیں، ان سب کی والدہ ام القاسم بنت سعد بن ابی وقاص بن اُہیب ابن عبد مناف بن زہرہ تھیں۔

عمر و المسور و سعد و صالح و زکریاء و ام عمرو، ان سب کی والدہ ام کلثوم بنت سعد بن ابی وقاص بن اُہیب بن عبد مناف بن زہرہ تھیں۔

عتیق و حفصہ کی والدہ بنت سطیع بن الاسود بن حارثہ بن نضلہ بن عوف ابن عبید بن عویج بن عدی بن کعب تھیں۔

اسحاق بن ابراہیم کی والدہ ام موسیٰ بنت عبد اللہ بن عوف بن عبد عوف بن عبد بن الحارث بن زہرہ تھیں۔

عثمان بن ابراہیم، ان کی والدہ علیاء بنت معروف بن عامر بن خرنق تھیں۔

ہود بن ابراہیم و شُفَیّہ صغریٰ دونوں کی والدہ ام ولد تھیں۔
زبیر بن ابراہیم اور ام عبّاد دونوں کی والدہ بھی ام ولد تھیں۔
ام عمر و صغریٰ بھی ام ولد سے تھیں۔
ولید بن ابراہیم بھی ام ولد سے تھے۔
ابراہیم کی کنیت ابو اسحاق تھی۔

سعد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمرؓ بن الخطاب نے رویشد الثقفی کا گھر جلا دیا جو شراب کی دکان تھی، عمرؓ نے انہیں منع کیا تھا، میں نے اسے آگ کی چنگاری کی طرح بھڑکتے ہوئے دیکھا ہے۔

محمد بن عمرؓ نے کہا کہ سوائے ابراہیم بن عبد الرحمٰن بن عوف کے کسی لڑکے کا عمرؓ سے سن کر یا دیکھ کر روایت کرنا ہمیں نہیں معلوم۔

ابراہیم بن عبدالرحمن نے اپنے والد اور عثمانؓ و علیؓ و سعدؓ بن ابی وقاص و عمرو بن العاص و ابی بکرہ سے بھی روایت کی ہے، ابراہیم بن عبدالرحمن کی وفات ۷۶ھ میں پچھتر سال کی عمر میں ہوئی۔

مالک بن اوس

ابن الحدثان جو بنی نصر بن معاویہ بن بکر بن ہوازن بن منصور بن عکرمہ بن خصفہ بن قیس بن عیلان بن مضر میں سے تھے۔

لوگ کہتے ہیں کہ انھوں نے زمانۂ جاہلیت میں گھوڑے کی سواری کی
اہم قدیم (مسلمان) تھے لیکن اپنے اسلام میں دیر کی، ہمیں معلوم نہیں کہ انھوں نے نبی علیہ السلام کو دیکھا ہو اور نہ آپ سے کچھ روایت کی ہو، عمرؓ بن الخطاب اور عثمانؓ بن عفان سے روایت کی ہے ۷۲ھ میں مدینے میں وفات ہوئی۔

عبدالرحمن بن عبد

القاری، بنی قارہ میں سے تھے، قارہ مُحلّم بن غالب بن عائذہ بن یثیع بن مُلیح بن الہُون بن خُزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر کے بیٹے تھے، اُن لوگوں کا نام قارہ صرف اس لیے رکھا گیا کہ یَعمُر الشُدّاخ بن عوف اللیثی نے چاہا کہ اُن لوگوں کو قبیلۂ کنانہ کی شاخوں میں تقسیم کر دیں تو اُن میں سے ایک شخص نے کہا۔

دعونا قارۃً لاتنفرونا فنُجفِلَ مثل اجفال الظلیم

(ہمیں قارہ (چھوٹی پہاڑی) پر چھوڑ دو۔ ہمیں بھگاؤ نہیں کہ ہم شتر مرغ کی طرح بھاگیں)

اس وجہ سے اُن لوگوں کا نام قارہ رکھا گیا، انھیں لوگوں کے بارے میں ایک کہنے والا کہتا ہے کہ اس نے قارہ سے انصاف کیا جس نے باہم اُن سے تیر اندازی کی، وہ لوگ تیر انداز تھے، قارہ احابیش میں سے تھے احابیش میں سے حارث بن عبد مناۃ بن کنانہ اور مصطلق تھے جن کا نام جذیمہ تھا اور حیا تھے جن کا نام عامر تھا، یہ دونوں سعد خزاعی کے فرزند تھے، اور عضل تھے، قارہ الدیش بن خزیمہ کی اولاد میں تھے، عضل بھی ابن الدیش بن محلم تھے۔

اُن لوگوں کا نام احابیش اس لئے رکھا گیا کہ وہ سب تحبیش تھے یعنی جمع تھے، اور سب بنو بکر کے پاس حلفائے قریش تھے اور کہا جاتا ہے کہ اُن لوگوں نے ایک پہاڑ پر جس کا نام حبشی تھا معاہدہ حلف کیا تھا جو مکے سے دس میل کے فاصلے پر تھا، اسی سبب سے وہ لوگ احابیش کہلائے قارہ نے بنی زہرہ بن کلاب میں معاہدہ حلف کیا تھا جو جاہلیت میں حلف صحیح تھا، اور انھوں نے بنی زہرہ میں جہاں چاہا نکاح کیا، ان کی اکثر مائیں بنی زہرہ میں سے ہیں۔

عبدالرحمن بن عبد القاری نے عمرؓ سے روایت کی ہے اور اُن سے عروہ بن الزبیر نے روایت کی ہے، عبدالرحمن کی وفات سنہ میں عبدالملک بن مروان کی خلافت کے زمانے میں مدینے میں ہوئی، اُس زمانے میں ابان بن عثمانؓ بن عفان مدینے کے امیر تھے، وفات کے دن عبدالرحمن بن عبد اٹھتر سال کے تھے۔

ابراہیم بن قارظ

ابن ابی قارظ، نام خالد بن الحارث بن عبید بن تیم بن عمرو بن الحارث

ابن سیذول بن الحارث بن عبد مناۃ بن کنانہ تھا۔

ابو قارظ مکے میں داخل ہوئے خوبصورت تھے اور شاعر تھے قریش نے کہا کہ یہ ہمارے حلیف، ہمارے معاہد، ہمارے بھائی اور ہمارے مددگار رہیں، ہم سب ان کے مددگار ہیں سب نے انھیں بلایا کہ ٹھہرائیں اور نکاح کریں، مگر انھوں نے کہا کہ مجھے تین دن کی مہلت دو،

کوہ حرا پر گئے اور تین دن تک اس کی چوٹی پر عبادت کی، اترے تو یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ قریش میں سب سے پہلے جو شخص ملے گا اس سے محالفت کر لیں گے، سب سے پہلے انھیں جو صاحب ملے وہ عبد عوف بن عبد بن الحارث ابن زہرہ، عبد الرحمن بن عوف کے دادا تھے، انھوں نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا، دونوں روانہ ہوئے اور مسجد میں آئے بیت اللہ کے پاس کھڑے ہوئے اور معاہدۂ حلف کیا، عبد عوف نے ان کے لئے حلف کو مضبوط کر دیا۔ ۴۲

ابراہیم بن قارظ نے عمرؓ بن الخطاب سے (روایت) سنی ہے، انھوں نے کہا کہ میں نے عمرؓ کو کہتے سنا کہ مجھے اہل کوفہ نے اس طرح تنگ کیا کہ نہ وہ کسی امیر سے خوش ہیں اور نہ کوئی امیر ان سے خوش ہے۔

عبد اللہ بن عُتبہ

ابن مسعود بن غافل بن حبیب بن شمخ بن فار بن مخزوم بن صاہلہ بن کاہل بن الحارث بن تمیم بن سعد بن ہذیل جو بنی زہرہ بن کلاب کے حلفا تھے ان کی کنیت ابو عبد الرحمن تھی۔

زہری سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے عبد اللہ بن عتبہ کو بازار پر عامل بنایا، انھیں حکم دیا کہ سوتی کپڑے سے محصول لیا کریں۔

محمد بن عمرؓ نے کہا کہ عبد اللہ بن عتبہ نے عمرؓ بن الخطاب سے روایت

کی ہے، بعد کو وہ کوفہ منتقل ہوگئے اور وہیں رہے کوفے ہی میں عبدالملک بن مروان کی خلافت اور بشر بن مروان کی ولایت عراق میں ان کی وفات ہوئی۔ ثقہ و عالی قدر و کثیر الحدیث و کثیر الفتویٰ و فقیہ تھے۔

نوفل بن ایاس الہذلی

نوفل بن ایاس الہذلی سے مروی ہے کہ ہم لوگ رمضان میں بزمانۂ عمرؓ بن الخطاب مسجد میں (تراویح کے لئے) گروہ گروہ ہوکر یہاں اور یہاں کھڑے ہوتے تھے لوگ زیادہ خوش آواز کی طرف جھکتے تھے، عمرؓ نے کہا کہ میں دیکھتا ہوں کہ لوگوں نے قرآن کو گانا بنا لیا ہے، واللہ اگر مجھ سے ہوسکا تو ضرور اس طریقے کو بدل دوں گا، وہ صرف تین ہی رات ٹھہرے کہ ابی بن کعب کو حکم دیا تو انھوں نے لوگوں کو نماز پڑھائی عمرؓ سب سے آخری صف میں کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اگر یہ بدعت ہے تو کیسی اچھی بدعت ہے۔

حارث بن عمرو الہذلی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پیدا ہوئے عمرؓ ابن الخطاب سے احادیث روایت کیں جن میں نماز کے بارے میں ابو موسیٰ الاشعری کے نام اُن کا فرمان بھی ہے، عبداللہ بن مسعود وغیرہ سے بھی روایت کی ہے، حارث بن عمرو کی وفات سنہ ھ میں ہوئی۔

عبداللہ بن ساعدۃ الہذلی ۴

کنیت ابو محمد تھی۔ انھوں نے عمرؓ بن الخطاب سے روایت کی ہے۔

ابن ساعدۃ الہذلی سے مروی ہے کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کو دیکھا کہ جب تجار بازار میں غلے کے پاس جمع ہو جاتے تھے تو انھیں اپنے درے سے مارتے یہاں تک کہ وہ اسلم کی گلیوں میں گھس جاتے تھے، اور کہتے تھے کہ ہمارا راستہ بند نہ کرو، ان سے بھی روایت کی گئی ہے۔

نضر بن سفیان الہذلی

عمرؓ بن الخطاب سے روایت کی ہے۔ [illegible] سے بھی روایت کی گئی ہے۔

علقمہ بن وقاص

ابن محصن بن کلدہ بن [illegible] بن طریف بن [illegible] بن عامر بن لیث بن [illegible] بن عبد مناۃ بن کنانہ، عمرؓ بن الخطاب سے روایت کی ہے۔ ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔ مدینے میں بنی لیث [illegible] اور وہیں [illegible] کے پس ماندگان تھے۔ [illegible] اولاد ہیں [illegible]

روایت کی ہے، علقمہ بن وقاص کی وفات مدینے میں عبدالملک بن مروان کی خلافت کے زمانے میں ہوئی۔

عبداللہ بن شدّاد

ابن اُسامہ بن عمرو الہاد بن عبداللہ بن جابر بن عبداللہ بن جابر بن بشر بن عتوارہ ابن عامر بن لیث، ان کی والدہ سلمٰی بنت عمیس خواہر اسماء بنت عمیس الخثعمیہ تھیں، عمرو کا نام الہادی اس لئے رکھا گیا کہ رات کے وقت راستہ چلنے والوں اور مہمانوں کے لئے روشنی کیا کرتے تھے۔

عبداللہ بن شداد نے عمرؓ بن الخطاب اور علیؓ بن ابی طالب سے روایت کی ہے، ثقہ و قلیل الحدیث اور شیعی تھے۔

ابن عون سے مروی ہے کہ عبداللہ بن شداد بنت حمزہ کے اخیافی بھائی تھے۔

عبداللہ بن شداد بن الہاد سے مروی ہے کیا تم جانتے ہو کہ بنت حمزہ کا مجھ سے کیا رشتہ تھا، وہ میری اخیافی بہن تھیں،

44 محمد بن عمر نے کہا کہ عبداللہ بن شداد بکثرت کوفہ آیا کرتے اور پھر وہیں رہتے تھے، وہ بھی اُن لوگوں کے ساتھ نکلے جو عبدالرحمٰن بن محمد بن الاشعث کے ساتھ نکلے تھے، جنگ دُجیل میں مقتول ہوئے۔

جعونہ بن شعوب

اسود بن عبد شمس بن مالک بن جعونہ بن عویرہ بن شجع بن عامر بن لیث

کی اولاد میں تھے، شعوب قبیلۂ خزاعہ کی ایک عورت تھیں جو اسود کی والدہ تھیں، اسود ابی سفیان بن حرب کے حلیف تھے اور بحالت کفر ان کے ساتھ اُحد میں آئے تھے، یہ وہی شخص ہیں کہ یوم اُحد میں جب حنظلہ غسیل (ملائکہ) کو شہید کیا تو انھیں چھڑایا۔

جعونہ بن شعوب نے عمرؓ بن الخطاب سے (حدیث) سنی ہے

حماس اللیثی

بنی کنانہ میں سے تھے، ابو عمرو بن حماس کے جو انھیں لوگوں میں سے تھے والد تھے، مدینے میں اُن کا مکان تھا، عمرؓ بن الخطاب سے روایت کی ہے، قلیل الحدیث شیخ تھے۔

عبداللہ بن ابی احمد

ابن جحش بن رئاب بن یعمر بن صبرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد ابن خزیمہ جو بنی عبد شمس بن عبد مناف کے حلفا تھے۔

ملیح بن عوف السلمی

ملیح بن عوف السلمی سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب کو معلوم ہوا کہ

سعد بن ابی وقاص نے اپنے مکان کے دروازے پر ایک دروازہ در دروازہ بنا لیا ہے اور اپنے محل پر ایک بانس کا چھپر ڈال لیا ہے، انھوں نے محمد بن مسلمہ کو بھیجا اور مجھے بھی اُن کے ہمراہ جانے کا حکم دیا، میں بستیوں کا رہبر تھا، ہم دونوں روانہ ہوئے۔

امیر المومنین رضؓ نے اُن کو یہ حکم دیا تھا کہ اُس دروازے اور چھپر کو جلادیں اور سعد کو اہل کوفہ کے لئے اُن کی مسجد میں کھڑا کریں یہ اس لئے کہ عمر رضؓ کو بعض اہل کوفہ سے خبر ملی کہ سعد نے خمس کی .... میں نرمی کی ہے۔

ہم لوگ سعد کے گھر پہنچے، انھوں نے دروازہ اور چھپر جلادیا اور سعد کو کوفے کی مساجد میں کھڑا کیا، لوگوں سے سعد کا حال پوچھنے لگے اور کہنے لگے کہ امیر المومنین رضؓ نے انھیں اس کے متعلق حکم دیا ہے مگر کوئی ایسا شخص نہ ملا جو سوائے نیکی کے اُن کے متعلق کچھ کہتا۔

۲۵
سنین ابو جمیلہ

بنی سُلیم کے ایک شخص تھے، اُن کی چند حدیثیں ہیں جو انھوں نے عمر رضؓ ابن الخطاب سے سنیں، صالح بن کیسان کی حدیث میں جو زہری سے مروی ہے انھوں نے سنین ابی جمیلہ السلیطی سے روایت کی ہے، اُن کا مکان العُمق میں تھا۔

زہری سے مروی ہے کہ انھوں نے ابو جمیلہ سُنین کو کہتے سنا کہ میں نے عمر رضؓ کے زمانے میں ایک پڑا ہوا بچہ پایا، میرے عریف (پرورده) نے اُس کا ذکر اُن سے کیا تو انھوں نے مجھے بلا بھیجا اور کہا کہ یہ لڑکا آزاد ہے اس کی میراث تمہارے لئے ہے اور رضاعت ہمارے ذمے۔

مالک بن ابی عامر

ابن عمرو بن الحارث بن غیمان بن خثیل بن عمرو بن الحارث ذو اصبح بن عوف ابن مالک ابن زید بن عامر بن ربیعہ بن بنت بن مالک بن زید بن کہلان بن سبا بن معرب، محض اُن کی فصاحت کی وجہ سے اُن کا نام معرب رکھا گیا، اس لئے کہ وہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے زبان عربی کو قائم کیا، ابن جُہرم قحطان بن الہمیسع ابن تیمن بن قیس بن بنت بن اسماعیل بن ابراہیم۔

ابوبکر بن عبد اللہ بن ابی ادیس بن عم مالک بن انس نے مجھ سے اُن کا نسب اسی طرح بیان کیا، مالک بن انس فقیہ اہل مدینہ مالک بن ابی عامر کی اولاد سے تھے۔

ربیع بن مالک بن ابی عامر نے اپنے والد سے روایت کی کہ ہم لوگ حج یا عمرے میں مکے کے راستے پر ایک درخت کے نیچے تھے کہ مجھ سے عبدالرحمن ابن عثمان بن عبید اللہ نے کہا کہ اے مالک، میں نے کہا تم کیا چاہتے ہو؟ انھوں نے کہا کیا تمھیں وہ کام منظور ہے جس کی طرف ہمیں اوروں نے بلایا مگر ہم نے اُن سے انکار کر دیا، میں نے کہا، کس کام کی طرف؟ انھوں نے کہا کہ اس امر کی طرف کہ ہمارا خون تمھارا خون ہو اور ہمارا خون رائگاں تمھارا خون رائگاں ہو، قسم ہے اللہ کی جو کہتا ہے کہ دریا نے ایک بال بھی تر نہ کیا، مالک نے کہا کہ میں نے اُن کی یہ بات منظور کر لی، اسی سبب سے آج تک اُن لوگوں کا شمار بنی تیم میں ہے۔

مالک بن ابی عامر سے مروی ہے کہ میں جمرہ کے پاس (منیٰ میں) عمرؓ ابن الخطاب کے قریب اُس وقت موجود تھا جب اُن کے ایک پتھر لگا جس سے ان کے خون نکل آیا، ایک آدمی نے ایک آدمی کو پکارا کہ یا خلیفہ، قبیلۂ خثعم کے ایک شخص نے کہا کہ واللہ تمھارے خلیفہ گئے کہ اُن کے تو خون نکل آیا، اور ایک

آدمی پکارتا ہے یا خلیفہ، آیندہ سال عمرؓ کو شہید کر دیا گیا۔

مالک بن ابی عامر نے عمرؓ و عثمانؓ و طلحہؓ بن عبید اللہ و ابی ہریرہؓ سے روایت کی ہے وہ ثقہ تھے اور اُن کی احادیث صحیح ہیں۔

۴۶
عبد اللہ بن عمرو

ابن الحضرمی جو حلفائے بنی امیہ میں سے تھے، عمرؓ بن الخطاب سے سن کر روایت کی ہے۔

سائب بن یزید سے مروی ہے کہ عبد اللہ بن عمرو بن الحضرمی اپنے ایک غلام کو جس نے چوری کی تھی عمرؓ کے پاس لائے، ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

عبد الرحمٰن بن حاطب

ابن ابی بلتعہ لخم میں سے تھے، بنی راشدہ بن اذب بن جزیلہ بن لخم کے ایک فرد تھے اور بنی عمرو بن اسد بن الحارث بن اسد بن عبد العزیٰ کے حلفا تھے، [illegible] بن امیہ مہاجرین حبشہ میں سے تھے، عبد الرحمٰن کی کنیت ابو یحییٰ تھی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پیدا ہوئے عمرؓ بن الخطاب سے روایت کی ہے ۶۸ھ میں مدینے میں اُن کی وفات ہوئی، ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

محمد بن الاشعث

ابن قیس بن معدی کرب بن معاویہ بن جبلہ بن عدی بن ربیعہ بن معاویۃ الاکرمین

ابن الحارث بن معاویہ بن الحارث الاکبر بن معاویہ بن ثور بن مُرتع (بن معاویہ)
ابن کندی بن عُفَیر، اُن کی والدہ ام فروہ بنت ابی قحافہ عثمان (بن عامر) بن عمرو
ابن کعب بن سعد بن تیم تھیں۔
ابراہیم سے مروی ہے کہ محمد بن الاشعث کی کنیت ابوالقاسم تھی،
عائشہؓ کے پاس جاتے تھے، لوگوں نے اُن کی کنیت ابوالقاسم رکھ دی، محمد بن
الاشعث نے عمرؓ و عثمانؓ سے روایت کی ہے کہ انھوں نے اُن دونوں سے
اپنی بیوہ پھوپھی کو دریافت کیا جو مرگئی تھی۔

عبداللہ بن حنظلہ الغسیل

ابن ابی عامر الراہب، اُن کا نام عبدعمرو بن صیفی بن النعمان بن مالک
ابن امۃ بن ضُبَیعہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن الاوس
تھا، اُن کی والدہ جمیلہ بنت عبداللہ بن اُبَی بن سلول بنی الحبلی میں سے تھیں۔ ۲۷
عبداللہ بن حنظلہ کے یہاں عبدالرحمٰن و حنظلہ پیدا ہوئے، ان
دونوں کی والدہ اسماء بنت ابی صیفی بن ابی عامر بن صیفی تھیں۔
عاصم والحکم کی والدہ فاطمہ بنت الحکم بنی ساعدہ میں سے تھیں۔
انس و فاطمہ کی والدہ سلمیٰ بنت انس بن مدرک خثعم میں سے تھیں۔
سلیمان و عمر و امۃ اللہ، ان کی والدہ ام کلثوم بنت وحوح بن
الاسلت بن جُشَم بن وائل بن زید جعادرۂ اوس میں کے تھیں۔
سُوَید و مُنذِر و عبداللہ والحر و محمد و ام سلمہ و ام حبیب و ام القاسم
و قریبہ و ام عبداللہ، ان سب کی والدہ ام سُوید بنت خلیفہ خزاعہ کے
بنی عدی بن عمرو میں سے تھیں۔
حنظلہ بن ابی عامر نے جب (جہاد کے لئے) اُحد جانے کا ارادہ کیا

تو اپنی بیوی جمیلہ بنت عبد اللہ بن ابی بن سلول سے صحبت کی، ہجرت کے بتیسویں مہینے شوال میں عبد اللہ بن حنظلہ اُن کے حمل میں آگئے، حنظلہ بن ابی عامر اُسی روز شہید ہو گئے، انھیں ملائکہ نے غسل دیا، اُن کے بیٹے کو فرزند غسیل ملائکہ کہا جاتا ہے۔

جمیلہ کے یہاں عبد اللہ بن حنظلہ اس کے نو مہینے کے بعد پیدا ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو وہ سات برس کے تھے بعضوں نے بیان کیا کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ وعمرؓ کو دیکھا ہے اور عمرؓ سے روایت کی ہے۔

عبد اللہ بن حنظلہ بن الراہب سے مروی ہے کہ ہمیں عمرؓ نے نماز مغرب پڑھائی، اس طرح کہ پہلی رکعت میں کچھ نہ پڑھا، دوسری رکعت میں فاتحۃ القرآن اور ایک سورۃ پڑھی پھر دوبارہ فاتحۃ القرآن اور ایک سورۃ پڑھ کے نماز پوری کی، اس سے فارغ ہوئے تو دو سجدے کئے اور سلام پھیرا۔

عبد اللہ بن زید وغیرہم سے مروی ہے کہ شب ہائے حرہ میں اہل مدینہ اُٹھ کھڑے ہوئے تو انھوں نے بنی امیہ کو مدینے سے نکال دیا اور یزید بن معاویہؓ کا عیب اور اس سے اختلاف ظاہر کیا، سب نے عبد اللہ بن حنظلہ پر اتفاق کیا اور اپنا معاملہ اُن کے سپرد کر دیا، انھوں نے اُن لوگوں سے موت پر بیعت لی اور کہا۔

اے قوم اللہ سے ڈرو جو یکتا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں، واللہ ہم لوگ اُس وقت تک یزید کے مقابلے پر نہیں نکلے جب تک کہ ہمیں یہ خوف نہ ہوا کہ آسمان سے ہم پر پتھر برسائے جائیں گے، وہ ایسا شخص ہے جو ماؤں بیٹیوں اور بہنوں سے نکاح کرتا ہے، شراب پیتا ہے اور نماز ترک کرتا ہے، واللہ اگر میرے ساتھ ایک شخص بھی نہ ہو تو میں (جہاد میں) اللہ کے لئے امتحان لوں گا۔

لوگ ہر طرف سے جوق جوق آ رہے تھے اور بیعت کر رہے تھے ۴۸
اُن راتوں میں عبد اللہ بن حنظلہ کی سوائے مسجد کے اور کوئی خوابگاہ نہ تھی۔

غذا میں قدرے ستو پینے پر اضافہ نہ کرتے جس سے روزہ افطار کرکے دوسرے دن تک اسی طرح گذارتے، وہ برابر روزہ رکھتے تھے اور تواضع کی وجہ سے انھیں آسمان کی طرف سر اٹھاتے نہیں دیکھا گیا۔

اہل شام جب وادی القری کے قریب آگئے تو عبداللہ بن حنظلہ نے لوگوں کو ظہر کی نماز پڑھائی، منبر پر چڑھے، اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور کہا کہ اے لوگو تم محض اپنے دین کی وجہ سے ناراض ہو کے نکلے ہو، لہذا اللہ کو اچھا امتحان دو کہ وہ اس کی وجہ سے تمہارے لئے اپنی مغفرت واجب کر دے اور اس کی وجہ سے تم پر اپنی خوشنودیاں اتارے، مجھے اس شخص نے خبر دی ہے جو اس تاریک مزاج قوم کے ساتھ اترا ہے کہ آج ذوخشب اس قوم کی منزل ہے اور اُن کے ہمراہ مروان بن الحکم بھی ہے انشاء اللہ اُس کے اُس عہد وپیمان کو توڑنے کی وجہ سے جو اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کے پاس کیا تھا اللہ اسے نیک راستہ نہ دکھائے گا۔

لوگوں نے شور بلند کیا اور مروان کو گالیاں دینے لگے، کہنے لگے کہ وہ بزدل کا بیٹا بزدل ہے، ابن حنظلہ لوگوں کو خاموش کرنے لگے اور کہنے لگے کہ گالی کوئی چیز نہیں، البتہ سچائی سے اُن کا مقابلہ کرو، واللہ جو قوم سچائی کرتی ہے وہ اللہ کی قدرت سے مدد کو گھیر لیتی ہے، اُنھوں نے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور قبلہ رو ہو کے کہا کہ اے اللہ ہم لوگ تجھی پر بھروسا کرتے ہیں، تجھی پر ایمان لائے ہیں اور تجھی پر ہمارا توکل ہے، تیری ہی طرف ہم نے اپنی پشتوں کا سہارا لگایا ہے، یہ کہا اور منبر پر سے اتر آئے۔

اُس قوم نے مدینے میں صبح کی، اہل مدینہ نے اُن سے شدید قتال کیا، لیکن شامیوں کی کثرت اُن پر غالب آگئی، مدینے کے تمام اطراف سے اُن کا دخول ہو گیا، عبداللہ بن حنظلہ نے اس روز وعدہ زرہیں پہنیں اور اپنے ساتھیوں کو قتال پر اُبھارنے لگے، لوگ قتال کرنے لگے اور اس قدر مقتول ہوئے کہ سوائے عبداللہ بن حنظلہ کے جھنڈے کے اور کچھ

نظر نہ آتا تھا، اس جھنڈے کو وہ اپنے ساتھیوں کی مختصر جماعت کے ہمراہ تھامے ہوئے تھے۔

ظہر کا وقت آگیا تو انھوں نے اپنے مولی سے کہا کہ تم میری پشت کی حفاظت کرو میں نماز پڑھ لوں انھوں نے چار رکعت نماز ظہر اطمینان کے ساتھ پڑھی، جب نماز ادا کرلی تو ان کے مولی نے کہا کہ اے ابو عبدالرحمن کوئی باقی نہ رہا، ہم کب تک رہیں، ان کا جھنڈا قائم تھا جس کے گرد پانچ آدمی تھے مولی سے کہا کہ تم پر افسوس ہے، ہم تو صرف اس پر نکلے ہیں کہ مر جائیں گے۔

نماز سے فارغ ہوگئے، بدن پر بہت سے زخم تھے تلوار گلے میں ڈالی اور زرہ اتار دی، ریشم کے دو کلاہ کے خول پہنے اور لوگوں کو قتال پر ابھارا حالانکہ اہل مدینہ کھدیڑے ہوئے چوپایوں کی طرح تھے اور اہل شام انھیں ہر طرف سے قتل کر رہے تھے۔

جب لوگوں کو شکست ہوگئی تو ابن حنظلہ نے زرہ پھینک دی، بالکل نہتے ہوگئے اور بلا زرہ کے قتال کرنے لگے یہاں تک کہ لوگوں نے انھیں قتل کر دیا، اہل شام میں سے کسی نے ایک تلوار ایسی ماری جس سے ان کے دونوں شانے کٹ گئے پھیپڑا نکل آیا اور وہ مر کے گر پڑے۔

مسرف اپنے گھوڑے پر مقتولین میں گھومنے لگا، ہمراہ مروان بن الحکم بھی تھا، عبداللہ بن حنظلہ پر گذر ہوا، وہ اپنی انگشت شہادت پھیلائے ہوئے تھے، مروان نے کہا کہ واللہ اگر تم نے اسے مرنے کے بعد کھڑا کیا ہے تو (تعجب نہیں کیونکہ) تم نے زمانۂ دراز تک اسے زندگی میں بھی کھڑا کیا ہے۔

عبداللہ بن حنظلہ شہید ہوگئے تو لوگوں کے لئے ٹھیرنا ممکن نہ تھا، وہ ہر طرف بھاگ گئے، عبداللہ بن حنظلہ کے قتل کے ذمہ دار دو شخص تھے کہ انھیں نے ابتدا کی اور ان کا سر کاٹا، ان میں سے ایک اسے مسرف کے پاس لے گیا اور کہنے لگا کہ یہ امیر قوم کا سر ہے، ۴۹

مسرف نے اپنے گھوڑے ہی پر سے سجدے کا اشارہ کیا اور کہا کہ تم کون ہو، اس نے کہا میں بنی فزارہ کا ایک شخص ہوں، پوچھا، تمہارا نام کیا ہے، اس نے کہا مالک، پھر پوچھا، تم نے ان کا قتل اور ان کا سر کاٹنا اپنے ذمے لیا، اس نے کہا ہاں۔

ایک دوسرا شخص آیا جو اہل حمص کے السکون میں سے تھا، نام سعد بن الجون تھا، اس نے کہا اللہ امیر کی اصلاح کرے، ہم دونوں نے انھیں اپنے نیزوں سے مارنا شروع کیا نیزے ان کے پھونک دیے اور اپنی تلواروں سے انھیں مارا یہاں تک کہ وہ جس چیز سے لگتی تھیں اسے ان کی باڑھیں الٹ دیتیں۔

فزاری نے کہا کہ غلط ہے، سکونی نے کہا کہ اُسے طلاق و حریت کی قسم دو یعنی یہ قسم دو کہ اگر وہ جھوٹا ہے تو اس کی بیویوں پر طلاق اور اس کے تمام مملوک آزاد، فزاری نے قسم کھانے سے انکار کیا، سکونی نے جس طرح پر کہا تھا قسم کھالی، مسرف نے کہا کہ امیر المومنین (یزید) تمہارے معاملے میں فیصلہ کریں گے۔

اس نے ان دونوں کو روانہ کر دیا جو یزید کے پاس اہل حرہ اور ابن حنظلہ کے قتل کی خبر کے ساتھ آئے، اس نے ان دونوں کو بڑے بڑے انعامات دیے۔ اور شرف بخشا اس کے بعد حصین بن نمیر کے پاس واپس کر دیا، دونوں ابن الزبیر کے محاصرے میں قتل کیے گئے۔

واقعۂ حرہ ذی الحجہ ۶۳ھ میں ہوا۔

عبداللہ بن ابی سفیان سے مروی ہے کہ والد کو کہتے سنا کہ میں نے عبداللہ بن حنظلہ کو شہید ہونے کے بعد اس طرح خواب میں دیکھا کہ وہ نہایت خوبصورت تھے، پاس ان کا جھنڈا ابھی تھا، میں نے کہا کہ اے ابو عبدالرحمٰن کیا تم مقتول نہیں ہوئے، انھوں نے کہا کیوں نہیں، میں اپنے پروردگار سے ملا تو اس نے مجھے جنت میں داخل کر دیا، میں اس کے میووں میں جہاں چاہتا ہوں جاتا ہوں، میں نے کہا کہ آپ کے ہمراہیوں کے ساتھ کیا کیا گیا تو

اُنھوں نے کہا کہ وہ میرے ساتھ میرے اسی جھنڈے کے گرد اگرد ہیں جس کی گرہ قیامت تک نہیں کھولی جائے گی، میں نیند سے ہوشیار ہوا تو سمجھا کہ وہ بہت بہتر ہے جو میں نے اُن کے لئے دیکھا۔

محمد بن عمرو

ابن حزم بن زید بن لوذان بن عمرو بن عبد بن عوف بن غنم بن مالک ابن النجار کنیت ابو عبد الملک تھی، ان کی والدہ عمرہ بنت عبد اللہ بن الحارث ابن حجاز غسان کے بنی جبالہ بن غنم میں سے تھیں کہ خزرج کے بنی ساعدہ کے حلیف تھے۔

محمد بن عمرو کے یہاں عثمان اور ابو بکر فقیہ اور ام کلثوم پیدا ہوئیں، ان کی والدہ کبشہ بنت عبد الرحمٰن بن سعد بن زرارہ بن عدس بنی مالک بن النجار میں سے تھیں۔

عبد الملک بن محمد اور عبد اللہ و عبد الرحمٰن اور ام عمرو کی والدہ ثبیتہ بنت النعمان بن عمرو بن النعمان بن خلدہ بن عمرو بن امیہ بن عامر بن بیاضہ تھیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن حزم کو نجران یمن پر عامل بنایا وہاں اُن کے یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ۱۰ھ ۵۰
میں ایک لڑکا پیدا ہوا تو اُنھوں نے اُس کا نام محمد رکھا اور کنیت ابو سلیمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھا تو آنحضرت نے اُنھیں لکھا کہ نام محمد رکھو اور کنیت ابو عبد الملک، ابن حزم نے ایسا ہی کیا۔

ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے تمام لڑکوں کو جمع کیا جن کا نام کسی نبی کا نام تھا اور اُنھیں گھر لائے کہ نام بدل دیں، اُن لوگوں کے والد آئے اور اس پر شہادت دی کہ اُن میں سے

اکثر کا نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھا ہے عمرؓ نے اُن لوگوں کو چھوڑ دیا۔
ابو بکرؓ نے کہا کہ میرے والد بھی اُنھیں میں تھے۔

محمد بن عمرؓ نے کہا کہ محمد بن عمرو نے عمرؓ سے سنا ہے ان سے روایت کی ہے، وہ ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

محمد بن عمرو سے مروی ہے کہ انھوں نے ایک خز (سوت ریشم ملے ہوئے کپڑے) کی چادر سات سو درم میں خریدی اور اُسے اوڑھتے تھے۔

عبد اللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ محمد بن عمرو نے ایام حرہ میں اہل شام کو بہت قتل کیا، وہ ان لوگوں کے لشکر پہ حملہ کر کے اُن کی جماعت کو پراگندہ کر دیتے، وہ سوار تھے، اہل شام میں سے کسی نے کہا کہ اس نے ہمیں جلا دیا اور ہمیں اندیشہ ہے کہ یہ اپنے گھوڑے پر بچ جائے گا۔ لہذا اُس پر ایک ساتھ حملہ کرو، کسی نہ کسی سے تو شکست کھا جائے گا، کیونکہ ہم اُسے تجربہ کار اور بہادر سمجھتے ہیں۔

لوگوں نے اُن پر حملہ کر کے نیزوں میں پرو لیا، وہ مر کے گر پڑے۔ اہل شام کا ایک شخص اُن کے گلے میں چمٹ گیا، دونوں گر پڑے محمد بن عمرو شہید ہو گئے تو لوگ ہر طرف بھاگے اور مدینے میں داخل ہو گئے، شامیوں کے لشکر اُس میں گشت کر کے لوٹتے اور قتل کرتے تھے۔

محمد بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ محمد بن عمرو بن حزم نے یوم الحرہ میں نماز پڑھی حالانکہ اُن کے زخم خون بہا رہے تھے۔ اور وہ صرف نیزوں میں پرو کے قتل کیے گئے۔

خالد بن القاسم نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے محمد بن عمرو کو اس حالت میں دیکھا کہ سر پر خود تھا، جب نماز پڑھنے کا ارادہ کیا تو اُسے اپنے پہلو میں رکھ دیا اور غیر مسلح ہو کے نماز پڑھی۔

ابراہیم بن یحییٰ بن زید بن ثابت سے مروی ہے کہ اُس روز محمد بن عمرو اپنی بلند آواز سے کہہ رہے تھے کہ اے گروہ انصار اُن لوگوں کو بہادری سے مارو کیونکہ وہ لوگ ایسے ہیں جو طمع دنیا پر قتال کرتے ہیں اور تم لوگ وہ ہو جو

آخرت پر قتال کرتے ہو، وہ اُن کے چھوٹے چھوٹے لشکروں پر حملہ کر کے اُنھیں منتشر کرنے لگے یہاں تک کہ قتل کر دیے گئے۔ ۵۱

عبداللہ بن ابی سفیان مولائے ابن ابی احمد بن جحش نے اپنے والد سے روایت کی کہ بدکار مسرف بن عقبہ اپنے گھوڑے پر مقتولین میں گشت کر رہا تھا، ہمراہ مروان بن الحکم بھی تھا، محمد بن عمرو بن حزم پر گذرا دیکھا تو منہ کے بل پیشانی زمین پر رکھے ہوئے مردہ پڑے تھے، مروان نے کہا کہ واللہ اگر تم مرنے کے بعد اپنی پیشانی کے بل (یعنی سربسجدہ) ہو تو تم نے بہت زمانے تک زندگی میں بھی اُسے فرش کیا ہے، مسرف نے کہا واللہ میں تو ان لوگوں کو اہل جنت ہی سمجھتا ہوں، مگر اہل شام تم سے یہ بات نہ سن لیں کہ تم اُنھیں فرماں برداری سے تردد میں ڈال دو، مروان نے کہا کہ اُن لوگوں نے (یعنی اہل مدینہ نے دین کو) متغیر کر دیا اور بدل دیا۔

محمد بن عمرؓ نے کہا کہ جنگ حرہ مدینے میں ذی الحجہ ۶۳ھ میں یزید بن معاویہؓ کی خلافت میں ہوئی، محمد بن عمرو بن حزم کے پس ماندگان مدینے اور بغداد میں تھے۔

عمارہ بن خزیمہ

ابن ثابت بن الفاکہ بن ثعلبہ بن ساعدہ بن عامر بن غیان بن عامر بن خطمہ
اُن کا نام عبداللہ بن جشم بن مالک بن الاوس بن حارثہ تھا، وہ انصار میں سے تھے اُن کی والدہ صفیہ بنت عامر بن طعمہ بن زید بن الخطمی تھیں۔

عمارہ بن خزیمہ کے یہاں اسحاق پیدا ہوئے جو لاولد مر گئے، ان کی والدہ عبیدہ بنت عبداللہ بن ثابت بن الفاکہ بن ثعلبہ بن ساعدہ تھیں۔

محمد اور صفیہ دونوں کی والدہ ودیعہ بنت عبداللہ بن مسعود بن عبداللہ بن عمرو الخطمی تھیں

منیعہ بنت عمارہ اور حمادہ، ان کی والدہ ام ولد تھیں۔
عمارہ نے عمرؓ بن الخطاب سے سنا ہے، اپنے والد سے کہتے تھے کہ تمہیں کیا ہوا کہ تم اپنی زمین فروخت نہیں کرتے۔ عمرو بن العاص سے اور اپنے والد سے بھی سنا ہے، ان کے والد خزیمہ بن ثابت ذوالشہادتین (دو شہادت والے یعنی اکیلے بجائے دو گواہوں کے قرار دیے گئے) تھے۔
عمارہ کی کنیت ابو محمد تھی، ان کی وفات مدینے میں ولید بن عبدالملک کی ابتدائے خلافت میں ہوئی، اس وقت پچھتر سال کے تھے، ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

یحییٰ بن خلاد

ابن رافع بن مالک بن العجلان بن عمرو بن عامر بن زریق، خزرج میں سے تھے۔
یحییٰ بن خلاد کے یہاں مالک و علی و عائشہ و ام کلثوم پیدا ہوئیں، جن کی والدہ ام ثابت بنت قیس بن عمرو بن ثابت بن بجہ تھیں۔
ام کلثوم و نفیسہ ان کی والدہ ام یحییٰ بنت عامر بن عمرو بن خالد بن مخلد بن عامر بن زریق تھیں۔
رملہ، ان کی والدہ کا نام ہمیں نہیں بتایا گیا۔ ۵۴
علی بن یحییٰ بن خلاد سے مروی ہے کہ جب یحییٰ بن خلاد پیدا ہوئے تو انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا، آپ نے کھجور چبا کے ان کے حلق میں لگائی اور فرمایا کہ میں اُن کا ایسا نام رکھوں گا کہ یحییٰ بن زکریا کے بعد نہیں رکھا گیا، آنحضرتؐ نے اُن کا نام یحییٰ رکھا۔
محمد بن عمر نے کہا کہ یحییٰ بن خلاد نے عمرؓ بن الخطاب سے روایت کی ہے۔

عمرو بن سُلیم

ابن عمرو بن ثعلبہ بن عامر بن مخلد بن عامر بن زریق، خزرج میں سے تھے، ان کی والدہ النوار بنت عبداللہ بن الحارث بن جماز حلیف بنی ساعدہ تھیں، جماز غسان کے حبالہ بن غنم میں سے تھے۔

عمرو بن سلیم کے یہاں عثمان اور نعمان پیدا ہوئے، ان کی والدہ حبیبہ بنت النعمان بن عجلان بن النعمان بن عامر بن عجلان بن عمرو بن عامر بن زریق انصار میں سے تھیں۔

سعد و ایوب، دونوں کی والدہ ام البنین بنت ابی عبادہ سعد بن عثمان ابن خلدہ بن مخلد بن عامر بن زریق تھیں۔

عمرو بن سلیم نے عمرؓ بن الخطاب سے روایت کی ہے، وہ بالغ ہونے کے قریب تھے، نیز انھوں نے ابوقتادہ الانصاری اور ابو حمید الانصاری سے بھی روایت کی ہے، ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

حنظلہ بن قیس

ابن عمرو بن حصن بن خلدہ بن مخلد بن عامر بن زریق، اُن کی والدہ ام سعد بنت قیس بن حصن بن خلدہ بن مخلد بن عامر بن زریق تھیں۔

حنظلہ بن قیس کے یہاں محمد و ام جمیل پیدا ہوئیں دونوں کی والدہ ام عیسیٰ بنت عبداللہ بن ہشام بن زہرہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ

قریش میں سے تھیں۔

عمرو بن حنظلہ کی والدہ ام عثمان بنت عمرو بن عبداللہ بن عمرو بن حصن بن خلدہ بن مخلد بن عامر بن زریق تھیں۔

عمرو اصغر، اُن کی والدہ ام ولد تھیں۔

عبداللہ، اُن کی والدہ ام موسیٰ بنت الحارث بن عقبہ بن عبید بن المعلی ابن لوذان بن حارثہ غضب بن جُشَم بن الخزرج کی اولاد میں تھیں۔

عبیداللہ و سعد فرزندان حنظلہ، اِن دونوں کی والدہ کا نام ہمیں نہیں بتایا گیا۔

۵۳ زہری سے مروی ہے کہ میں نے انصار میں سے کسی کو حنظلہ بن قیس الزرقی سے زیادہ ہوشیار اور عمدہ رائے والا نہیں دیکھا، گویا وہ قیس کے آدمی تھے۔

محمد بن عمرؓ نے کہا کہ حنظلہ بن قیس نے عمرؓ و عثمانؓ و رافع بن خدیجؓ سے روایت کی ہے اور زہری نے اُن سے روایت کی ہے، ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

مسعود بن الحکم

ابن الربیع بن عامر بن خالد بن عامر بن زُریق، اُن کی والدہ حبیبہ بنت شریق بن ابی حثمہ، ہذیل میں سے تھیں۔

مسعود بن الحکم کے یہاں ابراہیم و عیسیٰ و ابوبکر و سلیمان و موسیٰ و اسماعیل و داؤد و یعقوب و عمران و ایوب اکبر و ام ابراہیم پیدا ہوئے، ان سب کی والدہ حبیبہ بنت ابی عبادہ سعد بن عثمان بن خلدہ بن مخلد بن عامر بن زُریق تھیں۔

ایوب اصغر و سارہ کی والدہ ام عمرو بنت المُثنّیٰ بن حکیم بن نجبہ بن ربیعہ ابن ریاح بن عوف بن ربیعہ بن ہلال بن شمخ بن فزارہ تھیں۔

محمد بن عمرؓ نے کہا کہ مسعود بن الحکم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں

پیدا ہوئے، کنیت ابو ہارون تھی، بڑے شریف و بامروۃ اور ثقہ تھے، عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ سے روایت کی ہے اور اُن سے محمد بن المنکدر اور ابو الزناد نے روایت کی ہے۔

مُخَلَّد

ابو الحارث بن مخلد الزرقی، کتاب نسب الانصار میں ہم اُن کے نسب پر اتنا واقف نہوئے جتنا ہم چاہتے تھے، مخلد نے عمرؓ بن الخطاب سے سنا ہے۔

عبد اللہ بن ابی طلحہ

نام زید بن سہل بن الاسود بن حرام بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک بن النجار تھا، اُن کی والدہ ام سُلَیم بنت ملحان بن خالد بن زید بن حرام بن جُندب بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار تھیں جو انس بن مالک کی والدہ تھیں۔

عبد اللہ بن ابی طلحہ کے یہاں قاسم ام ولد سے پیدا ہوئے۔

عمیر و زید و اسماعیل و یعقوب و اسحاق و عبدہ و ام ابان، ان کی والدہ ثبیتہ بنت رفاعہ بن رافع بن مالک بن العجلان الزرقی تھیں۔

محمد بن عبد اللہ، اُن کی والدہ ام ولد تھیں۔

عبد اللہ بن عبد اللہ اور کلثم ام ولد سے تھے۔

ابراہیم و رُقیہ و ام عمرو، ان کی والدہ عائشہ بنت جابر بن صخر بن امیہ

ابن خنساء بنی سلمہ میں سے تھیں۔

۵۴ عمر بن عبداللہ اور معمر و عمارہ، اُن کی والدہ ام کلثوم بنت عمرو بن حزم بن زید بنی مالک بن النجار میں سے تھیں۔

جنگ حنین میں عبداللہ ام سُلیم کے حمل میں تھے، وہ حنین میں موجود تھیں، عبداللہ مدینے میں ابو طلحہ ہی کے مکان میں رہے۔

انسؓ بن مالک سے مروی ہے کہ فرزند ابی طلحہ بیمار تھے، ابو طلحہؓ روانہ ہو گئے، بچے کی وفات ہو گئی، واپس آئے تو پوچھا کہ میرا بیٹا کیسا ہے ام سُلیم نے کہا کہ جیسا وہ تھا اُس سے اب بہت سکون میں ہے، وہ اُن کے پاس شب کا کھانا لائیں، انھوں نے کھایا، پھر اُن سے صحبت کی، جب فارغ ہوئے تو ام سلیم نے کہا کہ بچے کو دفن کر دو۔

ابو طلحہؓ نے صبح کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کو خبر دی، فرمایا کہ کیا آج شب کو تم نے صحبت کی ہے، عرض کی جی ہاں، فرمایا اے اللہ ان دونوں کے لئے برکت کر، ام سلیم کے یہاں ایک لڑکا پیدا ہوا پھر مجھ سے (یعنی انسؓ بن مالک سے) ابو طلحہؓ نے کہا کہ اُسے یاد رکھنا تاکہ ہم اُسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائیں۔

وہ اسے نبی علیہ السلام کے پاس لے گئے اور اس کے ساتھ چند کھجوریں بھی بھیجیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بچے کو لے لیا اور پوچھا کیا اس کے ساتھ کچھ ہے، لوگوں نے عرض کی جی ہاں کھجوریں ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجوریں لیں اُنھیں چبایا اور اپنے منہ سے لیکر بچے کے منہ میں کر دیا اُس کے تالو میں لگایا اور اُس کا نام عبداللہ رکھا۔

انسؓ بن مالک سے مروی ہے کہ ام سلیم کا ایک لڑکا جو ابو طلحہؓ سے تھا سخت بیمار ہو گیا، ابو طلحہؓ مسجد چلے گئے اس لڑکے کی وفات ہو گئی، ام سلیم نے اس کی ضروریات مہیا کر لیں اور کہا کہ ابو طلحہؓ کو بیٹے کی موت کی خبر نہ کرنا، وہ مسجد سے واپس آئے تو بیوی نے شام کا کھانا جس طرح طیار کرتی تھیں کیا۔ ابو طلحہؓ نے پوچھا بچہ کیسا ہے

انھوں نے کہا کہ جیسا تھا اس سے بہتر ہے۔

ام سلیم شام کا کھانا اُن کے پاس لائیں، انھوں نے اور جو احباب اُن کے ساتھ تھے سب نے کھایا پھر وہ اُٹھ کر اُس کام کو گئیں جس کے لئے عورت جاتی ہے (یعنی زینت کے لئے)، انھوں نے اپنی بیوی سے صحبت کی جب آخر شب ہوئی تو بیوی نے کہا کہ اے ابو طلحہؓ کیا تم آل فلاں کو دیکھتے نہیں کہ اُن لوگوں نے کوئی چیز عاریتاً لی اور اس سے فائدہ اٹھایا، جب وہ ان سے مانگی گئی تو یہ اُن پر گراں گزرا، ابو طلحہؓ نے کہا کہ اُن لوگوں نے انصاف نہیں کیا، بیوی نے کہا کہ تمھارا فلاں بیٹا بھی اللہ کی طرف سے عاریت تھا، اُس نے اسے اپنے پاس کرلیا، انھوں نے وہ انا للہ الخ، پڑھا اور الحمد للہ کہا۔

صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے انھیں دیکھا تو فرمایا کہ اللہ تم دونوں کی شب میں برکت دے، عبداللہ بن ابی طلحہ اُن کے حمل میں آگئے، وہ رات کو پیدا ہوئے تو انھیں یہ گوارا نہ ہوا کہ بغیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُس کے تالو میں کچھ لگائے ہوئے خود اس کے تالو میں کچھ لگائیں، انھوں نے اُسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس انسؓ بن مالک کے ہمراہ بھیجا۔

انسؓ نے کہا کہ میں نے عجوہ کھجوریں لیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اونٹوں پر قطران لگا رہے تھے عرض کی آج شب کو ام سلیم کے یہاں بچہ پیدا ہوا انھوں نے اُس کے تالو میں کچھ لگانا بغیر آپ کے لگائے ہوئے پسند نہ کیا، فرمایا، تمھارے ساتھ کچھ ہے، عرض کی عجوہ کھجوریں ہیں آنحضرت نے ایک کھجور لے کے چبائی اور اپنے لعاب میں ملا کے اس کے منہ میں ڈال دی، بچہ چاٹنے لگا، فرمایا کہ انصار کی پسندیدہ چیز کھجور ہے عرض کی، یا رسول اللہ اسکا نام رکھ دیجئے، فرمایا اس کا نام عبداللہ ہے۔

عبداللہ ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

۵۵ **محمد بن اُبی**

ابن کعب بن قیس بن عُبید بن زید بن معاویہ بن عمرو بن مالک بن النجار، ان کی والدہ

ام الطفیل بنت الطفیل بن عمرو بن المنذر بن سبیع بن عبد نہم قبیلۂ دوس کی تھیں۔

محمد بن اُبی کے یہاں قاسم اور اُبی اور معاذ اور عمرو اور محمد اور زیادہ پیدا ہوئے، ان کی والدہ عائشہ بنت معاذ بن الحارث بن رفاعہ بن الحارث بن سواد بنی مالک بن النجار میں سے تھیں۔

محمد بن اُبی کی کنیت ابو معاذ تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پیدا ہوئے انھوں نے عمرؓ سے روایت کی اور ان سے بسر بن سعید نے روایت کی، ثقہ اور قلیل الحدیث تھے، محمد یوم الحرہ میں مقتول ہوئے جو ذی الحجہ ۶۳ھ میں یزید بن معاویہ کی خلافت میں پیش آیا۔

طفیل بن اُبی

ابن کعب بن قیس بن عبید بن زید بن معاویہ بن عمرو بن مالک بن النجار،

اُن کی والدہ ام الطفیل بنت الطفیل بن عمرو بن المنذر بن سبیع بن عبد نہم قبیلۂ دوس میں سے تھیں۔

طفیل بن اُبی کے یہاں اُبی و محمد اور عبدالعزیز و عثمان اور ام عمرو پیدا ہوئیں اُن کی والدہ ام القاسم بنت محمد بن ابی ذرہ بن معاذ بن زرارہ قبیلۂ اوس کے بنی ظفر میں سے تھیں۔

طفیل بن اُبی کا لقب ابوالبطن تھا، عبداللہ بن عمرؓ کے دوست تھے، انھوں نے عمرؓ بن الخطاب اور اپنے والد اور ابن عمرؓ سے روایت کی ہے، ثقہ اور درست حدیث والے تھے۔ ان دونوں کے بھائی۔

ربیع بن ابی

ابن کعب بن قیس بن عبید بن زید بن معاویہ بن عمرو بن مالک بن النجار ان سے

اور ان کے والد سے بھی مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبؓ بن مالک سے کہا کہ تم نے نکاح کیا، انھوں نے کہا جی ہاں۔ (بروایت عثمان بن عمر از موسیٰ ابن وہقان)۔

محمود بن لَبید

ابن عقبہ بن رافع بن امرئ القیس بن زید بن عبد الاشہل اُن کی والدہ ام منظور ۵۶
بنت محمود بن مسلمہ بن خالد بن عدی قبیلۂ اوس کے بنی حارثہ میں سے تھیں۔

محمود بن لبید کے یہاں حُضَیر و ام منظور پیدا ہوئیں، ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

عُمارہ ام کلثوم، ان کی والدہ بھی ام ولد تھیں۔

شیبہ کی والدہ بنت عمر بن ضمرہ، قیس عَیلان کے بنی فزارہ میں سے تھیں۔

ام لبید اور ان کی والدہ بھی ام ولد تھیں۔

محمود بن لبید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پیدا ہوئے، انھیں کے والد کے بارے میں یہ رخصت آئی کہ جو روزہ پر قادر نہ ہو وہ مساکین کو کھانا کھلا دے محمود بن لبید نے عمرؓ سے سنا ہے، ان کے پس ماندگان تھے جو مر گئے ان میں سے کوئی باقی نہ رہا، محمود بن لبید کی وفات ۹۶ھ میں مدینے میں ہوئی، ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

سائب بن ابی لبابہ

ابن عبد المنذر بن رفاعہ بن زنبر بن زید بن امیہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو

ابن عوف بن مالک بن الاوس۔

سائب بن ابی لبابہ کے یہاں حسین و ملیکہ پیدا ہوئے، دونوں کی والدہ ام الحسن بنت رفاعہ بن شہران بن خالد بن ثعلبہ بن العجلان تھیں اور رفاعہ حلیف بنی عمرو ابن عوف میں سے تھیں۔

معاویہ بن السائب اور بشیر اور ام الحسن کی والدہ ام ولد تھیں۔

زینب بنت السائب کی والدہ بھی ام ولد تھیں۔

سائب بن ابی لبابہ کی کنیت ابو عبدالرحمٰن تھی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پیدا ہوئے عمرؓ سے روایت کی، قلیل الحدیث اور ثقہ تھے۔

ولید بن عبدالملک کی خلافت میں مدینے میں وفات ہوئی۔

عبدالرحمٰن بن عویم

ابن ساعدہ بن عائش بن قیس بن النعمان بن زید بن امیہ، ان کی والدہ کا نام ہمیں نہیں بتایا گیا۔

عبدالرحمٰن نبی علیہ السلام کے زمانے میں پیدا ہوئے، انھوں نے عمرؓ سے روایت کی ہے، عبدالملک ابن مروان کے آخر زمانۂ خلافت میں مدینے میں وفات ہوئی، ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

ان کے بھائی:۔

سوید بن عویم

ابن ساعدہ، اُن کی والدہ اُمامہ بنت بکیر بن ثعلبہ بنی غضب بن جشم بن الخزرج

میں سے تھیں، ذی الحجہ ۶۳ھ میں یوم الحرہ میں مقتول ہوئے۔

ایوب بن بشیر

ابن سعد بن النعمان بن اکال بن لوذان بن الحارث بن امیہ بن معاویہ ابن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف، انصار کی شاخ اوس میں سے تھے، کنیت ابوسلیمان تھی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں پیدا ہوئے، انھوں نے عمرؓ سے روایت کی ہے اور ان سے زہری نے، ثقہ تھے، کثیر الحدیث نہ تھے، جنگ حرہ میں شریک ہوئے، اس میں ان کے بہت سے زخم آئے اس کے دو سال بعد وفات ہوئی، اس وقت پچھتر سال کے تھے، ان کی اولاد میں عبداللہ بن ایوب تھے جو لاولد مرگئے ان کا کوئی پس ماندہ نہ رہا۔

ثعلبہ بن ابی مالک القرظی

ابو مالک کا نام عبداللہ بن سام تھا، ثعلبہ کی کنیت ابو یحییٰ تھی، ابو مالک یمن سے آئے اور کہا کہ ہم لوگ کندہ سے ہیں جو دین یہود پر ہیں، انھوں نے ابن سعیہ کے یہاں شادی کی جو بنی قریظہ میں سے تھے اور انھیں لوگوں سے معاہدۂ حلف کرلیا اسی لئے قرظی کہلائے۔

ثعلبہ نے عمرؓ و عثمانؓ سے روایت کی ہے، ان کی کنیت ابو جعفر تھی جو داؤد ابن سنان کی روایت سے معلوم ہوئی۔

داؤد بن سنان سے مروی ہے کہ میں نے ثعلبہ کو دیکھا کہ اپنا سر اور داڑھی

میںہدی سے زرد رنگتے تھے۔

محمد بن عمرؒ نے کہا کہ ثعلبہ اپنی وفات تک بنی قریظہ کے امام رہے اور بوڑھے تھے اور قلیل الحدیث تھے۔

ولید بن عبادہ

ابن الصامت بن قیس اصرم بن فہر بن ثعلبہ بن غنم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج ان کی والدہ جمیلہ بنت ابی صعصعہ تھیں، اور وہ عمرو بن زید بن عوف بن مبذول بن عمرو ابن غنم بن مازن بن النجار تھے۔

ولید بن عبادہ کے یہاں محمد پیدا ہوئے، ان کی والدہ قبیلۂ طے کی تھیں۔

محمد ان کی والدہ حبہ بنت النعمان بن مالک بن ثعلبہ بن اصرم بن فہر ابن ثعلبہ بن غنم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج تھیں۔

عبادہ اور حارث اور مصعب اور عبداللہ اور مسلمہ، ان کی والدہ بزیعہ بنت ابی حارثہ بن اوس بن سکن بن عدی بن عبید بن فہر بن ثعلبہ بن غنم بن عوف بن عمرو ابن عوف بن الخزرج تھیں۔

صالح کی والدہ بنی نصر بن بکر بن ہوازن سے تھیں۔

ہشام کی والدہ ام ولد تھیں۔

یحییٰ کی والدہ بھی ام ولد تھیں۔

ام عیسیٰ اور حکیمہ، ان کی والدہ بھی ام ولد تھیں۔

ولید بن عبادہ آخر عہد نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں پیدا ہوئے ان کی وفات شام میں خلافت عبدالملک بن مروان کے زمانے میں ہوئی، ثقہ و کثیر الحدیث تھے۔ 508

سعید بن سعد

ابن عبادہ بن دلیم بن حارثہ بن ابی حزیمہ بن ثعلبہ بن طریف بن الخزرج

ابن ساعدہ بن کعب بن الخزرج، اُن کی والدہ عزیہ بنت سعد بن خلیفہ بن الاشرف
ابن ابی حزیمہ ابن ابی خزیمہ ثعلبہ بن طریف بن الخزرج بن ساعدہ بن کعب بن الخزرج تھیں۔
سعید بن سعد کے یہاں شرجیل و خالد و اسماعیل و زکریا و محمد و عبدالرحمٰن و
حفصہ و عائشہ پیدا ہوئیں، ان سب کی والدہ ثبتیہ بنت ابی الدرداء عویمر بن زید
ابن قیس بن عائشہ بن امیہ بن مالک بن عامر بن عدی بن کعب بن الخزرج بن الحارث بن الخزرج تھیں۔
یوسف، ان کی والدہ ام یوسف بنت ہمام قبیلۂ ہوازن کے بنی نصر بن
معاویہ میں سے تھیں۔
یحیٰی و عثمان و عُزیہ و عبدالعزیز و ام ابان و ام البنین مختلف ام ولد سے
تھے۔
سعید بن سعد نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا شرف پایا ہے بعض
روایتوں میں ہے کہ انھوں نے آنحضرتؐ سے سنا بھی ہے ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

عَبّاد بن تمیم

ابن غزیہ بن عمرو بن عطیہ بن خنساء بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن بن النجار، ان
کی والدہ ام ولد تھیں، وہ حقیقی بھائی معمر و ثابت فرزندان تمیم تھے جو یوم الحرہ میں
ذی الحجہ سنہ ۶۳ھ میں مقتول ہوئے۔
موسیٰ بن عقبہ سے مروی ہے کہ عباد بن تمیم المازنی نے کہا کہ میں غزوۂ خندق
میں پانچ سال کا تھا، مجھے کچھ باتیں یاد ہیں ہم لوگ عورتوں کے ساتھ قلعوں میں تھے
اہل قلعہ تھیجہ باری باری کے سوتے نہ تھے اس خوف سے کہ بنی قریظہ اُن پر حملہ نہ کر دیں۔
محمد بن عمرؓ نے کہا کہ زہری نے عباد بن تمیم سے روایت کی ہے۔

محمد بن ثابت

ابن قیس بن شماس بن مالک بن امرئ القیس بن مالک الاغر بن ثعلبہ بن کعب　۵۹

ابن الخزرج بن الحارث بن الخزرج ان کی والدہ جمیلہ بنت عبد اللہ بن ابی سلول بنی الحبلی میں سے تھیں
ان کے اخیافی بھائی عبد اللہ بن حنظلہ بن ابی عامر راہب تھے، حنظلہ وہی ہیں جو غسیل الملائکہ
تھے۔

محمد بن ثابت کے یہاں عبد اللہ پیدا ہوئے جو یوم الحرہ میں مقتول ہوئے سلیمان
بھی یوم الحرہ میں مقتول ہوئے اور یحییٰ بھی، ان کی والدہ ام عبد اللہ بنت حفص
ابن صامت بن حارثہ بن عدی بن قیس بن زید بن مالک بنی الحارث بن الخزرج میں سے تھیں۔

اسماعیل و عائشہ کی والدہ ام کثیر بنت النعمان بن العجلان بن النعمان بن عامر
ابن العجلان بن عمرو بن عامر بن زریق تھیں۔

اسحاق و ابراہیم و یوسف و قریبہ ان کی والدہ امۃ اللہ بنت السائب
ابن خلاد بن سوید بن ثعلبہ بن عمرو بن حارثہ بن امرئ القیس بنی الحارث بن الخزرج میں سے تھیں۔

عیسیٰ و حمیدہ کی والدہ ام عون بنت عبد الرحمٰن بن معمر بن عبد اللہ بن ابی
ابن سلول بنی الحبلی میں سے تھیں۔

سعد بن الحارث

ابن الصمہ بن عمرو بن عتیک بن عمرو بن مبذول اور وہ عامر بن مالک بن النجار تھے ان کی
والدہ ام الحکم تھیں، وہ خولہ بنت عقبہ بن رافع بن امرئ القیس بن زید بن عبد الاشہل
قبیلۂ اوس میں سے تھیں۔

سعد بن الحارث کے یہاں صلت اور ام الفضل پیدا ہوئیں، ان کی والدہ
جمال بنت قیس بن مخرمہ بن المطلب بن عبد مناف بن قصی قریشیہ تھیں۔

عمرو، ان کی والدہ ام سعید بنت سہل بن عتیک بن النعمان بن عمرو
ابن مبذول تھیں۔

سعد بن الحارث صفین میں علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کی ہمراہی میں مقتول ہوئے۔

ابو اُمامہ بن سہل

ابن حنیف بن واہب بن الحکیم بن ثعلبہ بن مجدعہ بن عمرو جو بنی حنش بن عوف
ابن عمرو بن عوف تھے اور اوس میں سے تھے، ان کی والدہ حبیبہ بنت ابی امامہ
اسعد بن زرارہ بن عدس بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار تھیں
مبایعات میں سے تھیں، ابو امامہ کا نام اسعد اپنے نانا کے نام پر تھا اور کنیت
بھی انھیں کی کنیت پر تھی، اُن کے نانا اسعد بن زرارہ بنی النجار کے نقیب
(کفیل و ذمہ دار) تھے۔ ٦٠

ابو امامہ بن سہل کے یہاں محمد و سہل و عثمان و ابراہیم و یوسف و یحییٰ
و ایوب و داؤد و حبیبہ و اُمامہ پیدا ہوئیں، ان سب کی والدہ ام عبداللہ بنت
عتیک بن الحارث بن عتیک بن قیس بن ہیشہ بن الحارث اوس کے بنی معاویہ میں
سے تھیں۔

صالح بن ابی امامہ ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ہم سے یہ بیان کیا گیا ہے کہ یہ وہی تھے جن کی کنیت و نام اپنے نانا کی
کنیت و نام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو امامہ و اسعد رکھا، انھیں یہ نہیں معلوم
ہوا کہ انھوں نے عمر سے بھی کچھ روایت کی، عثمان و معاویہ و زید بن ثابت
اور اپنے والد سہل بن حنیف سے روایت کی ہے، ثقہ و کثیر الحدیث تھے۔

عبد الرحمٰن بن ابی عمرہ

ابی عمرہ کا نام بشیر بن عمرو بن محصن بن عمرو بن عتیک بن عمرو بن مبذول تھا

اور سبذول عامر بن مالک بن النجار تھے، اُن کی والدہ ہند بنت المقوم بن عبد المطلب ابن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب قریش کی تھیں، ہند کی والدہ برہ بنت عدی بن ... بن سہم بھی قریش کی تھیں۔

عبد الرحمٰن بن ابی عمرہ کے یہاں عبد اللہ و حمزہ و علقمہ و حبابہ پیدا ہوئے ان کی والدہ ام سعد بنت شیبان بن الحارث بن علقمہ بن عمرو بن ثقف بن مالک بن سبذول تھیں اور وہ عامر بن مالک بن النجار تھے۔

ابو عمرہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا شرف حاصل تھا، جنگ صفین میں علیؓ بن ابی طالب کے ہمراہ تھے اور مقتول ہوئے۔ عبد الرحمٰن بن ابی عمرہ نے عثمان و زید بن خالد الجہنی و ابی ہریرہ سے روایت کی ہے، ثقہ و کثیر الحدیث تھے۔

عبد الرحمٰن بن یزید

ابن جاریہ بن عامر بن مجمع بن العطاف بن ضبیعہ بن زید بن مالک بن عوف ابن عمرو بن عوف اوس میں سے تھے، اُن کی والدہ جمیلہ بنت ثابت بن ابی الاقلح بن عصمہ بن مالک بن امتہ بن ضبیعہ بن زید بنی عمرو بن عوف میں سے تھیں، اُن کے اخیافی بھائی عاصم بن عمر بن الخطاب تھے۔

عبد الرحمٰن بن یزید کے یہاں عیسیٰ پیدا ہوئے جو یوم الحرہ میں مقتول ہوئے اور اسحاق و جمیلہ اور ام عبد اللہ و ام ایوب و ام عاصم پیدا ہوئیں۔

ان سب کی والدہ حسنہ بنت بکیر بن جاریہ بن عامر بن مجمع تھیں۔

جمیل، اُن کی والدہ ام ولد تھیں۔

عبد الکریم و عبد الرحمٰن، ان دونوں کی والدہ امامہ بنت عبد اللہ بن سعد بن خیثمہ بنی عمرو بن عوف میں سے تھیں۔

عبد الرحمٰن بن یزید نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں پیدا ہوئے اور قدیم ٦١
تھے انہوں نے عمر سے روایت کی، عمر بن عبد العزیز کی جانب سے قاضی مدینہ
تھے، ولید بن عبد الملک کے زمانۂ خلافت میں مدینے میں وفات ہوئی عبد الرحمٰن بن یزید
کی کنیت ابو محمد تھی، ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

مُجَمِّع بن یزید

ابن جاریہ بن عامر بن مجمع بن العطاف بن ضبیعہ بن زید، اُن کی والدہ حبیبہ بنت الجنید بن کنانہ بن قیس بن زہیر بن جذیمہ بن رواحہ بنی عبس میں سے تھیں۔

مجمع بن یزید کے یہاں اسماعیل و اسحاق و یعقوب و سُعدیٰ و ام اسحاق وام النعمان پیدا ہوئیں، اُن کی والدہ سالمہ بنت عبد اللہ بن ابی حبیبہ بن الازعر بن زید بن العطاف بن ضبیعہ بن زید بنی عمرو بن عوف میں سے تھیں۔

ابو سعید المَقبُری

نام کیسان تھا، بنی لیث بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ کے بنی جُندَع کے مولیٰ تھے، اُن کا مکان مقابر کے پاس تھا اس لئے لوگوں نے مقبری کہا۔

سعید بن ابی سعید المقبری نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں بنی جندع کے ایک شخص کا غلام تھا، اُس نے مجھے چالیس ہزار درہم اور ہر عید الاضحیٰ کو ایک بکری پر مکاتب بنا دیا، مال (وقت سے پہلے) مہیا ہو گیا، میں اُس کے پاس لایا تو اس نے وقت معینہ کے سوا لینے سے انکار کیا۔

میں عمر بن الخطاب کے پاس آیا اور اُن سے بیان کیا، انھوں نے کہا کہ اے یرفا مال لے کے بیت المال میں رکھ دو، شام کو ہمارے پاس آؤ تو ہم تمھاری آزادی لکھ دیں گے، اگر تمھارا مولیٰ چاہے گا تو اُسے لے لے گا اور اگر چاہے گا تو چھوڑ دے گا۔

میں مال اٹھا کر بیت المال میں لے آیا، جب میرے مولیٰ کو معلوم ہوا تو اُس نے آکر مال لے لیا، میں اس کے بعد عمر کے پاس اپنے مال کی زکوٰۃ لایا تو انھوں نے کہا کہ جب سے آزاد ہوئے تم نے کچھ مال لیا، عرض کی نہیں فرمایا اُسے واپس لے جاؤ، پہلے ہم سے کچھ اپنا پھر بعد کو ہمارے پاس لانا۔

ابی سعید المقبری سے مروی ہے کہ میں مکاتب تھا، اپنے مولیٰ سے کہا کہ میرا بدل کتابت لے لیں، مگر انھوں نے انکار کیا، میں عمر بن الخطاب کے پاس آیا اور اُن سے بیان کیا تو انھوں نے کہا اے یرفا اس سے مال لے کے بیت المال میں ایک کنارے رکھ دو، اور مجھ سے کہا کہ جاؤ تم آزاد ۶۳
ہوا، میں دوسرے سال اُن کے پاس اپنے مال کی زکوٰۃ لایا، انھوں نے پوچھا کہ تو نے ہم سے کچھ لیا ہے جو ہم نے تمھارے لئے مقرر کیا ہے، عرض کی نہیں انھوں نے وہ مال مجھے واپس کر دیا۔

ابی سعید المقبری سے مروی ہے کہ میں عمر بن الخطاب کے پاس دو سو درہم لایا اور کہا کہ لیجئے یہ میرے مال کی زکوٰۃ ہے فرمایا اے کیسان کیا تم آزاد ہو گئے، میں نے کہا جی ہاں، فرمایا جاؤ اُسے خیرات کر دو۔

ولید بن کثیر سے مروی ہے کہ میں نے سعید المقبری کو اپنے والد سے روایت کرتے سنا کہ میں عمر بن الخطاب کے پاس اپنے مال کی زکوٰۃ لایا، انھوں نے فرمایا کہ تم نے ہمارے دیوان سے کچھ لیا ہے، میں نے کہا نہیں، فرمایا تو اُسے لیجاؤ۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ابو سعید نے عمر سے روایت کی ہے، وہ ثقہ و کثیر الحدیث تھے، اُن کی وفات سنہ ۱۰۰ھ میں عمر بن عبد العزیز کی خلافت میں ہوئی، اوروں نے کہا کہ اُن کی وفات مدینے میں ولید بن عبد الملک کی خلافت

میں ہوئی۔

ابو عُبَید

زہری نے ایک مرتبہ انھیں عبدالرحمٰن بن ازہر کا مولیٰ کہا، دوبارہ دوسرے مقام پر عبدالرحمٰن بن عوف کا مولیٰ کہا، اسی طرح اوروں نے بھی کہا ہے۔

زہری نے کہا کہ وہ قدماء واہل فقہ میں سے تھے، انھوں نے کہا کہ میں عبد بن عمر کے ساتھ حاضر ہوا، انھوں نے عثمان وعلی وابوہریرہ سے روایت کی ہے نام سعد تھا، مدینے میں ۹۸ھ میں وفات ہوئی، ثقہ تھے اور ان کی حدیثیں ہیں۔

اَفلح

مولائے ابوایوب انصاری، اُن کی کنیت ابوکثیر تھی۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ ابوایوب نے افلح کو چالیس ہزار درہم پر مکاتب بنایا، لوگ افلح کو مبارک باد دینے لگے اور کہنے لگے کہ اے ابوکثیر تمھیں آزادی مبارک ہو، جب ابوایوب اپنے متعلقین کے پاس لوٹے تو وہ اُن کے مکاتب بنانے پر پشیمان ہوئے، اُن کو بلا بھیجا اور کہا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ تم کتاب (مکاتب نامہ) مجھے واپس کردو اور اسی حالت پر لوٹ جاؤ جس حالت پر تم تھے،

اُن سے اُن کے بیوی بچوں نے کہا کہ کیا تم اس غلام کو واپس لیتے ہو جسے اللہ نے آزاد کردیا ہے، افلح نے کہا کہ واللہ وہ مجھ سے جو مانگیں گے میں انھیں

ضرور دونگا، وہ اپنی مکاتبت اُن کے پاس لائے اور اُسے توڑ دیا جب تک
اللہ نے چاہا وہ ٹھہرے، پھر ابو ایوب نے انھیں بلا بھیجا اور کہا کہ تم آزاد
ہو، اور جو تمھارا مال ہے وہ بھی تمھارا ہے۔

۶۳ محمد بن عمر نے کہا کہ افلح عین التمر کے اُن قیدیوں میں تھے جنھیں
خالد بن الولید نے ابوبکر صدیق کی خلافت میں گرفتار کرکے مدینے بھیج دیا تھا، میں
نے کسی کو بیان کرتے سنا کہ افلح کی کنیت ابو عبد الرحمن تھی، انھوں نے عمر
سے سنا اور مدینے میں اُن کا مکان تھا ذی الحجہ ۶۳ھ میں بعہد خلافت
یزید بن معاویہ یوم الحرہ میں مقتول ہوئے، ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

عُبید

مولائے عبید بن المعلی برادر ابی سعید بن معلی الزرقی، عُبید کی کنیت
ابو عبد اللہ تھی، عین التمر کے اُن قیدیوں میں سے تھے جنھیں خالد بن الولید نے
ابوبکر صدیق کی خلافت میں گرفتار کرکے مدینے بھیج دیا تھا، لوگ کہتے ہیں کہ عبید بن
مُرّہ ہی نفیس بن محمد بن زید بن عبید تاجر کے دادا تھے، وہ اُس نفیس محل کے
مالک تھے جو حرہ واقم کے نواح میں تھا، عبید مولائے عبید بن المعلی کی وفات
بزمانۂ حرہ ذی الحجہ ۶۳ھ میں ہوئی، ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

شمّاس

مولائے عباس بن عبد المطلب بن ہاشم سورۂ یوسف عمر بن الخطاب

کی زبان سے سن کر حفظ کی تھی اور اسے نماز میں پڑھا کرتے تھے، اُن سے اُن کے بیٹے عثمان بن شماس نے روایت کی ہے۔

سائب بن خَبّاب

مولائے فاطمہ بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس، اُن کی کنیت ابو عبد الرحمٰن تھی، میں نے کسی کو یہ بیان کرتے بھی سنا کہ اُن کی کنیت ابو مسلم تھی، ثقہ و قلیل الحدیث تھے، انھوں نے عمر و زید بن ثابت سے روایت کی ہے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ اُن کی وفات سنہ ۹۷ھ میں مدینے میں ہوئی جبکہ وہ بہتّر سال کے تھے۔

مالک بن انس سے مروی ہے کہ سائب بن خبّاب کی وفات ابن عمر سے پہلے ہوئی۔

عُبَید بن ام کلاب

اُنھوں نے عمر بن الخطاب سے سنا ہے وہ عبید بن سلمتہ اللیثی تھے جو ۶۴
مدینے سے قتل عثمان کی خبر لے کے نکلے، سرف میں عائشہ کا استقبال کیا اور انھیں اُن کے قتل کی اور لوگوں کے علی بن ابی طالب سے بیعت کرنے کی خبر دی، وہ مکہ واپس گئیں، عُبَید علوی تھے۔

ابن مَرسا

مولائے قریش تھے، جنھوں نے عمر بن الخطاب سے روایت کی، قلیل الحدیث تھے۔

ابو سعید

سوائے ابو اسید عمر بن الخطاب سے روایت کی ہے۔

ہُرمُزان

اہل فارس میں سے تھے، جب جلولاء کو مسلمانوں نے فتح کر لیا تو یزدجرد (شاہ ایران) حلوان سے نکل کے اصبہان چلا گیا، پھر اصطخر میں آیا، اس نے اپنے وزیر ہرمزان کو تستر بھیجا، انھوں نے اس کی حفاظت کی اور قلعہ میں محفوظ ہو گئے، ان کے ہمراہ سونے کے کنگن اور اہل تستر کا مال کثیر تھا، وہ قلعہ شہر کے منتہا پہاڑ کے متصل تھا جس کے اطراف پانی کی ایک خندق تھی اور کسی قدر رسد ان کے پاس اصبہان سے آتی تھی۔

وہ لوگ اسی حالت میں جب تک اللہ نے چاہا ٹھیرے، ابو موسیٰ نے دو سال تک اور کہا جاتا ہے کہ اٹھارہ مہینے تک ان کا محاصرہ کیا، پھر اہل قلعہ عمر کے حکم پر اترے، ابو موسیٰ نے ہرمزان کو عمر کے پاس بھیج دیا، ان کے ہمراہ بارہ عجمی قیدی بھی تھے جن کے بدن پر ریشمی لباس اور سونے کے پٹکے اور سونے کے کنگن تھے، ان لوگوں کو ان کی اسی ہیئت میں مدینے لائے لوگ تعجب کرنے لگے، پھر ان لوگوں کو عمر کے مکان پر لائے تو انھیں ان لوگوں نے نہ پایا، ہرمزان نے فارسی میں کہا کہ تمہارے بادشاہ کہو گئے، ان لوگوں سے کہا گیا کہ وہ مسجد میں ہیں۔

یہ لوگ مسجد میں داخل ہوئے تو انھیں اس طرح سوتا ہوا پایا کہ اپنی چادر کو تکیہ بنائے ہوئے تھے، ہرمزان نے کہا کہ تمھارے بادشاہ یہی ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ یہ خلیفہ ہیں، پوچھا کیا اُن کے لئے دربان و نگہبان نہیں ہے؟ لوگوں نے کہا کہ تا عمر اُن کی موت تک اللہ اُن کا نگہبان ہے، ہرمزان نے کہا کہ یہ سلطنت مبارک ہے، عمر نے ہرمزان کو دیکھا تو کہا کہ میں دوزخ سے اللہ سے پناہ مانگتا ہوں، پھر فرمایا کہ تمام تعریفیں اسی اللہ کے لئے ہیں جس نے اس کو اور اس کے گروہ کو اسلام کے ذریعے سے ذلیل کر دیا۔

عمر نے وفد سے فرمایا کہ اس طرح کلام کرو کہ مجھے حسن کلام و کثرت کلام سے بچاؤ، انس بن مالک نے کہا کہ تمام تعریفیں اسی اللہ کے لئے ہیں جس نے اپنا وعدہ پورا کیا اپنے دین کو عزت دی اور جس نے اسے ناراض کیا اسے بے یار و مددگار کر دیا اور ہمیں اُن کی زمین و ملک کا وارث بنا دیا، اُن کے مال و اولاد ہمیں غنیمت میں دے دیے، ہمیں اس طرح اُن پر غالب کر دیا کہ ہم جسے چاہیں قتل کریں اور جسے چاہیں زندہ رکھیں۔

عمر فرحت سے رونے لگے، پھر ہرمزان سے فرمایا کہ تمھارا مال کیا ہوا، انھوں نے کہا کہ جو میرے باپ دادا کی میراث ہے وہ تو میرے پاس ہے لیکن جو ملک اور بیت المال کا میرے قبضے میں تھا تو اسے آپ کے عامل نے لے لیا، فرمایا کہ اے ہرمزان اللہ نے جو برتاؤ تم لوگوں کے ساتھ کیا اسے تم نے کیا سمجھا، ہرمزان نے انھیں جواب نہ دیا تو فرمایا تمھیں کیا ہوا کہ تم بولتے نہیں، عرض کی کیا میں آپ سے زندہ کا کلام کروں یا مردے کا، فرمایا کیا تم زندہ نہیں ہو۔

ہرمزان نے پینے کا پانی مانگا، عمر نے فرمایا کہ ہم پیاس اور قتل کو تم پر جمع نہ کریں گے، پھر اس کے لئے انھوں نے پانی منگایا، لوگ لکڑی کے پیالے میں ان کے پاس پانی لائے، ہرمزان نے اسے اپنے ہاتھ میں لے لیا، عمر نے فرمایا کہ پیو، تم پر کوئی خوف نہیں ہے، تاوقتیکہ تم اسے پی نہ لو میں تمھیں قتل کرنے والا نہیں ہوں۔

اُنھوں نے برتن کو اپنے ہاتھ سے پھینک دیا اور کہا کہ اے گروہ عرب جس حالت میں تم غیر دین پر تھے تمھاری یہ حالت تھی کہ ہم تم لوگوں کے ساتھ غلاموں کا سا برتاؤ کرتے تھے، تمھارا فیصلہ کرتے اور تمھیں قتل کرتے تھے، ہمارے نزدیک تمام اقوام میں تم لوگوں کا حال سب سے بدتر تھا اور ان سب سے کم درجہ تھا، پھر جب اللہ تمھارے ساتھ ہو گیا تو اللہ کے مقابلہ کی طاقت کسی کو نہ تھی۔

عمر نے اُن کے قتل کا حکم دیا تو اُنھوں نے کہا کہ کیا آپ نے مجھے امان نہیں دی ہے، فرمایا کیونکر، اُنھوں نے کہا کہ آپ نے مجھ سے فرمایا کہ بات کرو تم پر کوئی خوف نہیں، آپ نے فرمایا کہ پانی پیو تم پر کوئی خوف نہیں تاوقتیکہ تم اُسے پی نہ لو میں تمھیں قتل نہ کروں گا، انس بن مالک و ابوسعید الخدری و زبیر بن العوام نے کہا کہ ہرمزان نے سچ کہا، فرمایا خدا اُسے غارت کرے اُس نے اس طرح مجھ سے امان لے لی کہ مجھے خبر بھی نہ ہوئی۔

عمر نے حکم دیا تو ہرمزان کے بدن پر جو زیور اور ریشمی کپڑے تھے وہ اُتار لئے گئے، اُنھوں نے سراقہ بن مالک بن جعشم سے جو دبلے کالے اور اس طرح سے پتلی بانہوں والے تھے کہ گویا وہ دونوں جلی ہوئی ہیں فرمایا کہ ہرمزان کے کنگن پہنو، اُنھوں نے دونوں کنگن اور اُن کے کپڑے پہنے، عمر نے کہا کہ تمام تعریفیں اسی اللہ کے لئے ہیں جس نے کسریٰ اور اُس کی قوم سے اُن کے زیور اور اُن لوگوں کے کپڑے چھین کر سراقہ بن مالک بن جعشم کو پہنا دیئے۔

عمر نے ہرمزان اور اُن کے ساتھیوں کو اسلام کی دعوت دی تو اُن لوگوں نے انکار کیا، علی نے کہا کہ اے امیر المومنین۔ ان لوگوں کے اور ان کے بھائیوں کے درمیان جدائی کر دیجئے، عمر نے ہرمزان اور جفینہ وغیرہما کو دریا میں سوار کرا دیا اور فرمایا کہ اے اللہ ان لوگوں کو تھکا دے، اُنھوں نے ارادہ کیا تھا کہ اُن لوگوں کو شام کی طرف روانہ کر دیں، انھیں (اللہ کی جانب سے) پانی میں گرا کر تھکا دیا، وہ لوگ غرق نہیں ہوئے اور واپس آ کے اسلام لائے، عمر نے اُن لوگوں کے لئے (اور مسلمانوں کی طرح) دو دو ہزار سالانہ عطا مقرر کر دی

ہرمزان کا نام عُرفطہ رکھا گیا۔

مسور بن مخرمہ نے کہا کہ میں نے روحاء میں ہرمزان کو عمر کے ساتھ حج کے احرام میں اس طرح دیکھا کہ اُن کے بدن پر حبرے کی چادریں تھیں۔

ابراہیم بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ میں نے روحاء میں ہرمزان کو عمر بن الخطاب کے ساتھ حج کے احرام میں اس طرح دیکھا کہ اُن کے بدن پر حبرے کی چادریں تھیں۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ میں نے کوئی ایسا آدمی نہیں دیکھا جس کا پیٹ ہرمزان سے زیادہ دُبلا اور دونوں شانوں کے درمیان ہرمزان کے شانوں کے درمیانی فاصلے سے زیادہ فاصلہ ہو۔

وہ تابعین کہ عثمان و علی و عبدالرحمٰن بن عوف ۷۲
و طلحہ و زبیر و سعد و اُبی بن کعب و سہل بن حنیف و حذیفہ
ابن الیمان و زید بن ثابت سے روایت کرتے ہیں۔

محمد بن الحنفیہ

محمد اکبر بن علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی تھے۔ اُن کی والدہ حنفیہ خولہ بنت جعفر بن قیس بن مسلمہ بن ثعلبہ بن یربوع بن ثعلبہ بن الدول بن حنیفہ ابن لجیم بن صعب بن علی بن بکر بن وائل تھیں، اور کہا جاتا ہے کہ اُن کی والدہ یمامہ کی قیدیوں میں تھیں جو علی بن ابی طالب رحمہ اللہ کے حصے میں آئیں۔

حسن بن صالح سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن الحسن کو بیان کرتے سنا کہ ابوبکر نے محمد ابن الحنفیہ کی والدہ کو علی کو دیا۔

اسماء بنت ابی بکر سے مروی ہے کہ میں نے محمد ابن الحنفیہ کی والدہ کو دیکھا کہ وہ سندھی اور کالی تھیں، وہ بنی حنیفہ کی لونڈی تھیں اور اُن لوگوں میں سے نہ تھیں، خالد بن الولید نے صرف اُن کے غلاموں پر صلح کی تھی اور خود اُن لوگوں

پر اُن سے صلح نہیں کی تھی (یعنی جنگ یمامہ میں اس طرح صلح کی کہ اُن لوگوں کے غلام مسلمانوں کو مل جائیں گے اور خود وہ لوگ غلام نہیں بنائے جائیں گے)۔

منذر الثوری سے مروی ہے کہ میں نے محمد ابن الحنفیہ سے سنا کہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے آپ کا نام وکنیت ایک شخص کا رکھنے ہیں) علی کے لئے رخصت (اجازت) تھی، انھوں نے کہا، یا رسول اللہ اگر آپ کے بعد میرے یہاں کوئی لڑکا پیدا ہو تو میں آپ کے نام پر اُس کا نام رکھوں اور آپ کی کنیت پر اُس کی کنیت رکھوں؟ فرمایا ہاں۔

ربیع بن المنذر الثوری نے اپنے والد سے روایت کی کہ علی و طلحہ کے درمیان بحث ہوئی تو طلحہ نے اُن سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی تمھاری سی جرأت نہ کرے کہ تم نے آپ کا نام بھی رکھ لیا اور آپ کی کنیت بھی رکھ لی، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کیا ہے کہ آپ کے بعد آپ کی امت میں کوئی ان دونوں کو جمع کرے، علی نے کہا کہ بیشک گستاخ وہ ہے جو اللہ اور اُس کے رسول پر جرات کرے، اے فلاں جاؤ اور میرے لئے قریش کے فلاں اور فلاں کو بلا لاؤ، وہ لوگ آئے تو علی نے کہا کہ تم لوگ کس امر کے گواہ ہو۔ انھوں نے کہا کہ ہم لوگ اس کی شہادت دیتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد تمھارے یہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا جس نے اپنا نام اور اپنی کنیت اُسے بخش دی، اس کے بعد میری امت میں سے کسی کے لئے حلال نہیں (کہ وہ میرا نام وکنیت رکھ لے)۔

ابوبکر بن حفص بن عمر بن سعد سے مروی ہے کہ محمد بن علی کی کنیت ابوالقاسم تھی۔

ابراہیم سے مروی ہے کہ محمد ابن الحنفیہ کی کنیت ابوالقاسم تھی۔

عبدالاعلیٰ سے مروی ہے کہ محمد بن علی کی کنیت ابوالقاسم تھی، وہ بڑے عالم و متقی تھے۔

محمد ابن الحنفیہ کے یہاں عبداللہ پیدا ہوئے جو ابو ہاشم تھے اور حمزہ و علی و جعفر اکبر، ان سب کی والدہ ام ولد تھیں۔

حسن بن محمد جو بنی ہاشم کے اہل عقل اور خوش مزاج اور ذہین لوگوں میں سے تھے۔ وہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے ارجاء[1] میں کلام کیا، اُن کا کوئی پس ماندہ نہ تھا، اُن کی والدہ جمال بنت قیس بن مخرمہ بن المطلب بن عبد مناف بن قصی تھیں۔

ابراہیم بن محمد، اُن کی والدہ مسرعہ بنت عباد بن شیبان بن جابر بن اُہیب بن نُسیب بن زید بن مالک بن عوف بن الحارث بن مازن بن منصور بن عکرمہ بن خصفہ بن قیس بن عیلان بن مُضر تھیں جو بنی ہاشم کے حلیف تھے۔

قاسم بن محمد و عبدالرحمٰن جن کا کوئی پس ماندہ نہ تھا اور ام ابیہا، اُن سب کی والدہ ام عبدالرحمٰن تھیں جن کا نام بَرَّہ بنت عبدالرحمٰن بن الحارث بن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب بن ہاشم تھا۔

جعفر اصغر و عون و عبداللہ اصغر، ان سب کی والدہ ام جعفر بنت محمد بن جعفر بن ابی طالب بن عبدالمطلب تھیں۔

عبداللہ بن محمد و رُقیہ، ان دونوں کی والدہ ام ولد تھیں۔

منذر الثوری سے مروی ہے میں نے محمد ابن الحنفیہ کو جنگ جمل کا ذکر کرتے سنا کہ جب ہم لوگوں نے صف باندھ لی تو علی نے جھنڈا مجھے دے دیا، بعض لوگ مقابلے کے لئے بعض کے قریب ہو گئے تو انھوں نے سیدھی جانب سے پہلو تہی دیکھی تو مجھ سے جھنڈا لے لیا اور خود اُسے لے کے قتال کیا، اُس روز میں نے اہل بصرہ میں سے ایک شخص پر حملہ کیا اور جب اُسے دبوچ لیا تو اس نے کہا کہ میں ابی طالب کے دین پر ہوں، وہ جو چاہتا تھا جب مجھے معلوم ہو گیا تو میں اُس سے باز آ گیا، لوگوں کو شکست ہو گئی تو علی نے کہا کہ مجروح کو قتل نہ کرنا اور نہ کسی بھاگنے والے کا تعاقب کرنا، انھوں نے اُن لوگوں کے ہتھیار اور گھوڑے وغیرہ جن سے قتال کیا گیا تھا

---

[1] اس عقیدے کے قائلوں کو مرجیہ کہتے ہیں، یعنی ایمان پورا ہو تو تاخیر عمل اُس کو ضرر نہیں پہنچا سکتی۔

اِن لوگوں میں بطور غنیمت تقسیم کر دیئے، ہم نے اُن لوگوں سے وہ ہتھیار اور گھوڑے خچر وغیرہ لے لئے جو وہ ہمارے مقابلے پر لائے تھے۔

محمد بن الحنفیہ سے مروی ہے کہ میرے والد معاویہ اور اہلِ شام سے جہاد کرنا چاہتے تھے، وہ اپنا جھنڈا باندھنے لگے، اور قسم کھائی کہ اسے نہ کھولیں تاوقتیکہ روانہ نہ ہو جائیں، لوگ انکار کرنے لگے، اُن کی رائے میں اختلاف پڑ گیا اور بزدلی ظاہر ہونے لگی، والد اپنا جھنڈا کھول کے قسم کا کفارہ دینے لگے یہاں تک کہ اُنھوں نے یہ چار مرتبہ کیا۔

میں اُن کا حال دیکھتا تھا، وہ حال دیکھتا تھا جس سے میں خوش نہ تھا اُس روز میں نے مسور بن مخرمہ سے گفتگو کی، اُن سے کہا کہ تم اُن سے کہتے نہیں کہ کہاں جاتے ہیں، ٹھیریں، واللہ مجھے تو ان لوگوں کے پاس کوئی فائدہ نظر نہیں آتا، مسور نے کہا اے ابو القاسم وہ اُس کام کے لئے جاتے ہیں جو
۶۸ مقدر ہو چکا ہے، میں نے اُن سے گفتگو کی، انھیں دیکھا کہ سوائے جانے کے اور ہر چیز سے انکار کرتے ہیں۔

محمد ابن الحنفیہ نے کہا کہ جب علی نے اُن لوگوں کی وہ حالت دیکھی جو دیکھی تو کہا کہ اے اللہ میں نے انھیں بیزار کر دیا ہے اور انھوں نے مجھے بیزار کر دیا ہے۔ میں نے اُن لوگوں کو ناراض کیا ہے اور اُنھوں نے مجھے ناراض کیا ہے، لہذا مجھے تو اُن کے بدلے وہ لوگ دے جو اُن سے بہتر ہوں، اور انھیں میرے بدلے وہ دے جو مجھ سے بدتر ہو۔

محمد بن کعب القرظی سے مروی ہے کہ جنگ صفین میں علی کے پیادہ لشکر پر عمار بن یاسر امیر تھے، محمد ابن الحنفیہ اُن کا جھنڈا اٹھائے تھے۔

عبد اللہ بن زُرَیر الغافقی سے جو صفین میں علی کے ہمراہ تھے مروی ہے کہ ایک روز میں نے لوگوں کی وہ حالت دیکھی کہ ہم نے اور اہلِ شام نے مقابلہ کیا، ہم لوگوں نے ایسا قتال کیا کہ مجھے گمان ہوا اب کوئی نہ بچے گا، اتنے میں ایک پکارنے والے کی آواز سنی کہ اے گروہ مسلمین اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو عورتوں اور بچوں کے لئے کون رہے گا، روم کے لئے کون رہے گا، ترک

کے لئے کون رہے گا، دیلم کے لئے کون رہے گا، جو بچ گئے ہیں انھیں میں اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو۔

میں نے اپنے پیچھے حرکت محسوس کی، متوجہ ہوا تو دیکھا کہ خود علی تھے جو جھنڈے کو حرکت دے رہے تھے اور اُسے لے کے دوڑ رہے تھے، یہاں تک کہ انھوں نے اسے ٹھیرا دیا، اُن سے اُن کے بیٹے محمد ملے، میں انھیں اُن سے کہتے ہوئے سن رہا تھا کہ اے میرے بیٹے تم اپنے جھنڈے کے ساتھ رہو، کیونکہ میں آگے بڑھ کر قوم میں جاتا ہوں، (راوی نے کہا کہ) میں دیکھ رہا تھا کہ جب وہ تلوار مارتے تھے تو قوم ہٹ جاتی تھی پھر وہ اُن لوگوں میں پلٹتے تھے۔

منذر الثوری سے مروی ہے کہ میں محمد ابن الحنفیہ کے پاس تھا انھیں کہتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد میں کسی کی نجات پر، نہ اُس کے اہل جنت میں سے ہونے پر شہادت دیتا اور نہ اپنے اُن والدین پر جن سے میں پیدا ہوا، قوم نے ان کی طرف دیکھا تو انھوں نے کہا کہ لوگوں میں علی کے مثل کون ہے جن کے لئے فلاں فضیلت ہے اور فلاں فضیلت ہے۔

محمد ابن الحنفیہ سے مروی ہے کہ انھوں نے جب الشعب میں تھے کہا کہ اگر میرے والد علی اس امر کو پاتے تو یہ ضرور اُن کے کوچ کرنے کا مقام ہوتا۔

ابن الحنفیہ سے مروی ہے کہ لوگوں نے عرب کے دو اہل بیت کو اللہ کا شریک بنالیا ہے، ہمیں اور ہمارے ان چچازاد بھائیوں کو یعنی بنی اُمیہ کو۔

محمد ابن الحنفیہ سے مروی ہے کہ قریش کے دو اہل بیت اللہ کے شریک بنا لئے گئے ہیں ہم اور بنو امیہ

ابی حمزہ سے مروی ہے کہ لوگ محمد بن علی کو "سلام علیک یا مہدی" ۶۹
(کہہ کر) سلام کرتے تھے، انھوں نے کہا کہ میں مہدی (ہدایت یافتہ) ہوں، نیکی و خیر کا راستہ بتاتا ہوں۔ میرا نام اللہ کے نبی کا نام ہے میری کنیت اللہ کے نبی کی کنیت ہے، تم میں سے جب کوئی سلام کرے تو کہے "سلام علیک یا محمد"، "السلام علیک یا ابا القاسم"۔

منہال ابن عمرو سے مروی ہے کہ ایک شخص ابن الحنفیہ کے پاس آیا اس نے انھیں سلام کیا انھوں نے سلام کا جواب دیا اس سے کہنے

پوچھا کہ آپ کیسے ہیں، انھوں نے اپنے ہاتھ کو جنبش دی اور کہا کہ تم لوگ کیسے ہو، کہا ابھی وقت نہیں آیا کہ تمھیں معلوم ہو کہ ہم لوگ کیسے ہیں، اس امت میں ہماری مثال ایسی ہے جیسی بنی اسرائیل کی مثال آل فرعون میں تھی جو ان کے بیٹوں کو ذبح کرتا اور ان کی عورتوں کو زندہ رکھتا تھا، یہ لوگ بھی ہمارے بیٹوں کو ذبح کرتے ہیں اور بغیر ہماری اجازت کے ہماری عورتوں سے نکاح کرتے ہیں،

عرب نے یہ دعویٰ کیا کہ اُن کے لئے عجم پر فضیلت ہے تو عجم نے کہا کہ یہ کیونکر، اُن لوگوں نے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) عربی تھے، ان لوگوں نے کہا کہ تم نے سچ کہا، لوگوں نے کہا کہ قریش نے یہ دعویٰ کیا کہ اُن کے لئے عرب پر فضیلت ہے تو عرب نے کہا کہ یہ کاہے سے، اُن لوگوں نے کہا کہ محمد قریشی تھے، اگر قوم نے سچ کہا تو ہمارے لئے بھی لوگوں پر فضیلت ہے کیونکہ ہم بھی قریشی ہیں)۔

اسود بن قیس سے مروی کہ میں خراسان میں عنزہ کے ایک شخص سے ملا، انھوں نے کہا کہ کیا میں ابن الحنفیہ کا خطبہ تمھارے سامنے پیش نہ کروں، میں نے کہا ہاں، انھوں نے کہا کہ میں اُن کے پاس پہنچا تو وہ ایک جماعت کے اندر لوگوں سے باتیں کر رہے تھے، میں نے کہا کہ السلام علیک یا مہدی، انھوں نے کہا وعلیک السلام، میں نے کہا مجھے آپ سے کچھ حاجت ہے، پوچھا خفیہ یا علانیہ، میں نے کہا خفیہ، انھوں نے کہا بیٹھو، میں بیٹھ گیا۔

انھوں نے ایک گھنٹہ قوم سے باتیں کیں، پھر کھڑے ہوئے تو میں بھی اُن کے ساتھ کھڑا ہوا، جب وہ اپنے گھر میں گئے تو اُن کے ساتھ میں بھی اندر گیا، انھوں نے کہا کہ اپنی حاجت بیان کرو، میں نے اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور کلمۂ شہادت اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ پڑھا، پھر میں نے کہا:

اما بعد، واللہ آپ لوگ قریش میں سب سے زیادہ ہمارے قریب نہ تھے کہ ہم آپ کی قرابت پر آپ سے محبت کرتے، البتہ آپ لوگ قریش بھر میں سب سے زیادہ ہمارے نبی سے قرابت قریبہ رکھتے ہیں، ہمارے نبی سے

آپ لوگوں کی اسی قرابت کی وجہ سے ہم نے آپ لوگوں سے محبت کی برابر آپ لوگوں کی محبت میں ہم پر عیب لگایا گیا یہاں تک کہ اس پر گردنیں ماری گئیں اور شہادتیں باطل کی گئیں، ہم لوگوں کو شہروں سے دفع کردیا گیا اور ہمیں اذیت دی گئی یہاں تک کہ میں نے تو یہ ارادہ کرلیا کہ کسی ویران زمین میں چلا جاؤں اور اللہ کی اس وقت تک عبادت کروں کہ اس سے جا ملوں، کاش آلِ محمد کا حال مجھ سے مخفی رہتا۔

بالآخر میں نے یہ قصد کیا کہ اُن اقوام کے ساتھ جن کی اور ہماری شہادت (یعنی کلمۂ شہادت) ایک ہے اپنے اُن امراء پر خروج (بغاوت) کروں جو خروج کرتے ہیں اور قتال کرتے ہیں، اور ہم لوگ مقیم ہیں، اس شخص کی مراد خوارج سے تھی ہمیں پیچھے ہی پیچھے آپ کی جانب سے احادیث پہنچی تھیں میں نے چاہا کہ آپ سے بالمشافہ کلام کروں اور آپ کے متعلق کسی سے نہ پوچھوں، میرے دل میں سب لوگوں سے زیادہ آپ کا اعتبار ہے اور آپ مجھے سب سے زیادہ پسند ہیں کہ میں آپ کی پیروی کروں، آپ کی رائے کے مطابق رائے قایم کروں اور جس طرح آپ خلاصی دیکھیں (اسی پر عمل کروں)، میں یہی کہتا ہوں اور اپنے اور آپ کے لئے اللہ سے مغفرت چاہتا ہوں۔

۶۰ محمد بن علیؑ نے اللہ کی حمد وثنا کی اور کلمۂ شہادت لا الٰہ الا اللہ ومحمد عبدہ ورسولہ پڑھا، پھر کہا کہ امابعد! ان باتوں سے بچو کیونکہ یہ تم پر عیب ہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ کی کتاب کو اختیار کرو، کیونکہ اسی سے تمھارے اول کی ہدایت تھی اور اسی سے تمھارے آخر کو ہدایت کی جائے گی، میری جان کی قسم اگر تمھیں ایذا دی گئی (تو کیا تعجب) جو تم سے بہتر تھے انھیں بھی ایذا دی گئی ہے،

تمھارا یہ کہنا کہ میں نے قصد کرلیا ہے کہ کسی ویران زمین میں چلا جاؤں گا اور اللہ کی عبادت کرتا رہوں گا تاوقتیکہ اس سے ملوں، لوگوں کے معاملات سے الگ رہوں گا، کاش آلِ محمد کے حالات مجھ پر مخفی رہتے، تو ایسا نہ کرنا کیونکہ یہ راہبوں کی بدعت ہے، قسم ہے میری جان کی آلِ محمد کا حال اس آفتاب کے

طلوع سے زیادہ واضح ہے۔

تمہارا یہ کہنا کہ میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ ان اقوام کے ساتھ جن کی اور ہماری شہادت واحد ہے اپنے اُن امراء پر خروج کروں جو بغاوت کرتے ہیں اور قتال کرتے ہیں اور ہم لوگ قیام کریں تو ایسا نہ کرنا' امت سے جدا نہ ہو' اس قوم یعنی بنی امیہ سے اُن کے تقیے کے ذریعے سے بچو' اُن کی ہمراہی میں قتال نہ کرو۔

میں نے کہا کہ اُن کا تقیہ کیا ہے' انھوں نے کہا کہ اُن لوگوں کی دعوت پر اپنے آپ کو ان کے پاس حاضر کردو تو اس کے ذریعے سے اللہ تمہارے خون اور تمہارے دین کو بچا دے گا اور تمھیں اللہ کا وہ مال ملجائے گا جس کے تم ان لوگوں سے زیادہ مستحق ہو۔

میں نے کہا کہ آپ نے اس پر بھی غور کیا کہ مجھے قتال اس طرح گھمائے کہ اُس سے چارہ نہ ہو؟ تو انھوں نے کہا کہ تم اپنے ایک ہاتھ کی دوسرے ہاتھ سے اللہ کے لئے بیعت کرو اور اللہ کے لئے قتال کرو' اللہ کچھ اقوام کو ان کی نیتوں کی وجہ سے جنت میں داخل کرے گا اور کچھ اقوام کو ان کی نیتوں کی وجہ سے دوزخ میں داخل کرے گا۔

میں تمھیں اس امر سے اللہ کو یاد دلاتا ہوں کہ تم میری طرف سے وہ بات پہنچاؤ جو تم نے مجھ سے نہیں سنی یا مجھ پر وہ بات لگاؤ جو میں نے نہیں کہی' میں اپنی یہی بات کہتا ہوں اور اللہ سے اپنے اور تمہارے لئے مغفرت چاہتا ہوں۔

محمد ابن الحنفیہ سے مروی ہے کہ اپنے ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ پر بیعت کرو اور اپنی نیت کے موافق قتال کرو۔

محمد ابن الحنفیہ سے مروی ہے کہ یہ بجلی کی سی چمک ہے جسے کچھ بھی قیام نہیں۔

محمد ابن الحنفیہ سے مروی ہے کہ انھوں نے ابی الطفیل سے کہا کہ اسی مکان میں رہو اور حرم کے کبوتروں میں سے ایک کبوتر ہو جاؤ' یہاں تک کہ

ہمارا حکم آئے کیونکہ ہمارا حکم جب آئے گا تو اُس میں کوئی خفا نہ ہوگا جیسا کہ آفتاب میں کہ جب وہ طلوع ہوتا ہے تو اُس میں کوئی خفا نہیں ہوتا، تمھیں کیا معلوم اگر لوگ کہیں کہ وہ مشرق سے آئے گا اور اللہ اُسے مغرب سے لے آئے اور تمہیں کیا معلوم کہ لوگ تم سے کہیں کہ وہ مغرب سے آئے گا اور اللہ اُسے مشرق سے لے آئے، اور تمہیں کیا معلوم کہ شاید وہ ہمارے پاس اس طرح لایا جائے جیسے کہ دلہن لائی جاتی ہے۔

ربیع بن المنذر الثوری نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابن الحنفیہ نے کہا کہ جو ہم سے محبت کرے گا اللہ اُسے نفع دے گا اگرچہ وہ دیلم میں ہو۔

ابن الحنفیہ سے مروی ہے کہ مجھے پسند تھا کہ میں اپنے ان شیعوں سے رہائی حاصل کر لیتا اگرچہ یہ رہائی میرے بعض اعزہ کے خون ہی کے عوض میں کیوں نہ حاصل ہوتی، اُنھوں نے اپنا داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ کے جوڑ اور رگوں پر رکھا اور کہا کہ (میں اُن سے کیوں گلوخلاصی چاہتا ہوں) اُن لوگوں کے جھوٹ بولنے کی وجہ سے، ان لوگوں کے شر پھیلانے کی وجہ سے، یہاں تک کہ اُن میں سے کسی ایک کی ماں جس نے اسے جنا ہے اُس پر اتنا ورغلایا جائے کہ وہ قتل کر دی جائے۔ اے

حارث الازدی سے مروی ہے کہ محمد ابن الحنفیہ نے کہا کہ اس شخص پر اللہ رحمت کرے جس نے اپنے نفس کو بے نیاز کیا، اپنا ہاتھ روکا، زبان بند کی اور اپنے گھر میں بیٹھ گیا، اُس کے لئے وہی ہے جو وہ چاہے، اور وہ اُس شخص کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرے، سوائے اس کے کہ بنی امیہ کے اعمال اُن لوگوں میں مسلمانوں کی تلوار سے زیادہ تیزی سے گھس رہے ہیں اور سوائے اس کے کہ اہل حق کے لئے ایک دولت ہے جسے اللہ جب چاہیگا لائیگا ہم میں اور تم میں سے جو اس کو پائے گا وہ بڑے بلند مقام میں ہوگا اور جو مر گیا تو جو اللہ کے پاس ہے وہ بہتر اور بہت پائدار ہے۔

ابن الحنفیہ سے مروی ہے کہ جو شخص کسی سے اُس کے عدل کی وجہ سے جو اُس سے ظاہر ہو محبت کرے حالانکہ وہ شخص اللہ کے علم میں اہل دوزخ میں سے

ہو تو اللہ اُسے اُس کی اُس سے محبت پر اجر دے گا جس طرح وہ کسی اہل جنت سے محبت کرتا (تو اسے اجر ملتا)۔ اور جو شخص کسی سے اُس کے ظلم کی وجہ سے جو اُس سے ظاہر ہوا اللہ کے لئے بغض کرے حالانکہ وہ شخص اللہ کے علم میں اہل جنت میں سے ہو تو اللہ اُسے اُس کے اُس شخص سے بغض پر اسی طرح اجر دے گا جس طرح اس نے کسی اہل دوزخ سے بغض کیا ہوتا (تو اسے اجر ملتا)۔

ام بکر بنت المسور سے مروی ہے کہ مختار بن ابی عبید، عبداللہ بن الزبیر کے پہلے محاصرے میں سب سے زیادہ سختی سے ان کے ہمراہ تھا اور یہ یقین دلاتا تھا کہ وہ اُن کا شیعہ ہے، ابن الزبیر اس سے متعجب تھے، اُس پر الزام لگایا جاتا تھا تو وہ اس کے خلاف کوئی کلام نہ سنتے تھے، مختار محمد ابن الحنفیہ کے پاس بھی آمد و رفت رکھتا تھا، محمد کی رائے اُس کے بارے میں اچھی نہ تھی، وہ اُس کی لائی ہوئی باتوں کا بیشتر حصہ قبول نہ کرتے۔

مختار نے کہا کہ میں عراق جانے والا ہوں، محمد نے اس سے کہا جاؤ، یہ عبداللہ بن کامل الہمدانی بھی تمہارے ساتھ جائیں گے، انھوں نے عبداللہ سے کہا کہ اُس سے ہوشیار رہنا، تمہیں معلوم رہے کہ وہ زیادہ امانتدار نہیں ہے، مختار ابن الزبیر کے پاس آیا اور کہا کہ جان لیجئے کہ میرا عراق میں ہونا میرے یہاں قیام کرنے سے زیادہ آپ کے لئے مفید ہے، عبداللہ ابن الزبیر نے اُسے اجازت دے دی۔

وہ اور ابن کامل روانہ ہوئے، ابن الزبیر کو اُس کی خیر خواہی میں شک نہ تھا حالانکہ وہ ابن الزبیر کے ساتھ دغا کرنے پر مصر تھا، یہ دونوں (مختار و ابن کامل) روانہ ہوئے، اُن کو ایک شخص العذیب میں ملا، مختار نے کہا کہ ہمیں لوگوں کا حال بتاؤ، اُس نے کہا کہ میں نے لوگوں کو اس حالت میں چھوڑا ہے کہ جیسے وہ کشتی گھومتی ہے جس کا کوئی ملاح نہیں ہوتا، مختار نے کہا کہ میں اُس کشتی کا وہ ملاح ہوں جو اُسے قائم کرے گا۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ مختار جب عراق میں آیا ۶۲
تو اس نے عبداللہ بن مطیع کے پاس آمد و رفت شروع کی وہ اس زمانے میں

عبداللہ بن الزبیر کی طرف سے والی کوفہ تھے، اُس نے ابن الزبیر کی خیر خواہی ظاہر کی اور خفیہ طور پر اُن پر عیب لگایا، لوگوں کو ابن الحنفیہ کی طرف (بیعت کی) دعوت دی اور ابن مطیع کے خلاف برانگیختہ کیا، اُس نے ایک جماعت کو بڑا لشکر بنانا شروع کیا، جب ابن مطیع نے یہ دیکھا تو وہ اس سے ڈر کے عبداللہ ابن الزبیر کے پاس بھاگ گیا۔

اسحاق بن یحییٰ بن طلحہ وغیرہ سے مروی ہے کہ مختار جب کوفے میں آیا تو ابن الزبیر پر سب سے زیادہ سخت تھا اور سب سے زیادہ اُن کا عیب گو۔ لوگوں کو یہ تعلیم دینے لگا کہ ابن الزبیر پہلے اس امر خلافت کو ابوالقاسم ابن الحنفیہ کے لئے طلب کیا کرتے تھے پھر انھوں نے اُن پر ظلم کیا مختار ابن الحنفیہ کا اور اُن کے عال اور اُن کے تقویٰ کا ذکر کرنے لگا کہ انھوں نے مختار کو کوفے بھیجا ہے تاکہ وہ ان کے لئے بیعت کی دعوت دے، اور انھوں نے اسے ایک خط لکھ دیا ہے جسے وہ کسی غیر تک نہ پہنچائے گا اور خط اُس شخص کو پڑھ کر سنائے گا جس پر بھروسا کرے گا۔

مختار لوگوں کو محمد ابن الحنفیہ کی بیعت کی دعوت دینے لگا اور لوگ خفیہ طور پر اُس سے اُن کی بیعت کرنے لگے، جن لوگوں نے اُس سے بیعت کی تھی اُن میں سے ایک جماعت نے اس کے بارے میں شک کیا، ان لوگوں نے کہا کہ ہم نے اس شخص کو اپنے عہد دے دیے جس نے یہ دعویٰ کیا کہ وہ ابن الحنفیہ کا قاصد ہے، حالانکہ ابن الحنفیہ کے میں ہیں۔ وہ نہ ہم سے دور ہیں نہ پوشیدہ، لہذا ہم میں سے ایک جماعت اُن کے پاس جائے اور اس امر کو اُن سے دریافت کرے جو یہ شخص اُن کی جانب سے لایا ہے، اگر یہ سچا ہوا تو ہم اُس کی مدد کریں گے اور اُس کے کام میں اس کی اعانت کریں گے۔

اُن کی ایک جماعت روانہ ہوئی، وہ لوگ ابن الحنفیہ سے کے میں ملے اور انھیں مختار کا معاملہ اور جس کی اُس نے لوگوں کو دعوت دی تھی بتایا، انھوں نے کہا کہ ہم لوگ بھی جس طرح تم دیکھتے ہو خیال کرتے ہیں، میں نہیں چاہتا کہ ناحق کسی مومن کے قتل کے ذریعے سے مجھے سلطنت دنیا حاصل ہو، مجھے یہ پسند ہے

کہ اللہ اپنی مخلوق میں سے جسے چاہے ہمارا مددگار بنا دے لہٰذا تم کذابین سے
بچو اور اپنی جانوں اور اپنے دین کا خیال کرو، اس بات پر وہ لوگ واپس ہوئے۔

مختار نے محمد ابن الحنفیہ کی جانب سے ایک خط ابراہیم بن الاشتر کے نام لکھ لیا
اُن کے پاس آیا اور ملنے کی اجازت چاہی، کہا گیا کہ مختار، آل محمدؐ کا امین اور ان
کا قاصد آیا ہے، انھوں نے اُسے اجازت دی، دعا دی اور مرحبا کہا، اُسے
فرش پر اپنے ساتھ بٹھایا۔

مختار نے گفتگو کی، وہ باتونی تھا، اللہ کی حمد و ثنا بیان کی اور نبی صلی اللہ علیہ
وسلم پر درود بھیجا پھر کہا کہ تم لوگ وہ اہل بیت ہو کہ اللہ نے آل محمدؐ کی مدد کا تم
کو شرف دیا ہے، اُن کے ساتھ جو کچھ کیا گیا وہ تمہیں بھی معلوم ہے، وہ لوگ محروم
کر دیے گئے، اُن کا حق اُن سے روکا گیا اور وہ اس حالت تک پہنچ گئے جو
تم نے دیکھی، مہدی (ابن الحنفیہ) نے تمہارے نام ایک خط لکھا ہے یہ لوگ
اس پر گواہ ہیں۔

یزید بن انس الاسدی اور احمر بن شمیط البجلی اور عبداللہ بن کامل الشاکری
اور ابو عمرہ کیسان مولائے بجیلہ نے کہا کہ ہم لوگ گواہ ہیں کہ یہ اُن کا خط ہے
جس وقت یہ خط انھوں نے اس کو دیا تھا تو ہم لوگ موجود تھے۔

ابراہیم نے اُسے لے کے پڑھا اور کہا کہ میں پہلا شخص ہوں جو اس کو
قبول کرتا ہے، ہمیں تمہاری اطاعت اور مدد کرنے کا حکم دیا گیا ہے لہٰذا انھیں
جو مناسب معلوم ہو کہو اور جس چیز کی طرف چاہو دعوت دو، ابراہیم ہر روز سوار
ہو کے اُس کے پاس آتے تھے، اُس نے لوگوں کے دلوں میں شکوک پیدا کر دیئے
ابن الزبیر کو بھی خبر پہنچی تو اُنھیں محمد ابن الحنفیہ سے تعجب ہوا۔

مختار کا معاملہ روز بروز شدید ہونے لگا اور اس کے پیرو بڑھنے لگے۔
قاتلانِ حسینؓ اور مددگاران قتل کو تلاش کر کے انھیں تہ تیغ کرنے لگا،
نے ابراہیم بن الاشتر کو بیس ہزار آدمیوں کے ساتھ عبیداللہ بن زیاد کی طرف
روانہ کیا چنانچہ انھوں نے اُسے قتل کر دیا اور اس کا سر مختار کے پاس بھیج دیا،
مختار اس کے پاس گیا پھر ابن زیاد کے سر کو ایک ڈبے میں رکھ کے

محمد ابن الحنفیہ اور علی بن الحسینؓ اور بقیۂ بنی ہاشم کے پاس بھیج دیا۔

علی بن الحسینؓ نے عبید اللہ کا سر دیکھا تو حسینؓ پر رحمت بھیجی اور کہا کہ عبید اللہ بن زیاد کے پاس حسینؓ کا سر لایا گیا تو وہ ناشتہ کر رہا تھا، ہمارے پاس بھی عبید اللہ کا سر لایا گیا تو ہم لوگ ناشتہ کر رہے ہیں، بنی ہاشم میں سے کوئی ایسا نہ تھا جس نے مختار کی ثناء میں خطبہ نہ پڑھا ہو، دعا نہ کی ہو اور اس کے حق میں تعریف کے کلمات نہ کہے ہوں، حالانکہ ابن الحنفیہ مختار کا حال اور جو کچھ اُس کی طرف سے انھیں معلوم ہوتا اُسے ناپسند کرتے، اُس کے اکثر افعال سے بیزاری ظاہر کرتے، ابن عباس کہتے کہ اُس نے ہمارا انتقام لے لیا، اُس نے ہمارے کینے کا بدلہ دے دیا، اس لئے ہمیں ترجیح دی اور ہمارے ساتھ احسان کیا، وہ عوام کے روبرو مختار کی تعریف کرتے۔

مختار کا معاملہ مضبوط ہوگیا تو اس نے محمد بن علی المہدی کے لئے خط لکھا۔

مختار بن ابی عبید کی جانب سے جو آل محمدؐ کے انتقام کا طالب ہے، اما بعد! اللہ تبارک و تعالیٰ کسی قوم سے انتقام نہیں لیتا تاوقتیکہ اُن کے ساتھ انصاف نہیں کر لیتا، اللہ تعالیٰ نے فاسقین کو اور فاسقین کی جماعتوں کو ہلاک کر دیا، کچھ باقی رہ گئے ہیں، مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے آخر کو بھی ان کے اول سے ملا دے گا۔

حسین بن الحسن بن عطیہ العوفی نے اپنے باپ دادا وغیرہم سے روایت کی کہ جب مدینے میں معاویہؓ بن ابی سفیان کی خبر مرگ آئی تو اُس زمانے میں حسینؓ بن علیؓ اور محمد بن الحنفیہ اور ابن الزبیر وہیں تھے، ابن عباس مکے میں تھے، حسینؓ اور ابن الزبیر مکے روانہ ہو گئے، ابن الحنفیہ مدینے میں مقیم رہے، انھوں نے مسرف کے لشکر کی نزدیکی اور ایام حرہ کا حال سنا تو انھوں نے بھی مکے کی جانب کوچ کیا اور وہ بھی ابن عباسؓ کے ساتھ مقیم ہو گئے۔

یزید بن معاویہ کی جب خبر مرگ آئی اور ابن الزبیر نے اپنے لئے بیعت لی اور لوگوں کو اس کی طرف دعوت دی تو انھوں نے ابن عباسؓ اور محمد ابن الحنفیہ کو بھی اپنی بیعت کی دعوت دی مگر ان دونوں نے ان کی بیعت

سے انکار کیا اور کہا کہ اس وقت تک کہ تمہارے لئے شہر جمع ہو جائیں اور لوگ تمہارے لئے منتظم ہو جائیں ہم بیعت نہیں کریں گے، یہ دونوں جب تک کہ ہو سکا اسی حالت پر قائم رہے۔

ابن الزبیر کبھی ان دونوں سے ہنسی میں کہتے کبھی وہ ان دونوں سے نرمی کرتے اور کبھی غصہ ظاہر کرتے تھے، پھر انھوں نے ان دونوں پر سختی کی، ان لوگوں کے درمیان سخت کلامی اور جھگڑا ہوا، معاملہ شدت پکڑتا گیا یہاں تک کہ ان دونوں کو ان سے سخت خوف پیدا ہوا، ان دونوں کے ہمراہ عورتیں اور بچے بھی تھے۔

ابن الزبیر نے ان لوگوں کی ہمسائگی میں برائی کی، ان کا ۶۳
محاصرہ کر لیا اور انھیں ایذا دی، محمد ابن الحنفیہ کا قصد کیا، ان کی دشنام دہی ظاہر کی اور ان کو عیب لگائے، انھیں اور بنی ہاشم کو مکے میں اپنے شعب میں رہنے کا حکم دیا اور ان پر نگران مقرر کر دیئے جو کچھ وہ ان سے کہتے تھے اس میں یہ بھی تھا کہ یا تو تم لوگ ضرور ضرور بیعت کرو گے یا میں تم لوگوں کو ضرور ضرور آگ سے جلا دوں گا جس سے ان لوگوں کو اپنی جانوں کا خوف ہوا۔

ابو عامر سُلیم نے کہا کہ میں نے محمد ابن الحنفیہ کو زمزم میں اس طرح قید دیکھا کہ لوگوں کو ان کے پاس جانے کی ممانعت تھی، میں نے کہا کہ واللہ میں ضرور ان کے پاس جاؤں گا، میں داخل ہوا تو پوچھا کہ آپ کا اور اس شخص (ابن الزبیرؓ) کا کیا حال ہے۔

ابن الحنفیہ نے کہا کہ انھوں نے مجھے بیعت کی دعوت دی تو میں نے کہا کہ میں بھی مسلمانوں میں سے ہوں، جب وہ لوگ تم پر متفق ہو جائیں گے تو میں بھی مثل ایک مسلمان کے ہوں گا، مگر وہ مجھ سے اس امر پر راضی نہیں ہوئے، تم ابن عباسؓ کے پاس جاؤ، انھیں میری طرف سے سلام کہو اور کہو کہ تمہارے بھتیجے کہتے ہیں کہ تمہاری کیا رائے ہے۔

سُلیم نے کہا کہ میں ابن عباسؓ کے پاس گیا جن کی بصارت جا چکی تھی، انھوں نے کہا کہ تم کون ہو، میں نے کہا کہ ایک انصاری ہوں، انھوں نے کہا کہ

بہت سے انصار ایسے ہیں جو ہم پر ہمارے دشمن سے زیادہ سخت ہیں، میں نے کہا کہ آپ جلدی نہ کیجئے، میں اُن لوگوں میں سے ہوں جو بالکل آپ ہی کے ہیں، انہوں نے کہا کہ پھر بیان کرو، میں نے انہیں ابن الحنفیہ کے قول سے آگاہ کیا، جواب دیا میرے بھتیجے سے کہو کہ ابن زبیر کی اطاعت نہ کرنا، اور خوشی سے اُن کے فرماں بردار رہنا، سوائے اس کے اس پر کچھ اضافہ نہ کرنا۔

میں ابن الحنفیہ کے پاس آیا اور جو کچھ ابن عباسؓ نے کہا تھا وہ انہیں پہنچا دیا، ابن الحنفیہ نے کوفے آنے کا قصد کیا، مختار کو معلوم ہوا تو اُس پر اُن کی تشریف آوری شاق گزری، اُس نے کہا کہ مہدی میں ایک علامت ہے کہ وہ تمہارے اس شہر میں آئیں گے، ایک شخص انہیں بازار میں تلوار مارے گا جو نہ انہیں نقصان پہنچائے گی اور نہ کاٹے گی، ابن الحنفیہ کو یہ معلوم ہوا تو وہ مقیم رہے۔

احباب نے اُن سے کہا کہ اگر آپ کوفے میں اپنے شیعوں کے پاس قاصد بھیجتے اور انہیں اس حال سے آگاہ کر دیتے جس میں آپ لوگ ہیں تو بہتر ہوتا، انہوں نے ابوالطفیل عامر بن واثلہ کو اپنے شیعوں کے پاس کوفے بھیجا، وہ اُن لوگوں کے پاس آئے اور کہا کہ ہم اس جماعت (بنی ہاشم) پر ابن الزبیر سے بے خوف نہیں ہوں، اور ان لوگوں کو اُن کے اُس خوف کی اطلاع دی جس میں وہ مبتلا تھے۔

مختار نے مکے کے لئے ایک لشکر تیار کیا، اس نے اُن میں سے چار ہزار آدمیوں کو نامزد کیا، ابو عبداللہ الجدلی کو اُن لوگوں پر امیر بنایا اور اُن سے کہا کہ جاؤ اگر تم بنی ہاشم کو زندہ پانا تو تم اور تمہارے ساتھی اُن کے قوت بازو بننا اور اُس بات کو جاری کرنا جس کا وہ لوگ تمہیں حکم دیں، اور اگر تمہیں معلوم ہو کہ ابن الزبیر نے اُن لوگوں کو قتل کر دیا ہے تو تم اہل مکہ سے مقابلہ کرنا تا آنکہ ابن الزبیر تک پہنچو، اور آل زبیر کا ایک رواں اور ایک ناخن بھی نہ چھوڑنا، اس نے مزید کہا کہ اے اللہ کے لشکر، اللہ نے تمہیں اس روانگی سے شرف بخشا ہے اور اس طریقے سے تم لوگوں کے لئے دس عمرہ اور دس حج کا ثواب ہے۔ یہ قوم اپنے ساتھ ہتیار لے کے روانہ ہوئی یہاں تک کہ وہ لوگ مکے

میں اُترے، ایک مخبر آیا کہ جلدی کرو، مجھے تم لوگ اس حالت میں دکھائی دیتے ہو کہ شاید اُن لوگوں کو پا جاؤ، لوگوں نے کہا کہ اے طاقت رکھنے والو جلدی کرو، اُن میں سے آٹھ سو آدمی منتخب کئے گئے جن کا رئیس عطیہ بن سعد بن جنادہ العوفی تھا، یہ لوگ مکے میں داخل ہوئے، انھوں نے ایسی تکبیر کہی کہ ابن الزبیر نے سنی تو بھاگ کر دار الندوہ میں گھس گئے، اور کہا جاتا ہے کہ کعبے کے پردوں میں لٹک گئے اور کہا کہ میں اللہ سے پناہ مانگنے والا ہوں۔

عطیہ نے کہا کہ پھر ہم لوگ ابن عباسؓ اور ابن الحنفیہ اور ان دونوں کے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوئے جو مکانوں میں تھے، اطراف جلانے کی لکڑیاں دیوار کی چوٹی تک بلند جمع کر دی گئی تھیں، اگر اُن میں آگ لگ جاتی تو تا وقتیکہ قیامت قائم ہوتی اُن لوگوں میں سے کوئی نظر نہ آتا، ہم نے لکڑی اور ایندھن کو دروازوں سے ہٹایا، علی بن عبداللہ بن عباسؓ نے جو اُس زمانے میں بالغ تھے عجلت کی اور نکلنے کے ارادے سے لکڑیوں ہی میں بھاگے تو اُن کی پنڈلیوں سے خون نکل آیا۔

ابن الزبیر کے ساتھی سامنے آئے، ہم اور وہ لوگ دن بھر مسجد میں صف بستہ رہے، سوائے نماز کے اور کسی امر کے لئے واپس نہ جاتے، یہاں تک کہ صبح ہوئی اور ابو عبداللہ الجدلی لوگوں کے ہمراہ آئے، ہم نے ابن عباسؓ اور ابن الحنفیہ سے کہا کہ آپ لوگ ہمیں چھوڑ دیجئے تو ہم ابن الزبیر سے لوگوں کو راحت دے دیں (یعنی ابن الزبیر کو قتل کر دیں)۔

دونوں نے کہا کہ یہ وہ شہر ہے جسے اللہ نے محترم بنایا ہے، اُس نے اُسے کسی کے لئے حلال نہیں کیا ہے (کہ اُس میں خونریزی کرے) سوائے اپنے نبی علیہ السلام کے واسطے وہ بھی ایک ساعت کے لیے، نہ آپ سے پہلے اس نے اُسے کسی کے لئے حلال کیا اور نہ آپ کے بعد وہ اُسے کسی کے لئے حلال کرے گا، بس تم لوگ ہماری حفاظت کرو اور ہمیں پناہ دو۔

عطیہ نے کہا کہ ان لوگوں نے کوچ کیا تو ایک منادی پہاڑ پر یہ ندا دیتا تھا کہ اپنے نبیؐ کے بعد کسی لشکر کو غنیمت نہیں ملی، اس لشکر کو بھی غنیمت نہیں

ملی، لشکر تو سونا چاندی غنیمت میں پاتے ہیں مگر تم لوگوں نے ہمارے خون غنیمت میں پائے، لشکر والے بنی ہاشم کو لے گئے، اُن کو منیٰ میں اُتارا، جب تک اللہ نے اُن لوگوں کا وہاں قیام چاہا مقیم رہے، پھر وہ لوگ طائف روانہ ہوگئے اور وہاں مقیم رہے جب تک کہ رہ سکے، عبداللہ بن عباسؓ کی وفات طائف میں سنہ ۶۸ھ میں ہوئی، محمد ابن الحنفیہ نے اُن پر نماز پڑھی۔ اور ہم لوگ ابن الحنفیہ کے ساتھ باقی رہے۔

حج کا زمانہ ہوا تو ابن الزبیر نے مکے سے حج کیا اپنے ساتھیوں کو لے کے عرفات پہنچے۔

ابن الحنفیہ طائف سے اپنے طرفداروں کے ہمراہ پہنچے اور عرفات میں وقوف کیا۔

نجدہ بن عامر الحنفی بھی اپنے خارجی ساتھیوں کو لے کے اسی سال آیا، اُس نے بھی ایک کنارے وقوف کیا۔

بنی امیہ نے ایک جھنڈے پر حج کیا، اُن لوگوں نے بھی عرفات میں اپنے ہمراہیوں کے ساتھ وقوف کیا۔

شرحبیل بن ابی عون نے اپنے والد سے روایت کی کہ اس سال (سنہ ۶۸ھ میں) چار جھنڈوں نے عرفات میں وقوف کیا، محمد ابن الحنفیہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ ایک جھنڈے پر تھے جنہوں نے جبل المشاۃ کے پاس قیام کیا تھا، ابن الزبیر اپنے ساتھیوں کے ہمراہ حج کیا جن کے ساتھ جھنڈا تھا، انہوں نے اس زمانے کے مقام امام میں قیام کیا، محمد ابن الحنفیہ اپنے ساتھیوں کو آگے لے گئے یہاں تک کہ انہوں نے ابن الزبیر کے مقابل قیام کیا اور نجدۃ الحروری اپنے ساتھیوں کے ہمراہ تھا، اُس کے ہمراہ بھی ایک جھنڈا تھا، اس نے ان دونوں کے پیچھے وقوف کیا، بنی امیہ بھی پہنچے اور اُن کے ساتھ بھی جھنڈا تھا، انہوں نے اُن دونوں کے بائیں جانب وقوف کیا، سب سے پہلا جھنڈا جو لہرا رہا تھا وہ محمد ابن الحنفیہ کا تھا، پھر نجدہ نے اُن کی پیروی کی، اس کے بعد بنی امیہ کا جھنڈا تھا اور آخر کو ابن الزبیر کا جھنڈا

تھا، اور لوگ اُن کے پیرو تھے۔

عبد اللہ بن نافع نے اپنے والد سے روایت کی کہ اُس شب کو ابن الزبیر ابن عمرؓ کے لوٹنے کے بعد ہی چلے، جب ابن الزبیر نے تاخیر کی اور ابن الحنفیہ اور نجدہ اور بنی امیہ گزر چلے تو ابن عمرؓ نے کہا کہ کیا ابن الزبیر امر جاہلیت کے منتظر ہیں، وہ روانہ ہو گئے تو اُن کے پیچھے ابن الزبیر بھی روانہ ہوئے۔

محمد بن سلیمان سے مروی ہے کہ میں نے ابن الحنفیہ کو کہتے سنا کہ میں عرفات سے واپس ہوا جب آفتاب غروب ہو گیا اور یہی سنت ہے (کہ غروب کے بعد تاخیر نہ کی جائے) پھر مجھے معلوم ہوا کہ ابن الزبیر کہتے تھے محمد نے عجلت کی محمد نے عجلت کی، نہ معلوم کہ ابن الزبیر نے واپسی عرفات میں تاخیر کس سے اختیار کی۔ ۷۶

سعید بن محمد بن جبیر نے اپنے والد سے روایت کی کہ اُس سال ابن الزبیر نے حج کو قائم کیا (یعنی وہی منتظم و امام تھے)۔ اور اُسی سال محمد ابن الحنفیہ نے بھی الخشبیہ کے چار ہزار آدمیوں کے ہمراہ حج کیا، وہ منیٰ کی بائیں گھاٹی میں اُترے۔

ثویر سے مروی ہے کہ میں نے ابن الحنفیہ کو اپنے ہمراہیوں کے ساتھ منیٰ کی بائیں گھاٹی میں دیکھا۔

سعید بن محمد بن جبیر بن مطعم نے اپنے والد سے روایت کی کہ مجھے فتنے کا اندیشہ ہوا تو میں اُنھی کے پاس (یعنی محمد ابن الحنفیہ اور ابن الزبیر اور نجدہ اور بنی امیہ کے پاس) گیا، پہلے محمد ابن الحنفیہ کے پاس آیا وہ شعب (گھاٹی) میں تھے، میں نے کہا، اے ابو القاسم اللہ سے ڈرو، ہم لوگ مشعر حرام (مزدلفہ) اور بلد حرام (حرم محترم) میں ہیں، لوگ اس بیت اللہ کی جانب وفد الٰہی ہیں۔ لہٰذا اُن کے حج میں فساد نہ کرو۔

اُنھوں نے کہا کہ واللہ میرا اس کا ارادہ نہیں ہے، نہ میں بیت اللہ کے اور کسی شخص کے درمیان حائل ہوں گا اور نہ کوئی حاجی میری جانب سے لایا جائے گا، البتہ میں ابن الزبیر سے اور جو کچھ وہ چاہتے ہیں اس سے اپنی جان بچاؤں گا اور اس امر خلافت میں صرف اس کا طالب ہوں کہ مجھ پر

دو شخص اختلاف نہ کریں (کہ ایک کہے میں خلیفہ ہوں دوسرا کہے میں خلیفہ ہوں) اور پھر شر و خونریزی ہو، تم مجھ سے مطمئن رہو، البتہ ابن الزبیر کے پاس جاؤ اور اُن سے گفتگو کرو، تم نجدہ سے بھی ضرور ملو اور اس سے بھی گفتگو کرو۔

محمد بن جبیر نے کہا کہ پھر میں ابن الزبیر کے پاس آیا، اُن سے اسی طرح کی گفتگو کی جس طرح کی ابن الحنفیہ سے کی تھی، انھوں نے کہا کہ میں وہ شخص ہوں کہ مجھ پر اتفاق کر لیا گیا ہے اور لوگوں نے مجھ سے بیعت کر لی ہے، یہ لوگ (یعنی بنی ہاشم) مخالف ہیں، میں نے کہا کہ آپ کے لئے خونریزی سے رُکنا ہی بہتر ہے انھوں نے کہا کہ میں یہی کروں گا۔

پھر میں نجدۃ الحروری کے پاس آیا، انھیں اُن کے ہمراہیوں میں پایا، میں نے عکرمہ غلام ابن عباسؓ کو بھی انھیں کے پاس دیکھا، عکرمہ سے کہا کہ اپنے صاحب کے پاس جانے کی میرے لئے اجازت مانگو، وہ اندر گئے، کچھ دیر نہ گزری تھی کہ اجازت مل گئی، میں داخل ہوا اور اُن پر معاملے کی عظمت ظاہر کی، اُن سے بھی وہی بیان کیا جو اُن دونوں شخصوں سے کہا تھا، انھوں نے کہا کہ یہ امر کہ میں خود کسی سے قتال شروع کروں تو ایسا نہیں ہوگا البتہ جو شخص ہم سے قتال شروع کرے گا ہم بھی اُس سے قتال کریں گے، میں نے کہا کہ میں نے اُن دونوں شخصوں کو دیکھا ہے، وہ آپ سے قتال کرنا نہیں چاہتے۔

اس کے بعد میں بنی امیہ کے گروہ میں آیا، اُن لوگوں سے بھی اسی قسم کی گفتگو کی جیسی کہ اس جماعت سے کی تھی، انھوں نے کہا کہ ہم لوگ اپنے جھنڈے پر ہیں، ہم کسی سے قتال نہیں کریں گے سوائے اس کے کہ کوئی ہم سے قتال کرے، اُن جھنڈوں میں میں نے واپس ہوتے ہیں ابن الحنفیہ کے ساتھیوں سے زیادہ سلیم اور نہ زیادہ ساکن کسی کو نہیں دیکھا۔

محمد بن جبیر نے کہا کہ میں نے اس شب کو محمد ابن الحنفیہ کے پہلو میں وقوف کیا تھا، جب آفتاب غائب ہو گیا تو وہ میری طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ اے ابو سعید واپس چلو، وہ واپس ہوئے اور اُن کے ساتھ میں بھی واپس ہوا،

وہ سب سے پہلے واپس ہوئے۔

شرحبیل بن ابی عون نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے عرفات میں ابن الحنفیہ کے ساتھیوں کو تلبیہ کہتے دیکھا، ابن الزبیر اور اُن کے ساتھیوں کو بھی میں نے دور سے دیکھا تو وہ لوگ آفتاب ڈھلنے تک تلبیہ کہتے رہے پھر بند کردیا، ایسا ہی بنی امیہ نے بھی کیا، لیکن نجدہ نے جمرۂ عقبہ کی رمی تک تلبیہ کہا (یعنی عرفات سے منیٰ تک)۔

ابو العُریان المجاشعی سے مروی ہے کہ ہمیں مختار نے دو ہزار سواروں کے ساتھ محمد ابن الحنفیہ کے پاس بھیجا، ہم لوگ انھیں کے پاس تھے، ابن عباس مختار کا ذکر کرتے، کہتے کہ انھوں نے ہمارا انتقام لے لیا، ہمارے قرض ادا کردیے اور ہمیں خرچ دیا۔

محمد ابن الحنفیہ مختار کے بارے میں کچھ نہ کہتے، نہ نیک نہ بد، محمد کو معلوم ہوا کہ لوگ کہتے ہیں کہ ان کے پاس کچھ (مخفی و سینہ بسینہ) علم ہے، وہ ہم لوگوں میں کھڑے ہوئے اور کہا کہ واللہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی چیز (یعنی علم مخفی وغیرہ) کے وارث نہیں ہوئے، سوائے اس کے کہ جو ان دو تختیوں کے درمیان ہے (یعنی قرآن مجید) پھر انھوں نے کہا کہ اے اللہ میں اس طرح اُترا دوں کہ یہ صحیفہ میری تلوار کے قبضے میں ہو، میں نے پوچھا کہ صحیفے میں کیا ہے، اُنھوں نے کہا کہ (یہ مضمون ہے کہ) جو شخص کوئی نئی بات کرے یا کسی نئی بات کرنے والے کو (یعنی بدعت کو یا بدعتی کو) پناہ دے (تو اُسے یہ یہ عذاب ہوگا وغیرہ)۔

ولید الرّماح سے مروی ہے کہ ہمیں معلوم ہوا کہ محمد بن علیؑ مکے سے نکال دیے گئے تو شعب علیؓ میں اُترے، ہم لوگ کوفے سے روانہ ہوئے کہ اُن کے پاس آئیں ہم ابن عباسؓ سے ملے ابن عباسؓ بھی شعب میں اُن کے ہمراہ تھے، انھوں نے ہم سے کہا کہ اپنے ہتھیار اکٹھا کرلو اور عمرہ کا احرام باندھو، پھر بیت اللہ میں داخل ہو اور اُس کا اور صفا و مروہ کے درمیان طواف کرو۔

وردان سے مروی ہے کہ میں بھی اُس مختصر جماعت میں تھا جو محمد بن علیؑ

کی طرف (جانے کے لئے) نامزد کی گئی تھی، ابن الزبیر نے اُن کو تاوقتیکہ وہ اُن سے بیعت نہ کریں مکے میں داخل ہونے سے منع کر دیا تھا اور انھوں نے بیعت کرنے سے انکار کر دیا تھا، ہم لوگ اُن کے پاس پہنچے تو انھوں نے اہلِ شام (کے پاس جانے) کا قصد کیا تھا، عبدالملک بن مروان نے تاوقتیکہ وہ اُس سے بیعت نہ کریں اُنھیں شام میں داخل ہونے سے روکا۔

ہم لوگ یہاں گئے اُنھیں سے منا ہے گئے اگر وہ ہمیں قتال کا حکم دیتے تو ہم لوگ ان کی ہمراہی میں ضرور قتال کرتے، انھوں نے ایک روز ہمیں جمع کیا اور ہم میں کوئی چیز تقسیم کی جو قلیل تھی، اس کے بعد اللہ کی حمد و ثنا کی اور کہا کہ اپنے گھروں ہی میں رہو اور اللہ سے ڈرو، اُس چیز کو اختیار کرو جسے تم نیکی سمجھتے ہو اور اُسے ترک کرو جسے تم بدی سمجھتے ہو، تمھیں صرف اپنے آپ ہی کو امر معروف و نہی منکر کرنا چاہیئے، تمھیں اور لوگوں کا معاملہ ترک کرنا چاہیئے، ہمارے امر کے منتظر رہو جیسا کہ آسمان و زمین منتظر ہیں کیونکہ ہمارا امر جب آئے گا تو وہ ایسا ہوگا کہ جیسے روشن آفتاب۔

لوگوں نے کہا کہ مختار بن ابی عبید ۶۸ھ میں مقتول ہوا، ۶۹ھ شروع ہوا تو عبداللہ بن الزبیر نے عروہ بن الزبیر کو محمد ابن الحنفیہ کے پاس بھیجا کہ امیرالمومنین آپ سے کہتے ہیں کہ میں کبھی آپ کو چھوڑنے والا نہیں ہوں تاوقتیکہ آپ مجھ سے بیعت نہ کریں، ورنہ میں آپ کو دوبارہ قید کر دوں گا، اللہ نے اُس کذاب کو قتل کر دیا ہے جس کی مدد کا آپ دعویٰ کرتے تھے دونوں عراق والوں نے مجھ پر اتفاق کر لیا ہے، لہٰذا مجھ سے بیعت کر لیجئے ورنہ اگر آپ بیعت سے رُکے تو پھر میرے اور آپ کے درمیان
۷۸ جنگ ہے۔

ابن الحنفیہ نے عروہ سے کہا کہ تمھارے بھائی کو قطع رحم اور توہینِ حق کی طرف کس چیز نے مائل کر دیا اور اُنھیں عذابِ الٰہی کی تعجیل سے جس کی بقا و ہمیشگی میں تمھارے بھائی کو بھی شک نہیں کس نے غافل کر دیا ورنہ وہ تو مجھ سے زیادہ مختار اور اُس کی ہدایت کے مداح تھے، واللہ میں نے

مختار کو داعی یا ناصر بنا کے نہیں بھیجا، مختار جس قدر زیادہ اُن سے جدا تھا اُس سے زیادہ وہ ہم سے جدا تھا، اگر وہ کذاب تھا تو زمانۂ ورازتک باوجود اُس کے کذب کے انھوں نے اُسے مقرب بنایا اور اگر وہ اس کے علاوہ تھا تو وہ اُسے زیادہ جانتے ہیں، میرے پاس اُس کے خلاف (علم) نہیں ہے، اور اگر خلاف بھی ہو تو میں نے اُس کے پڑوس میں قیام نہیں کیا، میں اُس شخص کے پاس گیا جو مجھے دعوت دیتا تھا، میں نے اس امر کے بارے میں اس سے بھی انکار کیا لیکن اس جگہ واللہ تمھارے بھائی کا ایک ساتھی ہے جو وہی چاہتا ہے جو تمھارے بھائی چاہتے ہیں، دونوں دنیا پر قتال کرتے ہیں۔

عبدالملک بن مروان اور اس کے لشکر کو گویا تم بھی دیکھ رہے ہو کہ تمھارے بھائی کی گردن کو گھیرے ہوئے ہے، میں یہ ضرور سمجھتا ہوں کہ عبدالملک کا پڑوس میرے لئے تمھارے بھائی کے پڑوس سے زیادہ بہتر ہے، اُس نے مجھے خط لکھ کر جو کچھ اس کے پاس ہے میرے سامنے پیش کیا ہے اور مجھے اپنے پاس بلایا ہے۔

عروہ نے کہا کہ پھر آپ کو اس سے کون امر مانع ہے، انھوں نے کہا کہ میں اللہ سے استخارہ کرتا ہوں، یہی تمھارے ساتھی کو (یعنی بھائی کو) زیادہ پسند ہے (کہ میں عبدالملک کے پاس چلا جاؤں)، عروہ نے کہا کہ یہ میں اُن سے بیان کروں گا، محمد ابن الحنفیہ کے بعض ساتھیوں نے کہا کہ اگر آپ ہماری بات مانتے تو ہم عروہ کی گردن مار دیتے، ابن الحنفیہ نے کہا کہ میں کس بناء پر اُن کی گردن ماردوں، وہ تو ہمارے پاس اپنے بھائی کا پیام لے کے آئے، ہمارے پاس قیام کیا، ہمارے اور اُن کے درمیان گفتگو ہوئی پھر ہم نے انھیں اُن کے بھائی کے پاس واپس کردیا، جو بات تم نے کہی وہ غدر (بدعہدی) ہے اور غدر میں خیر نہیں، جو کچھ تم کہتے ہو اگر وہ میں کرتا تو مکے میں قتال ہوتا، حالانکہ تم لوگ جانتے ہو کہ میری رائے یہ ہے کہ اگر تمام لوگ مجھ پر متفق ہو جائیں سوائے ایک انسان کے تو میں اُس ایک انسان سے بھی قتال نہ کروں گا۔

عزرہ واپس ہوئے، محمد ابن الحنفیہ نے اُن سے جو کہا تھا اس کی ابن الزبیر کو خبر دی، اور کہا کہ واللہ میری رائے نہیں ہے کہ آپ اُن سے مداخلت کیجئے آپ انھیں چھوڑ دیجئے کہ وہ آپ کے پاس سے چلے جائیں اور اپنی صورت چھپائیں پھر عبدالملک اُن کا امام ہوگا جو انھیں شام میں لے جا سکے تاوقتیکہ وہ اُس سے بیعت نہ کریں انھیں نہ چھوڑے گا، اور ابن الحنفیہ تاوقتیکہ اس پر سب لوگ اتفاق نہ کرلیں اُس سے کبھی بیعت نہ کریں گے پھر اگر وہ اُس کے پاس چلے گئے تو وہ اُن سے آپ کو کفایت کرے گا کہ یا تو وہ انھیں قید کرے گا یا قتل کرے گا اور آپ اس سے بری ہو جائیں گے، ابن الزبیر کا غصہ فرو ہو گیا۔

ابوالطفیل نے کہا کہ عبدالملک بن مروان کا ایک خط قاصد لے کے آیا اور شعب میں داخل ہوا، محمد ابن الحنفیہ نے وہ خط پڑھا، انھوں نے ایسا خط پڑھا کہ اگر عبدالملک وہ خط اپنے کسی بھائی یا بیٹے کو لکھتا تو اپنی مہربانیوں پر اضافہ نہ کرتا (جو اس نے اس میں ظاہر کی تھیں)۔ اُس میں یہ تھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ ابن الزبیر نے آپ پر تنگی کی ہے، آپ کے تعلق قرابت کو قطع کیا ہے اور آپ کے حق کی توہین کی ہے تاکہ آپ اُن سے بیعت کریں، آپ نے اپنے دین اور اپنی جان کی طرف نظر کی ہے، آپ نے جو کچھ کیا اُسے خوب سمجھ کر کیا ہے یہ ملک شام حاضر ہے، آپ اس میں جہاں چاہئے اُتریئے، ہم لوگ آپ کا اکرام کرنے والے اور آپ کے تعلق قرابت کی وجہ سے آپ کے ساتھ احسان کرنے والے اور آپ کا حق پہچاننے والے ہیں۔

ابن الحنفیہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ یہ صورت ہے جس کی طرف ہم روانہ ہوں گے، وہ روانہ ہوئے ہم بھی اُن کے ساتھ چلے ان کے ہمراہ قبیلہ مزینہ کے بہت سے لوگ تھے جو یہ شعر پڑھتے تھے۔

انت امام الحق لسنا نمتری ۔ انت الذی نرضی بہ ونرتجی

ہمیں کچھ شک نہیں کہ آپ امام حق ہیں۔ آپ ہی وہ ہیں جن سے ہم لوگ راضی ہیں اور جس کے ذریعے سے

ہم (نجات کی) امید کرتے ہیں۔

۷۶ انت ابن خیر الناس من بعد النبی ✤ یا ابن علی سر ومن مثل علی

آپ اُن کے فرزند ہیں جو نبی کے بعد سب سے بہتر تھے۔ اے فرزند علیؓ آپ جائیے۔ اور علیؓ کے مثل کون ہے۔

حتی تحل ارض کلب وبلی ✤ یہاں تک کہ آپ قبیلۂ کلب و بلی کی زمین میں اُتریں۔

ابو الطفیل نے کہا کہ ہم لوگ روانہ ہوئے، ایلہ میں اُترے تو ہمارے ساتھ اُن لوگوں نے ہمسائگی کا اچھا برتاؤ کیا اور ہم نے بھی ان کے ساتھ اسی طرح کی ہمسائگی کی، اُن لوگوں نے ابو القاسم (ابن الحنفیہ) سے نہایت محبت کی اُن کی اور اُن کے ساتھیوں کی تعظیم کی، ہم نے نیکی کی تاکید کی اور بدی سے روکا کہ نہ ہمارے قریب اور نہ ہمارے سامنے کسی پر ظلم کیا جائے۔

عبد الملک کو معلوم ہوا تو اُس پر یہ شاق گزرا اُس نے قبیصہ بن ذؤیب اور روح بن زنباع سے کہ دونوں اُس کے خاص لوگوں میں سے تھے اُن کا ذکر کیا، اُنھوں نے کہا کہ تاوقتیکہ وہ تم سے بیعت نہ کرلیں یا تم انھیں حجاز واپس نہ کردو ہم اُنھیں چھوڑنا مناسب نہیں سمجھتے کہ وہ تمھارے قریب قیام کریں، ان کی جو خصلت ہے وہ ہے۔

عبد الملک نے اُنھیں لکھا کہ آپ میرے ملک میں آئیے اور اس کے ایک کنارے اُترئیے، میرے اور ابن الزبیر کے درمیان یہی جنگ ہے جیسا کہ آپ کو بھی معلوم ہے، آپ کا مرتبہ و عزت ہے، میں نے یہ مناسب سمجھا کہ آپ بغیر مجھ سے بیعت کئے میری سلطنت میں قیام نہ کریں، اگر آپ مجھ سے بیعت کرلیں تو آپ وہ کشتیاں لے لیجئے جو قلزم سے ہمارے پاس آئی ہیں وہ سو کشتیاں ہیں، وہ اور جو اُن میں ہے آپ ہی کا ہے آپ کے لئے بیس لاکھ درہم ہیں جن میں سے پانچ لاکھ فوراً آپ کو دیدوں گا اور پندرہ لاکھ اس کے ساتھ ہی دیدوں گا جب آپ اپنے اور اپنی اولاد کے اور اپنے قرابت داروں کے اور اپنے موالی کے اور اپنے ہمراہیوں کے قرض کا

ارادہ کریں گے، اگر آپ انکار کریں تو میرے ملک سے کسی ایسے مقام میں منتقل ہو جائیے جہاں میری سلطنت نہ ہو۔

محمد بن علی نے اسے لکھا کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، محمد بن علی کی جانب سے عبدالملک بن مروان کو، سلام علیک، میں تجھ سے اس اللہ کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں، امابعد، زمانۂ دراز سے تمھیں اس امر میں میری رائے معلوم ہے، میں اسے کسی سے چھپاتا نہیں ہوں، واللہ اگر یہ امت مجھ پر اتفاق کر لے سوائے اہل الزرقاء کے تو میں تب بھی ان سے قتال نہ کروں گا اور نہ میں انھیں علیحدہ کر دوں گا تاوقتیکہ وہ متفق نہ ہوں۔

جو کچھ ... ہے میں ہوا اس سے بھاگ کر میں مکے میں اترا، اور ابن الزبیر کا پڑوس اختیار کیا، انھوں نے میری ہمسائگی میں بدی کی اور مجھ سے یہ خواہش کی کہ میں ان سے بیعت کروں، میں نے اس سے انکار کیا تاوقتیکہ لوگ تم پر یا ان پر متفق نہ ہوں، اس صورت میں میں بھی اس میں داخل ہو جاؤں گا جس میں لوگ داخل ہوں گے اور میں بھی انھیں میں سے ایک شخص ہو جاؤں گا۔

تم نے مجھے خط لکھ کر اپنے پاس بلایا میں آیا اور تمھارے جوار میں ایک کنارے اترا، واللہ میرے پاس مخالفت نہیں، میرے ساتھ میرے ہمراہی تھے ہم نے کہا کہ رخیصہ الاسعار کی بستی ہمارے لئے زیادہ مناسب ہے، ہم تمھاری ہمسائگی کے بھی قریب ہوں گے اور تمھاری مہربانی کو بھی حاصل کریں گے، پھر تم نے جو کچھ لکھا وہ لکھا، انشاءاللہ ہم تمھارے پاس سے واپس جائیں گے۔

ابی حمزہ سے مروی ہے کہ میں محمد بن علی کے ساتھ تھا ہم لوگ ابن عباس کی وفات کے چالیس دن گزرنے کے بعد طائف سے ایلہ روانہ ہو گئے، عبدالملک نے انھیں ایک عہد نامہ لکھا تھا کہ وہ اور ان کے ساتھی اس کے ملک میں داخل ہوں یہاں تک کہ لوگ کسی ایک شخص پر مصالحت کر لیں، ۸۰
جب لوگ کسی شخص پر اللہ کے عہد و میثاق کے مطابق صلح کر لیں گے تو انھیں

عبدالملک لکھ دے گا۔

محمد شام میں آ گئے تو عبدالملک نے اُن سے کہلا بھیجا کہ یا تو آپ مجھ سے بیعت کیجئے یا میرے ملک سے نکل جائیے، اُس زمانے میں ہم لوگ سات ہزار آدمی تھے، محمد نے اس کے پاس کہلا بھیجا کہ میں تمھارے ملک سے نکل جاؤں گا مگر اس شرط پر کہ میرے ساتھیوں کو امن دیا جائے اُس نے منظور کر لیا۔

محمد کھڑے ہوئے، انھوں نے اللہ کی حمد وثنا بیان کی پھر کہا کہ اللہ تمام امور کا مالک وحاکم ہے اللہ نے جو چاہا وہ ہوا اور جو نہیں چاہتا وہ نہیں ہوتا، ہر آنے والی چیز قریب ہے، نزول امر سے پہلے ہی تم نے اُس کے ساتھ عجلت کی۔

قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ تم لوگوں کی پشت پر وہ لوگ ہیں جو آل محمدؐ سے قتال کریں گے، آل محمدؐ کا امر اہل شرک پر پوشیدہ نہیں ہے، آل محمدؐ کا امر تاخیر میں ڈال دیا گیا ہے، قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضے میں محمد کی جان ہے کہ وہ امر تم میں ضرور ضرور پلٹے گا جیسا کہ شروع ہوا تھا، سب تعریفیں اُسی اللہ کے لئے ہیں جس نے تمھارے خونوں کی حفاظت کی اور تمھارے دین کی حفاظت کی، تم میں سے جو یہ چاہے کہ امن و حفاظت کے ساتھ اپنے جائے پناہ اور اپنے شہر کے میں آئے تو وہ انتظام کرے۔

اُن کے ساتھ سات ہزار میں سے نو سو آدمی رہ گئے، انھوں نے عمرے کا احرام باندھا اور قربانی حرم کے اونٹ کو ہار پہنایا کہ معلوم ہو یہ حرم میں ذبح کرنے کے لئے ہے، پھر ہم لوگوں نے بیت اللہ کا قصد کیا۔

ہم لوگوں نے حرم میں داخل ہونے کا قصد کیا تو ہمیں ابن الزبیر کا لشکر ملا اس نے ہمیں داخل ہونے سے روکا، محمد نے کہلا بھیجا کہ میں اس طرح آیا ہوں کہ تم سے قتال کا ارادہ نہیں ہے اور اسی طرح واپس ہوں گا کہ قتال نہ کروں ہمیں چھوڑ دو کہ ہم داخل ہو کر اپنا نسک (عمرہ) ادا کریں پھر تم تمھارے پاس سے

چلے جائیں گے، مگر انھوں نے انکار کیا، حالانکہ ہمارے ہمراہ قربانی کے اونٹ بھی تھے جن کو ہم نے ہار پہنا دیئے تھے۔

ہم لوگ مدینہ واپس چلے گئے، حجاج (بن یوسف) آیا اس نے ابن الزبیر کو قتل کیا پھر وہ بصرہ و کوفہ چلا گیا، جب وہ چلا گیا تو ہم لوگ گئے اور ہم نے اپنا نسک (عمرہ) ادا کیا، میں نے محمد بن علی کے بدن سے جوؤں کو گرتے دیکھا ہے، جب ہم نے اپنا نسک (عمرہ) ادا کرلیا تو مدینہ واپس آ گئے محمد بن علی تین مہینے رہے پھر اُن کی وفات ہوگئی۔

اسماعیل بن مسلم الطائی نے اپنے والد سے روایت کی کہ عبدالملک ابن مروان نے ایک خط لکھا (جس کا عنوان یہ تھا کہ) منجانب امیر المومنین عبدالملک بنام محمد بن علی، جب انھوں نے خط کا عنوان دیکھا تو کہا کہ انا للہ وانا الیہ راجعون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ملعون اور آزاد کردہ لوگ منبروں پر ہیں، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، وہ ایسے امور ہیں جن کو قرار نہیں دیا جائے گا۔

ابو الطفیل نے کہا کہ ہم لوگ واپسی کے لئے آمادہ ہوئے، انھوں نے سوالی کو اور اہل کوفہ و بصرہ کو جو اُن کے ہمراہ تھے واپسی کی اجازت دے دی، وہ لوگ مدینہ سے واپس ہوگئے ہم لوگ مکہ آئے اور اُن کے ہمراہ منی کے شعب (گھاٹی) میں اترے ہم لوگ دو یا تین رات بھی نہ ٹھہرے تھے کہ ابن الزبیر نے اُن کے پاس کہلا بھیجا اس منزل سے آپ روانہ ہوجائیے اور وہاں ہمارے شہر میں نہ رہیے۔

ابن الحنفیہ نے کہا کہ صبر کیجئے، آپ کا صبر بھی اللہ ہی کی توفیق سے ہوگا یہ بڑی بات نہیں ہے کہ اس امر پر صبر نہ کیا جائے جس پر سوائے صبر کے کوئی چارہ نہیں، یہاں تک کہ اللہ اس کے لئے اس سے خلاصی کردے واللہ ہم نے تلوار کا ارادہ نہیں کیا اور اگر میں اس کا ارادہ کرتا تو ابن الزبیر سے ساتھ ایسی بے فائدہ حرکت نہ کرتے، اگرچہ میں تنہا ہی ہوتا اور اُن کے ساتھ وہ سب جماعتیں ہوتیں جو اُن کے ساتھ ہیں، لیکن واللہ میں نے اس کا ارادہ نہیں کیا میں دیکھتا ہوں کہ ابن الزبیر میری ہمسائیگی میں

بیان کرنے میں کمی کرنے والے نہیں ہیں۔ لہذا ان [illegible] کے پاس [illegible] رہنا اچھا نہیں۔

وہ طائف چلے گئے اور وہیں مقیم رہے یہاں تک کہ [illegible] ذی قعدہ ۷۲ھ کو ابن الزبیر کے قتال کے لئے حجاج آیا، ابن الزبیر کا محاصرہ کر لیا اور انھیں ۱۷ جمادی الآخرہ یوم سہ شنبہ ۷۳ھ کو قتل کر دیا۔ ابن الحنفیہ نے اسی سال طائف سے حج کیا، اپنے شعب (گھاٹی) میں واپس ہو کر وہیں مقیم ہو گئے۔

حسن بن علی بن محمد ابن الحنفیہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب محمد بن علی ۷۲ھ میں شعب میں داخل ہوئے تو ابن الزبیر [illegible] ہو گئے تھے اور حجاج ان کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ حجاج نے ابن الحنفیہ سے کہلا بھیجا کہ عبدالملک سے بیعت کریں۔

ابن الحنفیہ نے کہا کہ تمہیں [illegible] میرا قیام اور طائف و شام جانا [illegible] ہے، جو میری جانب سے انکار ہے کہ ابن الزبیر یا عبدالملک سے بیعت کروں تاوقتیکہ لوگ ان دونوں میں سے کسی ایک پر متفق نہ ہو جائیں، جب ایسا شخص ہوں کہ میرے پاس مخالفت نہیں ہے۔

جب میں نے لوگوں کو دیکھا کہ انھوں نے اختلاف کیا تو میں نے ان سے علیحدگی اختیار کی کہ وہ متفق ہو جائیں، میں [illegible] کے شہروں میں سے سب سے زیادہ محترم شہر کی پناہ لی جس میں پرندہ [illegible] کو امن ہے۔ ابن الزبیر نے میرے ساتھ جیسا کچھ برتاؤ کیا تھا [illegible] شام کی طرف منتقل ہو گیا۔ عبدالملک نے میرا قرب ناپسند کیا تو میں [illegible] کی طرف منتقل ہوا۔ اگر ابن الزبیر مقتول ہو گئے اور لوگ عبدالملک پر متفق ہو گئے تو میں عبدالملک کے لئے (تم سے) بیعت کر لوں گا۔

حجاج نے ان کی اس بات سے راضی ہونے سے انکار کیا تاوقتیکہ وہ عبدالملک کے لئے بیعت نہ کریں۔ ابن الحنفیہ نے اس سے انکار کیا اور حجاج نے انھیں اس پر قائم رکھنے سے انکار کیا۔ محمد برابر اسے جواب دیتے رہے یہاں تک کہ ابن الزبیر قتل کر دیئے گئے۔

سہل بن عبید بن عمرو المحارقی سے مروی ہے کہ جب عبدالملک نے حجاج کو مکے و مدینے بھیجا تو اُس سے کہا کہ تمھیں محمد ابن الحنفیہ پر کوئی اختیار نہیں ہے حجاج آیا تو اس نے اُنھیں دھمکی دی اور کہا کہ مجھے امید ہے کہ اللہ مجھے زمانے کے کسی دن میں آپ پر قابو دے گا اور آپ پر اختیار دے دے گا اُس وقت میں یہ کروں گا اور یہ کروں گا اُنھوں نے کہا کہ اے اپنی جان کے دشمن تو جھوٹا ہے کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ کے لئے روزانہ تین سو ساٹھ لحظے ہیں، مجھے امید ہے کہ اللہ مجھے اپنے بعض لحظے عطا کر دے گا اور تجھے مجھ پر اختیار نہ دے گا اس بات کو حجاج نے عبدالملک کو لکھا تو عبدالملک نے اسے شاہ روم کو لکھا شاہ روم نے اُسے لکھا کہ واللہ یہ بات نہ تمھارے خزانے کی ہے نہ تمھارے اہل بیت کے خزانے کی، بلکہ اہل بیت نبوت کے خزانے کی ہے۔

۸۴ حسن بن محمد بن علی سے مروی ہے کہ میرے والد نے حجاج سے بیعت نہیں کی، جب ابن الزبیر مقتول ہو گئے تو حجاج نے اُنھیں بلا بھیجا، آئے تو کہا کہ اللہ نے عدو اللہ کو قتل کر دیا، ابن الحنفیہ نے کہا کہ جب لوگ بیعت کریں گے تو میں بھی بیعت کر لوں گا، اُس نے کہا واللہ میں آپ کو ضرور قتل کر دوں گا، اُنھوں نے کہا، کیا تجھے معلوم نہیں، اُس نے کہا واللہ میں آپ کو ضرور قتل کر دوں گا، اُنھوں نے کہا کہ کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ کے لئے روزانہ تین سو ساٹھ لحظے ہیں اور ہر لحظے میں تین سو ساٹھ قضیے ہیں، امید ہے کہ وہ اپنے قضایا میں سے کسی ایک قضیے میں ہمیں تجھ سے کفایت کرے گا۔

اس بات کو حجاج نے عبدالملک کو لکھا، عبدالملک کو اس خط سے بہت تعجب ہوا، اُس نے اس کے متعلق صاحب الروم کو لکھا، اس لئے کہ صاحب الروم نے اُسے دھمکی دی تھی کہ اُس کے مقابلے کو بہت سی فوج جمع کی ہے، عبدالملک نے یہ کلام صاحب الروم کو لکھا اور حجاج کو لکھا کہ ہم نے معلوم کر لیا ہے کہ محمد مخالف نہیں ہیں، وہ تمھارے پاس آئیں گے اور تم سے بیعت کریں گے تم اُن کے ساتھ مہربانی کرنا۔

جب لوگ عبدالملک پر متفق ہو گئے اور ابن عمرؓ نے بھی بیعت کر لی تو

ابن عمرؓ نے ابن الحنفیہ سے کہا کہ اب کچھ اختلاف باقی نہیں رہا لہذا بیعت کرلو، ابن الحنفیہ نے عبدالملک کو لکھا:-

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، اللہ کے بندے عبدالملک امیرالمومنین کو محمد بن علی کی جانب سے، امابعد، میں نے جب امت کو دیکھا کہ اس نے اختلاف کیا تو میں ان سے علٰحدہ ہوگیا، پھر جب یہ امر تمہارے پاس پہنچ گیا اور لوگوں نے تم سے بیعت کرلی تو میں بھی انھیں میں سے کسی ایک شخص کے مثل ہوگیا، میں بھی اس نیک کام میں داخل ہوتا ہوں جس میں وہ لوگ داخل ہوئے، میں تم سے بیعت کرتا ہوں، تمہارے لئے حجاج سے بیعت کرلی اور تمہارے پاس اپنی بیعت بھیجدی، میں نے لوگوں کو دیکھا کہ انھوں نے تم پر اتفاق کرلیا ہے، ہم چاہتے ہیں کہ تم ہمیں امن دو اور وفاء پر عہد و میثاق دو کیونکہ عذر (بیوفائی و بدعہدی) میں کوئی خیر نہیں ہے، اور اگر تم انکار کرو تو اللہ کی زمین کشادہ ہے"

عبدالملک نے خط پڑھا تو قبیصہ بن ذویب اور روح بن زنباع سے کہا کہ تمھیں ان سے اختلاف کی اب کوئی وجہ باقی نہیں رہی، اگر وہ باہمی جنگ چاہتے تو ضرور اس پر قادر تھے، مگر انھوں نے تسلیم کرلیا اور بیعت کرلی لہذا ہماری رائے یہ ہے کہ آپ ان کے لئے بھی عہد و میثاق وامان تحریر کردیجئے اور ان کے ساتھیوں کے لئے بھی عہد لکھ دیجئے، اس نے یہی کیا۔

عبدالملک نے انھیں لکھا کہ "آپ ہمارے نزدیک پسندیدہ ہیں اور ہمارے ساتھ آپ کی قرابت اور محبت ابن الزبیر سے زیادہ ہے آپ کے لئے عہد و میثاق ہے، اللہ کا ذمہ اور اس کے رسول کا ذمہ ہے کہ نہ آپ کو نہ آپ کے ساتھیوں کو کسی ایسی چیز سے برانگیختہ کیا جائے گا جو آپ کو ناگوار ہو، آپ اپنے شہر واپس جائیے اور جہاں چاہے جائیے میں جب تک زندہ ہوں آپ کی مدد اور نیکی کو ترک نہ کروں گا حجاج کو لکھ کر اس نے ان کے ساتھ ہمسایگی کے اچھے برتاؤ اور ان کے اکرام کا حکم دیا۔ ابن الحنفیہ مدینے واپس آگئے۔

معاویہ بن عبداللہ بن عبیداللہ بن ابی رافع نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب محمد بن علی مدینے چلے گئے اور اپنا مکان بقیع میں بنا لیا تو عبدالملک کو لکھ کر اس کے پاس آنے کی اجازت چاہی، عبدالملک نے انھیں اپنے پاس آنے کی اجازت دی، وہ اس کے پاس ۷۸ھ میں گئے جس سال کہ جابر بن عبداللہ کی وفات ہوئی، دمشق میں عبدالملک کے پاس آئے تو پھر اجازت چاہی، اس نے اجازت دی۔ اور اپنے قریب اُتارا حکم دیا کہ اُن کی اتنی ۸۳
ضیافت کی جائے جو انھیں اور اُن کے ہمراہیوں کو کافی ہو۔

وہ عام لوگوں کی اجازت کے وقت عبدالملک کے پاس جاتے جب عبدالملک اجازت دیتا تو اپنے اہل بیت سے شروع کرتا، پھر انھیں اجازت دیتا اور وہ سلام کرتے، پھر کبھی بیٹھتے اور کبھی واپس ہو جاتے تھے، اس کو قریب ایک مہینے کے گزر گیا تو انھوں نے تنہائی میں عبدالملک سے گفتگو کی اپنی قرابت ورحم کا ذکر کیا اور جو قرض تھا وہ بیان کیا۔

عبدالملک نے قرض ادا کرنے اور اُن کے ساتھ صلۂ رحم کرنے کا وعدہ کیا اور حکم دیا کہ اپنی حوائج پیش کریں، محمد نے اپنا قرض اور اپنی حوائج اپنی اولاد اور دوسرے خاص لوگوں اور اپنے موالی کے لئے وظائف کی درخواست پیش کی، عبدالملک نے فراخ دلی سے اُن کی سب باتوں کو منظور کر لیا، موالی کے بارے میں وظائف مقرر کرنے میں البتہ تنگی کی، محمد نے اصرار کیا تو اُس نے اُن لوگوں کا وظیفہ مقرر کیا مگر اُن کے ساتھ کمی کی، انھوں نے اُس سے گفتگو کی تو اُس نے اُن کے وظائف بھی بڑھا دیئے۔ اس طرح اُن کی کوئی حاجت نہ رہی جسے اُس نے پورا نہ کر دیا ہو، انھوں نے اس سے واپسی کی اجازت چاہی تو انھیں اجازت دے دی۔

عبدالواحد بن ابی عون سے مروی ہے کہ ابن الحنفیہ نے کہا کہ میں عبدالملک کے پاس گیا تو اُس نے میری حوائج پوری کر دیں، میں اُس سے رخصت ہوا اور جب اس کی آنکھوں سے پوشیدہ ہونے کے قریب ہو گیا تو اُس نے مجھے ابوالقاسم کہہ کے پکارا، میں پلٹا تو مجھ سے کہا کہ ۸۴

کیا تم جانتے نہیں کہ اللہ کو معلوم ہے کہ جس دن تم بڑے میاں (عبدالملک کے والد مروان) کے ساتھ جو کچھ کر رہے تھے وہ کر رہے تھے تو تم اُن کے ساتھ ظلم کر رہے تھے، (یہ اس واقعے کی طرف اشارہ ہے کہ قتل عثمانؓ کے دن ابن الحنفیہ نے مروان بن الحکم کی چادر پکڑ کر اُسے زمین پر رگڑا تھا) عبدالملک نے کہا کہ وہ میری نظر میں ہے اور میرے لئے اُس روز بہتری تھی۔

زید بن عبدالرحمٰن بن زید بن الخطاب سے مروی ہے کہ میں ابان بن عثمانؓ کے ہمراہ عبدالملک بن مروان کے پاس گیا، اُس کے پاس ابن الحنفیہ بھی تھے، عبدالملک نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار منگائی، لائی گئی تو اس نے صیقل کرنے والے کو بلایا، اس نے اُسے دیکھا تو کہا کہ میں نے اس سے بہتر کوئی تلوار کبھی نہیں دیکھی، عبدالملک نے کہا کہ واللہ لوگوں نے اس کے مالک کا مثل بھی نہیں دیکھا، اے محمد یہ تلوار مجھے دے دو محمد نے کہا کہ تمہاری رائے میں ہم میں جو اس کا زیادہ مستحق ہو وہی اُسے لے لے۔ عبدالملک نے کہا کہ اگر تمہارے لئے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے) قرابت ہے تو ہر ایک کے لئے قرابت و حق ہے۔

محمد نے وہ تلوار عبدالملک کو دے دی اور کہا کہ اے امیرالمومنینؑ اس شخص یعنی حجاج نے جو اس کے پاس تھا مجھے ایذا دی ہے اور میرے حق کی توہین کی ہے، اگر پانچ درہم کا معاملہ بھی ہو تو وہ مجھے بلا بھیجتا ہے، عبدالملک نے کہا کہ آپ کو اُس پر کوئی اختیار نہیں ہے،

جب محمد واپس ہوئے تو عبدالملک نے حجاج سے کہا کہ تم اُن سے ملو اور اُن کی شکایت رفع کرو، وہ اُن سے ملا اور کہا کہ مجھے امیرالمومنین نے آپ کے پاس بھیجا ہے کہ میں آپ کی شکایت رفع کروں، اُسے کامیابی نہ ہو جو آپ کے ساتھ برائی کرے،

محمد نے کہا کہ اے حجاج تم پر افسوس ہے، خدا کا خوف کرو اور اللہ سے ڈرو، کوئی صبح ایسی نہیں جو اللہ کے بندے کرتے ہوں اور اللہ کے یہاں اپنے ہر بندے کے لئے تین سو ساٹھ لحظے نہ ہوتے ہوں نہ اگر وہ گرفت کرے تو اپنی قدرت

سے گرفت کرے گا اور اگر معاف کرے تو اپنے حلم سے معاف کرے گا" لہذا ۸۳
تم اللہ سے ڈرو، حجاج نے اُن سے کہا کہ آپ مجھ سے جو مانگیں گے وہ میں
آپ کو ضرور دوں گا، محمد نے کہا کہ تم کرو گے؟ حجاج نے کہا کہ جی ہاں، انہوں
نے کہا کہ میں تم سے صرم الدہر (زمانے سے انقطاع) مانگتا ہوں۔

حجاج نے اس کا ذکر عبدالملک سے کیا، عبدالملک نے راس الجالوت
کو بلا بھیجا، محمد نے جو کہا تھا وہ اس کے گوش گزار کیا کہ ہم میں سے ایک
شخص نے ایک حدیث بیان کی جو سوائے اُن کے کسی سے نہیں سنی اُسے
شہر کے قول (صرم الدہر) سے آگاہ کیا، راس الجالوت نے کہا کہ یہ کلمہ سوائے
بیت نبوت کے اور کہیں سے نہیں نکلا۔

ابراہیم سے مروی ہے کہ (بیت اللہ میں) حجاج نے اپنا پاؤں مقام
(ابراہیم) پر رکھنا چاہا تو ابن الحنفیہ نے اسے ڈانٹا اور منع کیا۔

سالم بن ابی الجعد سے مروی ہے کہ میں نے محمد ابن الحنفیہ کو دیکھا کہ
کعبے کے اندر داخل ہوئے، پھر کونے میں دو دو رکعتیں اس طرح (کل) آٹھ رکعتیں
پڑھیں۔

سفیان سے مروی ہے کہ محمد ابن الحنفیہ نے کہا کہ دنیا نہیں جائے گی
تاوقتیکہ لوگوں کے اختلافات اپنے رب کے بارے میں نہ ہوں۔

ابی مالک سے مروی ہے کہ میں نے ابن الحنفیہ کو دیکھا کہ سفید ترکی گھوڑے
پر رمی جمار کر رہے تھے۔

سفیان التمار سے مروی ہے کہ وہ یوم الترویہ (۸ ذی الحجہ) کو اپنے سر
میں مہندی اور نیل کا خضاب لگائے ہوئے تھے حالانکہ احرام میں تھے۔

ثویر سے مروی ہے کہ میں نے محمد ابن الحنفیہ کو دیکھا کہ مہندی اور نیل کا
خضاب کرتے تھے۔

سفیان التمار سے مروی ہے کہ میں نے ابن الحنفیہ کو دیکھا کہ اپنے قربانی
کے اونٹوں کے داہنی جانب اشعار کیا۔ (اشعار یہ ہے کہ قربانی کے اونٹ
کے کوہان میں برچھی مار کے خون نکال دیتے ہیں جس سے معلوم ہو کہ

یہ حج یا عمرے کی قربانی کے لئے ہے)۔

سلیمان الشیبانی سے مروی ہے کہ میں نے عرفات میں محمد ابن الحنفیہ کے بدن پر زرد خز (سوت ریشم ملے ہوئے کپڑے) کی چادر دیکھی۔

ابی اسحاق الشیبانی سے مروی ہے کہ میں نے عرفات میں ابن الحنفیہ کے بدن پر خز کی چادر دیکھی۔

رشدین سے مروی ہے کہ میں نے محمد ابن الحنفیہ کو دیکھا کہ سیاہ حُرقانی عمامہ باندھتے اور اُسے ایک بالشت یا اس سے کم (پشت کی طرف) لٹکاتے۔

عبدالواحد ابن ایمن سے مروی ہے کہ میں نے محمد ابن الحنفیہ کے سر پر سیاہ عمامہ دیکھا۔

نصر بن اوس سے مروی ہے کہ میں نے محمد بن علی ابن الحنفیہ کے جسم پر ایک زرد میلا لحاف دیکھا۔

ابی ادریس سے مروی ہے کہ مجھ سے محمد ابن الحنفیہ نے کہا کہ تمہیں ۸۵
خز پہننے سے کون امر مانع ہے کیونکہ اُس میں کوئی حرج نہیں ہے میں نے کہا کہ اُس میں حریر (ریشم استعمال) کیا جاتا ہے۔

ابی ادریس سے مروی ہے کہ میں نے ابن الحنفیہ کو مہندی اور نیل کا خضاب لگاتے ہوئے دیکھا تو اُن سے کہا کہ کیا علیؓ خضاب کرتے تھے، انھوں نے کہا کہ نہیں میں نے کہا کہ پھر آپ کو کیا ہوا انھوں نے کہا کہ میں اس کے ذریعے سے عورتوں کے لئے جوان بنتا ہوں۔

صالح بن ہیثم سے مروی ہے کہ میں نے محمد بن علی ابن الحنفیہ کے ہاتھ میں مہندی کا اثر دیکھا تو کہا کہ یہ کیا ہے، انھوں نے کہا کہ میں اپنی والدہ کے مہندی لگاتا تھا۔

محمد ابن الحنفیہ سے مروی ہے کہ وہ اپنی والدہ کے تیل لگاتے تھے اور اُن کے کنگھی کرتے تھے۔

عبدالواحد بن ایمن سے مروی ہے کہ میں نے محمد ابن الحنفیہ کو مہندی لگائے ہوئے دیکھا، میں نے انھیں آنکھوں میں سرمہ لگائے ہوئے دیکھا اور میں نے

اُن کے سر پر سیاہ عمامہ دیکھا۔

عبدالواحد بن ایمن سے مروی ہے کہ مجھے والد نے محمد ابن الحنفیہ کے پاس بھیجا، میں اُن کے پاس گیا تو وہ اپنی آنکھوں میں سرمہ لگائے ہوئے داڑھی کو سرخ رنگے ہوئے تھے، میں والد کے پاس آیا اور کہا کہ آپ نے مجھے ایک بوڑھے مخنث کے پاس بھیجا تھا انھوں نے کہا کہ اسے بدبودار عورت کے لڑکے، وہ محمد بن علی ہیں۔

ابن الحنفیہ سے مروی ہے کہ وہ مشک کی نبیذ پیتے تھے۔

ربیع بن المنذر نے اپنے والد سے روایت کی کہ ہم ابن الحنفیہ کے ساتھ تھے، انھوں نے وضو کرنا چاہا موزے پہنے تھے، اس لئے موزے اُتارے اور پاؤں پر مسح کیا۔

ابی عمر سے مروی ہے کہ ابن الحنفیہ عیدین اور جمعہ اور شب (منیٰ میں حج کے موقع پر) غسل کیا کرتے اور وہ پچھنوں کا خون بھی دھو ڈالتے۔

رشدین بن کریب سے مروی ہے کہ میں نے ابن الحنفیہ کو دیکھا کہ بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔

عبداللہ بن محمد بن عقیل سے مروی ہے کہ میں نے ابن الحنفیہ کو سنہ ۸۱ھ میں کہتے سنا کہ یہ میرے لئے پینسٹھواں سال ہے، میں اپنے والد کے سن سے بڑھ گیا جن کی وفات تریسٹھ سال میں ہوئی تھی، ابن الحنفیہ کی وفات اسی سال سنہ ۸۱ھ میں ہوئی۔

زید بن السائب سے مروی ہے کہ میں نے ابو ہاشم عبداللہ بن محمد
ابن الحنفیہ سے دریافت کیا کہ آپ کے والد کہاں دفن کئے گئے تو انھوں نے ۸۹
کہا کہ بقیع میں، میں نے کہا کس سنہ میں، انھوں نے کہا کہ سنہ ۸۱ھ کے شروع میں، اس روز وہ پینسٹھ سال کے تھے، جس سنہ کو وہ پورا نہ کرنے پائے تھے۔

محمد بن سعد نے کہا کہ ہمیں نہیں معلوم کہ ابن الحنفیہ نے عمرؓ سے بھی کوئی روایت کی۔

زید بن السائب سے مروی ہے کہ میں نے ابو ہاشم عبداللہ بن محمد ابن الحنفیہ کو بقیع کے ایک جانب اشارہ کر کے کہتے سنا کہ یہ میرے والد ابو القاسم کی قبر ہے، اُن کے والد کی وفات محرم ۸۱ھ میں ہوئی، وہ سال طغیانی کا ہے کہ اہل مکہ پر ایک سیلاب آیا جو حاجیوں کو بہا لے گیا،

ابو ہاشم نے کہا کہ جب ہم نے اُنھیں بقیع میں رکھ دیا تو ابان بن عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان آئے جو اُس زمانے میں عبدالملک بن مروان کی جانب سے والی مدینہ تھے کہ اُن پر نماز پڑھیں، بھائی نے مجھ سے کہا کہ تمھاری کیا رائے ہے میں نے کہا کہ ابان اُن پر نماز نہیں پڑھ سکتے تاوقتیکہ ہم سے اجازت نہ طلب کریں، ابان نے کہا کہ تم لوگ اپنے جنازے کے زیادہ حقدار ہو جسے چاہو آگے کرو کہ اُن پر نماز پڑھے، ہم نے کہا تم آگے بڑھو اور نماز پڑھو وہ آگے بڑھے اور نماز پڑھی۔

محمد بن عمرؓ نے کہا کہ پھر میں نے زید بن السائب سے بیان کیا کہ مجھے بہ روایت عوبیر الاسلمی معلوم ہوا کہ اُس روز ابو ہاشم نے کہا کہ ہم جانتے ہیں کہ امام نماز جنازہ کا زیادہ مستحق ہے، اگر ایسا نہ ہوتا تو ہم آپ کو آگے نہ کرتے، زید بن السائب نے کہا کہ میں نے ابو ہاشم کو اسی طرح کہتے سنا کہ ابان آگے بڑھے اور انھوں نے اُن پر نماز پڑھی۔

عمر اکبر بن علیؓ

ابن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی، اُن کی والدہ صہباء کہ ام حبیب بنت ربیعہ بن بجیر بن العبد بن علقمہ بن الحارث بن عتبہ ابن سعد بن زہیر بن جشم بن بکر بن حبیب بن عمرو بن غنم بن تغلب بن وائل تھیں قیدی تھیں، خالد بن الولید کو اُس وقت ملیں جب انھوں نے عین التمر کے علاقے میں بنی تغلب پر حملہ کیا۔

عمر بن علیؓ کے یہاں محمد و ام موسیٰ و ام حبیب پیدا ہوئیں اُن کی والدہ اسماء بنت عقیل بن ابی طالب تھیں۔

عمر نے حدیث روایت کی ہے اُن کی اولاد میں متعدد لوگ تھے جن سے روایت کی گئی ہے، ہم نے اُن کا ذکر اُن کے طبقے اور مقام میں کیا ہے۔

عبید اللہ بن علیؓ

ابن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی، اُن کی ۸۷
والدہ لیلیٰ بنت مسعود بن خالد بن مالک بن ربعی بن سلمی بن جندل بن نہشل بن دارم بن مالک بن حنظلہ بن مالک بن سعد بن زید مناۃ بن تمیم تھیں۔

عبید اللہ بن علیؓ حجاز سے کوفے میں مختار کے پاس آئے اور اُس سے کچھ مانگا مگر اُس نے نہیں دیا اور کہا کہ کیا تم مہدی (ابن الحنفیہ) کا خط لائے ہو، انھوں نے کہا نہیں، اُس نے چند روز تک انھیں قید رکھا پھر رہا کر دیا اور کہا کہ ہمارے پاس سے نکل جاؤ، وہ مختار سے بھاگ کر مصعب بن الزبیر کے پاس بصرے گئے اور اپنے ماموں نعیم بن مسعود التمیمی ثم النہشلی کے پاس اُترے، مصعب نے اُن کے لئے ایک لاکھ درہم کا حکم دیا۔

مصعب بن الزبیر نے لوگوں کو اپنے دشمن کے مقابلے کی تیاری کا حکم دیا اور روانگی کا وقت معین کر دیا، انھوں نے لشکر قائم کیا، چلنے سے پہلے بصرے پر عبید اللہ بن عمر بن عبید اللہ بن معمر کو قائم مقام بنایا، مصعب روانہ ہوئے تو عبید اللہ بن علیؓ بن ابی طالب اپنے ماموؤں میں رہ گئے خود اُن کے ماموں نعیم بن مسعود مصعب کے ہمراہ روانہ ہو گئے،

مصعب بصرے سے جدا ہو گئے تو بنی سعد بن زید مناۃ بن تمیم عبید اللہ ابن علیؓ کے پاس آئے اور کہا کہ ہم بھی آپ کے ماموں ہیں، آپ میں ہمارا بھی

حصہ ہے لہذا آپ ہمارے ساتھ چلئے کیونکہ ہم لوگ آپ کی کرامت (بزرگی) چاہتے ہیں، وہ راضی ہو گئے اور اُن لوگوں کے یہاں منتقل ہو گئے۔

بنی سعد نے انھیں اپنے یہاں اتارا اور اُن سے بیعت خلافت کی، حالانکہ وہ خود ناپسند کرتے تھے، کہتے تھے کہ اے قوم جلدی نہ کرو اور نہ یہ کام کرو، مگر اُن لوگوں نے انکار کیا، مصعب کو معلوم ہوا تو انھوں نے عبیداللہ بن عمر بن عبیداللہ بن معمر کو لکھا کہ انھیں (کام کرنے سے) عاجز بنایا اور انھیں عبیداللہ بن علیؓ سے لوگوں نے جو جدید بیعت کی تھی اُس سے آگاہ کیا۔

مصعب نے اُن کے ماموں نُعیم بن مسعود کو بلایا اور کہا کہ میں تمھارا اکرام کرتا تھا اور اپنے اور تمھارے درمیان احسان کرتا تھا تمھیں اس امر نے بصرے میں اپنے بھانجے کو چھوڑ دینے پر برانگیختہ کیا کہ وہ لوگوں کو جمع کریں اور انھیں دھوکا دیں۔

نعیم نے خدا کی قسم کھائی کہ نہ انھوں نے یہ کیا اور نہ انھیں اس قصے کے ایک حرف کا بھی علم ہے، مصعب نے اُن کی بات قبول کر لی اور اُن کی تصدیق کی اور کہا کہ میں نے عبیداللہ کو لکھ کر انھیں اس واقعے سے غفلت کرنے پر ملامت کی ہے، نعیم بن مسعود نے کہا کہ انھیں کوئی برانگیختہ نہ کرے، میں اُن کے معاملے کا تم سے ذمہ دار ہوں، میں انھیں تمھارے پاس لاؤں گا۔

نعیم روانہ ہوئے اور بصرے آئے، بنی حنظلہ اور بنی عمرو بن تمیم جمع ہوئے، وہ اُن لوگوں کے لئے بنی سعد میں آئے اور کہا کہ واللہ جو کام تم لوگوں نے کیا اس میں تمھارے لئے خیر نہیں، تم نے پورے بنی تمیم کی ہلاکت کا ارادہ کیا ہے لہذا میرے بھانجے کو میرے حوالے کر دو۔

تھوڑی دیر تک باہم ملامت ہوتی رہی، پھر بنی سعد نے اُن کو نعیم کے حوالے کر دیا، وہ روانہ ہوئے اور انھیں مصعب کے پاس لائے، مصعب نے پوچھا کہ برادر من جو کام تم نے کیا اس پر تمھیں کس نے برانگیختہ کیا، عبیداللہ نے اللہ کی قسم کھائی کہ انھوں نے اس کی خواہش نہیں کی اور تاوقتیکہ لوگوں نے

اسے کر نہ لیا انھیں اس کا علم بھی نہیں ہوا میں نے اسے ناپسند کیا تھا اور اس سے انکار کیا تھا، مصعب نے اُن کی تصدیق کی اور اُن کی بات قبول کر لی۔

مصعب بن الزبیر نے اپنے سردار مقدمۃ لشکر عباد الحبطی کو حکم دیا کہ مختار کی فوج کی جانب روانہ ہوں، وہ بڑھے اور اُن کے ساتھ عبید اللہ بن علیؓ بن ابی طالب بھی آگے بڑھے، یہ لوگ المذار میں اُترے، مختار کا لشکر بھی آگے بڑھا وہ لوگ ان کے مقابلے پر اُترے، مصعب بن الزبیر کے ساتھیوں نے اُن پر شب خون مارا مختار اور اس کے پورے لشکر کو قتل کر دیا، سوائے اُن لوگوں کے جو جان بچا کے بھاگے اور کوئی نہ بچا، عبید اللہ بن علیؓ بن ابی طالب بھی اُسی شب کو قتل ہو گئے۔ ۸۸

سعید بن المسیب

ابن حزن بن ابی وہب بن عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم بن یقظہ، اُن کی والدہ ام سعید بنت حکیم بن امیہ بن حارثہ بن الاوقص السلمی تھیں۔

سعید بن المسیب کے یہاں محمد، سعید، والیاس وام عثمان وام عمرو وفاختہ پیدا ہوئیں، ان کی والدہ ام حبیب بنت ابی کریم بن عامر بن عبد ذی الشری ابن عتاب بن ابی صعب بن فہم بن ثعلبہ بن سُلیم بن غانم بن دوس تھیں۔

مریم، اُن کی والدہ ام ولد تھیں۔

سعید بن المسیب بن حزن سے مروی ہے کہ ان کے دادا حزن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے آپ نے فرمایا تمہارا نام کیا ہے، عرض کی، حزن (زمین سخت) فرمایا نہیں تم سہل (زمین نرم) ہو، عرض کی یا رسول اللہ میرا جو نام والدین نے رکھا ہے میں اُسی سے لوگوں میں مشہور ہو گیا، نبی علیہ السلام خاموش ہو گئے، سعید بن المسیب نے کہا کہ پھر ہم برابر حزونۃ (سختی) اپنے خاندان میں محسوس کرتے ہیں۔

علی بن زید سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب عمرؓ کی خلافت کے چار سال بعد پیدا ہوئے اور چوراسی سال کی عمر میں وفات ہوئی۔

طلحہ بن محمد بن سعید المسیب نے اپنے والد سے روایت کی کہ سعید عمرؓ کی وفات سے دو سال پہلے پیدا ہوئے اور بہتر سال کی عمر میں وفات ہوئی۔

محمد بن عمرؓ نے کہا کہ سعید بن المسیب کی ولادت کے بارے میں میں نے جس امر پر لوگوں کا اتفاق دیکھا وہ یہ ہے کہ وہ عمرؓ کی خلافت کے دو سال بعد پیدا ہوئے، یہ بھی روایت کی جاتی ہے کہ انھوں نے عمرؓ سے حدیث سنی ہے، میں نے اہل علم کو اس کی تصحیح کرتے نہیں دیکھا، اگرچہ وہ لوگ اُن سے روایت کرتے ہیں۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ میں خلافت عمرؓ بن الخطاب کے دو سال گزرنے کے بعد پیدا ہوا، اُن کی خلافت دس سال چار ماہ رہی۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ میں نے عمرؓ سے ایک کلمہ سنا ہے ۸۹
جس کا کوئی سننے والا میرے سوا زندہ نہیں ہے، عمرؓ جب کعبے کو دیکھتے تھے تو کہتے تھے "اللھم انت السلام ومنک السلام" (اے اللہ تو ہی تمام عیوب سے پاک ہے یا تو ہی باقی ہے اور تجھ ہی سے بقا وہستی ہے)۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ میں نے منبر پر عمرؓ سے سنا کہ مجھے جو شخص معلوم ہوگا کہ اس نے جماع کر کے غسل نہیں کیا خواہ اسے انزال ہو یا نہ ہو تو میں اسے سزا دونگا۔

بکیر بن الاشج سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب سے پوچھا گیا کہ کیا آپ نے عمرؓ بن الخطاب کو پایا ہے انھوں نے کہا کہ نہیں۔

مالک نے کہا کہ انھیں معلوم ہوا کہ سعید بن المسیب نے کہا، اگر مجھے رات دن صرف ایک حدیث کی طلب میں چلنا پڑتا (تو میں عمر بھر چلتا)۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ جو فیصلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائے اور جو ابو بکرؓ و عمرؓ نے کئے اُن کا مجھ سے زیادہ جاننے والا کوئی باقی نہ رہا۔

مسعر نے کہا کہ میں خیال کرتا ہوں کہ انھوں نے عثمانؓ و معاویہؓ کے فیصلوں کو بھی کہا۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ ہر وہ فیصلہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور ہر وہ فیصلہ جو ابوبکرؓ نے کیا اور ہر وہ فیصلہ جو عمرؓ نے کیا اس کا مجھ سے زیادہ جاننے والا کوئی نہ رہا، راوی نے کہا، میں خیال کرتا ہوں کہ انھوں نے یہ بھی کہا کہ ہر وہ فیصلہ جو عثمانؓ نے کیا مجھ سے (زیادہ اس کا جاننے والا نہ رہا)۔

ہشام بن سعد سے مروی ہے کہ میں نے اس وقت زہری کو کہتے سنا جب ان سے ایک سائل نے دریافت کیا کہ سعید بن المسیب نے اپنا علم کس سے حاصل کیا تو انھوں نے کہا کہ زید بن ثابتؓ سے، وہ سعد بن ابی وقاصؓ اور ابن عباسؓ اور ابن عمرؓ کی صحبت میں رہا، ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم عائشہؓ و ام سلمہؓ کے پاس جاتے تھے، انھوں نے عثمانؓ بن عفان و علیؓ و صہیبؓ و محمد بن مسلمہ سے سنا ہے، ان کی اکثر روایت کی سند ابوہریرہؓ سے ہے جن کے وہ داماد تھے، انھوں نے عمرؓ و عثمانؓ کے اصحاب سے سنا ہے، کہا جاتا تھا کہ عمرؓ و عثمانؓ نے جو فیصلے کئے ہیں ان کا ان سے زیادہ جاننے والا کوئی نہیں ہے۔

یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ ابن المسیب کو راوی عمرؓ کہا جاتا تھا۔ لیث نے کہا کہ یہ اس لئے کہ وہ ان کے احکام اور فیصلوں کے سب سے زیادہ حافظ تھے۔

قدامہ بن موسیٰ الجمحی سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب فتویٰ دیا کرتے تھے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحابؓ زندہ تھے۔

۹۰ محمد بن یحییٰ بن حبان سے مروی ہے کہ اپنے زمانے میں مدینے میں جو لوگ تھے فتوے میں ان سب پر مقدم اور ان کے رئیس سعید بن المسیب تھے، وہ فقیہ الفقہاء کہلاتے تھے۔

مکحول سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب عالم العلماء تھے۔

مکحول سے مروی ہے کہ میں جو حدیث تم لوگوں سے بیان کرتا ہوں وہ سعید بن المسیب اور شعبی سے ہے۔

ابن ابی الحویرث سے مروی ہے کہ محمد بن جبیر بن مطعم سعید بن المسیب کے پاس فتویٰ پوچھنے آتے تھے۔

ابی جعفر سے مروی ہے کہ میں نے اپنے والد علی بن حسینؓ کو کہتے سنا کہ سعید بن المسیب گزشتہ آثار و احادیث کے سب سے زیادہ عالم اور اپنی رائے کے سب سے زیادہ فقیہہ (سمجھدار) ہیں۔

میمون بن مہران سے مروی ہے کہ میں مدینے آیا اور اہل مدینہ میں سب سے زیادہ فقیہ کو دریافت کیا تو مجھے سعید بن المسیب کے پاس پہنچا گیا میں نے اُن سے مسئلہ دریافت کیا۔

شہاب بن عباد العصری سے مروی ہے کہ میں نے حج کیا پھر ہم لوگ مدینے آئے اور یہاں کے سب سے بڑے عالم کو دریافت کیا تو لوگوں نے کہا کہ سعید بن المسیب ہیں۔

مالک بن انس سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز اپنا کوئی فیصلہ صادر نہیں کرتے تھے تاوقتیکہ سعید بن المسیب سے دریافت نہ کر لیتے انھوں نے ایک آدمی کو مسئلہ دریافت کرنے کے لئے اُن کے پاس بھیجا تو اُس نے انھیں بلایا سعید عمر کے پاس آئے، عمر نے کہا کہ قاصد نے خطا کی (کہ آپ کو بلا لایا) ہم نے تو اُسے صرف اس لئے بھیجا تھا کہ وہ آپ سے آپ کی مجلس ہی میں مسئلہ دریافت کرلے۔

مالک بن انس سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز کہا کرتے تھے کہ مدینے میں کوئی ایسا عالم نہیں جو اپنا علم میرے پاس نہ لائے اور میں اُس علم کے پاس لایا جاتا ہوں جو سعید بن المسیب کے پاس ہے۔

عمران بن عبداللہ الخزاعی سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب نے مجھ سے دریافت کیا تو میں نے اپنا نسب اُن سے بیان کیا، انھوں نے کہا کہ خلافت معاویہؓ کے زمانے میں تمھارے والد میرے پاس بیٹھے تھے، انھوں نے مجھ سے فلاں فلاں بات پوچھی تو میں نے فلاں فلاں جواب دیا، عمران کہتے تھے کہ مجھے تو ایسا کبھی نہیں معلوم ہوا کہ سعید بن المسیب کے کان پر کوئی بات گزری ہو اور اُن کے قلب نے اُسے یاد نہ کر لیا ہو۔

عبداللہ بن جعفر وغیرہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن ابی سعید نے

جابر بن الاسود بن عوف الزہری کو مدینے پر عامل بنایا، انھوں نے لوگوں کو ابن الزبیر
کی بیعت کی دعوت دی، سعید بن المسیب نے کہا کہ نہیں، تاوقتیکہ لوگ متفق
۹۱ نہ ہو جائیں، انھوں نے سعید کو ساٹھ تازیانے مارے، ابن الزبیر کو معلوم ہوا تو
انھوں نے جابر کو لکھ کر ملامت کی اور کہا کہ ہمارے اور سعید کے لئے (بیعت)
نہیں ہے، انھیں چھوڑ دو۔

عبدالواحد بن ابی عون سے مروی ہے کہ جابر بن الاسود نے جو ابن الزبیر کی جانب سے عامل مدینہ تھا چوتھی بیوی کی عدت گزرنے سے پہلے پانچویں سے نکاح کر لیا تھا، جب اُس نے سعید بن المسیب کو مارا تو سعید جن پر کوڑے لگتے جاتے تھے چلائے کہ واللہ کتاب اللہ پر توجہ نہیں کی گئی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنی وثلث ورباع" (جو عورتیں تمھیں پسند آئیں دو دو، تین تین، چار چار سے نکاح کرو) تو نے چوتھی کی عدت گزرنے سے پہلے پانچویں سے نکاح کر لیا ہے، وہ بھی چند شب کی ہے جو تجھے مناسب معلوم ہو کر لے، پھر تو تجھے عنقریب وہ بات پیش آئے گی جسے تو پسند نہ کرے گا اُسے بہت کم زمانہ گزرا تھا کہ ابن الزبیر قتل کر دیے گئے۔

عمر بن حبیب بن قلیع سے مروی ہے کہ میں ایک روز سعید بن المسیب کے پاس بیٹھا ہوا تھا، مجھ پر بہت سی چیزیں تنگ تھیں اور قرض کا بار تھا، میں سعید بن المسیب کے پاس اس طرح بیٹھا تھا کہ خبر نہ تھی کہ کہاں جاؤں گا، اُن کے پاس ایک شخص آیا اور کہا کہ اے ابو محمد میں نے ایک خواب دیکھا ہے، انھوں نے کہا وہ کیا، اُس نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ گویا میں نے عبدالملک ابن مروان کو پکڑ کر زمین پر لٹا دیا پھر اُسے منہ کے بل لٹا کر اس کی پیٹھ میں چار میخیں ٹھونک دیں۔

سعید نے کہا کہ تم نے یہ نہیں دیکھا ہے، اُس نے کہا، بیشک میں نے ہی یہ دیکھا ہے، انھوں نے کہا کہ میں تمھیں تعبیر نہ بتاؤں گا تاوقتیکہ تم مجھے نہ بتاؤ (کہ یہ خواب کس نے دیکھا ہے) اُس نے کہا کہ ابن الزبیر نے دیکھا ہے اور انھیں نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے۔

سعید نے کہا کہ اگر تم نے اُن کا خواب صحیح بیان کیا تو عبد الملک بن
١ مروان انھیں قتل کر دے گا، عبد الملک کی پشت سے چار بیٹے پیدا ہوں گے
جن میں سے ہر ایک خلیفہ ہوگا۔

عمر بن حبیب نے کہا کہ میں عبد الملک بن مروان کے پاس ملک شام گیا اور
اُسے سعید بن المسیب کی جانب سے اس کی خبر دی اس خبر نے اُسے مسرور
کیا، اور مجھ سے سعید کو اور اُن کے حال کو دریافت کیا، میں نے اُسے خبر دی
اُس نے میرا قرض ادا کرنے کا حکم دیا، مجھے اُس سے خیر حاصل ہوئی۔

اسماعیل بن ابی حکیم سے مروی کہ ایک شخص نے کہا کہ میں نے عبد الملک
ابن مروان کو مسجد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قبلے میں چار مرتبہ پیشاب کرتے ہوئے
خواب میں دیکھا، میں نے سعید بن المسیب سے بیان کیا تو انھوں نے کہا اگر
تم نے اپنا خواب سچ بیان کیا تو عبد الملک کی پشت سے چار خلفا مسجد نبوی کے
قبلے میں کھڑے ہوں گے۔

محمد بن عمرؒ نے کہا کہ سعید بن المسیب سب سے زیادہ تعبیر خواب کے جاننے
والے تھے، انھوں نے یہ علم اسماء بنت ابی بکرؓ سے حاصل کیا تھا اور اسماء نے
اپنے والد ابو بکرؓ سے حاصل کیا تھا۔

شریک بن ابی نمر سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب سے کہا کہ میں نے خواب دیکھا کہ میرے
دانت ٹوٹ کے میرے ہاتھ میں گر پڑے پھر میں نے انھیں دفن کر دیا۔ سعید
ابن المسیب نے کہا کہ اگر تم نے اپنا خواب صحیح بیان کیا تو تم نے اپنے خاندان
کے ہم سن لوگوں کو دفن کر ڈالا۔

٩٢ مسلم الخیاط سے مروی ہے کہ ایک شخص نے ابن المسیب سے کہا کہ میں
نے خواب میں دیکھا کہ میں اپنے ہاتھ پر پیشاب کر رہا ہوں، انھوں نے کہا کہ اللہ
سے ڈرو کیونکہ تمھارے نکاح میں کوئی محرم ہے، اُس شخص نے غور کیا تو اتفاق
سے اُس کی بیوی کے اور اُس کے درمیان رضاع کا تعلق تھا۔ (یعنی جس عورت
نے اس شخص کو دودھ پلایا تھا اسی نے اس کی بیوی کو بھی دودھ پلایا تھا)۔
اُن کے پاس ایک دوسرا شخص آیا اور [illegible] نے خواب

میں دیکھا کہ گویا زیتون کی جڑ میں پیشاب کر رہا ہوں، انھوں نے کہا کہ غور کرو کہ تمھارے نکاح میں کون ہے، معلوم ہوتا ہے کہ تمھارے نکاح میں کوئی محرم ہے، اس نے غور کیا تو اتفاق سے وہ عورت تھی جس سے اس کا نکاح حلال نہ تھا۔

ابن المسیب سے مروی ہے کہ ان سے ایک شخص نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک کبوتری منارۂ مسجد پر گر پڑی، انھوں نے کہا کہ حجاج عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب کی بیٹی سے نکاح کرے گا۔

مسلم الخیاط سے مروی ہے کہ ایک شخص ابن المسیب کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک بکرا ثنیہ سے دوڑتا ہوا آیا اور مجھ سے کہا کہ ذبح کرو ذبح کرو، اس شخص نے کہا کہ میں نے ذبح کیا، سعید نے کہا کہ ابن ام صلاء مر گیا، وہ ہٹا بھی نہ تھا کہ اس کے پاس خبر آگئی کہ وہ مر گیا، محمد بن عمر نے کہا کہ ابن ام صلاء اہل مدینہ کے موالی میں سے تھا جو لوگوں کی چغلخوری کرتا تھا۔

عبید اللہ بن عبد الرحمن بن السائب سے جو خاندان قارہ سے تھے مروی ہے کہ قبیلۂ فہم کے ایک شخص نے ابن المسیب سے کہا کہ اس نے خواب میں دیکھا کہ گویا وہ آگ میں گھسا ہے انھوں نے کہا کہ اگر تم نے اپنا خواب صحیح بیان کیا تو تمھیں اس وقت تک موت نہ آئے گی جب تک کہ تم بحری سفر نہ کرو اور تمھیں قتل کے ذریعے سے موت آئے گی، اس نے بحری سفر کیا اور وہ ہلاکت کے قریب ہو گیا، جنگ قُدَید میں تلوار سے قتل کیا گیا۔

حصین بن عبید اللہ بن نوفل سے مروی ہے کہ مجھے اولاد کی طلب تھی مگر میرے یہاں اولاد نہ ہوتی تھی، ابن المسیب سے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میری گود میں ایک انڈا ڈال دیا گیا، انھوں نے کہا کہ مرغی عجمی ہے، لہذا تم عجم میں رشتہ تلاش کرو پھر میں نے ایک باندی لی تو لڑکا پیدا ہوا حالانکہ میرے یہاں اولاد نہ ہوتی تھی۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ جب کوئی شخص خواب دیکھتا تھا اور ان سے بیان کرتا تھا تو وہ کہتے تھے کہ تم نے بہت اچھا خواب دیکھا۔

ابن المسیب سے مروی ہے کہ خواب میں خشک کھجور سے ہر حال میں رزق مراد ہے اور تر کھجور سے اس کے موسم میں رزق مراد ہے۔ ابن المسیب سے

مروی ہے کہ خواب کا آخر چالیس سال ہے، یعنی اس کی تعبیر میں (مطلب یہ ہے کہ چالیس سال کی عمر میں جو خواب دیکھیں اُس کی تعبیر اکثر درست ہوتی ہے)۔

ابن المسیب سے مروی ہے کہ خواب میں بیڑی دیکھنا ثبات دین کی علامت ہے، ایک شخص نے کہا کہ اے ابومحمد میں نے خواب میں دیکھا کہ سایے میں بیٹھا ہوں پھر اٹھ کر دھوپ میں چلا گیا، ابن المسیب نے کہا کہ واللہ اگر تم نے اپنا خواب صحیح بیان کیا ضرور ضرور اسلام سے نکل جاؤ گے، اس نے کہا کہ اے ابومحمد مجھے خواب میں یہ دکھایا گیا کہ میں سایے سے نکالا گیا اور دھوپ میں داخل کیا گیا، پھر مجھے بیکار کر دیا گیا، انھوں نے کہا کہ تمھیں کفر پر مجبور کیا جائے گا اس نے عبدالملک بن مروان کے زمانے میں بغاوت کی، اُسے گرفتار کر کے مجبور کیا گیا، وہ باز آیا اور مدینے آیا، وہی یہ واقعہ بیان کرتا تھا۔ ۹۴

عبداللہ بن جعفر وغیرہ سے مروی ہے کہ عبدالعزیز بن مروان کی وفات مصر میں جمادی ۸۴ھ میں ہوئی، عبدالملک نے اپنے دونوں بیٹوں ولید اور سلیمان کو ولی عہد بنایا اور تمام شہروں میں اُن دونوں کی بیعت کے لیے لکھ دیا، اس زمانے میں مدینے پر اس کا عامل ہشام بن اسماعیل المخزومی تھا، اس نے لوگوں کو ان دونوں کی بیعت کی دعوت دی، لوگوں نے بیعت کر لی، سعید بن المسیب کو بیعت کے لیے بلایا تو انھوں نے انکار کیا اور کہا کہ جب تک میں غور نہ کر لوں بیعت نہیں کروں گا۔

ہشام بن اسماعیل نے انھیں ساٹھ تازیانے لگوائے، کمبل میں باندھ کے گشت کراتے رہے، اور اسی حالت میں راس الثنیہ تک لے گئے، جب پلٹایا تو انھوں نے کہا کہ تم لوگ مجھے کہاں پلٹاتے ہو، جواب دیا قید خانے کی طرف، انھوں نے کہا کہ واللہ اگر مجھے یہ گمان ہوتا کہ اس میں اتنی سختی ہے تو کبھی یہ نہ پہنتا، لوگوں نے انھیں قید خانے لیجا کے قید کر دیا۔

ہشام نے عبدالملک کو لکھ کر اُن کی مخالفت اور اُن کے حال کی خبر دی، عبدالملک نے اُسے ملامت کی اور کہا کہ واللہ سعید کے ساتھ احسان کرنے کی زیادہ حاجت ہے بہ نسبت اس کے کہ تو انھیں مارے، ہمیں خوب معلوم ہے

کہ سعید کے پاس اختلاف و نفاق نہیں ہے۔

مسور بن رفاعہ سے مروی ہے کہ قبیصہ بن ذؤیب عبدالملک بن مروان کے پاس ہشام بن اسماعیل کا خط لے کے آیا جس میں یہ ذکر تھا کہ اس نے سعید کو مارا اور انھیں گشت کرایا، قبیصہ نے کہا کہ اے امیرالمومنین ہشام اس قسم کے امور میں آپ پر خود رائی کرتا ہے، ابن المسیب کو مارتا ہے اور انھیں گشت کراتا ہے، جس وقت سعید کو مارا جاتا تھا تو سعید نہ کبھی اس سے زیادہ جھگڑالو تھے نہ اس سے زیادہ منکر، اگر انھوں نے بیعت نہیں کی تو اس کی طرف سے یہ نہ ہونا چاہیے تھا، سعید ان لوگوں میں سے نہیں ہیں جن کے فساد و فتنے کا اسلام و اہل اسلام پر اندیشہ کیا جائے، وہ اہل الجماعہ والسنۃ میں سے ہیں۔

قبیصہ نے کہا کہ اے امیرالمومنین انھیں اس بارے میں معذرت لکھیے، عبدالملک نے کہا کہ تم اپنی طرف سے انھیں لکھو، میری رائے سے اور ہشام نے انھیں مارنے میں میری جو مخالفت کی اس سے خبر دو، قبیصہ نے سعید کو لکھ دیا، سعید نے جب خط پڑھا تو کہا کہ میرے اور مجھ پر ظلم کرنے والے کے درمیان اللہ ہے۔

عبداللہ بن یزید الہذلی سے مروی ہے کہ میں قید خانے میں سعید ابن المسیب کے پاس گیا، ایک بکری ذبح کر کے کھال ان کی پشت پر لپیٹ دی گئی تھی، لوگوں نے اس کے بعد ان کے لئے ایک ہری چھڑی تیار کی ۹۴
وہ جب اپنے بازوؤں کی طرف نظر کرتے تو کہتے کہ اے اللہ ہشام سے میری مدد کر۔

طلحہ بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن الحارث ابن ہشام قید خانے میں سعید بن المسیب کے پاس گئے، وہ سعید سے باتیں کرنے لگے اور کہنے لگے کہ تم اس کی وجہ سے قید کئے گئے، انھوں نے کہا اے ابوبکر اللہ سے ڈرو، اس کے ماسوا پر اسی کو ترجیح دو، ابوبکر اسی کو ان کے سامنے دہرانے لگے کہ تم اس کی وجہ سے قید کئے گئے اور تم نے نرمی نہ کی، سعید کہنے لگے کہ واللہ تم بصیرت کے بھی نابینا ہو اور قلب کے بھی۔

ابوبکر اُن کے پاس سے چلے گئے، انھیں ہشام بن اسماعیل نے بلا بھیجا اور پوچھا کہ سعید بن المسیب کو جب سے ہم نے مارا وہ کچھ نرم ہوئے؟ ابوبکر نے کہا کہ واللہ جب سے تم نے اُن کے ساتھ جو کچھ کیا وہ کیا اُن سے زیادہ سخت زبان کوئی نہیں ہے، لہذا اس شخص سے باز آؤ۔

ہشام بن اسماعیل کے پاس عبدالملک بن مروان کا ایک خط آیا جس میں اُس نے اُسے سعید بن المسیب کے بارے میں ملامت کی تھی اور کہا تھا کہ تمھیں کیا نقصان تھا اگر تم سعید کو چھوڑ دیتے اور جو کچھ انھوں نے کہا تھا اُسے دبا دیتے، ہشام بن اسماعیل نے جو کچھ سعید کے ساتھ کیا تھا اُس پر نادم ہوا اور انھیں رہا کر دیا۔

اسلم ابو امیہ مولائے بنی مخزوم سے جو ثقہ تھے مروی ہے کہ سعید ابن المسیب جب قید کئے گئے تو اُن کی بیٹی نے بہت سا کھانا تیار کر کے اُن کے پاس بھیجا، کھانا آیا تو سعید نے مجھے بلایا اور کہا کہ میری بیٹی کے پاس جاؤ اور کہو کہ اب اس طرح دوبارہ کبھی نہ کرنا کیونکہ یہ ہشام بن اسماعیل کی حاجت ہے جو چاہتا ہے کہ میرا مال چلا جائے اور جو اُن لوگوں کے ہاتھ میں ہے میں اُس کا محتاج ہو جاؤں، مجھے معلوم نہیں کہ میں کب تک محبوس رہوں گا لہذا تم اُسی کھانے کا خیال رکھو جو میں اپنے گھر میں کھاتا تھا اور وہی مجھے بھیجنا، وہ انھیں یہی بھیجتی تھیں اور وہ ہمیشہ روزہ رکھتے تھے۔

عمران بن عبداللہ الخزاعی سے مروی ہے کہ میرا گمان ہے کہ اللہ کی ذات کے بارے میں سعید بن المسیب کا نفس ان کے نزدیک ایک مکھی کے نفس سے بھی زیادہ ذلیل تھا۔

ابو الملیح وغیرہ سے مروی ہے کہ عبدالملک بن مروان نے سعید بن المسیب کو پچاس تازیانے مارے، انھیں حرہ میں پھرایا اور کمبل کی لنگوٹی پہنائی۔ سعید نے کہا کہ واللہ اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ یہ لوگ مارنے سے زیادہ میرے ساتھ کچھ نہ کریں گے تو میں کبھی ان کے لئے لنگوٹی نہ پہنتا، مجھے تو صرف یہ اندیشہ ہوا کہ وہ لوگ مجھے قتل کر دیں گے، میں نے کہا کہ لنگوٹی اس کے نہ ہونے سے

زیادہ ستر کرنے والی ہے۔

محمد بن عمرؓ نے کہا کہ اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ انھیں عبدالملک بن مروان کی خلافت میں مارا گیا (یہ مطلب نہیں کہ خود عبدالملک نے مارا)۔

آل عمرؓ کے ایک شخص سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب سے کہا گیا کہ آپ بنی امیہ پر بد دعا کیجیے، انھوں نے کہا کہ اے اللہ اپنے دین کو عزت
دے، اپنے اولیا کو غالب کر اور امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عافیت کے ۹۵
ساتھ اپنے دشمنوں کو رسوا کر۔

علی بن زید سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب سے کہا کہ قوم کا خیال ہے کہ آپ کو جس امر نے حج سے باز رکھا وہ یہ ہے کہ آپ نے نذر مانی ہے کہ جب کعبے کو دیکھیں گے تو ابن مروان پر اللہ سے بد دعا کریں گے، انھوں نے کہا، میں نے تو یہ نہیں کیا، اور یوں تو میں کوئی نماز ایسی نہیں پڑھتا جس میں ان لوگوں پر اللہ سے بد دعا نہ کرتا ہوں، میں نے انتیس سال تک حج و عمرہ کیا ہے حالانکہ مجھ پر صرف ایک حج اور ایک عمرہ فرض تھا، میں تمھاری قوم کے کچھ لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ وہ قرض لے کے حج و عمرہ کرتے ہیں اور مر جاتے ہیں، قرض ان کی جانب سے ادا نہیں کیا جاتا، ایک جمعہ مجھے حج نفل و عمرہ سے زیادہ پسند ہے۔

علی نے کہا کہ میں نے حسن کو اس کی خبر دی تو انھوں نے کہا کہ انھوں نے کوئی (معقول) بات نہیں کہی، اگر ایسا ہوتا جیسا کہ انھوں نے کہا تو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ (نفل) حج کرتے اور نہ عمرہ کرتے۔

ابی یونس القرٰی سے مروی ہے کہ میں مسجد مدینہ میں داخل ہوا وہاں سعید تنہا بیٹھے ہوئے تھے، پوچھا کیا حال ہے، انھوں نے کہا کہ ان کے پاس کسی کو بیٹھنے کی اجازت نہیں۔

عمران سے مروی ہے کہ بیت المال میں سعید بن المسیب کی عطا کے اٹھائیس ہزار درہم باقی تھے انھیں بلایا جاتا مگر وہ انکار کرتے اور کہتے کہ مجھے ان کی حاجت نہیں تاوقتیکہ اللہ تعالی میرے اور بنی مروان کے درمیان فیصلہ

نہ کر دے۔

علی بن زید سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب سے کہا گیا کہ حجاج کا
کیا حال ہے کہ نہ تو وہ آپ کے ساتھ بدی کرتا ہے، نہ آپ کو چھیڑتا ہے اور نہ
اذیت دیتا ہے، انھوں نے کہا کہ واللہ مجھے نہیں معلوم سوائے اس کے کہ وہ
ایک روز اپنے والد کے ساتھ مسجد میں آیا نماز پڑھی، نہ وہ اس کے رکوع کو پورا کرتا تھا نہ
سجدوں کو میں نے ایک مٹھی بھر سنگریزے لے کے اسے مارا، راوی کا گمان یہ
ہے کہ حجاج نے کہا کہ اس کے بعد میں ہمیشہ نماز اچھی پڑھتا تھا۔

عمران بن عبداللہ بن طلحہ بن خلف الخزاعی سے مروی ہے کہ عبدالملک
ابن مروان نے حج کیا، مدینے آیا تو مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو کر ایک شخص کو
سعید بن المسیب کے پاس بھیجا کہ انھیں بلائے اور انھیں حرکت نہ دے، قاصد
اُن کے پاس آیا اور کہا کہ امیر المومنین دروازے پر کھڑے ہیں آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں،
انھوں نے کہا کہ نہ امیر المومنین کو مجھ سے کوئی حاجت ہے اور نہ مجھے امیر المومنین سے کوئی غرض
اُن کی جو حاجت مجھ سے ہے وہ پوری ہونے والی نہیں ہے۔

قاصد واپس گیا اور خبر دی تو اُس نے کہا کہ اُن کے پاس پھر جاؤ اور کہو
کہ میں صرف آپ سے بات کرنا چاہتا ہوں، انھیں حرکت نہ دینا، وہ اُن کے
پاس آیا اور کہا کہ امیر المومنین کی بات مانیے، سعید نے اس سے وہی کہا جو پہلے
کہا تھا، اس پر قاصد نے اُن سے کہا کہ اگر امیر المومنین نے آپ کے بارے ۹۶
میں مجھے حکم نہ دے دیا ہوتا تو میں بغیر آپ کا سر لئے نہ جاتا، امیر المومنین آپ کے
پاس بھیجتے ہیں کہ وہ آپ سے بات کریں تو آپ اس قسم کی گفتگو کرتے ہیں۔

سعید نے کہا کہ اگر وہ کوئی بھلائی کرنا چاہتے ہیں تو وہ تمھارے لئے
ہے (یعنی میری طرف سے تمھارے ساتھ بھلائی کریں) اور اگر وہ اس کے سوا
کچھ کرنا چاہتے ہیں تو میں اپنی گرہ نہ کھولوں گا (قاعدہ تھا کہ کمر و زانو کے درمیان
رومال کو لپیٹ کے باندھ لیتے کہ اس سے بیٹھنے میں سہارا ملتا اسی کو گرہ کھولنا کہتے ہیں
تاوقتیکہ انھیں جو فیصلہ کرنا ہے وہ نہ کر لیں، قاصد اُس کے پاس آیا اور آگاہ کیا،
اُس نے کہا کہ ابو محمد پر اللہ کی رحمت ہو، انھوں نے محض سختی کی وجہ سے انکار کیا۔

عمرو بن عاصم نے اپنی حدیث میں اسی سند سے کہا کہ جب ولید بن عبدالملک خلیفہ ہوا تو مدینے آیا، مسجد میں ایک شیخ کو دیکھا کہ لوگ اُن کے پاس جمع ہیں، پوچھا یہ کون ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ سعید بن المسیب، جب وہ بیٹھ گیا تو انھیں بلایا، قاصد اُن کے پاس آیا اور کہا کہ امیرالمومنین کا حکم مانیے، انھوں نے کہا کہ شاید تم نے میرا نام لینے میں غلطی کی یا شاید انھوں نے تمھیں میرے علاوہ کسی اور کے پاس بھیجا ہو۔

قاصد واپس آیا اور خبر دی تو وہ ناراض ہوا اور اُن کے ساتھ (بدی کا) قصد کیا، اُس زمانے میں کچھ لوگ باقی تھے، اُس کے پاس آئے اور کہا کہ امیرالمومنین وہ اہل مدینہ کے فقیہ، قریش کے شیخ اور آپ کے والد کے دوست ہیں، آپ سے پہلے کسی بادشاہ نے یہ خواہش نہیں کی کہ وہ اس کے پاس آئیں، لوگ اُس سے برابر کہتے رہے یہاں تک کہ وہ اُن سے باز آیا۔

میمون بن مہران سے مروی ہے کہ عبدالملک بن مروان مدینے آیا دوپہر کی نیند سے بیدار ہوا تو دربان سے کہا کہ دیکھو مسجد میں اہل مدینہ میں سے کوئی مجھ سے بات کرنے والا ہے، وہ گیا، اتفاق سے سعید بن المسیب اپنے حلقے میں تھے، وہ ایسے مقام پر کھڑا ہوا جہاں سے سعید اُسے دیکھتے تھے، اُس نے آنکھ اور انگلی سے اُن کی طرف اشارہ کیا، پھر پلٹا مگر سعید نے حرکت نہ کی اور نہ اُس کے پیچھے روانہ ہوئے، اُس نے کہا مجھے معلوم ہوتا ہے کہ وہ میرا اشارہ سمجھ گئے۔

دربان اُن کے قریب آیا اور دوبارہ اشارہ کیا پھر کہا کہ کیا آپ دیکھتے نہیں کہ میں آپ کی طرف اشارہ کر رہا ہوں، انھوں نے کہا کہ تمھیں کیا کام ہے؟ اُس نے کہا کہ امیرالمومنین بیدار ہوئے ہیں اور مجھ سے کہا کہ مسجد میں دیکھو کوئی مجھ سے بات کرنے والا ہے، آپ امیرالمومنین کا حکم مانیے، پوچھا کیا اُس نے تمھیں میرے پاس بھیجا ہے؟ اُس نے کہا نہیں البتہ یہ کہا کہ جاؤ اور دیکھو اہل مدینہ میں سے کوئی ہم سے بات کرنے والا ہے، میں نے آپ سے زیادہ خوش ہیئت کسی کو نہیں دیکھا، سعید نے کہا کہ جاؤ اور اُسے خبر دو کہ میں اُس سے بات

کرنے والوں میں نہیں ہوں"۔
دربان یہ کہتا ہوا گیا کہ مجھے تو یہ بڈھا پاگل معلوم ہوتا ہے، عبد الملک کے پاس آیا اور اُس سے کہا کہ میں نے مسجد میں سوائے ایک بڈھے کے اور کسی کو نہ پایا جس کی طرف میں نے اشارہ کیا مگر وہ کھڑا نہیں ہوا میں نے اُس سے کہا کہ امیر المومنین نے کہا ہے کہ دیکھو مسجد میں تمھیں کوئی مجھ سے بات کرنے والا نظر آتا ہے؟ اُس نے کہا کہ میں امیر المومنین سے بات کرنے والوں میں نہیں ہوں، اور مجھ سے کہا کہ امیر المومنین کو خبر کردو، عبد الملک نے کہا کہ وہ سعید بن المسیب ہیں، لہذا انھیں چھوڑ دو۔

ابی بکر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب سے جب بنی امیہ کے بارے میں دریافت کیا جاتا تو وہ کہتے کہ میں اُن کے بارے میں وہی کہتا ہوں جو مجھ سے میرے رب نے کہلوایا ہے کہ "ربنا اغفرلنا ولاخواننا" (اے ہمارے پروردگار ہماری اور ہمارے بھائیوں کی مغفرت کر) یہاں تک کہ وہ آیت پوری کرتے تھے۔

۹۷ عثمان بن حکیم سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب کو کہتے سنا کہ تیس سال سے میں نے اپنے متعلقین میں اذان نہیں سنی۔ (یعنی اذان کے وقت مسجد میں ہوتے تھے)۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ میں چالیس سال سے نماز سے واپس ہوتے لوگوں سے نہیں ملا۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ چالیس سال سے اُن سے نماز جماعت فوت نہیں ہوئی، نہ انھوں نے لوگوں کی گدیاں دیکھیں (یعنی ہمیشہ صف اول میں جگہ لی) عمران نے کہا کہ باوجود اس کے سعید بکثرت بازار کی آمد و رفت کرتے تھے۔

ابن شہاب نے سعید بن المسیب سے روایت کی کہ میں نے سعید بن المسیب سے کہا کہ اگر آپ صحرا میں رہتے تو خوب ہوتا، میں نے اُن سے صحرا کا اُس کی زندگی اور اُس کی تاریکی کا ذکر کیا، سعید نے کہا کہ تاریکی ہونے پر کیسے گذر ہوگا۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ میرے مکان کے بعد مجھے مدینے میں کسی مکان نے راستہ نہ بھلایا سوائے اس کے کہ میں اپنی بیٹی کے مکان پر کبھی کبھی آجاتا ہوں اور اسے سلام کرتا ہوں۔

میمون بن مہران سے مروی ہے مجھے معلوم ہوا کہ سعید بن المسیب کی عمر کے چالیس سال اس طرح گزر گئے کہ جب مسجد میں آتے تو اپنے متعلقین کو اس طرح پاتے کہ وہ لوگ نماز ادا کر کے مسجد سے باہر اُن کا استقبال کرتے۔

بشر بن عاصم سے مروی ہے کہ میں نے سعید سے کہا کہ میرے چچا آپ نکل کر اپنی قوم کے ساتھ ہنس نہیں کھاتے (یعنی لطف معاشرت نہیں اٹھاتے) اُنھوں نے کہا کہ اے میرے بھتیجے، اس سے اللہ کی پناہ کہ میں پچیس یا پانچ نمازیں ترک کروں۔ حالانکہ میں نے کعب کو کہتے سنا کہ مجھے یہ پسند ہے کہ یہ دودھ اس طرح پانی بن جائے کہ قریش اُن گھاٹیوں میں اونٹوں کی دُموں کے پیچھے جائیں، شیطان تنہا کے ساتھ ہے اور وہ دو سے بہت دور ہے۔ (یعنی جماعت اگرچہ پسندیدہ ہے مگر میرے لئے عزلت ہی مناسب ہے)۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ اُن کی آنکھیں دُکھنے آئیں، لوگوں نے کہا کہ اے ابو محمد اگر آپ وادی عقیق چلے جاتے اور وہاں سبزے کو دیکھتے تو اس (مرض) میں کمی محسوس کرتے، اُنھوں نے کہا کہ رات کو اور صبح کو جو حوادث آتے ہیں اُن سے بچنے کی کیا تدبیر ہے۔

ابی حازم سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب کو کہتے سنا کہ میں نے لیالی حرہ (یزید کی لشکر کشی کے زمانے) میں اپنے کو اس حالت میں دیکھا ہے کہ مسجد میں مخلوق خدا میں سے سوائے میرے کوئی نہ تھا، اہل شام گروہ گروہ م ۹
ہو کر داخل ہوتے اور کہتے کہ اس پاگل بڈھے کو دیکھو، کسی نماز کا وقت نہ آتا کہ میں قبر (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) میں اذان کی آواز نہ سنتا ہوں، اذان سننے کے بعد میں آگے بڑھتا اور اقامت کہہ کر نماز پڑھ لیتا، حالانکہ مسجد میں میرے سوا کوئی نہ ہوتا۔

طلحہ بن محمد بن سعید نے اپنے والد سے روایت کی کہ ایام حرہ میں

سعید بن المسیب مسجد میں تھے نہ انھوں نے یزید کی بیعت کی اور نہ وہاں سے ہٹے، اُن لوگوں کے ساتھ جمعہ بھی پڑھتے اور نماز عید کے لئے بھی جاتے۔ شامی قتل کر رہے تھے اور لوٹ رہے تھے اور سعید مسجد ہی میں تھے کہ اُس سے سوائے رات بھر کے ہٹتے نہ تھے۔ انھوں نے کہا کہ جب نماز کا وقت آتا تھا تو میں لوگوں کے محفوظ ہونے تک قبر (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) سے اذان کی آواز سنتا تھا۔ جماعت کی خبر مجھے معلوم نہیں۔

ابن حرملہ سے مروی ہے کہ میں نے بُرد مولائے ابن المسیب سے کہا کہ ابن المسیب کی نماز اپنے گھر میں کیا تھی، مسجد میں اُن کی نماز کو تو ہم جانتے ہیں، انھوں نے کہا کہ واللہ میں جو کچھ جانتا ہوں وہ یہ ہے کہ وہ بہت نماز پڑھتے تھے سوا اس کے کہ وہ ص والقرآن ذی الذکر پڑھتے۔

عطاء سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب جمعہ کے دن جب مسجد میں داخل ہوتے تو تاوقتیکہ وہ نماز سے فارغ نہ ہولیں اور امام واپس نہ ہولے کوئی بات نہیں کرتے تھے، اس کے بعد وہ چند رکعتیں پڑھتے تھے پھر بیٹھنے والوں کی طرف متوجہ ہوتے اور اُن سے مسائل پوچھے جاتے تھے۔

یزید بن حازم سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب پے در پے روزہ رکھتے تھے، جب آفتاب غائب ہو جاتا تو اُن کے لئے اُن کے گھر سے پانی لایا جاتا، اُسے وہ پیتے تھے۔

عاصم بن العباس الاسدی سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب، (اللہ کو) یاد دلاتے تھے اور (اللہ کا) خوف دلاتے تھے۔

عاصم بن العباس سے مروی ہے کہ میں نے ابن المسیب کو رات کے وقت اپنی سواری پر قرآن پڑھتے سنا، وہ بہت پڑھتے تھے۔

عاصم سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب کو (نماز میں) "بسم اللہ الرحمن الرحیم" بلند آواز سے پڑھتے سنا۔

عاصم سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب شعر سننا پسند کرتے تھے خود اُسے نہیں پڑھتے تھے۔

عاصم سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب کو دیکھا کہ اپنے ناخن
بڑھنے نہ دیتے تھے، میں نے سعید کو دیکھا کہ وہ اپنی مونچھیں اس طرح کترواتے تھے
جو منڈانے کے مشابہ تھا، میں نے انھیں دیکھا کہ جو شخص اُن سے ملتا اُس سے
مصافحہ کرتے تھے، میں نے دیکھا کہ بہت ہنسنے کو ناپسند کرتے تھے، جب پیشاب ۹۹
کرتے تو وضو کرتے اور جب وضو کرتے تو اپنی انگلیوں کے درمیان خلال کرتے تھے۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ وہ انبیاء کے نام پر اپنی اولاد کا
نام رکھنا ناپسند کرتے تھے۔

علی بن زید سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب اپنے کجاوے میں نفل نماز
پڑھتے تھے۔

علی بن زید سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب (ازار کے اندر) عرقی
باندھے ہوتے۔

عمران سے مروی ہے کہ میں شمار نہیں کر سکتا کہ سعید بن المسیب کے جسم
پر کس تعداد میں پیرات کے کرتے دیکھے،
وہ یہی سفید قیمتی چادریں استعمال کرتے تھے، عیدین میں عید الفطر و عید الاضحیٰ
میں اُن کو حرارت آجاتی۔

عمران بن عبداللہ الخزاعی سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب کسی سے
جھگڑا نہیں کرتے تھے، اگر کوئی انسان اُن کی چادر مانگتا تو اس کی طرف پھینک دیتے

قتادہ سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب سے کپڑے پر
نماز پڑھنے کو پوچھا تو انھوں نے کہا کہ بدعت ہے۔

غنیمہ جاریۂ سعید سے مروی ہے کہ سعید اپنی بیٹی کو (نباست العاج)
ہاتھی دانت کی گڑیوں سے کھیلنے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ البتہ ڈھول کی
اجازت دے دیتے تھے۔

قتادہ سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب کو پکارا گیا تو انھوں نے جواب
دیا، پھر پکارا گیا تو پھر جواب دیا، سہ بارہ پکارا گیا تو انھوں نے قاصد کو سنگریزے مارے۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ مجھے کپڑے سے زیادہ کوئی تجارت

پسند نہیں تاوقتیکہ اُس میں قسمین نہ واقع ہوں۔

عبد الرحمٰن بن حرملہ سے مروی ہے کہ انھوں نے سعید بن المسیب سے پوچھا کہ میں نے ایک شخص کو نشے میں پایا، کیا اُس کے متعلق آپ کی رائے میں مجھے یہ گنجائش ہے کہ سلطان تک اُس کی شکایت نہ پہنچاؤں، سعید نے انھیں جواب دیا کہ اگر تم اُسے اپنی چادر میں چھپا سکو تو چھپاؤ۔

عمران بن عبد اللہ بن طلحہ الخزاعی سے مروی ہے کہ رمضان میں مسجد نبی علیہ السلام میں شربت لایا جاتا، کوئی شخص یہ خواہش نہیں کرتا تھا کہ وہ سعید بن المسیب ۱۰۰
کے پاس شربت لائے اور وہ اُسے پییں، اگر اُن کے مکان سے شربت لایا جاتا تو وہ اسے پی لیتے اور اگر اُن کے مکان سے کچھ نہیں لایا جاتا تو وہ تاوقتیکہ واپس نہ ہوں کچھ نہیں پیتے تھے۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ اُن سے درم کے ٹکڑے کو پوچھا گیا تو اُنھوں نے کہا کہ یہ فساد فی الارض (زمین کے اندر فساد) ہے۔

زہری نے سعید بن المسیب سے روایت کی کہ وہ چادر لپیٹ کر نماز پڑھتے تھے، جب سجدے کا ارادہ کرتے تو اُس کی بندش کھول دیتے، سجدہ کرتے پھر لوٹتے تو چادر لپیٹ لیتے۔

مالک بن انس سے مروی ہے کہ بُرد مولائے ابن المسیب نے سعید بن المسیب سے کہا کہ یہ لوگ جو کرتے ہیں اس سے بہتر آپ نے نہیں دیکھا، سعید نے کہا کہ وہ لوگ کیا کرتے ہیں، بُرد نے کہا کہ اُن میں سے ایک آدمی ظہر پڑھتا ہے پھر عصر تک برابر اپنے دونوں پاؤں سیدھے کیے نماز پڑھتا رہتا ہے، سعید نے کہا کہ اے بُرد تم پر افسوس ہے، یہ عبادت نہیں ہے تم جانتے ہو کہ عبادت کیا ہے، صرف اللہ کے حکم میں غور کرنا اور اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں سے بچنا عبادت ہے۔

حکم بن ابی اسحاق سے مروی ہے کہ میں سعید بن المسیب کے پاس بیٹھا ہوا تھا، اُنھوں نے اپنے مولیٰ سے کہا کہ خوف خدا کر کے مجھ پر جھوٹ نہ بولنا جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے مولیٰ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ پر جھوٹ کہا، پھر میں نے اسی مولیٰ سے کہا کہ مجھے معلوم نہیں کہ

ابو محمد کو ابن الزبیر زیادہ پسند ہیں یا اہل شام" یہ بات سعید نے سن لی انھوں نے کہا کہ اے عراقی تمہیں دونوں میں سے کون زیادہ پسند ہے، میں نے کہا کہ مجھے تو ابن الزبیر اہل شام سے زیادہ پسند ہیں، انھوں نے کہا کہ کیا میں ابھی تمہیں مضبوط نہ پکڑ لوں اور کہوں کہ یہ زبیری ہے، میں نے کہا کہ آپ نے مجھ سے دریافت کیا تو میں نے آپ کو بتا دیا، لہذا آپ بھی مجھے بتا دیجیے کہ ان دونوں میں آپ کو کون زیادہ پسند ہے، انھوں نے کہا کہ ہر گز نہیں میں نہیں پسند کرتا۔

یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب بہ کثرت کہا کرتے تھے "اللھم سلم سلم" (اے اللہ محفوظ رکھ محفوظ رکھ)۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ میں اسّی سال کو پہنچ گیا میرے نزدیک عورتوں سے زیادہ کوئی چیز خوفناک نہیں ان کی بینائی بھی قریب جاتی رہی تھی۔

عمران بن عبداللہ سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب نے کہا کہ مجھے عورتوں کے خوف سے زیادہ اپنے نفس پر کسی کا خوف نہیں، لوگوں نے کہا کہ اے ابو محمد نہ آپ جیسا شخص عورتوں کی خواہش کرتا ہے اور نہ عورتیں اس کی خواہش کرتی ہیں، انھوں نے کہا کہ وہ ایسا ہی ہے جیسا میں تم سے کہتا ہوں حالانکہ وہ بہت بوڑھے تھے آنکھوں سے پانی بہا کرتا تھا اور کم نظر آتا تھا۔

۱۰۱ عبداللہ بن یزید الہذلی سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب مدینے میں ہمیشہ روزہ رکھتے تھے لا عیدین اور ایام تشریق (۱۱ و ۱۲ و ۱۳ ذی الحجہ) میں روزہ نہیں رکھتے تھے۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ عیال کی کمی دو تونگریوں میں سے ایک تونگری ہے۔

علی بن زید سے مروی ہے کہ مجھ سے سعید بن المسیب نے کہا کہ اپنے قائد (اونٹ کی نکیل پکڑ کے چلنے والے) سے کہو کہ وہ اس شخص کے چہرے اور اس کے جسم کو دیکھے وہ گیا اور دیکھا تو کالا آدمی تھا، واپس آیا تو کہا کہ میں نے ایک جبشی

کا چہرہ دیکھا جس کا جسم سفید ہے، انھوں نے کہا کہ اس شخص نے طلحہؓ و زبیرؓ و علیؓ کے گروہ کو گالی دی ہے، میں نے منع کیا نہ مانا تو بددعا کی، اور کہا کہ اگر تو جھوٹا ہے تو خدا تیرا منہ کالا کرے۔ اس کے منہ میں ایک پھوڑا نکلا اور چہرہ کالا ہو گیا۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ ان سے درم کے خردے کو پوچھا گیا تو انھوں نے کہا کہ یہ زمین میں فساد برپا کرنا ہے۔

یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ ابن المسیب سے کتاب اللہ کی کوئی آیت دریافت کی گئی (یعنی اس کی تفسیر) تو سعید نے کہا کہ میں قرآن میں (اپنی رائے سے) کچھ نہیں کہتا، مالک نے کہا کہ مجھے قاسم سے بھی اسی طرح کی روایت پہنچی۔

ابن حرملہ سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب قریش کے ایک شخص سے ملے جن کے ہمراہ بارش کی رات میں چراغ تھا، انھوں نے ان کو سلام کیا اور کہا کہ اے ابو محمد آپ نے کس طرح رات کی، کہا کہ الحمد للہ، جب وہ شخص اپنے مکان پر پہنچا تو اندر چلا گیا اور کہا کہ ہم آپ کے ہمراہ چراغ بھیجتے ہیں، انھوں نے کہا کہ مجھے تمھارے نور کی حاجت نہیں، مجھے اللہ کا نور تمھارے نور سے زیادہ پسند ہے۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ تم لوگ مصحف (یعنی قرآن) کو مُصَیحف (چھوٹا سا قرآن) اور مسجد کو مُسَیجد (چھوٹی سی مسجد) ہرگز مت کہو، اس کی تعظیم کرو جس کی اللہ نے تعظیم کی، جس کی اللہ نے تعظیم کی وہ بزرگ و بہتر ہے۔

ابن حرملہ سے مروی ہے کہ میں قریب صبح نکلا تو ایک نشے والا پایا، اسے گھسیٹتے ہوئے اپنے گھر میں لایا، سعید بن المسیب سے ملا اور کہا کہ اگر کوئی شخص کسی نشے والے کو پائے تو کیا وہ اسے سلطان کے حوالے کر دے کہ وہ اس پر
۱۰۲ حد قایم کرے، انھوں نے کہا کہ اگر تم اسے اپنی چادر میں چھپا سکو تو ایسا کرو۔

میں اپنے گھر واپس آیا اس شخص کو افاقہ ہو گیا تھا، جب اس نے مجھے دیکھا تو میں نے اس میں حیا محسوس کی، اس سے کہا کہ تمھیں شرم نہیں آتی، اگر کل شام کو تم گرفتار کر لئے جاتے تو تمھیں ضرور حد لگائی جاتی (یعنی اسّی تازیانے) اور تم لوگوں میں مثل مردے کے ہو جاتے کہ تمھاری شہادت جائز نہ ہوتی، اس نے

کہا، واللہ میں کبھی اُس کا اعادہ نہ کروں گا، ابن حرملہ نے کہا میں نے دیکھا کہ اب تک اُس کا حال اچھا ہے۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ انھوں نے اپنی بیٹی کا نکاح اپنے بھتیجے سے دو درم (مہر) پر کیا۔

عمران بن عبداللہ الخزاعی سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب نے قریش کے ایک نوجوان سے اپنی بیٹی کی شادی کی، شام ہوئی تو بیٹی سے کہا کہ اپنے کپڑے باندھ لو اور میرے ساتھ چلو، انھوں نے اپنے کپڑے باندھ لئے پھر بیٹی سے کہا کہ دو رکعت نماز پڑھو، بیٹی نے دو رکعت نماز پڑھی اور خود انھوں نے بھی دو رکعت نماز پڑھی، پھر انھوں نے اُن کے شوہر کو بلا بھیجا اور بیٹی کا ہاتھ اُن کے ہاتھ میں رکھ دیا، کہا کہ انھیں لے جاؤ، وہ انھیں اپنے مکان لے گئے۔

اُن کی والدہ نے زوجہ کو دیکھا تو کہا کہ یہ کون ہیں انھوں نے کہا کہ میری بیوی سعید بن المسیب کی بیٹی جن کو انھوں نے میرے حوالے کر دیا، والدہ نے کہا کہ میری صورت تمہاری صورت پر حرام ہے اگر تم اُس وقت تک اُن کے پاس گئے جب تک کہ میں اُن کے ساتھ وہ بناؤ سنگار نہ کروں جو قریش کی عورتوں کا کیا جاتا ہے، انھوں نے اُن کو اپنی والدہ کے سپرد کر دیا، ماں نے اُن کا سنگار کیا پھر شوہر نے اُن سے زفاف کیا۔

عبید بن نسطاس سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب کو دیکھا کہ سیاہ عمامہ باندھتے تھے اور اسے اپنے پیچھے چھوڑ دیتے تھے، میں نے اُن کے بدن پر تہ بند، طیلسان (جو ایک لباس ہے) اور دو موزے دیکھے۔

محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب کو عمامہ باندھے ہوئے دیکھا، اُن کے سر پر سفید عمامے کے ساتھ باریک ٹوپی تھی، عمامے میں سرخ دھاریاں تھیں اور عمامے کو اپنے پیچھے ایک بالشت لٹکاتے تھے۔

عُثیم بن نسطاس سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب پر سیاہ عمامہ دیکھا۔

عُثیم سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب کو دیکھا کہ عید الفطر و عید الاضحیٰ میں سیاہ عمامہ باندھتے تھے اور اُس پہ سے سُرخ چادر اوڑھتے تھے۔

عثمان بن عثمان المخزومی سے مروی ہے کہ ہم نے سعید بن المسیب کے جسم پر سرخ چادر دیکھی۔

۱۰۳ عبداللہ بن یزید الہذلی سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب کو دیکھا کہ بسا اوقات نماز میں اپنی تہمد ڈھیلی کر دیتے تھے اور بسا اوقات اُسے باندھ لیتے تھے۔

خالد بن الیاس سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب کے جسم پر ایک کرتہ دیکھا جو اُن کی آدھی پنڈلیوں تک تھا اور آستینیں اُن کی اُنگلیوں کے کناروں سے نکلی ہوئی تھیں کرتے پر ایک چادر تھی جو پانچ گز (۵ ہاتھ) اور ایک بالشت کی تھی۔

اسماعیل بن عمران سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب طیلسان لباس پہنتے تھے جس کی گھنڈیاں ریشم کی تھیں۔

اسماعیل سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب کے بدن پر ایک طیلسان دیکھا جس پر ریشم کی گھنڈیاں تھیں، میں نے کہا کہ آپ کے طیلسان کی گھنڈیاں تو ریشم کی ہیں انھوں نے کہا کہ ہم نے اُسے پائدار پایا۔

محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب کو سوائے سفید کے اور کسی رنگ کا کپڑا پہنے نہیں دیکھا۔

سعید بن مسلم سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب کے بدن پر گیرو کے رنگ کا چادرہ اور کرتا دیکھا۔

سعید بن مسلم سے مروی ہے کہ میں سعید بن المسیب کو دیکھتا تھا کہ پاجامہ پہنتے تھے میں نے سعید کے (بالوں میں) پیٹے دیکھے جن میں وہ مانگ نکالتے تھے۔

عثیم بن نسطاس سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب کو دیکھا کہ عشاء کے وقت پاجامے اور چادر میں آئے۔

اسحاق بن یحییٰ سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب کو اس طرح دیکھا کہ اُن کے جسم پر دو ریشم کی چادریں گیرو کے رنگ کی تھیں اور ایک ایسا کرتا جس کی آستینوں سے اُن کے ہاتھ باہر رہتے تھے۔

ابو معشر سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب پر خز (ریشم) سیاہ ریشم کا جوڑا

کپڑا) دیکھا۔

محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب کو دیکھا کہ ان کی آنکھوں کے درمیان (پیشانی پر) سجدے کا نشان نہ تھا۔

۱۰۴ محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ میں نے سعید المسیب کو دیکھا کہ وہ بہت زیادہ اپنی مونچھیں نہیں کترواتے تھے، (ہاں) اسے بہتر طریقے سے کترواتے تھے۔

محمد بن عمرو سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب خضاب نہیں لگاتے تھے۔

محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب کو دیکھا کہ اپنی داڑھی زرد رنگتے تھے۔

ابو الغصن سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب کو سفید سر اور داڑھی والا دیکھا۔

ربیعہ بن عثمان سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب کو دیکھا کہ ان میں بڑھاپے کا تغیر نہیں تھا۔

ابو المقدام ہشام بن زیاد سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب کو دیکھا کہ جوتیاں پہنے ہوئے نماز پڑھتے تھے۔

یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ سے جو کوئی ایسی بات پوچھی جاتی جو انھیں دشوار ہوتی تو وہ کہتے کہ سعید بن المسیب سے پوچھو کیونکہ وہ صالحین کی صحبت میں بیٹھے ہیں۔

یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ میں نے لوگوں کو اس حالت میں پایا کہ کتابوں سے ڈرتے تھے، اگر اس زمانے میں ہم لکھتے ہوتے تو سعید کے علم و رائے سے ہم بہت کچھ لکھ لیتے۔

یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب جب مکتب سے گزرتے تو بچوں کو دیکھ کے کہتے کہ ہمارے بعد یہی لوگ ہوں گے۔

عبدالرحمٰن بن حرملہ سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب کو ان کی بیماری کے زمانے میں دیکھا کہ چت لیٹے نماز پڑھتے تھے، اپنے سر سے سینے تک اشارہ کرتے اور سر تک کچھ نہیں اٹھاتے تھے۔ سعید نے کہا کہ مریض جب بیٹھنے پر

فادر نہ ہو تو اشارہ کرے اور اپنے سر تک کچھ نہ اٹھائے۔

عبدالرحمٰن بن حرملہ سے مروی ہے کہ میں سعید بن المسیب کے پاس گیا جو سخت بیمار تھے، چت لیٹ کر اشارے سے ظہر کی نماز پڑھ رہے تھے میں نے انھیں "والشمس وضحٰها" پڑھتے سنا۔

عبدالرحمٰن بن حرملہ سے مروی ہے کہ میں ایک جنازے میں سعید بن المسیب کے ساتھ تھا، ایک شخص نے کہا کہ اس کے لئے استغفار کرو، انھوں نے کہا کہ ان کا رجز خواں کیا کہتا ہے، میں نے تو اپنے متعلقین کو منع کر دیا ہے کہ میرے ساتھ ان کا رجز خواں رجز پڑھے اور لوگ یہ کہیں کہ سعید بن المسیب کی وفات ہوگئی، مجھے وہی کافی ہے جسے لے کے پروردگار کے پاس واپس جاؤں، میں نے اسے بھی منع کر دیا ہے کہ میرے ساتھ عود دان لے جائیں، کیونکہ اگر میں پاک ہوں
تو جو اللہ کے پاس ہے وہ میرے لئے ان کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے ۱۰۵

سعید بن المسیب سے (ایک دوسرے طریق سے بھی) اسی کے مثل مروی ہے

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ جب میری وفات کا وقت آئے تو میں نے اپنے متعلقین کو تین باتوں کی وصیت کی ہے کہ میرے ساتھ رجز خواں نہ چلے، نہ ہمراہ آگ ہو اور (تجہیز و تکفین میں) میرے ساتھ عجلت کی جائے کیونکہ اگر میرے پروردگار کے پاس میرے لئے خیر ہے تو وہ اس سے بہتر ہے جو تمھارے پاس ہے۔

ابی حازم سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب نے مرض موت میں کہا کہ جب میں مر جاؤں تو میری قبر پر نہ نصب کرنا، نہ مجھے سرخ چادر پر اٹھانا اور نہ میرے ساتھ آگ لے چلنا نہ کسی کو اطلاع کرنا، مجھے وہی کافی ہے جو میرے رب کے پاس مجھے پہنچا دے۔ اور نہ ان کا رجز خواں میرے ساتھ ہو۔

عبدالرحمٰن بن الحارث المخزومی سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب علیل ہوئے، بیماری بہت بڑھ گئی تو عیادت کے لئے نافع بن جبیر بن مطعم آئے ان پر بیہوشی طاری ہوگئی تو نافع بن جبیر بن مطعم نے کہا کہ ان کا بستر قبلے کے رخ کر دو، لوگوں نے کر دیا، جب افاقہ ہوگیا تو کہا کہ تمھیں کس نے حکم دیا کہ میرا بستر قبلے کی طرف پلٹ دو، کہا نافع بن جبیر نے تمھیں حکم دیا؟ نافع

نے کہا جی ہاں، سعید نے کہا کہ اگر میں قبلے و ملت پر ہوں تو تمہارا میرے بستر کو پھیرنا مفید نہ ہوگا۔

نافع بن جبیر بن مطعم سے مروی ہے کہ میں سعید بن المسیب کے پاس گیا جو اپنے بستر پر لیٹے ہوئے تھے، میں نے ان کے بیٹے محمد سے کہا کہ ان کا بستر پلٹ دو اور انہیں قبلہ رخ کر دو، سعید نے کہا کہ ایسا نہ کرو میں اسی پر پیدا ہوا، اسی پر مروں گا اور ان شاء اللہ اسی پر اٹھایا جاؤں گا۔

مغیرہ بن عبدالرحمن سے مروی ہے کہ وہ اپنے والد کے ساتھ سعید بن المسیب کے پاس گئے، ان پر غشی طاری تھی، انہیں قبلہ رخ کر دیا گیا، جب افاقہ ہوا تو انہوں نے کہا کہ میرے ساتھ یہ کس نے کیا، کیا میں مرد مسلم نہیں ہوں کہ جہاں کہیں ہوں میرا رخ اللہ ہی کی طرف ہے۔

محمد بن سعید سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب وفات کے وقت جب سخت علیل ہو گئے تو انہیں قبلے کی طرف پھیر دیا گیا، جب افاقہ ہو گیا تو پوچھا کہ میرا بستر کس نے پلٹا؟ قوم خاموش رہی، انہوں نے کہا کہ یہ فعل نافع بن جبیر کا
ہے، کیا میں اسلام پر نہیں ہوں جہاں کہیں ہوں! ۱۰۶

زرعہ بن عبدالرحمن سے مروی ہے کہ جس روز سعید بن المسیب کی وفات ہوئی میں ان کے پاس موجود تھا، کہتے تھے کہ اے زرعہ میں تمہیں اپنے بیٹے محمد پر گواہ بناتا ہوں کہ وہ کسی کو میری اطلاع نہ کریں، مجھے وہی چار آدمی کافی ہیں جو مجھے اٹھا کر میرے رب تک لے جائیں گے، اور نہ میرے ساتھ کوئی بلند آواز سے رونے والی ہو جو میرے بارے میں وہ (صفات) بیان کرے جو مجھ میں نہیں ہیں۔

یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ جب سعید بن المسیب کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے دینار چھوڑے اور کہا کہ اے اللہ تو جانتا ہے کہ یہ میں نے صرف اس لئے چھوڑے کہ میں ان کے ذریعے سے اپنا دین اور اپنا حسب (ونسب) محفوظ کروں۔

عبدالحکیم بن عبداللہ بن ابی فروہ سے مروی ہے کہ جس روز سعید بن المسیب

کی وفات ہوئی میں ان کے پاس موجود تھا میں نے اُن کی قبر کو دیکھا کہ اس پر پانی چھڑکا گیا تھا۔

عبدالحکیم بن عبداللہ بن ابی فروہ سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب کی وفات مدینے میں سنہ ۹۴ھ میں ولید بن عبدالملک کی خلافت کے زمانے میں ہوئی، وہ پچہتر سال کے تھے جس سال سعید کی وفات ہوئی بہ کثرت فقہاء نے انتقال کیا اس وجہ سے اُسے سنۃ الفقہا کہا جاتا ہے۔

لوگوں نے کہا کہ سعید بن المسیب جامع، ثقہ، کثیر الحدیث، ثبت یعنی مستقل مزاج یا قابل وثوق، فقیہ، مفتی، مامون یعنی جن پر یہ اعتماد تھا کہ وہ جو کچھ فرمائیں گے صحیح فرمائیں گے، متقی، عالی رتبہ و بلند پایہ شخص تھے۔

عبداللہ بن مطیع

ابن الاسود بن حارثہ بن نضلہ بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب، اُن کی والدہ ام ہشام آمنہ بنت ابی الخیار تھیں، ابی الخیار کا نام عبد یالیل بن عبد مناف بن عامر بن عوف بن کعب بن عامر بن لیث تھا۔

عبداللہ بن مطیع کے یہاں اسحاق پیدا ہوئے جن کا کوئی پس ماندہ نہ تھا اور یعقوب، دونوں کی والدہ ریطہ بنت عبداللہ بن عبداللہ بن الولید بن المغیرہ ابن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھیں۔

محمد و عمران، اُن کی والدہ ام عبدالملک بنت عبداللہ بن خالد بن اسید ابن ابی العیص بن اُمیہ تھیں۔

ابراہیم و بُریہہ کی والدہ ام ولد تھیں۔

اسماعیل و زکریا کی والدہ بھی ام ولد تھیں۔

فاطمہ کی والدہ ام حکیم بنت عبداللہ بن عبدالرحمن بن زید بن الخطاب تھیں۔

ام سلمہ و ام ہشام ان کی والدہ دخیرہ خراش بن امیہ بن ربیعہ بن الفضل بن منقذ

ابن عفیف بن کلیب بن حُبشیہ بن خزاعہ تھیں۔

عبداللہ بن مطیع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں پیدا ہوئے سقیا اور ابواء کے درمیان اُن کی زمینیں اور کنواں تھا جو بیر(چاہ) ابن مطیع کے نام سے مشہور ۱۰۷
تھا، لوگ وہاں اُترتے تھے۔

اسید بن محمد بن عبداللہ بن مطیع سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مطیع نے فتنۂ یزید بن معاویہؓ کے زمانے میں مدینے سے بھاگنے کا ارادہ کیا، عبداللہ بن عمرؓ نے سنا تو اُن کی جانب نکلے، اُن کے پاس آئے اور کہا کہ اے میرے چچا کے بیٹے کہاں کا ارادہ ہے؟ اُنھوں نے کہا کہ میں ان لوگوں کو اطاعت کا عہد کبھی نہ دوں گا، انھوں نے کہا کہ اے میرے چچا کے بیٹے ایسا نہ کرنا کیونکہ میں شاہد ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جو شخص اس حالت پر مر جائے کہ بیعت نہ کی ہو تو وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔

ابی عون سے مروی ہے کہ جب حسینؓ بن علیؓ مکے کا ارادہ کرکے مدینے سے نکلے تو ابن مطیع پر گزرے، وہ اپنا کنواں کھود رہے تھے، انھوں نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ کہاں کا قصد کرتے ہیں، انھوں نے کہا کہ مکے کا ارادہ ہے، مزید بیان کیا کہ وہاں جو اُن کے شیعہ ہیں انھوں نے لکھا ہے (اور بلایا ہے)، ابن مطیع نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ اپنی ذات سے ہمیں مستفید کیجئے اور اُن لوگوں کے پاس نہ جائیے حسینؓ نے انکار کیا تب ابن مطیع نے کہا کہ میں نے یہ کنواں کھودا ہے اور آج ہی کا دن ہے کہ ڈول میں کچھ پانی نکلے گا، اگر اُس میں ہمارے لیے اللہ سے برکت کی دعا کر دیتے (تو بہتر ہوتا)، انھوں نے کہا کہ اُس کا پانی لاؤ، ڈول میں اُس کا پانی لایا گیا، انھوں نے اُس میں سے پیا پھر کلی کی اور اسے کنوئیں میں ڈال دیا وہ شیریں ہو گیا اور بہت پانی ہو گیا۔

عبداللہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ حسینؓ بن علیؓ ابن مطیع کے پاس سے گزرے، وہ اپنے کنوئیں پر تھے جس کو انھوں نے کھودا تھا حسینؓ اپنی سواری سے اُترے تو ابن مطیع نے انھیں اُٹھالیا اور اپنے تخت پر بٹھا دیا، پھر

کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ اپنے آپ کو ہمیں لوگوں میں رکھئے کیونکہ واللہ اگر وہ لوگ آپ کو قتل کردیں گے تو یہ قوم ہم لوگوں کو ضرور غلام بنالے گی۔

اسماعیل بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن ابی ربیعہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ ایام حرہ میں جب یزید بن معاویہؓ نے ارادہ کرلیا کہ مدینے پر لشکرکشی کرے گا تو عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب نے اس سے اُن لوگوں کے بارے میں گفتگو کی اور اُسے اُن لوگوں پر نرم کیا اور کہا کہ تو اُن لوگوں کے سبب سے اپنے آپ ہی کو قتل کرے گا۔

یزید نے کہا کہ میں پہلا لشکر بھیجوں گا اور حکم دوں گا کہ وہ مدینے سے گزرتے ہوئے ابن الزبیر کی جانب جائیں کیونکہ انھوں نے ہمارے لئے جنگ قائم کی ہے، اہل لشکر مدینے کو راستہ بنائیں مگر اہل مدینہ سے قتال نہ کریں، اگر اہل مدینہ فرماں برداری کا اقرار کریں تو انھیں چھوڑ دیں اور ابن الزبیر کی طرف بڑھ جائیں اگر وہ لوگ اقرار کرنے سے انکار کریں تو اُن سے قتال کریں۔

عبداللہ بن جعفر نے کہا کہ میں اسے بہت بڑی گنجائش سمجھا اور قریش کے ان تینوں حضرات عبداللہ بن مطیع و ابراہیم بن نعیم النحام و عبدالرحمٰن بن عبداللہ
۱۰۸ ابن ابی ربیعہ کو کہ اہل مدینہ نے اپنا معاملہ اُن کے سپرد کردیا تھا لکھ کر ان لوگوں کو اس واقعے کی خبر دی اور کہا کہ جو گزرے اُس کا استقبال کرو، سلامت واسن کو غنیمت جانو اور اُس کے لشکر کا مقابلہ نہ کرو بلکہ اُن لوگوں کو اپنے پاس سے گزر جانے دو، تینوں نے ایسا کرنے سے انکار کیا اور کہا کہ وہ لشکر کبھی ہمارے پاس داخل نہ ہونے پائے گا۔

سعید بن ابی ہند سے مروی ہے کہ اہل مدینہ نے ایام حرہ میں اپنا معاملہ عبداللہ بن مطیع کے سپرد کردیا تھا، وہی اس کے منتظم تھے۔

اسماعیل بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن ابی ربیعہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ قریش نے باہم رشک کیا کہ وہ اپنے میں سے کسی کو امیر بنائیں، اُس زمانے میں عبداللہ بن مطیع وابراہیم بن نعیم و محمد بن ابی جہم

وعبدالرحمٰن بن عبداللہ ابی ربیعہ سے تھے کہ عمر میں بھی اور شرف میں بھی بے پایاں شہرت رکھتے تھے۔

اسحاق بن یحییٰ سے مروی ہے کہ مجھ سے ایک شخص نے بیان کیا جس نے عبداللہ بن مطیع کو اس وقت منبر پر دیکھا کہ یزید کے لشکر مخیض میں تھے اور لشکر یوں کی غشغش میں انھوں نے منبر پر تقریر کی اور کہا کہ اے لوگو تم پر اللہ سے تقویٰ اور اس کے کام میں کوشش لازم ہے بزدلی اور آپس کی نزاع و اختلاف سے بچو، موت کے لئے تیار رہو، واللہ نہ اس سے کوئی مفر ہے نہ بھاگنے کی جگہ، آدمی کا مقابلے پر بہ نسبت ثواب قتل ہوتا اس سے ضرور بہتر ہے کہ وہ پشت پھیرتے ہوئے قتل کیا جائے اور اس کی گردن پکڑی جائے، یہ گمان نہ کرو کہ اس قوم کے پاس زندگی ہے، لہذا ان کے لئے اپنی جانیں خرچ کرو، کیونکہ وہ لوگ بھی موت کو ایسا ہی ناپسند کرتے ہیں جیسا تم اسے ناپسند کرتے ہو۔

عیسیٰ بن طلحہ سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن مطیع سے کہا کہ یوم الحرہ میں تم نے کیونکر نجات پائی حالانکہ تم نے اہل شام کا جو غلبہ دیکھا وہ دیکھا، عبداللہ نے کہا کہ ہم کہتے تھے کہ اگر وہ لوگ ایک مہینے قیام کریں تب بھی ہم میں سے کسی کو قتل نہ کر سکیں گے، جب ہمارے ساتھ جو کیا گیا وہ کیا گیا، خدا نے انھیں ہم پر غالب کردیا اور لوگ بھاگ گئے تو مجھے حارث بن ہشام کا شعر یاد آیا۔

وعلمت انی ان اُقاتل واحدا　　∴　　اُقتل ولا یضرو عدوی مشھدی

مجھے معلوم ہو گیا کہ اگر میں نے تنہا قتال کیا تو۔ میں قتل کر دیا جاؤں گا اور میرا موجود ہونا میرے دشمن کو کچھ نقصان نہ پہنچائے گا۔

میں بھاگ کے چھپ گیا، اور ابن الزبیر سے جا ملا میں پورے طور پر تعجب کرتا تھا کہ ابن الزبیر کے پاس وہ لوگ تین مہینے تک کیوں نہیں پہنچے حالانکہ ان پر راستے بند کر دیے تھے اور منجنیق نصب کر دی تھی، ان کے متعلق ان لوگوں نے مختلف عمل کیے تھے ابن الزبیر کے ساتھ اس وقت خوارج کے ایک گروہ اور ایک

۱۰۹ دوسری مختصر جماعت کے علاوہ کوئی دوسرا مدافعت کرنے والا نہ تھا یوم الحرہ میں ہمارے ساتھ دو ہزار آدمی مدافعت کرنے والے تھے کہ ہم اہل شام کو ایک دن سے زیادہ نہ روک سکے۔

عیسیٰ بن طلحہ کہتے تھے کہ عبدالملک بن مروان نے عبداللہ بن مطیع کا ذکر کیا کہ یوم الحرہ میں مسلم بن عقبہ سے بچ کے مکے میں ابن الزبیر سے مل گئے پھر عراق بھاگ گئے، حالانکہ بہت انھوں نے ہم پر بہت زیادتی کی ہے، لیکن میری رائے اُن سے اور اپنی قوم کے دوسروں سے درگزر کرنا ہے، اُن لوگوں کے قتل سے (گویا) میں اپنے آپ ہی کو قتل کروں گا۔

عامر بن عبداللہ بن الزبیر سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مطیع عبداللہ بن الزبیر کے تمام امور میں اُن کے ساتھ تھے، جب سنہ ۶۴ھ کے حج سے لوگ لوٹے اور سنہ ۶۵ھ شروع ہو گیا تو اہل مکہ نے عبداللہ بن الزبیر سے بیعت کر لی سب سے پہلے اُن کی بیعت کرنے والے عبداللہ بن مطیع اور عبداللہ بن صفوان اور حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعہ اور عبید بن عمیر تھے، اہل آفاق جو موجود تھے سب نے اُن سے بیعت کی، ابن الزبیر نے مصعب بن الزبیر کو والی مدینہ اور عبداللہ بن مطیع کو والی کوفہ اور حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعہ کو والی بصرہ بنایا۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ مختار نے ابن ابی عبید سے عراق کی جانب عبداللہ بن الزبیر سے بغاوت کرنے پر اصرار کیا اُس نے اُسے اجازت دے دی، ابن الزبیر نے ابن مطیع کو جو کوفے پر اُن کے عامل تھے لکھ کر مختار کا حال جو اُن کے نزدیک تھا بیان کیا، مختار کوفے آیا تو ابن مطیع کے پاس آمدورفت شروع کی، اُس نے ابن الزبیر کی خیرخواہی ظاہر کی مگر خفیہ طور پر اُن کی برائی کے درپے ہوا اور ابن الحنفیہ کی بیعت کی جانب دعوت دی، لوگوں کو ابن مطیع کے خلاف برانگیختہ کیا اور ایک جماعت بنا کر روانہ ہوا، معاملہ اس قدر بڑھ گیا کہ اُس کے لشکر نے ابن مطیع کے لشکر پر حملہ کیا اور لوگوں کو ہلاک کیا، ابن مطیع بھاگ گئے۔

محمد بن یعقوب ابن عتبہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابن مطیع کو اطلاع دی گئی کہ کوفے پر مختار کی بیعت خراب ہو گئی ہے تو انھوں نے ایاس بن المضارب العجلی کو جو ابن مطیع کے شحنہ تھے اُس کی جانب بھیجا، انھوں نے اُس کو گرفتار کر لیا اور قتل کو لا کے، راستے میں شیعہ اور موالی مل گئے، اُن لوگوں نے اُسے چھڑا لیا، ایاس بن المضارب قتل کر دیے گئے اور اُن کے ساتھی بھاگ گئے۔

ابن مطیع نے راشد بن ایاس بن المضارب کو شحنہ بنایا، مختار نے اپنے ساتھیوں میں سے ایک شخص کو شیعہ کی ایک جماعت کے ہمراہ ان کی جانب روانہ کیا اُس نے انھیں بھی قتل کر دیا اور راشد کا سر مختار کے پاس لایا، پھر جب عبداللہ بن مطیع ۱۱۰
نے یہ دیکھا تو انھوں نے اس شرط پر اپنی جان و مال پر امان طلب کی کہ وہ ابن الزبیر کے پاس چلے جائیں گے، مختار نے انھیں پناہ دے دی اور وہ ابن الزبیر کے پاس چلے گئے۔

ام بکر بنت المسور سے مروی ہے کہ ابن مطیع بغیر امان لئے بھاگ گئے، مختار نے انھیں تلاش نہیں کیا اور کہا کہ میں تو ابن الزبیر کا فرمانبردار ہوں ابن مطیع کیوں چلے گئے۔

رباح بن مسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابن مطیع نے عمر بن سعد ابن ابی وقاص سے کہا کہ تم نے ہمدان اور رے کو اپنے چچا کے بیٹے کے قتل پر اختیار کر لیا، عمر نے کہا کہ وہ ایسے امور ہیں جن کا فیصلہ آسمان سے ہو چکا تھا، میں نے قبل جنگ اپنے چچا کے بیٹے سے عذر کیا مگر انھوں نے نہ مانا سکتا نہ مانا، جب ابن مطیع نکلے اور مختار سے بھاگے تو مختار اپنے ساتھیوں کو عمر بن سعد کے مکان پر لے گیا انھیں اُن کے مکان میں قتل کر دیا اور اُن کے بیٹے کو بھی بہت بری طرح قتل کیا۔

عبداللہ بن ابی فروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب ابن مطیع کوفے سے نکلے تو اُن کے پیچھے مختار نے عبداللہ بن الزبیر کے نام ایک خط بھیجا جس میں اُس نے ابن مطیع کی شکایت کی اُنھیں بزدل بتایا اور کہا کہ میں آپ کا فرمانبردار ہو کر کوفے آیا، یہاں عبداللہ بن مطیع کو بنی امیہ کے

معاملے میں چشم پوشی کرنے والا پایا، آپ کی بیعت کا بار اپنی گردن پر لینے کے
بعد مجھے اس کی گنجائش نہ تھی کہ میں انہیں اس حالت پر برقرار رکھتا، وہ کوفے
سے چلے گئے اور میں اپنی جانب سے آپ کی فرمانبرداری پر ہوں۔

ابن مطیع ابن الزبیر کے پاس آئے تو انھوں نے ان کو اس کے خلاف
خبر دی کہ وہ ابن الحنفیہ کی بیعت کی دعوت دیتا ہے، مگر ابن الزبیر نے ان کا
قول قبول نہ کیا اور مختار کو لکھا کہ میرے پاس بہ کثرت تمہارے خلاف وہ
امر بیان کیا گیا کہ میں نے گمان کیا کہ تم اس سے بری ہو، لیکن قلب کے لئے
یہ ضروری ہے کہ لوگ جو کچھ کہیں وہ اس میں واقع ہو جائے، تم نے جب اپنی
بہترین رائے کی طرف رجوع کیا تو ہم تم سے قبول کرتے ہیں اور تمہاری تصدیق
کرتے ہیں، ابن الزبیر نے اسے کوفے کے لوگوں پر والی مقرر کر دیا۔

لوگوں نے بیان کیا کہ اس کے بعد عبداللہ بن مطیع مکے میں عبداللہ
ابن الزبیر کے ساتھ مقیم رہے، یہاں تک کہ ان کی وفات، عبداللہ بن الزبیر
کے قتل سے کچھ ہی پہلے ہوئی۔

عبدالرحمن بن مطیع

ابن الاسود بن حارثہ بن نضلہ بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب
ان کی والدہ ام کلثوم بنت معاویہ بن عروہ بن صخر بن یعمر بن نفاثہ بن عدی ۱۱۱
ابن الدیل بن بکر تھیں۔

عبدالرحمن بن مطیع کے یہاں ہشام پیدا ہوئے جن کا سوائے عورتوں
کے کوئی پس ماندہ نہ تھا، اور محمد اکبر و مطیع و عبدالملک و محمد اصغر، ان
سب کی والدہ ام سلمہ بنت مسعود بن الاسود بن حارثہ بن نضلہ
تھیں۔

عبدالرحمن بن مطیع کی کنیت ابو عبداللہ تھی۔
اِن دونوں کے بھائی۔

سلیمان بن مطیع

ابن الاسود بن حارثہ بن نضلہ بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب
اُن کی والدہ ام ہشام آمنہ بنت ابی الخیار تھیں، ابی الخیار کا نام عبد یالیل بن
عبد مناف بن عامر بن عوف بن کعب بن عامر بن لیث تھا۔
سلیمان بن مطیع کے یہاں محمد پیدا ہوئے ان کی والدہ بنی نصر میں سے کوئی تھیں۔
سلیمان بن مطیع یوم الجمل میں مقتول ہوئے۔

عبدالرحمٰن بن سعید

ابن یربوع بن عنکثہ بن عامر بن مخزوم اُن کی والدہ ام عُبَید اروٰی بنت
عرکی بن عمرو بن قیس بن سُوید بن عمرو بنی عدّ میں سے تھیں، عبدالرحمٰن بن سعید
کے یہاں عثمان اور ابوبکر و سعید و عمر پیدا ہوئے اُن کی والدہ ربیعہ بنت یزید بن عبداللہ
ابن عمرو بن حبیب بن عتاب بن رئاب بنی عبس میں سے تھیں۔
عباس و خالد و یحییٰ، ان کی والدہ ام الحکم بنت ہلعاء بن نہیک بن معاویہ
ابن الوحید بنی عامر کی تھیں۔
عکرمہ، ان کی والدہ ام الفضل بنت عکرمہ بن ربیعہ بنی ہلال میں سے تھیں۔
محمد جو ام ولد سے پیدا ہوئے تھے ام حکیم کی والدہ عاتکہ بنت سعد بن الاعشیٰ

خزاعہ کے بنی المصطلق میں سے تھیں۔
عبدالرحمٰن کی کنیت ابو محمد تھی، ۱۰۱ھ میں بعمر اسّی سال وفات ہوئی۔ حدیث میں ثقہ تھے۔

عمرو بن عثمان

ابن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبدشمس بن عبد مناف بن قصی ان کی والدہ ام عمرو بنت جندب بن عمرو حممہ بن الحارث بن رفاعہ بن سعد بن ثعلبہ بن لؤی ابن عامر بن غنم بن دہمان بن منہب بن دوس تھیں۔

عمرو بن عثمان کے یہاں عثمان پیدا ہوئے جو لاولد مر گئے اور خالد دونوں کی والدہ رملہ بنت معاویہ بن ابی سفیان بن امیہ تھیں۔

عبداللہ اکبر بن عمرو جو المطرف تھے، ان کی والدہ حفصہ بنت عبداللہ بن عمرؓ ابن الخطاب تھیں۔

عثمان اصغر بن عمرو، ان کی والدہ بنت عمارہ بن الحارث بن عوف بن ابی حارثہ بن مرہ بن نشبہ بن غیظ بن مرہ تھیں۔

عمر بن عمرو، مغیرہ، ابوبکر، عبداللہ اصغر اور ولید کئی ام ولد سے تھے۔

عائشہ وام سعید ایک ام ولد سے تھیں۔

عمرو نے اپنے والد اور اسامہؓ بن زید سے روایت کی ہے، ثقہ تھے ان کی احادیث ہیں۔

سعید المقبری سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جن فرزندان صحابہ کو سیاہی سے خضاب کرتے دیکھا ان میں سے عمرو بن عثمان بن عفان بھی تھے۔

عمر بن عثمان

ابن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس، ان کی والدہ ام عمرو بنت جندب بن عمرو بن حممہ بن الحارث بن رفاعہ بن سعد بن ثعلبہ بن لوی بن عامر بن غنم بن وہمان بن منہب بن دوس تھیں۔

عمر بن عثمان کے یہاں زید و عاصم ام ولد سے پیدا ہوئے۔

عمر بن عثمان نے اسامہ بن زید سے روایت کی ان سے زہری نے روایت کی، مدینے میں ان کا مکان تھا، قلیل الحدیث تھے۔

ابان بن عثمان

ابن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس، ان کی والدہ ام عمرو بنت جندب بن عمرو بن حممہ بن الحارث بن رفاعہ بن سعد بن ثعلبہ بن لوی بن عامر ابن غنم بن وہمان بن منہب بن دوس تھیں۔

ابان بن عثمان کے یہاں سعید پیدا ہوئے جن سے ان کی کنیت تھی، ان کی والدہ بنت عبد اللہ بن عامر بن کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس تھیں۔

عمر و عبد الرحمن و ام سعید، ان کی والدہ ام سعید بنت عبد الرحمن بن الحارث بن ہشام تھیں۔

عمر اصغر و مروان۔ اور ام سعید صغریٰ، ام ولد سے تھیں۔

محمد بن عمر نے اپنے بعض اصحاب سے روایت کی کہ یحیی بن الحکم بن

ابی العاص بن امیہ عبد الملک بن مروان کی جانب سے مدینے پر عامل تھے، اُن میں حماقت تھی، عبد الملک کے پاس بطور وفد کے عبد الملک کی بغیر اجازت گئے۔ عبد الملک نے کہا کہ تمھیں بغیر میری اجازت کے میرے پاس کیا چیز لائی، تم نے مدینے پر کس کو عامل بنایا، انھوں نے کہا کہ ابان بن عثمان بن عفان کو، اس نے
۱۱۳ کہا لامحالہ تم وہاں واپس نہ جاؤ، عبد الملک نے ابان کو مدینے پر برقرار رکھا اور انھیں اُس پر اُن کی عہدہ داری کے متعلق لکھ دیا۔

ابان نے عبد اللہ بن قیس بن مخرمہ کو قضاء سے معزول کر دیا اور نوفل بن مساحق کو قضاء کے مدینے کا والی بنایا، ابان کی ولایت مدینے پر سات سال رہی، اسی میں دو سال انھوں نے لوگوں کو حج کرایا، انھیں کی ولایت کے زمانے میں جابر بن عبد اللہ اور محمد ابن الحنفیہ کی وفات ہوئی، بحیثیت والی کے اُن دونوں پر نماز پڑھی، اس کے بعد عبد الملک بن مروان نے ابان کو مدینے سے معزول کر دیا اور ہشام بن اسماعیل کو اس کا والی بنایا۔

خارجہ بن الحارث سے مروی ہے کہ ابان کے برص (سفید داغ) بہت تھے، ہاتھ میں جس جس جگہ وہ تھا اُسے رنگتے تھے، چہرے کے داغ البتہ نہیں رنگتے تھے، محمد بن عمر نے کہا کہ اُن میں شدت سے بہرہ پن تھا۔

بلال بن ابی مسلم سے مروی ہے کہ میں نے ابان بن عثمان کی آنکھوں کے درمیان تھوڑا سا سجدے کا نشان دیکھا۔

داؤد بن سنان مولائے عمر بن تمیم المکی سے مروی ہے کہ میں نے ابان بن عثمان کو دیکھا کہ داڑھی زرد رنگتے تھے۔

داؤد بن سنان سے مروی ہے کہ میں نے ابان بن عثمان کو دیکھا کہ سر اور داڑھی مہندی سے زرد رنگتے تھے

حجاج بن فرافصہ نے ایک شخص سے روایت کی کہ میں ابان بن عثمان کے پاس گیا، ابان نے کہا کہ جس نے صبح کے وقت "لا الہ الا اللہ العظیم سبحان اللہ العظیم وبحمدہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ" کہا تو وہ اس روز ہر بلا سے محفوظ رہے گا، اُس زمانے میں ابان کو فالج تھا، انھوں نے کہا کہ حدیث

اسی طرح ہے جس طرح میں نے تم سے بیان کی، سوائے اس کے کہ جس روز میں اس میں مبتلا ہوا میں نے اسے کہا نہ تھا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ابان اپنی وفات سے ایک سال قبل فالج میں مبتلا ہوئے کہا جاتا ہے کہ ابان کو مدینے میں فالج کی شدت کی وجہ سے فالج ہوا وفات مدینے میں یزید بن عبد الملک کی خلافت کے زمانے میں ہوئی، ابان نے اپنے والد سے روایت کی ہے، ثقہ تھے اور ان کی احادیث ہیں۔

سعید بن عثمان

ابن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس ابن عبد مناف، ان کی والدہ فاطمہ بنت الولید بن عبد شمس بن المغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم تھیں فاطمہ کی والدہ اسماء بنت ابی جہل بن ہشام بن المغیرہ تھیں اور اسماء کی والدہ اروی بنت ابی العیص بن امیہ بن عبد شمس تھیں اروی کی والدہ رقیہ بنت الحارث ابن عبید بن عمر بن مخزوم تھیں، اور رقیہ کی والدہ رقیہ بنت اسد بن عبد العزی بن قصی تھیں، رقیہ کی والدہ خالدہ بنت ہاشم بن عبد مناف بن قصی تھیں۔

سعید بن عثمان کے یہاں محمد پیدا ہوئے، ان کی والدہ رملہ بنت ابی سفیان ابن حرب بن امیہ تھیں، وہ قلیل الحدیث تھے۔

حمید بن عبد الرحمن

ابن عوف بن عبد عوف بن الحارث بن زہرہ بن کلاب، ان کی والدہ ام کلثوم

[illegible] کی [illegible] بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی تھیں،
[illegible] بنت [illegible] بن حبیب بن عبد شمس بن عبد مناف
[illegible] بنت عبد المطلب بن ہاشم بن عبد
[illegible] کی والدہ فاطمہ بنت عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم
[illegible] بن مخزوم تھیں صخرہ کی والدہ تخمر بنت عبد بن قصی
[illegible] بن ودیعہ بن الحارث بن فہر تھیں۔

[illegible]

[illegible] ابراہیم پیدا ہوئے جن کا کوئی پس ماندہ نہ تھا اور مغیرہ
[illegible] سب کی والدہ جویریہ بنت ابی عمرو بن عدی بن علاج بن ابی
[illegible] بنت تھے۔

[illegible] ان کی والدہ فریبہ بنت محمد بن عبد اللہ بن ابی امیہ بن المغیرہ
[illegible]

[illegible] ایک ام ولد سے تھیں۔
[illegible] بن حمید دوسری ام ولد سے تھے۔
[illegible] بن عوف سے مروی ہے کہ میں نے رمضان میں عمر و عثمان کو دیکھا
[illegible] تو مغرب کی نماز پڑھتے تھے اس کے بعد افطار کرتے۔
[illegible] سے مروی ہے کہ عمر و عثمان رمضان میں مغرب کی
[illegible] میں نے دیکھا" نہیں کہا۔
[illegible] ان دونوں حدیثوں میں ہمارے نزدیک مالک کی حدیث
[illegible] عمر کو نہ دیکھا نہ ان سے کچھ سنا، شاید انھوں نے عثمان
[illegible] ان کے ماموں تھے اور وہ ان کے پاس اسی طرح جاتے
[illegible] بڑے لڑکے ان کے پاس جاتے تھے انھوں نے
[illegible] معاویہ بن ابی سفیان اور ابوہریرہ اور نعمان
[illegible] ان کی والدہ ام کلثوم بنت عقبہ تھیں، ثقہ و عالم
[illegible] بن عبد الرحمن کی وفات بعمر تہتر سال ۹۵ھ میں مدینے

میں ہوئی۔

محمد بن سعد نے کہا کہ میں نے کسی کو بیان کرتے سنا کہ اُن کی وفات ۱۰۵ھ میں ہوئی، یہ غلط و خطا ہے اور ممکن نہیں ہے کہ اس طرح ہو، نہ اُن کی عمر کے حساب سے اور نہ اُن کی روایت کے حساب سے، ۹۵ھ زیادہ صحیح اور صواب کے قریب تر ہے، واللہ اعلم۔

ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن

ابن عوف بن عبد عوف بن عبد بن الحارث بن زہرہ بن کلاب، ابو سلمہ ہی عبداللہ اصغر تھے، اُن کی والدہ تماضر بنت الاصبغ بن عمرو بن ثعلبہ بن الحارث ابن حصن بن ضمضم بن عدی بن جناب بن ہُبَل قضاعہ کی شاخ کلب میں سے تھیں، وہ پہلی کلبیہ تھیں جن سے قُرشی نے نکاح کیا۔

ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن کے یہاں سلمہ پیدا ہوئے جن سے اُن کی کنیت تھی اور شُمَیضِر پیدا ہوئیں، ان دونوں کی والدہ ام ولد تھیں۔

حسن وحسین وابوبکر و عبدالجبار و عبدالعزیز و نائلہ وسالمہ، ان سب کی والدہ ام حسن بنت سعد بن الاصبغ بن عمرو بن ثعلبہ بن الحارث بن حصن بن ضمضم بن عدی بن جناب کلب قضاعہ میں سے تھیں۔

عبدالملک وام کلثوم صغریٰ کی والدہ ام ولد تھیں۔

ام کلثوم کبریٰ، جن سے بشر بن مروان بن الحکم نے نکاح کیا اور ان سے اُن کے یہاں اولاد ہوئی، ام کلثوم کی والدہ ام عثمان بنت عبداللہ بن عوف تھیں۔

ام عبداللہ و تماضر صغریٰ و اسماء، ان کی والدہ بُریہہ بنت عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مُکمّل بن عوف بن عبد بن الحارث بن زہرہ تھیں۔

عمر بن ابی سلمہ جن کی والدہ کا نام ہمیں نہیں بتایا گیا۔

لوگوں نے بیان کیا کہ سعید بن العاص بن سعید بن العاص بن امیہ جب پہلی مرتبہ معاویہ بن ابی سفیان کی طرف سے والی مدینہ ہوئے تو انھوں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف کو قاضی مدینہ بنایا، سعید بن العاص معزول کردیے گئے اور مروان دوبارہ والی مدینہ ہوا تو اُس نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن کو قضاء سے معزول کردیا اور اُن کے بھائی مصعب بن عبدالرحمٰن بن عوف کو شحنہ اور قضاء کا حاکم بنایا۔

محمد بن عبداللہ بن ابی یعقوب سے مروی ہے کہ بشر بن مروان کی امارت کے زمانے میں ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن ہم لوگوں کے پاس بصرہ آئے، خوبصورت آدمی تھے، چہرہ گویا ہرقلی دینار تھا۔ ۱۱۶

شعبی سے مروی ہے کہ کوفے میں ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن ہمارے پاس آئے میرے اور ابوبردہ کے درمیان چلنے لگے تو ہم نے اُن سے کہا کہ تم نے اپنے شہر میں جن لوگوں کو چھوڑا اُن میں سب سے زیادہ فقیہ کون ہے، انھوں نے کہا کہ وہ شخص جو تم دونوں کے درمیان ہے۔

یونس بن یوسف سے مروی ہے کہ ابوسلمہ نے مقام عرج میں ایک بلی خریدی حالانکہ بحالت احرام تھے، بعد کو اُسے ذبح کر ڈالا، سعید بن المسیب کو معلوم ہوا تو انھوں نے کہا کہ وہ چھوٹے ہیں، بڑے اُن سے زیادہ فقیہ ہیں۔

ابی سلمہ سے مروی ہے کہ وہ مہندی اور نیل کا خضاب اتنا کرتے تھے کہ قایم رہتا تھا (یعنی بال سفید نہیں ہونے دیتے تھے)

محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ وہ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن کو اپنے سر اور ڈاڑھی میں مہندی کا خضاب لگاتے دیکھتے تھے۔

ابراہیم بن سعد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ انھوں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن کو سیاہی سے خضاب کرتے دیکھا۔

معن بن عیسٰی نے دوبارہ اسی حدیث کو اسی سند سے بیان کیا کہ انھوں نے ابوسلمہ کو وسمے کا خضاب کرتے دیکھا، ان کا نام عبداللہ تھا۔

سعد بن ابراہیم سے مروی ہے کہ ابوسلمہ وسمے کا خضاب کرتے تھے۔

محمد بن عمرو سے مروی ہے کہ انھوں نے ابوسلمہ پر زرد رنگ کے خز (سوت ریشم ملے ہوئے کپڑے) کی چادر دیکھی۔

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ میں نے حسان بن ثابت کو ابوہریرہ کو گواہ بناتے ہوئے سنا کہ کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ اے حسان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دو، اے اللہ روح القدس سے اُن کی تائید کر، ابوہریرہ نے کہا کہ ہاں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ابوسلمہ نے اپنے والد (عبدالرحمٰن بن عوف) اور زید بن ثابت اور ابی قتادہ اور جابر بن عبداللہ ابی ہریرہ اور ابن عمر اور عبداللہ
۱۱۷ ابن عمرو اور ابن عباس اور عائشہ اور ام سلمہ سے روایت کی ہے، ثقہ و فقیہ و کثیر الحدیث تھے، ابوسلمہ کی وفات بہتر سال کی عمر میں بعہد خلافت ولید بن عبدالملک سنہ ۹۴ھ میں ہوئی، یہ اُن لوگوں کے قول سے زیادہ ثابت ہے جو کہتے ہیں کہ اُن کی وفات سنہ ۱۰۴ھ میں ہوئی۔

مُصعب بن عبدالرحمٰن

ابن عوف بن عبد عوف بن عبد بن الحارث بن زُہرہ، کنیت ابوزرارہ تھی، ان کی والدہ ام حُرَیث بہراء کے قیدیوں میں سے اور قضاعہ کے قبیلے میں سے تھیں۔

مصعب بن عبدالرحمٰن کے یہاں زرارہ پیدا ہوئے جن سے اُن کی کنیت تھی اور عبدالرحمٰن، ان دونوں کی والدہ لیلیٰ بنت الاسود بن عوف ابن عبد عوف بن عبد بن الحارث بن زہرہ تھیں۔

مصعب بن مصعب، اُن کی والدہ ام ولد تھیں

ام الفضل، اُن کی والدہ ام سعید بنت المخارق بن عروہ تھیں۔

فاطمہ وام عون، دونوں کی والدہ ام کلثوم بنت عبید اللہ بن شہاب بن عبد اللہ ابن الحارث بن زہرہ تھیں۔

لوگوں نے بیان کیا کہ جب مروان بن الحکم خلافت معاویہ کے زمانے میں دوبارہ والی مدینہ ہوا تو اس نے مصعب بن عبد الرحمٰن کو شحنہ اور مدینے کا قاضی بنایا، جو شکوک ہوتے وہ اُن پر سخت تھا، والیان مدینہ ہی قاضیوں کا انتخاب کرتے اور انھیں مقرر کرتے۔

عمرو بن دینار سے مروی ہے کہ مصعب بن عبد الرحمٰن بن عوف عبد اللہ ابن الزبیر سے مل گئے اور انھیں کے ساتھ رہے، عمرو بن الزبیر جب عبد اللہ بن الزبیر سے جنگ کے ارادے سے مکہ آئے تو عبد اللہ بن الزبیر نے مصعب بن عبد الرحمٰن کو ایک جماعت کے ہمراہ اُن کی جانب روانہ کیا، اُن کے ساتھی اُن سے جدا ہو گئے اور عمرو گرفتار ہو گئے، یہ اس لئے ہوا کہ عمرو بھاگ کر ابن علقمہ کے مکان میں گھس گئے اسے بند کر لیا تو مصعب بن عبد الرحمٰن نے اُسے گھیر لیا۔

شرحبیل بن ابی عون نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے حصین ابن نمیر کی جنگ میں لوگوں کو اس حالت میں دیکھا ہے کہ مسور نے وہ ہتیار نکالے جنھیں مدینے سے لائے تھے، ہم لوگ اس طرح قتال کر رہے تھے کہ مسور پر اُن کے ہتیار تھے اور مصعب بن عبد الرحمٰن لوگوں کو بہت سختی سے پشت کی طرف سے بڑھا رہے تھے۔

ابن نمیر کے ساتھیوں نے حملہ کر کے ہمیں ڈھکیل دیا تو مسور نے مصعب ابن عبد الرحمٰن سے کہا کہ اے میرے ماموں کے فرزند کیا تم اُس غلبے کو نہیں دیکھتے جو ان لوگوں نے ہم پر حاصل کیا ہے؟ پوچھا اے ابو عبد الرحمٰن تمھاری کیا رائے ہے، جواب دیا کہ اگر ہم لوگ کمین گاہ میں چھپیں تو شاید اللہ ہمیں اُن پر فتح دے ہمراہ منتخب بہادروں کو لے لو۔

مصعب سو خوارج کے ہمراہ اُن لوگوں کے لئے کمین گاہ میں چھپے، صبح کے وقت روانہ ہوئے، ان لوگوں نے وہ کامیابی حاصل کی جو وہ لوگ حاصل کیا کرتے تھے، مصعب نے اپنے ساتھیوں سے اُن کو گھیر لیا، اُن میں سے

سوائے ایک شخص کے جو بھاگ گیا اور کوئی نہ بچا یہ خبر مسور کے پاس آئی تو وہ اس سے مسرور ہوئے۔

ابی عون سے مروی ہے کہ میں مسور کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا، مجھے اس سے زائد ابن صفوان کے متعلق نہ معلوم ہوا جو کہتے تھے کہ اے ابو عبدالرحمٰن اس قوم کے ساتھ جو ہم پر غالب تھے مصعب نے جو کچھ کیا اس نے ہمیں مسرور کر دیا۔ مسور نے کہا کہ وہ سب کے سرور ہیں، اے اللہ مصعب کو ہمارے لئے زندہ رکھ کیونکہ وہ ہمارے ساتھیوں میں سب سے زیادہ کافی اور سب سے زیادہ ہمارے دشمن کے ہلاک کرنے والے ہیں، پھر مسور نے کہا کہ وہ ویسے ہی ہیں۔

یحییٰ بن عباد نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے حصین بن نمیر کی جنگ میں ایک روز اپنے کو اس حالت میں دیکھا کہ ابن نمیر نے ہماری جانب بہت سے ہتھیار والا لشکر روانہ کیا جس میں عبداللہ بن مسعدہ الفزاری بھی تھا، ان لوگوں نے بہت بری اور نہایت خراب طریقے کی بات ہم سے حاصل کی۔

میں نے والد کو ان لوگوں پر غضبناک دیکھا، انھوں نے کہا کہ جنگ میں یہ کونسا طریقہ ہے یہ تو عورتوں کا فعل ہے، مصعب سے کہا کہ اے ابو زرارہ ہم لوگوں کے ساتھ حملہ کرو، مصعب نے اس طرح حملہ کیا کہ گویا وہ حملہ آور اونٹ ہیں، والد نے بھی حملہ کیا اور میں بھی ساتھ ہو گیا، ایک جماعت ہمارا قصد کئے آرہی تھی۔

میں نے تلواروں کو دیکھا کہ تھوڑی اڑ رہی ہیں، آدمیوں کی کھوپڑیاں اور ان کے ہاتھ گویا لکڑیوں کے ٹکڑے تھے، یہاں تک کہ ہم لوگ عبداللہ بن مسعدہ کے قریب جا کر پہنچ گئے، مصعب نے اسے ایسی کاری ضرب ماری کہ تلوار اس کی زرہ کاٹ کے ران تک پہنچ گئی، ابن ابی ذراع نے اسے دوسری جانب سے تلوار ماری، انھوں نے اس کے ایک دوسرے مقام کو زخمی کر دیا۔

مجھے معلوم نہ ہوا کہ ہم لوگوں نے اس کے بعد اسے اپنی جانب نکلتے دیکھا وہ مجروح ہو کر اپنے لشکر میں مقیم رہا تا آنکہ لوگ واپسی کے لئے پلٹے۔

شرحبیل بن ابی عون نے اپنے والد سے روایت کی کہ ہم اوروں کے قتل کئے ہوئے لوگوں سے مصعب بن عبدالرحمٰن کے قتل کئے ہوئے لوگوں کو پہچان

بیٹے تھے یہ امتیاز مصعب کے جست وخیز سے قایم ہو جاتا تھا (جو بحالت مقابلہ اُن سے نمایاں ہوتا) میں نے اس مقام کو دیکھا ہے جہاں اُس روز ابن مسعدۃ الفزاری کھڑا ہو کر قتال کر رہا تھا، جب وہ لوگ واپس ہوئے تو میں نے اہل شام کے مقتولین کو شمار کیا چودہ مقتول پائے ان میں سے سات کو مصعب بن عبدالرحمٰن نے قتل کیا تھا جن کو ہم جست وخیز سے پہچانتے تھے۔ یہ اُن کا اچھلنا کودنا تھا۔

مسلمہ بن عبداللہ بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابن الزبیر اور اُن کے ساتھیوں نے حصین بن نمیر کے ساتھیوں میں سے بہتوں کو قتل کر دیا، لیکن جیسے ہی اُن کا کوئی آدمی مقتول ہوتا تھا وہ دفن کر دیا جاتا تھا کوئی مقتول نظر نہ آتا تھا۔

راوی کہتے تھے کہ جس روز غلبہ ابن الزبیر کو ہوا مصعب بن عبدالرحمٰن نکلے، پانچ آدمیوں کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا، واپس آئے تو اس طرح تلوار خمیدہ تھی، کہنے لگے:۔

انا لنورد ها بیضا ونصدرها ✤ حمراً وفیها انحناء بعد تقویم

ہم تلواروں کو سفید لیجاتے ہیں اور سرخ واپس لاتے ہیں جنہیں راستی کے بعد کجی پیدا ہو جاتی ہے۔

والد نے کہا کہ مصعب کی ایک ہی ضرب ایسی ہوتی تھی کہ مضروب کے خاندان میں یتیمی پیدا کر دیتی تھی۔

شرجیل بن ابی عون نے والد سے روایت کی کہ جب مسور کے رخسارے اور اُن کی بائیں کنپٹی پر پتھر لگا تو اُن پر غشی طاری ہو گئی، ہم نے انھیں اُٹھا لیا ابن زبیر کو خبر ہوئی تو وہ بھی ہمارے پاس دوڑتے ہوئے آئے اور اُن کے اٹھانیوالوں میں ہو گئے، مصعب بن عبدالرحمٰن بن عوف اور عبید بن عمیر نے بھی ہمیں پالیا، مسور مر گئے تو ان لوگوں نے اُن کا انتظام کیا اور انھیں دفن کیا، اس کے تھوڑے ہی زمانے کے بعد مصعب بن عبدالرحمٰن کی بھی وفات ہو گئی وہ اور حصین بن نمیر اب تک مکے ہی میں تھے۔ ۱۱۹

مسور بن مخرمہ اور مصعب بن عبدالرحمٰن کی وفات ہوگئی تو ابن الزبیر نے اپنے لئے دعوت (بیعت) ظاہر کی لوگوں نے اُن سے بیعت خلافت کرلی، اس کے قبل وہ لوگوں کو یہ سمجھاتے تھے کہ خلافت لوگوں کے مشورے سے ہوگی، مسور و مصعب کی وفات سے قبل اُن کا شعار "لاحکم الا للہ" (سوائے اللہ کے کسی کی حکومت نہیں) تھا۔

مصعب بن عبدالرحمٰن کی وفات ۶۴ھ میں مکے میں ہوئی، ثقہ وقلیل الحدیث تھے۔

طلحہ بن عبداللہ

ابن عوف بن عبد عوف بن عبد بن الحارث بن زہرہ، اُن کی والدہ فاطمہ بنت مطیع بن الاسود بن حارثہ بن نضلہ بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب تھیں، طلحہ بن عبداللہ کے یہاں محمد پیدا ہوئے جن سے اُن کی کنیت تھی، اور عائکہ اور طیبہ، ان سب کی والدہ ام حسن بنت ابی ثُمَیلہ حارث بن عباس بن جابر بن عمرو ابن حبیب بن عمرو بن شیبان بن محارب بن فہر تھیں۔

عمران، اُن کی والدہ ام ابراہیم بنت المسور بن مخرمہ بن نوفل بن اُہیب بن عبد مناف بن زہرہ تھیں، ام ابراہیم کی والدہ جویریہ بنت عبدالرحمٰن بن عوف تھیں۔

ام عبداللہ، ان کی والدہ امۃ الرحمٰن بنت المسور بن مخرمہ تھیں۔

ابراہیم و ام ابراہیم و ام ابیہا و ربیحہ، ان سب کی والدہ ہند بنت عبدالرحمٰن ابن عبیداللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ تھیں۔

عبداللہ، اُن کی والدہ فاختہ بنت کُلیب بن حزن بن معاویہ بن خفاجہ ابن عمرو بن عُقیل تھیں۔

عمر، اُن کی والدہ ام ولد تھیں ایک اور بیٹی تھیں جن سے مروان بن محمد بن مروان بن الحکم نے اپنی خلافت سے پہلے نکاح کیا تھا، وہ انھیں کے پاس وفات پاگئیں،

طلحہ بن عبد اللہ بن عوف والی مدینہ تھے، سعید بن المسیب جب اُن کا ذکر کرتے تو کہتے کہ ہمارا کوئی والی اُن کے مثل نہیں ہوا، بڑے سخی و کریم تھے۔

فرزدق (شاعر) مدینے میں آیا، اُس نے اُن کی اور دوسرے قریش کی مدح کی تھی، پہلے طلحہ سے ملاقات کی تو انھوں نے اُسے ایک ہزار دینار دیئے پھر وہ دوسروں کے پاس آیا تو لوگ پوچھنے لگے کہ طلحہ نے اُسے کتنا دیا کہا گیا کہ ایک ہزار دینار، وہ لوگ بھی اس سے کم دینا پسند نہ کرتے تھے، فرزدق
کی زبان پر وہ اعتراض کرتے اور اُسے برداشت کرتے جو اُسے طلحہ نے دیا تھا ۱۲۰
کہا جاتا تھا کہ طلحہ نے لوگوں کو مصیبت میں ڈال دیا۔

طلحہ کی یہ حالت تھی کہ جب اُن کے پاس مال ہوتا تو اپنے دونوں دروازے کھول دیتے، احباب اور اغیار انھیں گھیر لیتے، سب کو کھلاتے، انعام دیتے اور سواری عطا کرتے، جب اُن کے پاس کچھ نہ ہوتا تو اپنے دروازے بند کر دیتے، اُن کے پاس کوئی نہ آتا۔

بعض متعلقین نے اُن سے کہا کہ دنیا میں آپ کے احباب سے بدتر کوئی نہ ہوگا کہ جب آپ کے پاس کچھ ہوتا ہے تو وہ لوگ آتے ہیں اور جب کچھ نہیں ہوتا تو نہیں آتے، انھوں نے کہا کہ دنیا میں ان سے بہتر کوئی نہیں، اگر یہ لوگ ہمارے پاس تنگی کے وقت آتے تو ہم یہ قصد کرتے کہ اُن کے لئے تکلف برداشت کریں جب وہ لوگ ہمارے پاس کچھ آنے تک رکے رہے تو یہ اُن کی نیکی و احسان ہے۔

طلحہ نے اپنے چچا عبد الرحمٰن بن عوف اور ابی ہریرہ اور ابن عباس سے سنا ہے ثقہ و کثیر الحدیث تھے، ۹۷ھ میں بعمر بہتر سال مدینے میں اُن کی وفات ہوئی۔

موسیٰ بن طلحہ

ابن عبید اللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ، اُن کی والدہ

خولہ بنت القعقاع بن معبد بن زرارہ بن عُدُس بن زید بن تمیم میں سے تھیں، قعقاع کو اُن کی سخاوت کی وجہ سے "تیار الفرات" (دریائے فرات کا جاری کرنیوالا) کہا جاتا تھا۔

موسیٰ بن طلحہ کے یہاں عیسیٰ و محمد پیدا ہوئے، یہی محمد اس زمانے میں کوفے کے امیر تھے جب لوگ ابی فُدَیک خارجی کی جانب گئے تھے اور انھیں (محمد) کے لئے عبید اللہ بن شِبل البجلی نے کہا تھا۔

تباری ابن موسی یا ابن موسی ولم تکن ٭ یداک جمیعا تعدلان لہ یدا

(اے (محمد) بن موسی تم (عمر) بن موسی (ابن عبید اللہ بن معمر) سے دوڑ کرتے ہو۔ حالانکہ تمھارے دونوں ہاتھ ملکر بھی اُس کے ایک ہاتھ کے برابر نہیں ہیں)

ابراہیم بن موسیٰ و عائشہ، جن سے عبد الملک بن مروان نے نکاح کیا اُس سے اُن کے یہاں بکار پیدا ہوا، پھر اُن سے علی بن عبد اللہ بن عباس بن عبد المطلب نے نکاح کیا اور قریبہ بنت موسیٰ، ان سب کی والدہ ام حکیم بنت عبد الرحمٰن بن ابی بکر الصدیق تھیں۔

عمران بن موسیٰ کی والدہ ام ولد تھیں جن کا نام جیدا، تھا، انھیں عمران کے بارے میں ایک شاعر کہتا ہے۔

ان یک یا جُناحُ علی دین ٭ فعمران بن موسی یستدین

(اے جناح اگر مجھ پر کچھ قرض ہے تو عمران بن موسی بھی قرض لیتے ہیں (یعنی اُن کے قرض لینے کے بعد میرا مقروض ہونا تعجب نہیں)

خالد بن سُمیر سے مروی ہے کہ کذاب مختار بن ابی عبید کوفہ آیا تو معزز بن بھاگ کر ہمارے پاس بصرے میں آئے اِن میں موسی بن طلحہ بن عبید اللہ بھی تھے لوگ اُن کے زمانے میں سمجھتے تھے کہ وہی مہدی ہیں اور اُنھیں گھیر لیا میں بھی اُنھیں میں سے تھا۔

موسیٰ بن طلحہ بہت دیر تک خاموش رہنے والے بہت کم بولنے والے بہت غم و فکر والے بڑے

تھے، انھیں دونوں میں سے کسی دن انھوں نے کہا کہ واللہ اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ یہ ایسا فتنہ ہے جس کی انتہا ہے تو مجھے فلاں و فلاں چیز کے ہونے سے زیادہ پسند تھا۔

انھوں نے اُسے بہت خطرناک بتایا، ایک شخص نے کہا کہ اے ابو محمد وہ کیا چیز ہے جس سے آپ ڈرتے ہیں اور جو فتنے سے بھی زیادہ شدید ہے، انھوں نے کہا کہ میں "ہرج" سے ڈرتا ہوں، ہرج کیا ہے، ہرج یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب بیان کرتے تھے کہ قیامت سے پہلے اس طور پر قتل ہوگا کہ لوگ کسی امام پر متفق نہ ہوں گے حتیٰ کہ اُن پر قیامت قائم ہو جائے گی یہ ہرج ایسا ہی ہے، خدا کی قسم اگر وہ یہی ہے تو مجھے یہ پسند ہے کہ میں کسی پہاڑ کی چوٹی پر ہوتا کہ نہ تمھاری آواز سنتا اور نہ تمھارے کسی داعی کو لبیک کہتا یہاں تک کہ میرے پاس میرے رب کا داعی آجاتا۔

اس کے بعد وہ خاموش ہو گئے، پھر کہا کہ اللہ عبداللہ بن عمر یا ابوعبدالرحمٰن پر رحمت کرے، واللہ میں خیال کرتا ہوں کہ وہ اپنے اُسی عہد پر ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے لیا تھا کہ نہ فتنے میں مبتلا ہوئے اور نہ اُن میں کوئی تغیر ہوا، واللہ قریش انھیں اپنے پہلے ہی فتنے میں نہ نکال سکے

(راوی نے کہا کہ) میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ اپنے والد پر اُن کے قتل کے بارے میں معترض ہیں۔

لوگوں نے کہا کہ موسیٰ بن طلحہ نے کوفے کی طرف منتقل ہو کے وہیں سکونت اختیار کر لی، ۱۰۳ھ میں وفات ہوئی صقر بن عبداللہ المزنی نے اُن پر نماز پڑھی جو عمر بن ہبیرہ کی طرف سے کوفے کے عامل تھے۔ فضل بن دکین نے کہا کہ اُن کی وفات ۱۰۴ھ میں ہوئی۔

عمرو بن عثمان بن عبداللہ بن موہب سے مروی ہے کہ میں نے موسیٰ کو سیاہی کا خضاب کرتے دیکھا۔

اسحاق بن یحییٰ سے مروی ہے کہ میں نے عیسیٰ و موسیٰ فرزندان طلحہ کو دیکھا کہ وہ صرف یہ کرتے تھے کہ اس حصار کا اظہار کریں

اسحاق بن یحییٰ سے مروی ہے کہ میں نے عیسیٰ و موسیٰ فرزندان طلحہ کی آستینوں کو دیکھا کہ چار انگل یا ایک بالشت اُن کی انگلیوں سے بڑھی جاتی تھیں۔

عیسیٰ بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ میں نے موسیٰ بن طلحہ کے سر پر خز (سوت ریشم ملے ہوئے کپڑے) کی ٹوپی دیکھی۔

ابی الزبیر الاسدی سے مروی ہے کہ موسیٰ بن طلحہ نے اپنے دانت سونے سے باندھے تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ میں نے اپنی طرف والوں کو اور ان کے اہل بیت کو اُن کی کنیت ابو عیسیٰ بیان کرتے دیکھا، ثقہ و کثیر الحدیث تھے۔

عیسیٰ بن طلحہ ۱۴۳

ابن عبیداللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ، اُن کی والدہ سعدیٰ بنت عوف بن خارجہ بن سنان بن ابی حارثہ المرّی تھیں۔

عیسیٰ بن طلحہ کے یہاں یحییٰ پیدا ہوئے جن کی والدہ عائشہ بنت جریر بن عبداللہ البجلی تھیں۔

محمد بن عیسیٰ جن کی والدہ ام حبیب بنت اسماء بن خارجہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر بنی فزارہ میں سے تھیں۔

عیسیٰ بن عیسیٰ جن کی والدہ ام عیسیٰ بنت عیاض بن نوفل بن عدی بن نوفل بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی تھیں۔

عیسیٰ کی وفات عمر بن عبدالعزیز کی خلافت کے زمانے میں ہوئی ثقہ اور کثیر الحدیث تھے۔

یحییٰ ابن طلحہ

ابن عبیداللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم، اُن کی والدہ سعدیٰ بنت عوف

ابن خارجہ بن سنان بن ابی حارثۃ المری تھیں۔

یحییٰ بن طلحہ کے یہاں طلحہ پیدا ہوئے جن کی والدہ ام ابان وام اناس بنت ابی موسیٰ الاشعری تھیں، یحییٰ بن طلحہ کے اخیافی بھائی عبداللہ بن اسحاق بن طلحہ تھے۔

اُن کے یہاں اسحاق بن یحییٰ پیدا ہوئے جن کی والدہ خنساء بنت زبار بن الابرد قبیلۂ کلب کے مصاد بن عدی بن اوس بن جابر بن کعب بن علیم میں سے تھیں۔

سلمہ بن یحییٰ اور عیسیٰ اور سالم اور بلال جن کی حزین الکنانی نے مدح کی ہے کہ:

بلال بن یحییٰ غرۃ لاخفا بہا ؞ لکل اناس غرۃ وھلال

(بلال بن یحییٰ پہلی رات کے چاند ہیں جس میں کوئی پوشیدگی نہیں، پہلی رات کا چاند سب کیلئے ہے)

اور ربیع بن یحییٰ وسلمہ وام محمد، یہ سب مختلف ام ولد سے تھے۔

ام حکیم وسعدیٰ جن سے سلیمان بن عبدالملک بن مروان نے نکاح کیا اور وہ بغیر اولاد ہوئے مر گئیں اور فاطمہ، ان سب کی والدہ سودہ بنت عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام بن المغیرۃ المخزومی تھیں۔

یعقوب بن طلحہ

ابن عبیداللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ، اُن کی والدہ ام ابان بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبدشمس بن عبدمناف بن قصی تھیں۔

یعقوب بن طلحہ کے یہاں یوسف پیدا ہوئے جن کی والدہ ام حمید بنت عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن ابی ربیعہ بن المغیرہ المخزومی تھیں، ام حُمید کی والدہ ام کلثوم بنت ابی بکر الصدیق تھیں۔

طلحہ، اُن کی والدہ ام الخلاس بنت عبداللہ بن عیاش بن ابی ربیعہ ۱۴۳

بن المغیرہ تھیں۔
اسماعیل و اسحاق، دونوں اپنے والد کی حیات ہی میں لاولد مر گئے اور ابوبکر،
ان تینوں کی والدہ جعدہ بنت الاشعث بن قیس الکندی تھیں۔
یعقوب سخی و کریم تھے، یوم الحرہ ذی الحجہ ۶۳ھ میں لشکر یزید کے ہاتھوں
مقتول ہوئے، اُن کے قتل اور اہل حرہ کی مصیبت کی خبر کوفے میں الکرَّوس بن
زید الطائی لائے، اسی واقعے کے متعلق عبداللہ بن الزبیر الاسدی نے (اشعار ذیل) کہے۔

لعمری لقد جاء الکرَّوس کاظما ✤ علی خبر للمسلمین وجیع

میری جان کی قسم الکروس اس خبر پہ صبر کرتے ہوئے آئے جو مسلمانوں کے لئے دردناک ہے

حدیثٌ اتانی عن لوی بن غالب ✤ فما رقأت لیل التمام دموعی

لوئی بن غالب کی جانب سے میرے پاس ایسی خبر آئی کہ تمام رات میرے آنسو نہ تھمے

یخبّران لم یبق الا ارامل ✤ والا دمٌ قد سال کل مریع

جو یہ خبر دیتے ہیں کہ سوائے بیوگان کے۔ اور سوائے اُس خون کے جو ہر سیلاب گاہ میں بہا ہے کوئی نہ بچا

قرومٌ تلاقت من قریش فانهلت ✤ باصهب من ماء السمام نقیع

سرداران قریش نے مقابلہ کیا اُنھیں زہروں کا سُرخ ٹھنڈا پانی پلایا گیا۔

فکم حول سلعٍ من عجوزٍ مصابةٍ ✤ وابیض فیّاض الیدین صریع

کوہ سلع کے گرد کتنی ہی بوڑھیاں تھیں جو مصیبت زدہ تھیں۔ اور کتنے ہی ہاتھوں کے فیاض گورے آدمی (مقتول) چت پڑے تھے۔

طلوع ثنایا المجد سامٍ بطرفه ✤ قُبیل تلاقیهم اشمّ منیع

جو بزرگی کی گھاٹیوں پر ظاہر ہونے والے اور اپنے خاندان کی وجہ سے بلند تھے۔ جو اُن

لوگوں کے مقابلے سے کچھ ہی پہلے محفوظ سردار تھے۔

وذی سنۃ لم یبق للشمس قبلھا * وذی صبغوۃ غض العظام رضیع

ایسے سالخوردہ کہ آفتاب کے لئے اُن کی (روشنی کے) سامنے کچھ باقی نہ رہا۔ ایسے خُردسال جن کے ہڈیاں ابھی نرم تھیں اور دودھ پینے بچے تھے۔

شباب کیعقوب بن طلحۃ اقفرت * مساکنہ من رومۃ وبقیع

یعقوب بن طلحہ جیسے جوانوں کے رومہ وبقیع کے مکانات ویران ہو گئے۔

فو اللہ ما ھذا بعیش فیشتھی * ھنیئ ولا موت یریح سریع

واللہ نہ تو یہ عیش خوشگوار ہے جس کی خواہش کی جائے اور نہ فوراً آنیوالی موت ہے جو راحت دے

زکریا بن طلحہ

ابن عبید اللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم، اُن کی والدہ ام کلثوم بنت ابی بکر الصدیق تھیں، ام کلثوم کی والدہ حبیبہ بنت خارجہ بن زید بن ابی زہیر بنی الحارث بن الخزرج کے انصار میں سے تھیں۔

زکریا بن طلحہ کے یہاں یحیٰی و عبید اللہ پیدا ہوئے، دونوں کی والدہ عیطل بنت خالد بن مالک بن اجنش بن کوز بن سواءۃ بن ہمام بن ضنب بن القین بن مالک بن ثعلبہ بن دودان بن اسد تھیں۔

ام اسمٰعیل وام یحیٰی ان کی والدہ ام اسحاق بنت جبلۃ بن الحارث کندہ میں سے تھیں۔

ام ہارون، جن کی والدہ ام ولد تھیں۔

اسحاق بن طلحہ

ابن عبید اللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم، اُن کی والدہ ام ابان بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی تھیں۔
اسحاق بن طلحہ کے یہاں عبد اللہ، ابو بکر جو لاولد مر گئے اور عبید اللہ پیدا ہوئے ان سب کی والدہ ام اُناس بنت ابی موسیٰ الاشعری تھیں۔
مصعب ایک ام ولد سے، معاویہ ایک اور ام ولد سے یعقوب ایک دوسری ام ولد سے اور حفصہ و ام اسحاق دونوں ایک ام ولد سے تھیں۔

عمران بن طلحہ

ابن عبید اللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم، اُن کی والدہ حمنہ بنت جحش بن رئاب بنی اسد بن خزیمہ میں سے تھیں۔
عمران بن طلحہ کے یہاں عبد اللہ و اسحاق و محمد و حُمَید پیدا ہوئے جن کی والدہ دختر اوفیٰ بن الحارث بن عوف بن ابی حارثہ تھیں، اُن کی اولاد تھی بھی اولاد تھی جو سب مر گئے، عمران کی اولاد میں سے کوئی نہ رہا۔

محمد بن سعد

ابن ابی وقاص بن اُہیب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب، اُن کی

والدہ ماریہ بنت قیس بن معدیکرب بن ابی الکیسم بن السمط بن امرئ القیس بن عمرو بن معاویہ کندہ میں سے تھیں۔

محمد بن سعد کے یہاں اسماعیل وابراہیم و عبداللہ کہ دونوں لاولد مر گئے اور ام عبداللہ و عائشہ مختلف ام ولد سے پیدا ہوئیں۔

محمد بن سعد نے عثمان سے سنا ہے، ثقہ تھے، اُن کی احادیث ہیں مگر بہت نہیں ہیں، انھوں نے عبدالرحمٰن بن محمد بن الاشعث کے ہمراہ خروج کیا تھا، جنگ دیر الجماجم میں موجود تھے، لوگ حجاج بن یوسف کے پاس لائے تو اُس نے انھیں قتل کر دیا۔

ابوبکر بن حفص بن عمر بن سعد سے مروی ہے کہ محمد بن سعد کی کنیت ابوالقاسم تھی۔

عامر بن سعد

ابن ابی وقاص بن اُہیب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب، اُن کی والدہ ام عامر تھیں جن کا نام مکیۃ بنت عمرو بن عمرو بن کعب بن عمرو بن زرعہ بن بہراء تھا، وہ قضاعہ میں سے تھیں۔

عامر بن سعد کے یہاں داؤد و یعقوب و عبداللہ پیدا ہوئے، موخر الذکر
۱۲۵ دونوں کے پس ماندہ نہ تھے، اور ام اسحاق و حفصہ و حمیدہ و ام ہشام و ام علی، اُن سب کی والدہ ام عبید اللہ بنت عبد اللہ بن موہب بن رباح بن مالک بن غنم بن ناجیہ اشعریین میں سے تھیں، عبد اللہ بن موہب بنی زہرہ کے حلیف تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عامر بن سعد کی وفات ۱۰۴ھ میں ہوئی اور وں نے کہا کہ اُن کی وفات مدینے میں ولید بن عبدالملک کی خلافت میں ہوئی، ثقہ و کثیر الحدیث تھے۔

عمر بن سعد

ابن ابی وقاص بن اُہیب بن عبد مناف بن زہرہ، اُن کی والدہ ماریہ بنت قیس بن معدی کرب بن ابی الکیسم بن السمط بن امرئ القیس کندہ میں سے تھیں۔

عمر بن سعد کے یہاں حفص و حفصہ پیدا ہوئیں، جن کی والدہ ام حفص تھیں، اُن کا نام مریم بنت عامر بن ابی وقاص تھا،

عبداللہ اکبر، جن کی والدہ ام ولد تھیں اُن کا نام سلمیٰ تھا۔

عبدالرحمٰن اصغر و ام عمرو، ان دونوں کی والدہ ام یحییٰ بنت عبداللہ بن معدی کرب بن قیس بن معدی کرب کندہ میں سے تھیں۔

حمزہ و عبدالرحمن و محمد و مغیرہ جن کا کوئی پس ماندہ نہ تھا اور حمزۂ اصغر ان سب کی والدہ ام ولد تھیں۔

محمد اصغر و مغیرہ اور عبداللہ مختلف ام ولد سے تھے۔

عبداللہ اصغر، ان کی والدہ کندہ میں سے تھیں۔

ام یحییٰ و ام سلمہ و ام کلثوم و حمیدہ و حفصۂ صغریٰ و ام عمرو صغرا و ام عبداللہ مختلف ام ولد سے تھیں۔

عمر بن سعد کوفے میں تھے، عبیداللہ بن زیاد نے رے و ہمذان کا انھیں عامل بنایا اور ہمراہ ایک لشکر بھیجا، حسینؓ بن علیؓ عراق آئے تو عبیداللہ بن زیاد نے عمر بن سعد کو اُن کی جانب روانہ ہونے کا حکم دیا، ہمراہ اپنے لشکر کے چار ہزار آدمی بھیجے اُن سے کہا کہ اگر حسینؓ میرے پاس آئیں اور اپنا ہاتھ بیعت کے لئے میرے ہاتھ پر رکھ دیں تو خیر ورنہ تم اُن سے قتال کرنا۔

عمر نے انکار کیا، ابن زیاد نے دھمکی دی کہ اگر تم ایسا نہ کروگے تو میں تمھیں

خدمت سے معزول کر دوں گا اور مختار اسکان منہدم کر دوں گا انھوں نے حسینؓ کی جانب روانگی منظور کر لی، اُن سے قتال کیا تا آنکہ حسینؓ قتل کر دیے گئے جب مختار بن ابی عبید کوفے پر غالب ہوا تو اُس نے عمر بن سعد اور اُن کے بیٹے حفص کو قتل کر دیا۔

عمرو بن سعد

ابن ابی وقاص بن اُہیب بن عبد مناف بن زُہرہ، اُن کی والدہ سلمیٰ بنت خصفہ بن ثقف بن ربیعہ بن تیم اللات بن ثعلبہ بن عکابہ ربیعہ میں سے تھیں، ذی الحجہ ۶۳ھ میں یوم الحرہ میں قتل کر دیے گئے۔

عُمیر بن سعد

ابن ابی وقاص بن اُہیب بن عبد مناف بن زہرہ، اُن کی والدہ سلمیٰ بنت خصفہ بن ثقف بن ربیعہ بن تیم اللات بن ثعلبہ بن عکابہ ربیعہ میں سے تھیں، ذی الحجہ ۶۳ھ میں یوم الحرہ میں قتل کر دیے گئے۔

مُصعب بن سعد

ابن ابی وقاص بن اُہیب بن عبد مناف بن زہرہ، اُن کی والدہ خولہ

بنت عمرو بن ادس بن سلامہ بن غزیہ بن معبد بن سعد بن زہیر بن تیم اللہ بن اسامہ بن مالک بن بکر بن حبیب بن عمرو بن تغلب بن وائل تھیں۔

مصعب بن سعد کے یہاں زرارہ و یعقوب و عقبہ پیدا ہوئے، ان کی والدہ ام حسن بنت فرقد بن عوف بن عبد یغوث بن الحلیس بن عبد مناف بن بکر سعد بن حنیفہ بن ادھیں تھیں۔

ام حسن و سلامہ دونوں کی والدہ سکینہ بنت الحلیس بن ہاشم بن عتبہ بن نوفل بن اہیب بن عبد مناف بن زہرہ تھیں۔

مصعب ثقہ و کثیر الحدیث تھے محمد بن عمر نے کہا کہ مصعب کی وفات سنہ ۱۰۳ھ میں ہوئی۔

ابراہیم بن سعد

ابن ابی وقاص بن اہیب بن عبد مناف بن زہرہ، ان کی والدہ زبرا تھیں جن کے متعلق ان کے فرزند یہ دعوی کرتے تھے کہ وہ حارث بن یعمر بن شراحیل ابن عبد عوف بن مالک بن جناب بن قیس بن ثعلبہ بن عکابہ بن صعب بن علی بن بکر بن وائل کی بیٹی تھیں اور وہ بطور قیدی کے حاصل کی گئیں۔

ابراہیم نے علی سے روایت کی ہے، ثقہ و کثیر الحدیث تھے۔

یحییٰ بن سعد

ابن ابی وقاص بن اہیب بن عبد مناف بن زہرہ۔

اسماعیل بن سعد

127 ابن ابی وقاص بن اہیب بن عبد مناف بن زہرہ، اُن کی والدہ ام عامر تھیں جن کا نام ملیکہ بنت عمرو بن عمرو بن کعب بن عمرو بن زرعہ تھا، قضاعہ کے بہراء میں سے تھیں۔

اسماعیل بن سعد کے یہاں یحییٰ پیدا ہوئے جن کی والدہ دختر سلیمان بن ازہر ابن عبد عوف بن عبد بن الحارث بن زہرہ تھیں۔

ابراہیم وابوبکر و محمد و اسحاق و یعقوب و موسیٰ و عمران مختلف امہات ولد سے تھے۔

ام یحییٰ ایک ام ولد سے اور ام ایوب دوسری ام ولد سے تھیں۔

عبدالرحمٰن بن سعد

ابن ابی وقاص بن اُہیب بن عبد مناف بن زہرہ، اُن کی والدہ ام ہلال بنت ربیع بن مُرّی بن اوس بن حارثہ بن لام قبیلۂ طے کی تھیں۔

ابراہیم بن نعیم

نحّام بن عبد اللہ بن اُسید بن عبد بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب

اُن کی والدہ زینب بنت حنظلہ بن قسامہ قبیلۂ طے کے قیس بن عبید بن طریف بن مالک بن جدعا بن ذُہل بن رومان میں سے تھیں،

زینب بنت قسامہ پہلے اسامہ بن زید کی بیوی تھیں، اُسامہ چودہ ہی سال کے تھے کہ اُن کو طلاق دے دی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے کہ میں کم خوراک یا نازک پاکیزہ عورت کس کو بتاؤں، جو اُس سے نکاح کرے گا اُس کا خسر میں ہوں گا،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نُعیم کی جانب نظر فرمانے لگے تو نعیم نے کہا کہ شاید آپ کی مراد مجھ سے ہے، فرمایا، ہاں، نُعیم نے اُن سے نکاح کر لیا، اُن کے یہاں اُن سے ابراہیم بن نعیم پیدا ہوئے۔

ابراہیم بن نعیم کے یہاں محمد پیدا ہوئے جن کی والدہ دختر عباس بن سعید قبیلۂ نمر الازد کی تھیں،

زید و عبد اللہ و عبید اللہ و ابوبکر امہات اولاد سے تھے۔

اُن کی ایک اور بیٹی تھیں جن کی والدہ رُقیہ بنت عمر بن الخطاب تھیں، رقیہ کی والدہ ام کلثوم بنت علی بن ابی طالب تھیں اور ام کلثوم کی والدہ فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھیں،

یوم حرہ میں ابراہیم بن نُعیم بھی ایک سر گروہ تھے، اُسی روز ذی الحجہ ۶۳ھ میں قتل کر دیئے گئے، مسرف بن عقبہ کے ہمراہ مروان بن الحکم اُن پر گزرا، وہ اپنا ہاتھ اپنی شرمگاہ پر رکھے ہوئے تھے، مروان نے کہا کہ تم نے موت میں بھی اُس کی حفاظت ویسی ہی کی جیسی حیات میں کی تھی، مسرف نے کہا کہ واللہ میں تو اُن لوگوں کو جہنمی ہی سمجھتا ہوں مگر تمہاری یہ بات اہل شام نہ سن لیں کہ انہیں فرمانبرداری سے پھیر دے، مروان نے کہا کہ ان لوگوں نے (دین کو) متغیر کر دیا اور بدل دیا تھا

۱۲۸ ## محمد بن ابی الجہم

ابن حذیفہ بن غانم بن عامر بن عبد اللہ بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب، اُن کی

والدہ خولہ بنت القعقاع بن سعید بن زرارہ بن عُدُس بن زید بن عبداللہ بن دارم بنی تمیم کی تھیں۔

محمد بن ابی الجہم کے یہاں عبیداللہ وحذیفہ وسلیمان وام خالد وام جہم ومریم وعبدالرحمٰن مختلف امہات اولاد سے پیدا ہوئے۔

محمد بن ابی الجہم یوم حرہ میں ایک سرگروہ تھے اور اُسی روز ذی الحجہ ۶۳ھ میں قتل کیے گئے۔

عبدالرحمٰن بن عبداللہ

ابن ابی ربیعہ بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم، اُن کی والدہ لیلیٰ بنت عُطارد بن حاجب بن زُرارہ بن عُدُس بن زید بن عبداللہ بن دارم بنی تمیم میں سے تھیں۔

عبدالرحمٰن بن عبداللہ کے یہاں عمرو پیدا ہوئے جن کی والدہ ام بشیر بنت ابی مسعود تھیں، ابو مسعود عقبہ بن عمرو بن ثعلبہ بن اُسیرہ بن عَسیرہ بن عطیہ بن جدارہ ابن عوف بن الحارث خزرج کے تھے، اُن کے اخیافی بھائی زید بن حسن بن علی بن ابی طالب تھے،

عثمان بن عبدالرحمٰن وابراہیم وموسیٰ وام حُمید وام عثمان، ان کی والدہ ام کلثوم بنت ابی بکر صدیق تھیں، ام کلثوم کی والدہ حبیبہ بنت خارجہ بن زید بن ابی زُہیر بنی الحارث بن الخزرج میں سے تھیں۔

ابو بکر ومحمد کی والدہ فاطمہ بنت الولید بن عبد شمس بن المغیرہ تھیں، فاطمہ کی والدہ اسماء بنت ابی جہل بن ہشام تھیں۔

عبداللہ وام جمیل ام ولد سے تھے۔

عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن ابی ربیعہ بھی یوم الحرہ میں ایک سرلشکر تھے وہ

بچ گئے، اُس روز مقتول نہیں ہوئے، اُن کی وفات اس کے بعد ہوئی۔

عبدالرحمٰن بن حویطب

ابن عبدالعزی بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر ابن لوی، اُن کی والدہ اُنیسہ بنت حفص بن الاحنف بنی عامر بن لوی کی تھیں۔

عبدالرحمٰن بن حویطب کے یہاں عبداللہ پیدا ہوئے جن کا کوئی پس ماندہ نہ تھا اور عبیداللہ ہوئے، ان دونوں کی والدہ ام عتبہ بنت عبداللہ بن معاویہ ابن عامر عبدالقیس کی تھیں۔ ۱۲۹

محمد بن عبدالرحمٰن و عاتکہ، دونوں کی والدہ ام حبیب بنت سعید بن زید بن عمرو بن نُفیل بنی عدی بن کعب میں سے تھیں، عبدالرحمٰن بن حویطب یوم الحرہ میں ذی الحجہ سنہ ۶۳ھ میں مقتول ہوئے۔

ابوسفیان بن حُویطب

ابن عبدالعزی بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی، اُن کی والدہ آمنہ بنت ابی سفیان بن حرب بن امیہ تھیں۔ آمنہ کی والدہ صفیہ بنت ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس تھیں۔

ابوسفیان بن حویطب کے یہاں عبدالرحمٰن پیدا ہوئے جن کی والدہ امۃ الرحمٰن بنت عمرو بن علقمہ بن عبداللہ بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر

بن لوی تھیں۔

عطاء بن یسار

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ میمونہ بنت الحارث الہلالیہ کے مولی تھے۔

عثیم بن نسطاس سے مروی ہے کہ ایک عرب نے عطاء بن یسار کی لڑکی کا پیام دیا تو عطاء نے اُن سے کہا کہ نہ تو ہم تمھاری شرافت نسب کا انکار کرتے ہیں اور نہ تمھارے مرتبہ کا، لیکن ہم اپنے ہی جیسوں سے نکاح کریں گے، تم اپنے خاندان میں نکاح کرو،

عثیم نے کہا کہ میں نے سعید بن المسیب کو اس کی خبر دی تو انھوں نے کہا، عطاء نے جو چاہا وہ اچھا چاہا۔

عطاء بن یسار سے مروی ہے کہ وہ اور اُن کے لوگ ہاتھ میں لاٹھی لے کر رات کو پیادہ چلا کرتے تھے۔

عطاء بن یسار نے ابی بن کعب و عبد اللہؓ بن مسعود و خوات بن جبیرؓ و ابو ایوب الانصاریؓ و ابو واقد اللیثیؓ و ابو رافعؓ و عبد اللہ بن سلامؓ و زید بن خالد الجہنیؓ و ابو ہریرہؓ و ابو سعید الخدریؓ و ابن عمرؓ و عائشہؓ و میمونہؓ و ابو عبد اللہ الصنابحی سے سنا ہے، البتہ مالک بن انس نے کہا کہ عطاء بن یسار نے عبد اللہ الصنابحی سے روایت کی ہے، وہ ثقہ و کثیر الحدیث تھے۔

اُسامہ بن زید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ عطاء کی وفات بعمر چوراسی سال ۱۰۳ھ میں ہوئی۔

محمد بن عمر کے سوا اوروں نے کہا کہ عطاء کی وفات ۹۴ھ میں ہوئی، مگر یہ ۱۳۰
مشتبہ ہے اُن کی کنیت ابو محمد تھی۔

اُن کے بھائی :-

سلیمان بن یسار

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ میمونہ بنت الحارث الہلالیہ کے مولیٰ تھے اور کہا جاتا ہے کہ خود سلیمان اُن کے مکاتب تھے۔

سلیمان بن یسار سے مروی ہے کہ میں نے عائشہؓ سے ملنے کی اجازت چاہی انھوں نے میری آواز پہچان لی تو کہا کہ کیا تم سلیمان ہو؟ عرض کی جی ہاں سلیمان ہوں انھوں نے کہا کہ تم نے وہ بدل کتابت ادا کر دیا جس کا اقرار کیا تھا؟ عرض کی جی ہاں صرف تھوڑا سا رہ گیا ہے، فرمایا، اندر آؤ، بدل کتابت میں سے تم پر کچھ بھی باقی رہے تو تم مملوک (غلام) ہی ہو۔

حسن بن محمد بن علی سے مروی ہے کہ سلیمان بن یسار سعید بن المسیب سے زیادہ فہیم تھے۔

عبداللہ بن یزید الہذلی سے مروی ہے کہ میں نے سلیمان بن یسار کو دیکھا کہ اپنی مونچھیں اتنی چھوٹی کراتے تھے کہ معلوم ہوتا گویا انھیں مونڈ دیا ہے۔

زہری سے مروی ہے کہ ابو عبدالرحمٰن کو زید بن ثابت سے پوچھا گیا تو انھوں نے کہا کہ وہ سلیمان بن یسار تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ میں نے اپنے اصحاب میں اس امر میں اختلاف نہیں دیکھا کہ سلیمان کی کنیت ابو تراب تھی، بنی جدیلہ میں رہتے تھے عمر بن عبدالعزیز کی جانب سے جو اس زمانے میں ولید بن عبدالملک کی طرف سے والیٔ مدینہ تھے بازار مدینے کے والی تھے۔

سلیمان نے زیدؓ بن ثابت وابی واقدؓ اللیثی وابی ہریرہؓ وابن عمرؓ وعبید اللہ وعبداللہؓ فرزندان عباسؓ وعائشہؓ وام سلمہؓ ومیمونہؓ وعروہؓ بن الزبیر سے روایت کی

ہے، ثقہ و بزرگ و بلند مرتبہ فقیہ و کثیر الحدیث تھے، سلیمان بن یسار کی وفات بعمر تہتر سال ۱۰۷ھ میں ہوئی۔ محمد بن عمر کے سوا اوروں نے کہا کہ سلیمان کی وفات ۱۰۳ھ میں یزید بن عبد الملک کی خلافت میں ہوئی۔
ان دونوں کے بھائی:۔

عبداللہ بن یسار

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ میمونہ بنت الحارث الہلالیہ کے مولیٰ تھے، اُن سے بھی روایت کی گئی ہے، قلیل الحدیث تھے،
ان تینوں کے بھائی:۔

عبدالملک بن یسار

وفات ۱۱۰ھ میں ہوئی، اُن سے بھی روایت کی گئی ہے، یہ چار بھائی تھے سب سے روایت کی گئی ہے، عبدالملک قلیل الحدیث تھے۔

فُرافِصہ بن عُمیر

ابن شیبان بن سُمیع بن مسلمہ بن عُبید بن ثعلبہ بن الدُّول بن حنیفہ بن لُجیم بن صعب بن علی بن بکر بن وائل، ربیعہ میں سے قریش کے حلیف تھے، انھوں نے عثمانؓ بن عفان سے روایت کی ہے۔

قَبیصہ بن ذُویب

ابن حَلحلہ بن عمیرہ بن کلیب بن اصرم بن عبداللہ بن قمیر بن حُبشیہ بن سلول بن کعب

ابن عمرو جو خزاعہ میں سے تھے، کنیت ابو اسحاق تھی، انھوں نے عثمانؓ بن عفان سے سنا مدینے میں کوچہ نقاشین میں کھجور والوں کے یہاں مکان تھا، ملک شام میں منتقل ہوگئے تھے۔

عبدالملک بن مروان کے نزدیک سب سے زیادہ ذی اثر تھے، اس کی مُہر پر مامور تھے، ڈاک انھیں کے سپرد تھی، خطوط آتے تو وہ پڑھ کے عبدالملک کے پاس پہنچاتے اور مضمون کی اسے اطلاع دیتے۔

قبیصہ کی وفات ۸۶ھ میں عبدالملک بن مروان کی خلافت میں ہوئی، اُن کے والد صحابی تھے، خود وہ بھی ثقہ و مامون وکثیر الحدیث تھے

ابو غطفان بن طریف

المزنی جو بنی عُصَیم وبلان بن عوف بن سعد بن ذُبیان میں سے تھے، ابو غطفان عثمانؓ کے ساتھ ہوگئے تھے اور اُن کے کاتب تھے، مروان کے بھی کاتب تھے، اور قلیل الحدیث تھے، مدینے میں عمر بن عبدالعزیز کے مکان کے پاس الثنیہ میں اُنکا مکان تھا۔

ابی بکر بن محمد سے مروی ہے کہ ابو غطفان بن طریف مروان کے کاتب تھے۔

ابو مُرّہ

۱۳۲ عقیل بن ابی طالب کے مولیٰ تھے محمد بن عمرؓ نے کہا کہ ام ہانی بنت ابی طالبؓ کے مولیٰ تھے، لیکن عقیل کے ساتھ رہتے تھے اُن کی ولایت کی طرف منسوب کردیئے

گئے، پرانے شیخ تھے، انھوں نے عثمانؓ بن عفان وابی ہریرہ وابی واقد اللیثی سے روایت کی ہے، ثقہ وقلیل الحدیث تھے۔

جعفر بن عبداللہ

ابن بحینہ، بحینہ عبداللہ کی والدہ تھیں جو ابو مالک حارث ارت الازدی بن المطلب ابن عبد مناف بن قصی کی دختر تھیں، بنی المطلب کے وہ حلیف تھے، جعفر بن عبداللہ ذی الحجہ سنہ ۶۳ھ میں یوم الحرہ میں قتل کر دیے گئے۔

عبداللہ بن عُتبہ

ابن غزوان بن جابر بن نُسَیب بن دہیب بن زید بن مالک بن عبد عوف بن الحارث بن مازن بن منصور بن عکرمہ بن خصفہ بن قیس بن عیلان بن مُضر، عبداللہ بن عتبہ ذی الحجہ سنہ ۶۳ھ میں یوم الحرہ میں قتل کر دیے گئے۔

ولید بن ابی الولید

مولائے عثمانؓ بن عفان، جنھوں نے عثمانؓ بن عفان رحمۃ اللہ سے سنا۔

طبقۂ ثانیہ

تابعین اہل مدینہ

راویان اسامہ و ابن عمرؓ و جابر و خدری و رافع و ابن عمرو و ابی ہریرہؓ و سلمہؓ و ابن عباسؓ و عائشہؓ و امّ سلمہؓ و میمونہؓ

عروۃ بن الزبیر

ابن العوّام بن خُویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قُصیّ بن کلاب، اُن کی والدہ اسماء ۳۴۳
بنت ابی بکرؓ الصدیق تھیں۔

عروۃ بن الزبیر کے یہاں عبداللہ و عمر و اسود و ام کلثوم و عائشہ و ام عمر پیدا ہوئیں، اُن کی والدہ فاختہ بنت الاسود بن ابی البختری بن ہاشم بن الحارث بن اسد عبدالعزیٰ تھیں۔

یحییٰ بن عروہ و محمد و عثمان و ابوبکر و عائشہ و خدیجہ، ان سب کی والدہ ام یحییٰ بنت الحکم بن ابی العاص بن اُمیہ بن عبد شمس تھیں۔

ہشام بن عروہ و صفیہ ام ولد سے تھے۔

عبیداللہ بن عروہ، اُن کی والدہ اسماء بنت سلمہ بن عمر بن ابی سلمہ بن عبدالاسد

بنی مخزوم کی تھیں۔

...بن عروہ و ام یحییٰ ان دونوں کی والدہ ام ولد تھیں جن کا نام واصلہ تھا۔

اسماء بنت عروہ، ان کی والدہ سودہ بنت عبداللہ بن عمرؓ بن الخطاب تھیں سودہ کی والدہ صفیہ بنت ابی عبید بن مسعود الثقفی تھیں۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ جنگ جمل سے میں اور ابوبکر ابن عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام اس لئے واپس کر دیئے گئے کہ ہم دونوں کو لوگوں نے بچہ سمجھا۔

محمد بن عمرؓ نے کہا کہ عروہ نے اپنے والد اور زید بن ثابت و اسامہ بن زید وعبداللہ بن الارقم و ابی ایوب و نعمان بن بشیر و ابی ہریرہؓ و معاویہ و عبداللہ بن عمرو و عبداللہ بن عمرؓ و عبداللہ بن عباس و عبداللہ بن الزبیرؓ و مسور بن مخرمہ و عائشہؓ و مروان بن الحکم و زینب بنت ابی سلمہ و عبدالرحمٰن بن عبد القاری و بشیر بن ابی مسعود الانصاری و زبید بن الصلت و یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن حاطب و جمہان مولائے اسلمیین سے روایت کی، ثقہ و کثیر الحدیث و مامون و فقیہ و برتر و مستقل (ثبت) تھے۔

ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ یوم الحرہ میں میرے والد نے وہ کتب فقہ جو ان کی تھیں جلا دیں، اس کے بعد وہ کہا کرتے کہ مجھے ان کتب کا اپنے پاس ہونا اس سے زیادہ پسند ہے کہ میرے پاس میرے اہل و مال کے برابر ہو۔

محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ میں نے عروہ بن الزبیر کو دیکھا کہ اپنی مونچھیں اچھی طرح نہیں کتروا تے تھے، البتہ ان کا کچھ حصہ اچھی طرح لے لیتے تھے۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ اے میرے بیٹو مجھ سے پوچھو۔ کیونکہ میں اس حالت میں چھوڑ دیا گیا ہوں کہ گویا عنقریب مجھے بھلا دیا جائے گا جب میں (پہلے کی) حدیث کی تحقیق کرتا ہوں تو آج کی حدیث اس سے صاف ہو جاتی ہے۔

ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ ان کے والد روزانہ غسل کرتے تھے۔

اسحاق بن یحییٰ سے مروی ہے کہ میں نے عروہ کو زرد چادر اوڑھے دیکھا۔ ۱۳۴

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ ان کی شال (یعنی سر پہ

اوڑھنے کا رومال) برگ دینار سے (برزد) رنگا جاتا تھا اور سب سے آخری کپڑا جو انھوں نے پہنا وہ اُن کے لئے برگ دینار میں زرد رنگا گیا تھا۔

ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ عروہ ریشمی گھنڈیوں کا طیلسان پہنتے تھے جو شرفا کا لباس تھا، حالانکہ وہ احرام میں ہوتے تھے اور اُس کی گھنڈیاں نہیں لگاتے تھے۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ وہ کُرتے اور شالی رومال میں جسے وہ کُرتے سے ملا لیتے تھے نماز پڑھتے تھے۔

ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ میں نے عروہ کے جسم پر خز کی چادر دیکھی۔

ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ عروہ گرمی میں سندس (ریشم) کی قبا پہنتے تھے جس کا استر حریر (ریشم) کا تھا۔

محمد بن عمرو سے مروی ہے کہ میں نے عروہ کے بدن پر خز (غیر خالص ریشم) کی خاکی رنگ کی یا اسی قسم کی چادر دیکھی۔

عیسیٰ بن حفص سے مروی ہے کہ میں نے عروہ کے بدن پر خز کا جبہ دیکھا۔

محمد بن عمرو سے مروی ہے کہ عروہ قریب سیاہی کے خضاب لگاتے تھے مگر مجھے معلوم نہیں کہ وہ اُس میں وسمہ شامل کرتے تھے یا نہیں۔

ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ اُن کے والد پے در پے روزہ رکھتے تھے۔

ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ اُن کے والد سوائے عید الفطر و عید النحر کے ہمیشہ روزہ رکھتے تھے، اُن کی وفات بھی روزے ہی کی حالت میں ہوئی۔

ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ عروہ کے ساتھ سفر کرتے تو روزے بھی رکھتے اور ترک بھی کرتے، مگر وہ نہ ہمیں روزے کا حکم دیتے اور نہ خود روزہ ترک کرتے۔

ابو المقدام ہشام بن زیاد سے مروی ہے کہ میں نے عروہ کو اپنے جوتے پہنے ہوئے نماز پڑھتے دیکھا۔

سعد بن ابراہیم سے مروی ہے کہ عروہ کے پاؤں میں (آکلہ کی) بیماری تھی، انھوں نے اپنا پاؤں کاٹ ڈالا تھا۔

ابن شہاب سے مروی ہے کہ مجھ سے عروہ حدیث بیان کرتے پھر عمرہ حدیث

بیان کرتیں جس سے حدیث عروہ کی تصدیق ہوتی، جب میں نے عمرہ کی گہرائی کا اندازہ کیا تو معلوم ہوا کہ عروہ بحر ناپیدا کنار ہیں۔

۱۳۵ ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ عروہ "سلام علیک۔ اما بعد" لکھنا ناپسند کرتے تھے تاوقتیکہ اس کے ساتھ یہ نہ ملائیں کہ "فانی احمد الیک اللہ الذی لا الہ الا ھو" میں تم سے اس اللہ کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں)۔

عبداللہ بن حسنؓ سے مروی ہے کہ علیؓ بن حسینؓ بن علیؓ بن ابی طالب اور عروۃ بن الزبیر عشاء کے بعد مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری حصے میں ہر شب کو بیٹھا کرتے تھے، میں بھی ساتھ بیٹھتا تھا، بنی امیہ کے مظالم اور ان کا ساتھ دینے کا ایک شب تذکرہ ہو رہا تھا کہ علیؓ و عروہ وغیرہا اس کو بدل نہیں سکتے، دونوں صاحبوں نے اس عذاب الٰہی کا ذکر کیا جس کا خوف تھا کہ ان لوگوں پر نازل ہوگا، عروہ نے علیؓ سے کہا کہ اے علیؓ جو شخص اہل جور سے علیحدہ رہے اور اللہ جانتا ہو کہ ایسے لوگوں کی کرتوت سے وہ ناخوش ہے تو خواہ ان سے میل جول ہی کیوں نہ رکھتا ہو مگر ان لوگوں پر عذاب الٰہی کی صورت میں امید ہے کہ وہ محفوظ رہے گا، عروہ نے (وہاں سے) نکل کر وادی عقیق میں سکونت اختیار کرلی، عبداللہ نے کہا کہ میں (وہاں سے) نکل کر سویقہ کو چلا گیا۔

ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ مجھے والد نے یہ وصیت کی کہ مجھ پر حنوط (عطر میت) نہ چھڑکنا۔

عبدالحکیم بن عبداللہ بن ابی فروہ سے مروی ہے کہ عروہ بن الزبیر کی وفات الفرع کے نواح میں اپنی مجاح کی زمینداری میں ہوئی، اور وہیں جمعہ کے روز ۹۴ھ میں دفن کیے گئے۔

محمد بن عمرؓ نے کہا کہ اس سال کو فقہاء کی کثرت وفات کی وجہ سے سنۃ الفقہاء کہا جاتا ہے، عروہ کی کنیت ابو عبداللہ تھی، مدینے میں ان کا بہت بڑا مکان تھا۔

منذر بن الزبیر

ابن العوام بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی، ان کی والدہ اسماء بنت

ابی بکرؓ الصدیق تھیں، قاسم سے ایک حدیث میں مروی ہے کہ منذر بن الزبیر کی کنیت ابو عثمان تھی،

منذر کے یہاں محمد پیدا ہوئے جن کی والدہ عاتکہ بنت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل تھیں۔

عبدالرحمٰن وابراہیم وقریبہ، ان سب کی والدہ حفصہ بنت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ الصدیق تھیں۔ عبیداللہ، ان کی والدہ حسان بن نہشل کی دختر بنی سلمہ بن جندل میں سے تھیں۔

عمرو وابوعبیدہ وسعاویہؓ وعاصم وفاطمہ جو ہشام بن عروہ کی بیوی تھیں، ان سب کی والدہ ام ولد تھیں۔

عمرؓ وعون وعبداللہ، امہات اولاد سے تھے۔

مُصعب بن الزبیر

۱۳۶ ابن العوام بن خویلد، ان کی والدہ رباب بنت انیف بن عُبَید بن مَصاد بن کعب بن عُلیم بن جناب قبیلۂ کلب کی تھیں۔

مصعب بن الزبیر کے یہاں عکاشہ وعیسیٰ اکبر جو اپنے والد مصعب کے ساتھ قتل کئے گئے اور سُکَینہ پیدا ہوئیں، ان سب کی والدہ فاطمہ بنت عبداللہ بن السائب ابن ابی حُبَیش بن المطلب بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی تھیں۔

عبداللہ بن مصعب ومحمد، دونوں کی والدہ عائشہ بنت طلحہ بن عبیداللہ تھیں عائشہ کی والدہ ام کلثوم بنت ابی بکرؓ الصدیق تھیں۔

حمزہ وعاصم وعمر ایک ام ولد سے تھے، جعفر ایک ام ولد سے، مصعب بن مصعب جو خُضیر تھے ایک ام ولد سے، سعد ایک ام ولد سے، منذر ایک ام ولد سے اور عیسیٰ اصغر ایک ام ولد سے۔

رباب بنت مصعب، ان کی والدہ سُکَینہ بنت الحسینؓ بن علی بن ابی طالب تھیں

ثکینہ بنت مصعب، اُن کی والدہ ایک ام ولد تھیں۔

مصعب بن عبداللہ بن مصعب الزبیری سے مروی ہے کہ مصعب بن الزبیر کی کنیت ابو عبداللہ تھی، حالانکہ اُن کا کوئی بیٹا نہ تھا جس کا نام عبداللہ ہو۔

محمد بن عمرؒ نے کہا کہ عبداللہ بن الزبیر نے اپنے بھائی مصعب بن الزبیر کو والی عراق بنایا، انھوں نے بصرے سے ابتدا کی، وہاں اُترے، ایک لشکر عظیم کے ہمراہ مختار بن ابی عبید کی طرف روانہ ہوئے، وہ کوفے میں تھا، مصعب نے جنگ کی مختار قتل ہوا، اُس کا سر اپنے بھائی عبداللہ بن الزبیر کے پاس بھیج دیا اور اُس کے عاملوں کو دیہات اور قصبات میں منتشر کر دیا۔

اسماعیل بن ابی خالد سے مروی ہے کہ میں نے منبر پر مصعب بن الزبیر سے زیادہ خوبصورت کسی امیر کو نہیں دیکھا۔

مصعب بن ثابت بن عبداللہ بن الزبیر سے مروی ہے کہ میں نے عامر بن عبداللہ بن الزبیر سے پوچھا کہ مصعب بن الزبیر رحمۃ اللہ کب مقتول ہوئے، انھوں نے کہا کہ ۱۵ رجمادی الاولیٰ ۷۲ھ یوم پنجشنبہ کو جس شخص نے انھیں قتل کیا وہ عبدالملک بن مروان تھا۔

جعفر بن الزبیر

ابن العوام بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی، ان کی والدہ زینب تھیں کہ وہی ام جعفر بنت مرثد بن عمرو بن عبد عمرو بن بشر بن عمرو بن مرثد بن سعد بن مالک ابن ضبیعہ بن قیس بن ثعلبہ تھیں۔

جعفر بن الزبیر کے یہاں محمد و ام حسن و حمادہ ام ولد سے پیدا ہوئیں۔

ثابت و یحییٰ، ان دونوں کی والدہ لبابہ بنت عمارہ بن زید بن ثابت بن الضحاک

ابن زید بن لوذان بن عمرو بن عبد بن عوف بن غنم بن مالک بن النجار تھیں۔

صالح و ہند و ام سلمہ ایک ام ولد سے تھیں، شعیب و آدم و عمرو و نوح ۱۳۷
ایک ام ولد سے تھے، ام صالح و عائشہ و ام حمزہ کی والدہ ایک ام ولد تھیں، یعقوب
و فاطمہ و ام عبیدہ کی والدہ بھی ایک ام ولد تھیں، ام عبد اللہ و ام الزبیر و سودہ کی
والدہ ایک ام ولد تھیں، مریم ایک ام ولد سے پیدا ہوئیں، ام عمرو کی والدہ
ایک ام ولد تھیں، اور عائشہ کی والدہ بھی ایک ام ولد تھیں۔

محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ میں نے جعفر بن الزبیر کو دیکھا کہ اپنی مونچھ
بہت زیادہ نہیں کترتے تھے اسے وہ اچھی طرح کترتے تھے۔

مصعب بن عبد اللہ نے کہا کہ جعفر بوڑھے ہوئے اور زندہ رہے،
سلیمان بن عبد الملک کے آخری زمانۂ خلافت میں وفات پائی۔

خالد بن الزبیر

ابن العوام بن خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی، ان کی والدہ ام خالد
تھیں جن کا نام امۃ بنت خالد بن سعید بن العاص بن امیہ تھا،

خالد بن الزبیر کے یہاں محمد اکبر و رملہ پیدا ہوئیں جن کی والدہ ایک ام
ولد تھیں۔

محمد اصغر و موسیٰ و ابراہیم و زینب، ان کی والدہ حفصہ بنت عبد الرحمن بن
ازہر بن عوف تھیں۔

سلیمان بن خالد و ام سلیمان، دونوں کی والدہ ام محمد بنت عبد اللہ بن عمرو
ابن الحصین ذی الغصۃ الحارثی تھیں۔

نبیہ بن خالد و ہمیمہ، ان دونوں کی والدہ ایک ام ولد تھیں، خالد بن خالد
اور ہند ایک ام ولد سے پیدا ہوئے اور ام عمرو بنت خالد دوسری ام ولد سے ہوئیں

عمرو بن الزبیر

ابن العوام بن خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ، اُن کی والدہ ام خالد تھیں،
وہی اَمتہ بنت خالد بن سعید بن العاص تھیں،
عمرو بن الزبیر کے یہاں محمد و ام عمرو پیدا ہوئیں، دونوں کی والدہ ام
یزید بنت عدی بن نوفل بن عدی بن نوفل بن اسد بن عبد العزیٰ تھیں۔
عمرو بن عمرو و حبیبہ، ان کی والدہ ایک ام ولد تھیں۔
ام عمرو بنت عمرو اُن کی والدہ بنی غفار میں سے تھیں۔
یزید بن معاویہؓ نے عمرو بن سعید بن العاص کو جو مدینے کے عامل تھے
لکھا کہ عبد اللہ بن الزبیر کی جانب لشکر روانہ کرو، عمرو بن سعید نے عبد اللہ بن الزبیر
کے سب سے بڑے دشمن کو دریافت کیا تو کہا گیا کہ اُن کے بھائی عمرو
ابن الزبیر ہیں، اُنھوں نے اُن کو مدینے کا شحنہ بنا دیا، عمرو بن الزبیر نے قریش
اور انصار کے بہت سے آدمیوں کو تازیانے مارے اور کہا کہ یہ لوگ عبد اللہ
ابن الزبیر کے شیعہ ہیں،
عمرو بن سعید نے انھیں اہل شام کے ایک لشکر کے ہمراہ عبد اللہ بن الزبیر
۱۳۸ کی جانب روانہ کیا اور قتال کا حکم دیا، عمرو روانہ ہوئے مکے آئے اور ذی طویٰ
میں اُترے، عبد اللہ بن الزبیر نے اُن کی جانب مصعب بن عبد الرحمن بن عوف
کو ایک گروہ کے ساتھ اور عبد اللہ بن صفوان کو ایک دوسرے گروہ کے
ساتھ روانہ کیا، یہ لوگ اُن سے ملے، انیس بن عمرو الاسلمی جو عمرو بن الزبیر کی فوج کے
امیر تھے قتل کر دیے گئے۔ عمرو مع اپنے ساتھیوں کے بھاگے اور لوگ متفرق
ہو گئے۔
عبیدہ بن الزبیر، عمرو بن الزبیر کے پاس آئے اور کہا کہ میں تمھیں عبد اللہ

سے پناہ دیتا ہوں، وہ انھیں گرفتار کر کے اس طرح لائے کہ دونوں پاؤں پر خون ٹپک رہا تھا عبداللہ بن الزبیر نے پوچھا کہ یہ خون کیسا ہے، عمرو نے کہا:

ولسنا على الاعقاب تدمى كلومنا ✤ ولكن على اقدامنا تقطر الدما

ہم لوگ ایسے نہیں کہ ہماری ایڑیوں پر ہمارے زخم خون بہائیں۔ لیکن وہ ہمارے قدموں پر خون بہاتے ہیں، اپنی پیشقدمی کرتے ہوئے ہم زخمی ہو سکتے ہیں، بھاگتے نہیں کہ اس حالت میں مجروح ہو جائیں۔

عبداللہ نے کہا کہ اے اللہ کے دشمن، حرم میں خون ریزی کرنے والے حلال سمجھنے والے تو باتیں بھی بناتا ہے حکم دیا کہ اُن سے ہر اُس شخص کا قصاص لیا جائے جس کو انھوں نے مارا تھا یا جس پر ظلم کیا تھا۔

مصعب بن عبدالرحمٰن نے کہا کہ مجھے انھوں نے سو تازیانے مارے حالانکہ نہ وہ والی تھے نہ میں نے کوئی بدی کی تھی، نہ کسی ناجائز فعل کا ارتکاب کیا تھا اور نہ کسی فرمانبرداری سے ہاتھ کھینچا تھا، عبداللہ بن الزبیر نے حکم دیا کہ عمرو کو کھڑا کیا جائے، مصعب کو تازیانہ دیا اور کہا کہ مارو، مصعب نے انھیں سو تازیانے مارے، اس ضرب کے بعد وہ صحیح و سالم ہو گئے۔

قید خانے سے نکلنے کے بعد عمرو اپنی اُس منزل کے بیرونی میدان میں جس میں وہ رہتے تھے بیٹھے ہوئے تھے کہ عبداللہ بن الزبیر اُن کے پاس سے گزرے پوچھا، اے ابو یکسوم کیا میں تمھیں زندہ نہیں دیکھتا، حکم دیا کہ انھیں قید خانے کی طرف گھسیٹتے ہوئے لے جائیں، وہ پہنچے بھی نہ پائے تھے کہ راستے ہی میں وفات ہو گئی، عبداللہ نے حکم دیا کہ انھیں شعب الجیف (مرداروں کی گھاٹی) میں پھینک دیا جائے، اس کی تعمیل ہوئی۔

شعب الجیف وہی مقام ہے جہاں عبداللہ بن الزبیر کو اس کے بعد سولی دی گئی۔

عبیدہ بن الزبیر

ابن العوام بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی، اُن کی والدہ زینب تھیں

جو ام جعفر بنت مرثد بن عمرو بن عبد عمرو بنی قیس بن ثعلبہ میں سے تھیں۔
عبیدۃ بن الزبیر کے یہاں ام ولد سے منذر پیدا ہوئے۔
زینب اُن کی والدہ ام عبداللہ بنت مساحق بن عبداللہ بن مخرمہ بن عبدالعزیٰ
ابن ابی قیس بن عبد ود بن نضر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوئی تھیں۔

حمزۃ بن الزبیر

ابن العوام بن خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ، اُن کی والدہ رباب بنت اُنیف
ابن عُبید بن مُصاد بن کعب بن علیم بن جناب قبیلۂ کلب سے تھیں، حمزہ
مصعب بن الزبیر کے حقیقی بھائی تھے۔
۱۳۹ حمزہ کے یہاں عمارہ پیدا ہوئے اُن کی وفات اس حالت میں ہوئی کہ انھوں نے
کوئی پسماندہ نہ چھوڑا عروہ و جعفر فرزندان زبیر اُن کے وارث ہوئے

قاسم بن محمد

ابن ابی بکر الصدیق، ابوبکر کا نام عبداللہ بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب
ابن سعد بن تیم بن مُرہ تھا، اُن کی والدہ ام ولد تھیں جن کا نام سودہ تھا۔
قاسم بن محمد کے یہاں عبدالرحمٰن و اُم فروہ پیدا ہوئیں اُم فروہ جعفر بن محمد
ابن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب کی والدہ تھیں۔
ام حکیم بنت القاسم و عبدۃ، ان کی والدہ قریبہ بنت عبدالرحمٰن بن ابی بکر الصدیق
تھیں۔
قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ شب عرفہ کو عائشہؓ ہمارے سر منڈاتی تھیں

اور ہمارا حلقہ بنا کر ہمیں مسجد بھیجتی تھیں، پھر دوسرے دن ہمارے پاس قربانی کرتی تھیں۔

محمد بن عمرؓ نے کہا کہ قاسم نے عائشہؓ و ابوہریرہؓ و ابن عباسؓ و اسلم مولائے عمر و عبداللہ بن عبداللہ بن عمرو و صالح بن خوات بن جبیر الانصاری سے روایت کی ہے۔

ابن عون سے مروی ہے کہ قاسم بن محمد حدیث کو اس کے تمام پہلوؤں سے روایت کرتے تھے۔

عبیداللہ سے مروی ہے کہ قاسم قرآن کی تفسیر نہیں کرتے تھے۔

ابن ابی الزناد نے اپنے والد سے روایت کی کہ قاسم سوائے امر ظاہر کے اور کسی کا جواب نہیں دیتے تھے۔

قاسم سے مروی ہے کہ انھوں نے کسی امر (کے جواب) میں کہا میری رائے یہ ہے مگر میں نہیں کہتا کہ وہ حق ہے۔

ابن عون سے مروی ہے کہ قاسم بن محمد سے کچھ دریافت کیا گیا تو انھوں نے کہا کہ مجھے اس مشورے کی طرف کسی نے مجبور نہیں کیا، اور نہ میں اس کے کسی جزو میں ہوں، انصاری نے کہا کہ گویا ان کی رائے یہ تھی کہ والی جب اپنے پاس والے سے کسی علمی امر میں مشورہ کرے تو اس پر اجتہاد کرنا واجب ہے۔

قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ آدمی پر جو کچھ اللہ نے فرض کیا ہے اس کے جاننے کے بعد اس کا جاہل رہنا اس سے بہتر ہے کہ وہ ایسی بات کہے جس کا اسے علم نہ ہو۔

عمران بن عبداللہ سے مروی ہے کہ قاسم نے اس قوم سے جو تقدیر کا ذکر کر رہی تھی کہا کہ تم بھی اس امر سے باز رہو جس سے اللہ باز رہا۔

عکرمہ بن عمار سے مروی ہے کہ میں نے سالم و قاسم کو قدریہ پر لعنت کرتے سنا۔ ۱۴۰

عبداللہ بن العلاء سے مروی ہے کہ میں نے قاسم سے درخواست کی کہ مجھے احادیث لکھوا دیں، انھوں نے کہا کہ عمرؓ بن الخطاب کے عہد میں احادیث کی کثرت ہو گئی تو انھوں نے حکم دیا کہ احادیث ان کے پاس لائی جائیں، لوگ جب

لائے تو اُن کے جلا دینے کا حکم دیا اور فرمایا کہ یہ اہل کتاب کی نقالی ہے، راوی نے کہا کہ قاسم نے مجھے حدیث لکھنے سے منع کر دیا۔

قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ وہ اور اُن کے ساتھی عشاء کے بعد حدیث بیان کرتے۔

محمد بن عمرؓ نے کہا کہ قاسم اور سالم بن عبداللہ کی مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک ہی مجلس تھی، ان دونوں کے بعد عبدالرحمٰن بن القاسم و عبیداللہ بن عمرؓ وہاں بیٹھے، ان کے بعد مالک بن انس بیٹھے، وہ جگہ قبر و منبر کے درمیان عمرؓ کی کھڑکی کے روبرو تھی۔

مالک بن انس کہتے تھے کہ عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ اگر قاسم خلافت کے لئے ہوتے (تو بہتر ہوتا)۔

سلیمان بن قتتہؒ سے مروی ہے کہ عمر بن عبیداللہ نے میرے ہمراہ عبداللہ ابن عمرؓ و قاسم بن محمد کے پاس ایک ہزار دینار بھیجے، میں ابن عمرؓ کے پاس آیا، حمام کر رہے تھے، انہوں نے اپنا ہاتھ نکالا تو میں نے دینار اُن کے ہاتھ میں ڈال دیئے انہوں نے کہا کہ یہ صلہ رحم ہے، ضرورت پر یہ ہمارے پاس آئے ہیں، میں قاسم بن محمد کے پاس آیا تو انہوں نے قبول کرنے سے انکار کیا، اُن کی بیوی نے کہا کہ اگر قاسم بن محمد اُن کے چچا کے بیٹے ہیں تو میں اُن کی پھوپی کی بیٹی ہوں، لہذا مجھے دے دو، دینار اُن کو دیدیے۔

ایوب سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد کے جسم پر سبز خز کی ٹوپی اور سنابری چادر دیکھی جس پر رنگین دھاریاں کسی قدر زعفران سے رنگی ہوئی تھیں، ایوب نے کہا کہ وہ ایسے ایک لاکھ درم بھی چھوڑ دیتے جس میں اُنھیں کچھ بھی شک ہوتا۔

علی بن عبداللہ بن جعفر سے مروی ہے کہ میں نے سفیان سے قاسم بن محمد ابن ابی بکرؓ کا ذکر سنا، انہوں نے اُن کی بزرگی بیان کی اور کہا کہ اُن کے بیٹے عبدالرحمٰن ابن القاسم کے لئے بھی بزرگی تھی۔

سفیان نے کہا کہ عبدالرحمٰن نے لوگوں کو کسی زکوٰۃ کے بارے میں جب یہ اُن کے والد غنظم تھے تذکرہ کرتے سنا تو کہا کہ واللہ تم لوگ ایسے شخص سے بات

کرتے ہو جس نے اُس میں سے کبھی ایک کھجور بھی نہیں حاصل کی۔ انھوں نے کہا کہ قاسم کہتے تھے کہ اے میرے بیٹے تم بقدر اپنی واقفیت کے یہ کہتے ہو۔

قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ وسلم کے اصحابؓ کا اختلاف لوگوں کے لئے رحمت تھا۔

۱۴۱ عبدالرحمٰن بن ابی الموال سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد کو دیکھا کہ اول نہار میں مسجد آتے دو رکعت نماز پڑھ کے لوگوں کے درمیان بیٹھتے پھر لوگ اُن سے مسائل پوچھتے۔

عبدالرحمٰن بن ابی الموال سے مروی ہے کہ قاسم بن محمد اپنے گھر سے صبح کو مسجد آتے، نماز پڑھتے اور لوگوں کے لئے بیٹھ جاتے۔ لوگ اُن کے پاس بیٹھ جاتے تھے۔

ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ قاسم بن محمد بہت ضعیف ہو گئے تھے اپنی منزل سے سوار ہو کے مسجد منیٰ میں آتے اور اُتر پڑتے، پھر مسجد سے جمار (جمرات) تک پیادہ جاتے، پیادہ چل کر اُن پر رمی کرتے اور پیدل ہی مسجد کی جانب لوٹتے، جب مسجد میں آتے تو سوار ہو جاتے۔

افلح سے مروی ہے کہ قاسم کی انگوٹھی کا نقش انھیں کا نام تھا۔

افلح بن حمید سے مروی ہے کہ قاسم بن محمد کی انگوٹھی کے نگینے میں اُن کا اور اُن کے والد کا نام لکھا ہوا تھا، انگوٹھی چاندی کی تھی اور اُس کا نگینہ بھی چاندی کا تھا۔

حنظلہ سے مروی ہے کہ میں نے قاسم کے ہاتھ میں چاندی کی انگوٹھی دیکھی جس میں اُن کا نام تھا۔

حنظلہ سے مروی ہے کہ قاسم بن محمد کی انگوٹھی چاندی کی تھی جو اُن کے بائیں ہاتھ کی خنصر میں تھی اس کا نقش "القاسم بن محمد" تھا۔

محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ میں نے قاسم کو دیکھا کہ اپنی مونچھیں بالکل نہیں کترواتے تھے۔ اُسے اچھی طرح کترواتے تھے۔

مختار بن سعد الاحول مولائے بنی مازن سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد کے ناخن سفید دیکھے، اُن پر کبھی مہندی کی زردی نہیں دیکھی۔

افلح بن حمید سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد کے کرتے اور جبے کی آستینیں دیکھیں جو اُن کی انگلیوں سے چار انگل یا ایک بالشت یا اسی کے قریب آگے بڑھ جاتی تھیں۔

موسیٰ بن عبیدہ سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد کو خز پہنے دیکھا۔

خالد بن الیاس سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد کے بدن پر خز کا جبہ خز کی چادر اور خز کا عمامہ دیکھا۔

موسیٰ بن ابی بکر الانصاری سے مروی ہے کہ قاسم بن محمد خز کا کپڑا اور خز پہنتے تھے۔

ابو معشر سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد کے بدن پر خز کا جبہ دیکھا۔

افلح سے مروی ہے کہ قاسم بن محمد خز کا جبہ زیب تن کیے (پہنتے) تھے اور عبدالرحمن بن القاسم خز کی چادر اوڑھتے تھے۔

عباد بن ابی علی سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد کے بدن پر خز کا جبہ دیکھا۔ ۱۳۲

ایوب سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد پر سفید خز کی ٹوپی اور سابری چادر دیکھی جس پر رنگین دھاریاں کسی قدر زعفران سے رنگی ہوئی تھیں۔

عیسیٰ بن حفص سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد کے بدن پر خز کا جبہ دیکھا۔

عطاف بن خالد سے مروی ہے کہ میں نے قاسم کو اس حالت میں دیکھا کہ اُن کے بدن پر زرد خز کا جبہ اور اون کی چادر تھی۔

معاذ بن العلاء سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد کو دیکھا کہ چادے پر غباری رنگ کے خز کی چادر، بدن پر زرد خز کا جبہ اور گیرو سے رنگی ہوئی چادر تھی۔

فیطر سے مروی ہے کہ میں نے قاسم کے بدن پر باریک کرتا دیکھا۔

عیسیٰ بن حفص سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد کو اس وقت دیکھا جب

بیماری میں اُن کی عیادت کو گیا تھا، اُن کے بدن پر زرد رنگ کی ایک تہمد تھی جس سے نصف ران باہر نکلی ہوئی تھی۔

ابو زبرؒ عبداللہ بن العلاء بن زبرؒ سے مروی ہے کہ میں قاسم بن محمد کے پاس گیا وہ ایک زرد رنگ کے خیمے میں تھے اور نیچے زرد فرش اور سرخ تکیے تھے، میں نے کہا کہ اے ابو عبدالرحمٰن یہ وہی چیز ہے جس کے متعلق میں آپ سے پوچھنا چاہتا تھا، انھوں نے کہا کہ اس میں سے جسے استعمال کیا جائے کوئی حرج نہیں۔ (شہابہ نے اپنی حدیث میں کہا کہ) صرف تکلف کا کپڑا مکروہ ہے۔

خالد بن ابی بکرؒ سے مروی ہے کہ میں نے قاسم کے سر پر سفید ٹوپی دیکھی۔

سعید بن مسلم بن بانک سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد کو اُس وقت دیکھا جب انھوں نے شادی کی تھی وہ قدرے زعفران کے رنگ کی چادر اوڑھے تھے۔

عبدالرحمٰن بن القاسم سے مروی ہے کہ اُن کے والد قاسم بحالت احرام خفیف عصفر (زرد رنگ کی گھاس) کی رنگی ہوئی چادریں استعمال کرتے تھے۔

عیسٰی بن حفص سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد کو دیکھا کہ خز کا لباس پہنتے تھے اور بدن پر زرد تہمد تھی۔

۱۴۳ خالد بن ابی بکرؒ سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد کے سر پر سفید عمامہ دیکھا جو ایک بالشت سے زیادہ پیچھے لٹکا تھا۔

محمد بن عمرو سے مروی ہے کہ قاسم کے بدن پر خاکی خز کی چادر دیکھی۔

محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد کو خضاب لگاتے نہیں دیکھا۔

ابو الغصن سے مروی ہے کہ میں نے قاسم کو اپنا سر اور ڈاڑھی مہندی سے رنگتے ہوئے دیکھا۔

فِطر سے مروی ہے کہ میں نے قاسم کو دیکھا کہ اپنی ڈاڑھی زرد رنگتے تھے۔

داؤد بن سنان سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد کو دیکھا کہ سر اور ڈاڑھی میں مہندی کا خضاب کرتے تھے۔

محمد بن عمرو سے مروی ہے کہ قاسم بن محمد اپنا سر اور ڈاڑھی قریب قریب سے

خضاب کے رنگتے تھے، محمد بن عمر کی ڈاڑھی کا خضاب زردی مائل مہندی کا تھا اور اُن کا سر شوخ سرخ تھا۔

حنظلہ سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد کو دیکھا کہ اُن کے بدن پر باریک کرتا تھا اور وہ اپنی ڈاڑھی تیل سے زرد کرتے تھے۔

افلح بن حمید سے مروی ہے کہ قاسم بن محمد نے جب اپنی وصیت لکھوائی تو کہا کہ لکھو، کاتب نے لکھا کہ یہ وہ ہے جس کی قاسم بن محمد نے وصیت کی جو گواہی دیتا ہے کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں، قاسم نے کہا کہ اگر آج سے پہلے ہم اس کے گواہ نہ تھے تو ہم بدنصیب ہیں۔

سلیمان بن عبدالرحمن سے مروی ہے کہ قاسم بن محمد کی وفات قدید میں ہوئی، انھوں نے کہا کہ میرے انہیں کپڑوں میں جن میں میں نماز پڑھتا تھا (یعنی) میرے کرتے اور تہمد اور چادر میں مجھے کفن دینا، اُن کے بیٹے نے کہا کہ اے والد آپ دو کپڑے نہیں چاہتے؟ انھوں نے کہا کہ اے میرے بیٹے ابوبکرؓ کو بھی اسی طرح تین کپڑوں میں کفن دیا گیا، اور زندہ بہ نسبت میت کے نئے کپڑے کا زیادہ محتاج ہے۔

خالد بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ قاسم بن محمد نے وصیت کی کہ اُن کی قبر پر تعریف نہ کی جائے۔

یزید سے مروی ہے کہ میں قاسم کی وفات میں موجود تھا، اُن کی وفات قدید میں ہوئی، مشلل میں دفن کئے گئے، قدید اور اس کے درمیان قریب تین میل کا فاصلہ ہے، اُن کے بیٹے نے تابوت اپنے کندھے پر رکھ لیا اور روانہ ہو گئے یہاں تک کہ مشلل پہنچ گئے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ قاسم کی وفات ۱۰۸ھ میں ہوئی جب وہ ستر یا بہتر برس کے تھے تو اُن کی نگاہ جا چکی تھی، ثقہ اور بلند و عالی مرتبہ فقیہ و امام و کثیر الحدیث و متقی تھے، اُن کی کنیت ابو محمد تھی۔

عبیداللہ بن محمد ۱۴۴

ابن ابی بکرؓ الصدیق، اُن کی والدہ ام ولد تھیں جن کا نام سودہ تھا، عبیداللہ

یوم الحرہ میں ذی الحجہ ۶۳ھ میں مقتول ہوئے، اُن کا کوئی پس ماندہ نہ تھا۔

عبداللہ بن عبدالرحمٰن

ابن ابی بکر الصدیقؓ، اُن کی والدہ قریبۂ صغریٰ بنت ابی امیہ بن المغیرہ بن عبداللہ ابن عمر بن مخزوم تھیں، اُن کی خالہ ام سلمہ زوجۂ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھیں۔

عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ کے یہاں ابوبکر و طلحہ و عمران و عبدالرحمٰن پیدا ہوئے، نفیسہ، جن سے ولید بن عبدالملک بن مروان نے نکاح کیا اور ام فروہ اُن سب کی والدہ عائشہ بنت طلحہ بن عبیداللہ تھیں، عائشہؓ کی والدہ ام کلثوم بنت ابی بکر الصدیقؓ تھیں۔

ام ابیہا بنت عبداللہ اُن کی والدہ مریم بنت عبداللہ بن عقال العُقیلی تھیں۔

عبداللہ بن محمد

ابن عبدالرحمٰن بن ابی بکر الصدیقؓ، یہ وہی تھے جنھیں ابن ابی عتیق کہا جاتا تھا، ان کی والدہ رُمیثہ بنت الحارث بن حُذیفہ بن مالک بن ربیعہ بن ابی یا بن مالک بن علقمہ ابن فراس بنی کنانہ میں سے تھیں۔

عبداللہ بن محمد کے یہاں محمد و ابوبکر و عثمان و عبدالرحمٰن و عمرو و عاتکہ و عائشہ و زینب پیدا ہوئیں، جن کی والدہ ام ابیہا بنت عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر الصدیقؓ تھیں۔

عائشہ بنت عبداللہ، کہا جاتا ہے کہ اُن کا نام ام کلثوم تھا، اُن کی والدہ ام ولد

تھیں۔
آمنہ بنت عبداللہ، اُن کی والدہ ام اسحاق بنت طلحہ بن عبیداللہ بن عثمان التیمی تھیں ام اسحاق کی اخیافی بہن فاطمہ بنت حسینؓ بن علیؓ بن ابی طالب تھیں۔

سالم بن عبداللہ

ابن عمرؓ بن الخطاب بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن ریاح بن عبداللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوئی، اُن کی والدہ ام ولد تھیں۔ سالم کی کنیت ابوعمر تھی۔
۱۴۵ سالم کے یہاں عمرو ابوبکر پیدا ہوئے جن کی والدہ ام الحکم بنت یزید بن عبدقیس تھیں۔

عاصم و جعفر و حفصہ و فاطمہ جن کی والدہ ام ولد تھیں۔

عبدالعزیز و زید، ان دونوں کی والدہ بھی ام ولد تھیں۔

محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ سالم کی کنیت ابوعمر تھی، ابن ابی فدیک نے کہا کہ محمد بن ہلال نے اُن سے ملاقات کی اور مسائل پوچھے تھے۔

محمد بن سعد نے کہا کہ سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ عمر کی اولاد میں سب سے زیادہ اُن کے مشابہ عبداللہ تھے، اور عبداللہ کی اولاد میں سب سے زیادہ اُن کے مشابہ سالم تھے۔

عطاء بن السائب سے مروی ہے کہ حجاج (بن یوسف) نے سالم بن عبداللہ کو تلوار دی اور ایک شخص کو قتل کرنے کا حکم دیا، سالم نے اُس شخص سے پوچھا کہ کیا تم مسلمان ہو، اُس نے کہا، ہاں، آپ اُس کام کو جاری کیجئے جس کا آپ کو حکم دیا گیا ہے، پوچھا کیا تم نے صبح کی نماز پڑھی ہے، اس نے کہا جی ہاں۔

سالم حجاج کے پاس واپس گئے، تلوار اس کے آگے پھینک دی اور کہا کہ اُس شخص نے بیان کیا کہ مسلمان ہے اور آج صبح کی نماز پڑھی ہے، رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے نماز صبح پڑھی تو وہ اللہ کی ذمہ داری میں ہے،

حجاج نے کہا کہ ہم اُسے نماز صبح پر قتل نہیں کرتے تھے، وہ اُن لوگوں میں سے ہے جنھوں نے قتل عثمانؓ پر مدد کی تھی، سالم نے کہا کہ یہاں مجھ سے زیادہ عثمانؓ سے محبت کرنے والا کون ہے،

اس کی خبر عبداللہ بن عمرؓ کو ہوئی تو فرمایا کہ سالم نے کیا کیا، لوگوں نے کہا کہ انھوں نے یہ یہ کیا، ابن عمرؓ نے فرمایا کہ عقلمند ہے، عقلمند ہے،

خالد بن ابی بکر سے مروی ہے کہ مجھے یہ معلوم ہوا کہ عبداللہ بن عمرؓ کو سالم کی محبت میں ملامت کی جاتی تو وہ کہتے

یلوموننی فی سالم والومہم　　٭　　وجلدۃ بین العین والانف سالم

سالم کے بارے میں لوگ مجھے ملامت کرتے ہیں اور میں انھیں ملامت کرتا ہوں۔ سالم تو ایسے ہیں جیسے آنکھ اور ناک کی درمیانی کھال)

حنظلہ سے مروی ہے کہ سالم بن عبداللہ کی انگوٹھی چاندی کی تھی جو اُن کے بائیں ہاتھ کی خنصر میں تھی اس کا نقش سالم بن عبداللہ تھا۔

خالد بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ میں نے سالم بن عبداللہ کو اپنے بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنے دیکھا۔

خالد سے مروی ہے کہ میں نے سالم کو اس طرح دیکھا کہ ہاتھ میں انگوٹھی تھی حالانکہ وہ حالت احرام میں تھے۔

محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ میں نے سالم بن عبداللہ کو دیکھا کہ اپنی مونچھیں

۱۳۶ بالکل نہیں کترتے تھے، اُس میں سے اچھی طرح کترتے تھے۔

محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ میں نے سالم کو دیکھا کہ اپنی ڈاڑھی زرد رنگتے تھے۔

ابو الغصن سے مروی ہے کہ میں نے سالم کے سر اور ڈاڑھی کو سفید دیکھا۔

خالد سے مروی ہے کہ میں نے سالم کے سر اور ڈاڑھی کو سفید دیکھا۔

محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ میں نے سالم کو خضاب کرتے نہیں دیکھا۔

خالد بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ میں نے سالم کے سر پر سفید ٹوپی دیکھی اور میں نے اُن کے سر پر سفید عمامہ دیکھا جس کا ایک بالشت سے زیادہ حصہ وہ اپنے پیچھے لٹکاتے تھے

امام دار معقلہ سے مروی ہے کہ میں نے سالم بن عبداللہ کے بدن پر کتان کا کرتا دیکھا جو آگ کی طرح (سرخ) تھا

داؤد بن سنان مولائے عمر بن تمیم العکلی سے مروی ہے کہ میں نے سالم بن عبداللہ کو دیکھا کہ اُن کے بدن پر آدھی پنڈلی تک کا کرتا تھا۔

عبدالرحمٰن بن ابی الموال سے مروی ہے کہ میں نے سالم بن عبداللہ کو دیکھا کہ کتان کا کرتا اور چادر استعمال کرتے تھے۔

ایوب سے مروی ہے کہ سالم نے ایک کرتے اور ایک جبے میں جس کے اوپر انھوں نے تہبند باندھ لی تھی ہماری امامت کی۔

نافع سے مروی ہے کہ سالم بن عبداللہ عبداللہ کے زمانے میں ارغوانی (سرخ) چارجامے پر سوار ہوتے تھے۔

عطاف بن خالد سے مروی ہے کہ میں نے سالم بن عبداللہ کو دیکھا کہ ایسی چھوٹی تہبند باندھتے تھے جس کا حاشیہ نہ ہوتا تھا حالانکہ اُن کا شکم فراخ تھا۔

کثیر بن زید سے مروی ہے کہ میں نے سالم بن عبداللہ کو دیکھا کہ ایک کرتا پہنے نماز پڑھتے، گھنڈیاں کھلی ہوتیں۔

اُسامہ بن زید سے مروی ہے کہ میں نے سالم بن عبداللہ کے کرتے میں گھنڈی نہیں دیکھی، نہ جاڑے میں نہ گرمی میں۔

فطر سے مروی ہے کہ میں نے سالم کو تہبند کھولے ہوئے دیکھا۔

عبدالملک بن قدامہ سے مروی ہے کہ میں نے سالم بن عبداللہ کو اس طرح نماز پڑھتے دیکھا کہ اُن کے کرتے کی گھنڈیاں کھلی ہوئی تھیں۔

عبدالملک بن قدامہ الجمحی سے مروی ہے کہ میں نے سالم کو اپنے کرتے کی گھنڈیاں کھول کر نماز پڑھتے دیکھا۔

عبدالرحمٰن بن ابی الموال سے مروی ہے کہ میں نے سالم بن عبداللہ کو اسطرح ۱۴

مسجد سے نکلتے دیکھا کہ ان کی گھنڈی کھلی ہوئی تھی۔

خالد بن ابی بکرؒ سے مروی ہے کہ میں نے سالم بن عبداللہ کو کرتے کی گھنڈیاں کھولے ہوئے دیکھا۔

خالد بن ابی بکرؒ سے مروی ہے کہ میں نے سالم بن عبداللہ کو دیکھا کہ بحالت احرام اکثر اپنی پشت دھوپ میں رکھتے۔

محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ میں نے سالم بن عبداللہ کو مکے کے راستے پر حج میں بحالت احرام دیکھا، وہ تلبیہ (لبیک لبیک الخ) کہہ رہے تھے حالانکہ پشت کھولے ہوئے اور چادر اپنی رانوں پر ڈالے ہوئے تھے میں نے دیکھا کہ انکی کھال آفتاب کی وجہ سے اکھڑ رہی تھی۔

موسیٰ بن عقبہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ سالم بن عبداللہ کے ساتھ عمرے کے سفر سے واپس آئے، جب وہ ایسے سواروں سے ملتے تھے جو تہلیل (لا الہ الا اللہ) کہہ رہے تھے تو وہ اور ان کے ساتھی تکبیر کہتے۔

سلیمان بن ابی الربیع سے مروی ہے کہ میں سالم بن عبداللہ کے پاس گیا، دیکھا کہ بیٹھے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے، قیام چوزانو ہو کر کرتے اور جب جلوس کا ارادہ کرتے تو دوزانو بیٹھ جاتے۔

خالد بن ابی بکرؒ سے مروی ہے کہ میں نے سالم کو دیکھا کہ ان کی جوتی کا تسمہ ٹوٹ جاتا تو وہ درست کر کے ایک ہی جوتی پہنے چلتے، جب اس باب میں کہا جاتا تو کہتے کہ اس سے مجھے کیا ضرر پہنچا، کبھی ایسا بھی ہوتا کہ کھجور کی چھال کا تسمہ بنا لیتے۔

خالد بن ابی بکرؒ سے مروی ہے کہ سالم گھر میں آتے تھے اور ہم لوگوں کو کھیلتا ہوا پاتے تھے، حالانکہ ہم لوگ بچے تھے مگر وہ ہمیں اپنی چادر کے کنارے سے مارتے تھے۔

خالد بن ابی بکرؒ سے مروی ہے کہ میں نے دیکھا کہ سالم صبح ہی کو صدقۂ فطر کی کھجوریں لیے جاتے، اور نوحہ کرنے والی عورتوں کو ناپسند کرتے۔

خالد بن ابی بکرؒ سے مروی ہے کہ میں نے سالم کی بیٹی کی ایک چھوٹی سی چھلنی دیکھی جس سے وہ ان کے سامنے کھیلتی تھیں۔

عبدالرحمٰن بن المجبر سے مروی ہے کہ ہم لوگ سالم بن عبداللہ کے آغوش میں

میں یتیم تھے، وہ ہمارے پرانے کپڑے جمع کر کے کسی چیز میں پوشیدہ کر دیتے تھے

ابو عبد الملک مروان بن جبر البزاز سے مروی ہے کہ سالم بن عبد اللہ ہمارے پاس سات گز کے کپڑے کی تلاش میں آئے، میں نے اُن کے سامنے کپڑا پھیلا دیا، اتفاق سے وہ سات گز سے کم تھا، انھوں نے کہا کہ کیا تم نے مجھ سے کہا نہ تھا کہ سات گز کا ہے، میں نے کہا ہم لوگ اس کا اسی طرح نام رکھ لیتے ہیں، انھوں نے کہا کہ اسی طرح تو جھوٹ ہو جاتا ہے۔

۱۴۸ عکرمہ بن عمار سے مروی ہے کہ میں نے سالم کو اُن قدریوں پر لعنت کرتے سنا جو قدر (تقدیر) کی تکذیب کرتے ہیں تاوقتیکہ وہ لوگ اس (قدر) کے خیر و شر پر ایمان نہ لائیں (یعنی یہ نہ کہیں کہ بھلائی اور برائی سب اللہ ہی کی طرف سے ہے)۔

عکرمہ بن عمار سے مروی ہے کہ میں نے سالم کو دیکھا کہ جماعت کے قصہ گو وغیرہ کے پاس نہیں آتے تھے۔

موسیٰ المعلم سے مروی ہے کہ میں نے سالم بن عبد اللہ کو دیکھا کہ ہتھیلیاں بھر بھر کے کھجوریں کھاتے تھے۔

عطاف بن خالد سے مروی ہے کہ میں سالم بن عبد اللہ کے ساتھ کھڑا تھا، ان کے پاس ایک لڑکے کو لایا گیا جس کے ہمراہ اور بھی لڑکے تھے مگر ان سب میں سخت تر وہی تھا، اس نے اپنی تہمد سے ایک تاگا گھسیٹا اور کاٹ کے اُسے اپنی دو انگلیوں کے درمیان جمع کیا، اس میں دو یا تین مرتبہ پھونکا، پھر اُسے کھینچا تو بالکل درست تھا کوئی نقص نہ تھا، سالم نے کہا کہ اگر اس کے معاملے کا مجھے کچھ اختیار ہوتا تو میں اسے سولی دے دیتا۔

خالد بن القاسم البیاضی سے مروی ہے کہ میں نے سالم بن عبد اللہ کی آستینوں کو دیکھا کہ اُن کی انگلیوں کے برابر تھیں۔

عبید اللہ بن عمر بن حفص سے مروی ہے کہ سالم قرآن کی تفسیر نہیں کرتے تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ سالم نے ابو ایوب الانصاری اور ابوہریرہ اور اپنے والد سے روایت کی ہے، میں نے عبد اللہ بن محمد بن ابی بکر کو سنا ہے کہ وہ تعمیر کعبہ

کے بارے میں اپنے والد کو عائشہؓ کی روایت سناتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری قوم نے ابراہیمؑ کی بنیادوں میں کمی کر دی، سالم ثقہ وکثیر الحدیث متقی اور بلند مرتبہ لوگوں میں سے تھے۔

عبیداللہ بن عمر بن حفص سے مروی ہے کہ یوم عرفہ میں ہشام بن عبدالملک نے سالم بن عبداللہ کو صرف دو کپڑوں میں دیکھا، اور اچھی حالت میں پایا، پوچھا کہ اے ابو عمر تمہاری غذا کیا ہے، انھوں نے کہا کہ روٹی اور روغن زیتون، ہشام نے کہا کہ روٹی اور روغن زیتون سے تمہاری طبیعت کیسے بھرتی ہے۔ انھوں نے کہا کہ میں اس میں خمیر کر دیتا ہوں، جب مجھے اس کی اشتہا ہوتی ہے تو کھا لیتا ہوں، راوی نے کہا کہ اسی روز سالم کو بخار آ گیا اور مدینے آنے تک برابر بخار میں مبتلا رہے۔

عبدالحکیم بن عبداللہ بن ابی فروہ سے مروی ہے کہ سالم بن عبداللہ کی وفات آخر ذی الحجہ ۱۰۶ھ میں ہوئی، اس روز ہشام بن عبدالملک (خلیفہ) مدینے ہی میں تھا، اس نے اس سال لوگوں کو حج کرایا تھا، پھر وہ مدینے آیا تو سالم بن عبداللہ کی وفات میں شریک ہو گیا، اسی نے ان پر نماز پڑھی۔

خالد بن القاسم سے مروی ہے کہ ہشام بن عبدالملک نے لوگوں کی کثرت کی وجہ سے سالم بن عبداللہ کی نماز جنازہ بقیع میں پڑھی، جب ہشام نے بقیع میں بھی ان کی کثرت دیکھی تو اس نے ہشام بن ابراہیم المخزومی کو حکم دیا کہ ان میں سے چار ہزار آدمی جہاد کے لئے منتخب کر لئے جائیں، اس سال کا نام عام الاربعۃ آلاف یعنی سال چار ہزار رکھ دیا گیا، جب لوگ گرمائی لشکر میں داخل ہوتے تو چار ہزار آدمی مدینے
١٤٩ سے ساحلوں کی طرف روانہ ہو جاتے اور لوگوں کی واپسی اور ان کے گرمائی لشکر سے نکلنے تک وہیں رہتے۔

ابو سلمہ بن عبیداللہ بن عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ جس روز سالم بن عبداللہ کی وفات ہوئی میں نے جعفر بن سالم بن عبداللہ کو دیکھا کہ انھوں نے اپنی چادر اتار دی اور صرف کرتا پہنے ہوئے روانہ ہوئے مجھے قاسم بن محمد نے ان کے پاس بھیجا کہ تم ان سے کہو کہ اپنی چادر اوڑھ لیں، قاسم کی بصارت اس زمانے میں جا چکی تھی، مگر انھیں اس (چادر اتارنے) کی

اطلاع کر دی گئی تھی۔

عبداللہ بن عبداللہ

ابن عمرؓ بن الخطاب بن نفیل بن عبد العزیٰ بن ریاح بن عبداللہ بن قرط ابن رزاح بن عدی بن کعب بن لوی، اُن کی والدہ صفیہ بنت ابی عبید بن مسعود ابن عمرو بن عمیر بن عوف بن عقدہ بن غیرہ بن عوف بن قسی تھیں، اور یہی قسی ثقیف تھے، صفیہ کی والدہ عاتکہ بنت اسید بن ابی العیص بن امیہ تھیں اور عاتکہ کی والدہ زینب بنت ابی عمرو بن امیہ تھیں۔

عبداللہ بن عبداللہ کے یہاں عمر پیدا ہوئے، اُن کی والدہ ام سلمہ بنت المختار بن ابی عبید بن مسعود تھیں،

عبدالحمید و عبدالعزیز والی مدینہ اور عبدالرحمٰن و ابراہیم اور ام ابراہیم ان سب کی والدہ ام عبداللہ بنت عبدالرحمٰن بن زید بن الخطاب تھیں،

ریاح بن عبداللہ، ان کی والدہ حبابہ بنت عبداللہ بن عیاش بن ابی ربیعہ تھیں، عبداللہ بن عبداللہ بن عمرؓ اپنے والد عبداللہ بن عمرؓ کے وصی تھے۔

نافع سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عبداللہ بن عمرؓ خز کا لباس پہنتے تھے، ابن عمرؓ اپنا ہاتھ اُن پر رکھ کر تکیہ لگاتے اور اُس خز کے کپڑے پر اعتراض نہ کرتے تھے۔

محمد بن عمرؓ نے کہا کہ عبداللہ کی وفات ہشام بن عبدالملک کی خلافت کے شروع میں مدینے میں ہوئی ثقہ وقلیل الحدیث تھے۔

عبیداللہ بن عبداللہ

ابن عمرؓ بن الخطاب، اُن کی والدہ ام ولد تھیں، وہی سالم بن عبداللہ

کی والدہ بھی تھیں۔

عبید اللہ بن عبد اللہ کے یہاں ابوبکر و عمر و عبد اللہ و محمد و ام عمر پیدا ہوئیں، ان سب کی والدہ عائشہ بنت عبد الرحمن بن ابی بکر الصدیقؓ تھیں۔

قاسم بن عبد اللہ اور ابو عبیدہ و عثمان و ابو سلمہ و زید و عبد الرحمن و حمزہ و جعفر، یہ دونوں (حمزہ و جعفر) توام (جڑواں) تھے، اور قریبہ و اسماء، ان سب کی والدہ ام عبد اللہ بنت القاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیقؓ تھیں۔ 150

اسماعیل ایک ام ولد سے تھے۔

خالد بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ عبید اللہ بن عبد اللہ کی کنیت ابوبکر تھی۔

خالد بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ میں نے عبید اللہ بن عبد اللہ کے سر پر سفید ٹوپی دیکھی اور عمامہ دیکھا جسے وہ اپنے پیچھے ایک بالشت سے زیادہ لٹکاتے تھے۔

عیسیٰ بن حفص سے مروی ہے کہ میں نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمرؓ کے جسم پر کسم کی رنگی ہوئی دو چادریں دیکھیں جن میں وہ بعد عصر جاتے اور انھیں میں عشاء میں آتے۔

محمد بن عمرؓ نے کہا کہ عبید اللہ بن عبد اللہ جیسا کہ لوگ بیان کرتے ہیں عبید اللہ ابن عبد اللہ سے عمر میں زیادہ تھے، ان سے زہری نے روایت کی ہے۔

خالد بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ میں نے سالم کو دیکھا کہ عبید اللہ بن عبد اللہ ابن عمرؓ کے پاس حاضر تھے، عبید اللہ کی قبر پر ایک خیمہ تھا اور پانی چھڑکا ہوا تھا۔ ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

حمزہ بن عبد اللہ

ابن عمرؓ بن الخطاب، ان کی والدہ ام ولد تھیں، وہی سالم بن عبد اللہ کی

تیمی والدہ تھیں، حمزہ کی کنیت ابو عمارہ تھی، زہری نے اُن سے روایت کی ہے، ثقہ وقلیل الحدیث تھے۔

حمزہ بن عبداللہ کے یہاں عمر وام المغیرہ وعبیدہ پیدا ہوئیں، ان سب کی والدہ ام حکیم بنت المغیرہ بن الحارث بن ابی ذؤیب تھیں۔

عثمانؓ وصفاؓ ہیں وام عمرو وام کلثوم وابراہیم وام سلمہ وعائشہ ولیلی مختلف امہات اولاد سے پیدا ہوئیں۔

زید بن عبداللہ

ابن عمرؓ بن الخطاب، اُن کی والدہ ام ولد تھیں۔

زید بن عبداللہ کے یہاں محمد وام حبیب وام زید وفاطمہ پیدا ہوئیں، ان سب کی والدہ ام حکیم بنت عبیداللہ بن عمرؓ بن الخطاب تھیں۔

عبداللہ بن زید وابراہیم وعمر وفاطمہ وحفصہ پیدا ہوئیں، ان سب کی والدہ ام ولد حکیمہ تھیں۔

سودہ بنت زید ام ولد یمانیہ سے پیدا ہوئیں۔

زید عبداللہ بن عمرؓ کے سب سے بڑے بیٹے تھے، وہ انھیں اُن کی حیات ہی میں چھوڑ کر کوفے آگئے اور وہیں مقیم ہوگئے، اُن کی وفات بھی وہیں ہوئی ہے اور کوفے میں اُن کی پس ماندہ اولاد تھی۔

۱۱۵۱ بلال بن عبداللہ

ابن عمرؓ بن الخطاب، اُن کی والدہ ام ولد تھیں۔

بلال کے یہاں عبدالرحمن پیدا ہوئے ان کی والدہ ام سعید بنت ابی نعیم ابن عامر بن یسار بن ضبیعہ قبیلۂ خزاعہ میں سے تھیں۔

واقد بن عبداللہ

ابن عمرؓ بن الخطاب، ان کی والدہ صفیہ بنت ابی عبید بن مسعود ثقفی تھیں واقد بن عبداللہ کے یہاں عبداللہ پیدا ہوئے ان کی والدہ امۃ اللہ بنت عبداللہ بن عیاش بن ابی ربیعہ بن المغیرہ بنی مخزوم میں سے تھیں۔

زہری سے مروی ہے کہ واقد بن عبداللہ کی وفات بحالت احرام السقیا میں ہوئی، ابن عمرؓ نے انہیں پانچ کپڑوں میں کفن دیا جن میں کرتا اور عمامہ بھی تھا۔

عبداللہ بن نافع نے اپنے والد سے روایت کی کہ واقد بن عبداللہ کی وفات السقیا میں ہوئی، ابن عمرؓ نے ان پر نماز پڑھ کر انہیں دفن کر دیا، پھر اعراب کو بلایا اور سبق دینے لگے، میں نے کہا کہ آپ نے ابھی ابھی واقد کو دفن کیا اور آپ اعراب کو سبق دیتے ہیں، فرمایا کہ اے نافع تم پر افسوس ہے، تم جب اللہ کو دیکھو کہ وہ کسی امر پر غالب آگیا تو اس سے غافل ہو جاؤ۔

محمد بن جبیر

ابن مطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف بن قصی ان کی والدہ قتیلہ بنت عمرو ابن الارزق بن قیس بن النعمان بن معدی کرب بن کلب بن کنانہ بن تیم بن اسامہ بن مالک بن بکر بن حبیب بن عمرو بن غنم بن تغلب بن وائل تھیں۔

محمد بن جبیر کے یہاں سعید پیدا ہوئے انہیں سے انکی کنیت تھی اور ام سعید و ام سلیمان و ام حبیب و ام عثمان وحمیدہ، ان سب کی والدہ فاختہ بنت عدی الاصغر بن الخیار بن عدی بن نوفل بن عبد مناف تھیں۔

سہلہ بنت محمد ان کی والدہ ام سعید بنت عیاض بن عدی بن الخیار بن عدی تھیں۔

عمر بن محمد و ایوب و ابان و ابو سلیمان، ان سب کی والدہ ام ایوب بنت سعد بن ابی وقاص تھیں۔

جبیر بن محمد، ان کی والدہ کبیشہ بنت شرحبیل بن عریب بن عبد کلال تھیں۔

عبد الرحمٰن و عبد اللہ و حمیدہ امہات اولاد سے تھیں۔

عبد الرحمٰن بن ابی الزناد سے مروی ہے کہ محمد بن جبیر اور ان کے بھائی

152 نافع بن جبیر مدینے میں اپنے والد کے مکان میں رہتے تھے، محمد کی وفات سلیمان بن عبد الملک کے عہد خلافت میں ہوئی۔

ابی مالک الحمیری سے مروی ہے کہ میں نے نافع بن جبیر کو جس روز ان کے بھائی محمد بن جبیر کی وفات ہوئی دیکھا کہ اپنی چادر پشت سے اتارے ہوئے جا رہے تھے، راوی نے کہا کہ محمد ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

نافع بن جبیر

ابن مطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف بن قصی، ان کی والدہ ام قتال بنت نافع بن ضریب بن نوفل تھیں۔

نافع بن جبیر کے یہاں محمد و عمر و ابو بکر پیدا ہوئے، ان سب کی والدہ ام سعید بنت عیاض بن عدی بن الخیار بن عدی بن نوفل تھیں۔

علی بن نافع، ان کی والدہ میمونہ بنت عبد اللہ بن العباس بن عبد المطلب ابن ہاشم تھیں، نافع کی کنیت ابو محمد تھی۔

ولید بن عبد اللہ بن جمیع سے مروی ہے کہ میں نے نافع بن جبیر کو دیکھا کہ

سیاہی کا خضاب لگاتے تھے۔

عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن موہب سے مروی ہے کہ میں نے نافع بن جبیر کو دیکھا کہ سیاہی کا خضاب لگاتے تھے۔

ابو الغصن ثابت بن قیس سے مروی ہے کہ میں نے نافع بن جبیر کو اپنے دانتوں کو سونے کے کھیروں سے باندھے ہوئے دیکھا۔

ابو الغصن سے مروی ہے کہ میں نے نافع بن جبیر کو دیکھا کہ سوائے سفید کے اور کوئی رنگ نہیں پہنتے تھے۔

ابو الغصن سے مروی ہے کہ میں نے نافع بن جبیر کو دیکھا کہ سفید عمامہ اور بے استر کی ٹوپی پہنتے تھے۔

موسیٰ بن عبیدہ سے مروی ہے کہ میں نے نافع بن جبیر کو دیکھا کہ خز پہنتے تھے۔

نافع بن جبیر سے مروی ہے کہ مجھ سے کہا گیا، لوگ کہتے ہیں کہ گویا میں تکبر کرتا ہوں، واللہ میں گدھے پر سوار ہوا ہوں کملی استعمال کی ہے اور بکری کا دودھ دوہا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے یہ افعال کئے اس میں ذرا بھی کبر نہیں۔

۱۵۳ عمران بن موسیٰ سے مروی ہے کہ نافع بن جبیر بن مطعم حج کو پیادہ جاتے تھے حالانکہ اُن کی سواری کجاوہ کسی ہوئی اُن کے پیچھے ہوتی تھی۔

جویریہ ابن اسماء و عبداللہ بن جعفر بن نجیح سے مروی ہے کہ نافع بن جبیر علاء بن عبدالرحمٰن الحرقی کے حلقۂ درس میں بیٹھے جو لوگوں کو پڑھا رہے تھے، جب فارغ ہوئے تو نافع نے کہا کہ تم لوگ جانتے ہو کہ میں تمھارے پاس کیوں بیٹھا، لوگوں نے کہا کہ آپ اس لئے بیٹھے کہ (درس) سنیں۔ انھوں نے کہا نہیں میں اس لئے تم لوگوں کے پاس بیٹھا کہ تمھارے پاس بیٹھنے سے اللہ کے آگے تواضع کروں۔

دوسرے راوی نے کہا کہ نماز کا وقت آگیا تو نافع نے ایک شخص کو (امامت کے لئے) آگے کر دیا، جب نماز پڑھ لی تو کہا کہ تم جانتے ہو کہ میں نے تمھیں کیوں آگے کر دیا، اُس نے کہا کہ آپ نے اس لئے مجھے آگے کر دیا کہ میں آپ لوگوں کو نماز پڑھاؤں۔ انھوں نے کہا نہیں، میں نے تمھیں اس لئے آگے کر دیا تھا کہ میں تمھارے پیچھے نماز پڑھنے سے اللہ کے آگے تواضع کروں۔

عبدالرحمٰن بن ابی الزناد سے مروی ہے کہ نافع بن جبیر کی وفات مدینے میں ۹۹ھ میں آخر خلافت سلیمان بن عبدالملک میں ہوئی، نافع نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے، ثقہ تھے، ان کی اکثر حدیثیں اپنے بھائی سے ہیں۔

ابوبکر بن عبدالرحمٰن

ابن الحارث بن ہشام بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم، ان کی والدہ فاختہ بنت عتبہ بن سہیل بن عمرو بن عبدشمس بن عبد ود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی تھیں۔

ابوبکر کے یہاں عبدالرحمٰن پیدا ہوئے جن کی نسل ختم ہوگئی عبداللہ وعبدالملک وہشام جن کا کوئی بقیہ نہ تھا، سہیل جن کا کوئی بقیہ نہ تھا اور حارث ومریم، ان سب کی والدہ سارہ بنت ہشام بن الولید بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھیں۔

ابوسلمہ جن کا کوئی بقیہ نہ تھا اور عمر وام عمرو جن کا نام رُبیحہ تھا، ان سب کی والدہ قریبہ بنت عبداللہ بن زمعہ بن الاسود بن المطلب بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی تھیں قریبہ کی والدہ زینب بنت ابی سلمہ بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمر ابن مخزوم تھیں اور زینب کی والدہ ام سلمہؓ بنت ابی امیہ بن المغیرہ زوجہ نبی علیہ السلام تھیں۔

فاطمہ بنت ابی بکرؓ، اُن کی والدہ رُتیبہ بنت الولید بن کلیبہ بن قیس بن عاصم المنقری تھیں۔

محمد بن عمرؓ نے کہا کہ ابوبکرؓ عمرؓ بن الخطاب کی خلافت میں پیدا ہوئے اُن کی بزرگی اور کثرت نماز کی وجہ سے اُنھیں راہب قریش کہا جاتا تھا، بینائی جاتی رہی تھی، اُن کا کوئی نام نہ تھا، کنیت ہی سے پکارے جاتے تھے، جنگ جمل میں وہ اور عروہ بن الزبیر چھوٹے سمجھ کر واپس کر دیے گئے، ابومسعود الانصاری وعائشہؓ وام سلمہؓ سے روایت کیا

تھے اور وہ ثقہ و فقیہ و کثیر الحدیث و عالم و عاقل و بلند مرتبہ و سخی تھے۔

ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ میں نے ابوبکر بن عبدالرحمٰن کے جسم پر خز کی چادر دیکھی۔ ۱۵۴

محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ میں نے ابوبکر بن عبدالرحمٰن کو دیکھا کہ اپنی مونچھیں بالکل نہیں کترواتے تھے بلکہ خوبی کے ساتھ کترتے تھے۔

عثمان بن محمد سے مروی ہے کہ عروہ نے بنی مصعب کے مالوں میں سے کوئی مال ابوبکر بن عبدالرحمٰن کے پاس بطور امانت رکھ دیا، کل مال یا اس کا کچھ حصہ ابوبکر کے پاس ضائع ہوگیا، عروہ نے کہلا بھیجا کہ آپ پر تاوان نہیں ہے، آپ تو صرف امین تھے، ابوبکر نے کہا کہ مجھے بھی معلوم ہے کہ مجھ پر تاوان نہیں ہے لیکن آپ ایسے نہ تھے کہ قریش سے بیان کرتے کہ میری امانت برباد گئی، انھوں نے اپنا کوئی مال فروخت کرکے ادا کر دیا۔

عبدالحکیم بن عبداللہ بن ابی فروہ سے مروی ہے کہ ابوبکر بن عبدالرحمٰن اپنے غسل خانے میں داخل ہوئے، اسی میں ناگہانی طور پر ان کی وفات ہوگئی۔

عبداللہ بن جعفر سے مروی ہے کہ ابوبکر بن عبدالرحمٰن نے عصر کی نماز پڑھی اور غسل خانے میں داخل ہوئے، گر پڑے تو کہنے لگے کہ واللہ مجھے اس دن کے شروع میں کوئی چیز حادث نہیں ہوئی، راوی نے کہا کہ مجھے معلوم نہ ہوا کہ ان کی وفات تک سورج غروب ہوگیا تھا، یہ ۹۴ھ میں مدینے میں ہوا، محمد بن عمر نے کہا کہ اس سال کو فقہاء کی کثرت وفات کی وجہ سے سال فقہاء کہا جاتا تھا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عبدالملک بن مروان ابوبکر بن عبدالرحمٰن کی بہت تعظیم و تکریم کرتا تھا، اس نے ولید و سلیمان کو ان کے اکرام کی وصیت کی تھی، عبدالملک نے کہا کہ اہل مدینہ ہمارے یہاں بڑا اثر پیدا کرتے ہیں، میں ان کے ساتھ کسی امر کے کرنے کا قصد کرتا ہوں مگر ابوبکر بن عبدالرحمٰن کو یاد کرکے ان سے شرماتا ہوں اور اس امر کو ترک کر دیتا ہوں۔

عکرمہ بن عبدالرحمٰن

ابن الحارث بن ہشام بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم، اُن کی والدہ فاختہ بنت عتبہ بن سُہیل بن عمرو بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوئی تھیں۔

عکرمہ بن عبدالرحمٰن کے یہاں عبداللہ اکبر پیدا ہوئے، اُن کی والدہ عائکہ بنت عبداللہ بن عبداللہ بن ابی امیہ بن المغیرہ تھیں۔

محمد، اُن کی والدہ ام سلمہ بنت عبداللہ بن ابی عمرو بن حفص بن المغیرہ تھیں۔

عبداللہ اصغر و حارث، ان دونوں کی والدہ دختر عبداللہ بن ابی عمرو بن حفص بن المغیرہ تھیں۔ ۱۵۵

عثمان، اُنکی والدہ ام عبدالرحمٰن بنت عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن ربیعہ بن الاسود تھیں۔

ام سعید بنت عکرمہ ام ولد سے تھیں۔

عکرمہ کی کنیت ابوعبداللہ تھی، اُن کی وفات یزید بن عبدالملک کی خلافت میں مدینے میں ہوئی، ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

محمد بن عبدالرحمٰن

ابن الحارث بن ہشام بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم، اُن کی والدہ فاختہ بنت عتبہ بن سُہیل بن عمرو تھیں۔

محمد بن عبدالرحمٰن کے یہاں قاسم و فاختہ پیدا ہوئیں، ان دونوں کی والدہ

ام علی بنت یسار بن قیس بن الحارث بنی الحارث بن عبد مناۃ بنی کنانہ میں سے تھیں۔
خالد و ابوبکر و سلمہ و ہشام و حنتمہ و ام حکیم، ان سب کی والدہ ام سلمہ بنت عبداللہ ابن ابی احمد بن جحش تھیں۔
زہری نے محمد بن عبدالرحمن سے روایت کی ہے، وہ ثقہ وقلیل الحدیث تھے۔

مغیرہ بن عبدالرحمن

ابن الحارث بن ہشام بن المغیرہ، اُن کی والدہ سُعدیٰ بنت عوف بن خارجہ ابن سنان بن ابی حارثہ بن مُرّہ بن نُشبہ بن غَیظ بن مُرّہ تھیں، مغیرہ کی کنیت ابو ہاشم تھی،
مغیرہ بن عبدالرحمن کے یہاں حارث و معاویہ و سعدیٰ پیدا ہوئیں،
ان سب کی والدہ ام البنین بنت حبیب بن یزید بن الحارث بنی مُرّہ کی تھیں۔
عُیَینہ و ام البنین، ان دونوں کی والدہ فارعہ بنت سعید بن عُیَینہ بن حِصن بن حذیفہ ابن بدر الفزاری تھیں۔
ابراہیم و یَسَع ایک ام ولد سے تھے اور یحییٰ و سلمہ ایک ام ولد سے،
عبدالرحمن و ہشام و ابوبکر، ان تینوں کی والدہ ام یزید بنت الاشعث بنی جعفر ابن کلاب میں سے تھیں۔
عثمان و صدقہ و رُبیحہ، ان سب کی والدہ بہیم بنت صدقہ بن شُعَیث قبیلۂ کلب کے بنی عُلیم بن جناب میں سے تھیں۔
محمد، ان کی والدہ ام خالد بنت خالد بن محمد بن عبداللہ بن زُہیر بن ابی امیہ ابن المغیرہ تھیں۔
ام البنین، ان کی والدہ ام البنین بنت عبداللہ بن حنظلہ بن عبیدہ بن مالک بن جعفر تھیں۔
رَیطہ، اُن کی والدہ فریعہ بنت واقع بن عکمہ بن نجبہ بن ربیعہ بن ریاح تھیں۔

آمنہ، اُن کی والدہ ام ولد تھیں۔

۱۵۶ محمد بن عمر نے کہا کہ مغیرہ بن عبدالرحمٰن کئی مرتبہ مجاہدین کے ساتھ ملک شام گئے وہ اُس لشکر مسلمہ میں تھے جو ملک روم میں روک لیے گئے تھے، یہاں تک کہ اُن لوگوں کو عمر بن عبدالعزیز نے واپس کیا، اُن کی بینائی جاتی رہی، مدینے واپس آگئے اور مدینے ہی میں اُن کی وفات ہوئی، اُنھوں نے یہ وصیت کی تھی کہ اُنھیں شہدائے اُحد کے ساتھ اُحد میں دفن کیا جائے مگر اُن کے متعلقین نے یہ نہیں کیا اور اُنھیں بقیع میں دفن کیا۔ اُن سے روایت کی گئی ہے، ثقہ قلیل الحدیث تھے، البتہ مغازی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے راوی تھے جسے ابان بن عثمانؓ سے حاصل کیا تھا، مغازی کی تعلیم اُن کے ہاں بہت تھی، اور ہمیں تعلیم مغازی کی تاکید بھی کیا کرتے تھے۔

ابوسعید بن عبدالرحمٰن

ابن الحارث بن ہشام بن المغیرہ، اُن کی والدہ ام ہشام بنت الحارث بن عبداللہ بن الحصین ذی الغصہ بنی الحارث بن کعب میں سے تھیں۔

ابوسعید کے یہاں محمد پیدا ہوئے، اُن کی والدہ میمونہ بنت عبیداللہ بن عباس بن عبدالمطلب تھیں۔

ولید، اُنکی والدہ اُمامہ بنت عبداللہ بن الحصین ذی الغصہ الحارثی تھیں۔

ابوسعید خلافت یزید بن معاویہ میں ذی الحجہ ۶۳ھ میں یوم الحرہ میں قتل کیے گئے۔

تابعین

طبقۂ ثانیہ

علی بن الحسینؓ

ابن علیؓ بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم، اُن کی والدہ ام ولد تھیں جن کا نام

غزالہ تھا اُن سے حسین کے بعد زبید مولائے حسین بن علی نے نکاح کیا، اُن سے اُن کے یہاں عبداللہ بن زبید پیدا ہوئے، وہ علی بن الحسین کے اخیافی بھائی تھے۔ اور ان علی بن حسین کی اولاد حسین سے پس ماندہ اولاد تھی۔ اور وہ علی اصغر بن حسین تھے لیکن علی اکبر بن حسین تو کربلا پر اپنے والد کے ساتھ قتل کر دیئے گئے اور ان کی پس ماندہ اولاد نہ تھی چنانچہ علی اصغر بن حسین بن علی کے یہاں الحسن بن علی پیدا ہوئے جو لاولد مر گئے۔ اور حسین اکبر جو لاولد مر گئے۔ اور محمد ابو جعفر فقیہ اور عبداللہ۔ اور ان سب کی والدہ ام عبداللہ بنت الحسن بن علی بن ابی طالب تھیں۔ اور عمر بن علی جو لونڈی بچے تھے قتل کر دیئے گئے جن کو یوسف بن عمر الثقفی نے ہشام بن عبدالملک کے زمانہ خلافت میں قتل کر کے دار پر لٹکا دیا۔ اور علی بن علی و خدیجہ اور ان سب کی والدہ ایک ام ولد تھیں۔ اور حسین اصغر بن علی و ام علی بنت علی اور انھیں کا نام علیہ تھا۔ اور ان دونوں کی والدہ ایک ام ولد تھیں۔ اور کلثم بنت علی و سلیمان کہ جن کی بقیہ اولاد نہ تھی اور ملیکہ چند ام ولد سے تھے۔ اور القاسم و ام الحسن جن کا نام حسنہ تھا اور ام الحسین و فاطمہ چند ام ولد سے تھیں۔

علی بن الحسین اپنے والد کے ساتھ (کربلا میں) تھے، اس وقت تیرہ سال ۱۵۷
کی عمر تھی، اور بحالت بیماری اپنے بستر پر سو رہے تھے، جب حسین علیہ السلام قتل کر دیئے گئے تو شمر بن ذی الجوشن نے کہا کہ انھیں بھی قتل کر دو، اس کے ساتھیوں میں سے ایک شخص نے کہا کہ کیا ہم ایسے نوخیز جوان مریض کو قتل کر دیں جس نے قتال نہیں کیا، عمر بن سعد آگئے، انھوں نے کہا کہ نہ ان عورتوں سے بولو اور نہ اس مریض سے۔

علی بن الحسین نے کہا کہ مجھے انھیں میں سے ایک شخص نے پوشیدہ کر دیا اور خوبی کے ساتھ میری مہمان نوازی کی، میرے ساتھ خاص برتاؤ کیا، جب میں باہر جاتا اور اندر آتا تو رو یا کرتا اور کہتا کہ اگر کسی شخص کے پاس نیکی و وفاداری ہے تو وہ اسی شخص کے پاس ہے۔

بالآخر ابن زیاد کے منادی نے ندا دی کہ خبردار، جو شخص علی بن حسین کو پائے وہ انھیں ہمارے پاس لے آئے، ہم نے اُن کے بارے میں تین سو درہم (پچھتر روپے انعام) مقرر کیا ہے،

واللہ وہ شخص روتا ہوا میرے پاس آیا، میرے ہاتھ گردن کی طرف باندھنے لگا اور کہنے لگا کہ میں ڈرتا ہوں، واللہ وہ مجھے اُن لوگوں کے پاس بندھا ہوا لے گیا، اُن کے حوالے کر دیا اور تین سو درم لے لئے، میں اُن درموں کو دیکھ رہا تھا۔

میں گرفتار کر کے ابن زیاد کے پاس پہنچا دیا گیا، اُس نے کہا کہ آپ کا کیا نام ہے، میں نے کہا علیؓ بن حسینؓ، پوچھا کیا اللہ نے علیؓ کو قتل نہیں کر دیا، میں نے کہا کہ میرے ایک بڑے بھائی تھے جن کا نام بھی علی تھا، انھیں لوگوں نے قتل کر دیا، اس نے کہا، نہیں، اللہ نے انھیں قتل کیا، میں نے کہا کہ "اللہ یتوفی الا نفس حین موتہا" (اللہ جانوں کو اُن کی موت کے وقت لے لیتا ہے)

اُس نے اُن کے قتل کا حکم دیا، زینب بنت علی (ابن ابی طالب) نے چلا کر کہا کہ اے ابن زیاد تجھے ہم لوگوں کے خون (جو تو کر چکا) کافی ہیں، میں اللہ کے واسطے تجھ سے درخواست کرتی ہوں کہ بغیر مجھے اُن کے ساتھ قتل کئے انھیں قتل نہ کرنا، اس نے انھیں چھوڑ دیا۔

حسینؓ کا اسباب اور اُن کے بقیہ متعلقین جب یزید بن معاویہ کے پاس لائے گئے اور وہ لوگ اس کے پاس داخل کئے گئے تو اہل شام میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور کہا کہ ان لوگوں کے قیدی ہمارے لئے حلال ہیں، علیؓ بن حسینؓ نے کہا کہ تو جھوٹا اور ذلیل ہے، یہ تیرے لئے نہیں ہے تاوقتیکہ تو ہماری ملت سے باہر ہو جائے اور ہمارے خلاف دین اختیار کرے،

یزید نے دیر تک کنکھیوں سے دیکھا اور اس شامی سے کہا کہ بیٹھ، اور علیؓ بن حسینؓ سے کہا کہ اگر آپ چاہیں کہ ہمارے پاس قیام کریں تاکہ ہم آپ کے ساتھ احسان کریں اور آپ کے لئے آپ کا حق پہنچائیں تو آپ (قیام) کیجئے اور اگر آپ چاہیں کہ میں آپ کو آپ کے شہر واپس کر دوں اور آپ کے ساتھ احسان کروں (تو میں یہ بھی کر سکتا ہوں۔

علی نے کہا کہ نہیں، مجھے میرے شہر کو واپس کر دو، اس نے انھیں اُن کے شہر واپس کر دیا اور اُن کے ساتھ احسان کیا۔

ابو جعفر سے مروی ہے کہ علیؓ بن الحسینؓ کی کنیت ابو الحسینؓ تھی اور دوسری حدیث

ہیں ہے کہ اُن کی کنیت ابو محمد تھی۔

عیزار بن حُریث سے مروی ہے کہ میں ابن عباس کے پاس تھا کہ علی بن حسین آئے، اُنھوں نے کہا کہ حبیب ابن حبیب کو مرحبا۔

نصر بن اوس سے مروی کہ میں علیؓ بن حسین کے پاس گیا تو اُنھوں نے کہا کہ تم کن لوگوں میں سے ہو، میں نے کہا کہ قبیلۂ طے سے، اُنھوں نے کہا کہ خدا تمھیں زندہ رکھے اور تمھاری قوم کو زندہ رکھے جن کی طرف تم نے نسبت کی، تمھارا قبیلہ بڑا اچھا قبیلہ ہے، میں نے کہا کہ آپ کون ہیں، اُنھوں نے کہا کہ میں علیؓ بن الحسینؓ ہوں میں نے کہا کہ کیا وہ اپنے والد کے ساتھ قتل نہیں کیے گئے، اُنھوں نے کہا کہ اے میرے پیارے فرزند اگر وہ قتل کردیے جاتے تو تم اُنھیں نہ دیکھتے۔

158 مقبری سے مروی ہے کہ مختار نے علیؓ بن حسینؓ کو ایک لاکھ درہم بھیجے، اُنھوں نے قبول کرنا بھی پسند نہ کیا اور واپس کرنے سے بھی ڈرے، اُنھوں نے اُن کو لے لیا اور اپنے پاس رکھے رہے، جب مختار قتل کردیا گیا تو علیؓ بن حسین نے عبدالملک بن مروان کو لکھا کہ مختار نے مجھے ایک لاکھ درہم بھیجے تھے، میں نے انھیں واپس کرنا بھی ناپسند کیا اور لینا بھی ناپسند کیا، وہ میرے پاس ہیں، لہذا کسی کو بھیجو کہ اُنھیں لے لے، عبدالملک نے لکھا کہ اے بھتیجے آپ اُنھیں لے لیجئے، وہ میں نے آپ کے لئے حلال کردیے ہیں، اُنھوں نے اُن کو قبول کرلیا۔

عیسیٰ بن دینار موذن سے مروی ہے کہ میں نے ابوجعفر سے مختار کو دریافت کیا تو اُنھوں نے کہا کہ علی بن الحسینؓ کعبے کے دروازے پر کھڑے ہوئے مختار پر لعنت کر رہے تھے، اُن سے ایک شخص نے کہا کہ اللہ مجھے آپ پر فدا کرے آپ اُس پر لعنت کرتے ہیں حالانکہ وہ محض آپ ہی لوگوں کے بارے میں ذبح کیا گیا، اُنھوں نے کہا کہ وہ بڑا جھوٹا تھا، اللہ اور اُس کے رسول پر جھوٹ بولا کرتا تھا۔

ابی جعفر سے مروی ہے کہ ہم لوگ بغیر تقیے کے اُن لوگوں کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں، اور میں علیؓ بن حسینؓ پر گواہی دیتا ہوں کہ وہ بھی ان لوگوں کے پیچھے بغیر تقیے کے نماز پڑھتے تھے۔

علیؓ بن الحسینؓ سے مروی ہے کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا چھوڑ دینے والا

کتاب اللہ کو اپنے پس پشت پھینک دینے والے کے مثل ہے، سوائے اس کے کہ وہ ڈرتا ہو، کہا گیا کہ اس کا خوف کیا ہے، انھوں نے کہا کہ سرکش ظالم سے ڈرے کہ وہ اس پر ظلم کرے گا یا شرارت کرے گا۔

یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ بن حسینؓ سے جو اُن ہاشمیوں میں سب سے افضل تھے جن کو میں نے پایا، سُنا کہ اے لوگو ہم سے اسلامی محبت کرو، کیونکہ ہم سے تمھاری محبت برابر رہی یہاں تک کہ وہ ہم پر عار ہو گئی۔

یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ علیؓ بن حسینؓ نے کہا کہ ہم سے اسلامی محبت کرو، کیونکہ واللہ ہمارے متعلق تمھارے اقوال برابر رہے یہاں تک کہ تم نے ہمیں لوگوں کے نزدیک قابل نفرت بنا دیا۔

عبید اللہ بن عبد الرحمٰن بن موہب سے مروی ہے کہ ایک جماعت علیؓ بن حسینؓ کے پاس آئی اور اُن کی تعریف کی، انھوں نے کہا کہ تم لوگ کس قدر جھوٹے ہو اور کس قدر اللہ پر جرأت کرنے والے ہو، ہم اپنی قوم کے صالحین میں سے ہیں اور ہمیں یہی کافی ہے کہ ہم اپنی قوم کے صالحین میں سے ہیں۔

یزید بن عیاض سے مروی ہے کہ زہری سے قتلِ خطا سرزد ہو گیا تو وہ نکلے اور اپنے متعلقین کو چھوڑ دیا، ایک خیمہ نصب کر لیا اور کہا کہ مجھ پر کسی مکان کی چھت سایہ فگن نہ ہوگی، اُن کے پاس سے علیؓ بن حسینؓ گزرے اور کہا کہ اے ابن شہاب تمھاری مایوسی تمھارے گناہ سے بہت زیادہ ہے، اللہ سے ڈرو اور اُس سے طلب مغفرت کرو، اُس مقتول کے متعلقین کو خوں بہا بھیج دو اور اپنے متعلقین کے پاس واپس جاؤ، زہری کہا کرتے تھے کہ علی بن حسین کا سب سے زیادہ مجھ پر احسان ہے۔

عثمان بن عثمان سے مروی ہے کہ علی بن حسین نے ایک لڑکی کا اپنے آزاد
۱۵۹ کردہ غلام سے نکاح کر دیا اور اپنی ایک لونڈی آزاد کر کے اُس سے نکاح کر لیا، عبد الملک بن مروان نے انھیں لکھ کر اس واقعے پر عار دلائی، علیؓ نے اُسے لکھا کہ تمھارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر اچھا نمونہ ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ بنت حیی کو آزاد کیا اور اُن سے نکاح کر لیا، اور زید بن حارثہ کو آزاد کیا اور اُن سے اپنی پھوپھی کی بیٹی زینب بنت جحش کا نکاح کر دیا۔

عبداللہ بن علی بن حسین سے مروی ہے کہ جب حسینؓ قتل کر دیے گئے تو مروان نے میرے والد سے کہا کہ آپ کے والد نے میرے والد سے چار ہزار دینار مانگے تھے مگر وہ میرے پاس موجود نہ تھے آج میرے پاس موجود ہیں آپ اگر چاہیں تو لے لیجئے، والد نے وہ لے لیے اولاد مروان میں سے کسی نے اُن کے متعلق کچھ نہ کہا یہاں تک کہ جب ہشام بن عبدالملک خلیفہ ہوا تو اُس نے والد سے کہا کہ ہمارا وہ حق کیا ہوا جو آپ لوگوں کی طرف ہے، اُنھوں نے کہا کہ وہ محفوظ و قابل شکر گذاری ہے، اُس نے کہا وہ آپ ہی کا ہے۔

شعیب بن ابی حمزہ سے مروی ہے کہ زہری جب علی بن حسین کا ذکر کرتے تو کہتے کہ وہ اپنے اہل بیت میں سب سے زیادہ میانہ رو اور سب سے بہتر عبادت گزار اور مروان بن الحکم و عبدالملک بن مروان کو اُن سب سے زیادہ محبوب تھے۔

ابی جعفر سے مروی ہے کہ اُن سے یوم الحرہ کو دریافت کیا کہ آیا اُس میں کوئی آپ کے اہل بیت میں سے بھی نکلا تھا، اُنھوں نے کہا کہ نہ اُس میں آل ابی طالب میں سے کوئی نکلا اور نہ بنی عبدالمطلب میں سے، وہ لوگ اپنے گھروں ہی میں رہے، پھر جب مسرف آیا اور اس نے لوگوں کو قتل کیا اور عقیق کو گیا تو اس نے میرے والد علی بن حسین کو دریافت کیا کہ آیا وہ موجود ہیں کہا گیا کہ ہاں، اُس نے کہا کہ مجھے کیا ہوا کہ میں اُنھیں نہیں دیکھتا۔

والد کو معلوم ہوا تو وہ اس کے پاس آئے، ہمراہ محمد بن علی ابن الحنفیہ کے دونوں بیٹے ابو ہاشم عبداللہ اور حسن بھی تھے، جب اس نے والد کو دیکھا تو اُنھیں مرحبا کہا اور اُن کے لئے اپنے تخت پر گنجائش کر دی، پوچھا کہ آپ میرے بعد کیسے رہے، اُنھوں نے کہا کہ میں تمھارے سامنے اللہ کی حمد کرتا ہوں، مسرف نے کہا کہ امیر المومنین نے مجھے آپ کے ساتھ نیکی کی نصیحت کی ہے، والد نے کہا کہ اللہ امیر المومنین کو صلہ دے، پھر اُس نے ابو ہاشم اور حسن فرزندان محمد کو دریافت کیا تو میں نے کہا کہ وہ دونوں میرے چچا کے بیٹے ہیں، اُس نے اُن دونوں کو مرحبا کہا اور وہ سب اُس کے پاس سے

واپس ہوئے۔

مالک بن انس سے مروی ہے کہ علیؓ بن حسینؓ بن علیؓ بن ابی طالب عبیداللہ
بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود کے پاس اُن سے کچھ پوچھنے کے لئے آئے، عبیداللہ
بن عبداللہ کے ساتھی اُن کے پاس تھے اور وہ نماز پڑھ رہے تھے، علیؓ بن حسین
بیٹھ گئے، نماز سے فارغ ہو کر عبیداللہ اپنے ساتھیوں کے پاس آئے، اُن
لوگوں نے کہا کہ اللہ آپ سے مستفید کرے، آپ کے پاس یہ صاحب آئے ہیں
جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کے فرزند اور اُن کے جانشین ہیں اور
آپ سے کچھ دریافت کرتے ہیں، اگر آپ اُن کی ضرورت پوری کر دیتے (تو بہتر ہوتا)
پھر جو کام کر رہے ہیں کرتے، عبیداللہ نے اُن لوگوں کو جواب دیا کہ افسوس ہے ۱۶۰
جو اس شان کو طلب کرے اس کے لئے ضروری ہے کہ مشقت بھی اٹھائے

ایک شیخ سے جن کا نام مستقیم تھا مروی ہے کہ ہم علیؓ بن حسینؓ کے پاس رہتے تھے، اُن کے پاس سائل آتا تو کھڑے ہو جاتے اور اُسے دیتے اور کہتے کہ صدقہ سائل کے ہاتھ میں پڑنے سے پہلے اللہ کے ہاتھ میں پڑتا ہے، انھوں نے اپنے ہاتھوں سے اشارہ کیا۔

مسعود بن مالک سے مروی ہے کہ مجھ سے علیؓ بن حسین نے کہا کہ سعید ابن جبیر کیسے ہیں، میں نے کہا نیک ہیں، انھوں نے کہا کہ وہ ایسے شخص ہیں جو ہمارے پاس سے گزرتے ہیں تو ہم اُن سے فرائض اور وہ اشیاء دریافت کرتے ہیں جن کے ذریعے سے اللہ ہمیں فائدہ دیتا ہے، بیشک وہ چیز ہمارے پاس نہیں ہے جس کی یہ اہل عراق ہم پر تہمت لگاتے ہیں۔

یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ علیؓ بن حسینؓ نے کہا کہ واللہ عثمان حق کے طور پر قتل نہیں کئے گئے۔

عبداللہ بن ابی سلیمان سے مروی ہے کہ علیؓ بن الحسینؓ جب چلتے تھے تو اُن کے ہاتھ ران سے آگے نہ بڑھتے تھے اور نہ وہ اپنا ہاتھ ہلاتے تھے، جب نماز کو کھڑے ہوتے تو لرزہ طاری ہو جاتا، اُن سے کہا گیا کہ آپ کو کیا ہوا تو انھوں نے کہا کہ تم لوگ نہیں جانتے کہ میں کس کے آگے کھڑا ہوتا ہوں اور کس سے مناجات

کرتا ہوں۔

علیؓ بن محمدؒ سے مروی ہے کہ علیؓ بن حسینؓ جنگ سے منع کرتے تھے اہل خراسان کی ایک جماعت اُن سے ملی، اُنھوں نے اس ظلم کی شکایت کی جو انھیں اپنے والیوں سے پہنچتا تھا، علی نے اُن لوگوں کو صبر اور باز رہنے کا حکم دیا اور کہا کہ میں وہی کہتا ہوں جو عیسیٰ علیہ السلام نے کہا تھا کہ "ان تعذبھم فانھم عبادك وان تغفرلھم فانك انت العزیز الحکیم" (اگر تو اُن لوگوں کو عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں۔ اور اگر تو انھیں معاف کردے تو بیشک تو عزت والا اور حکمت والا ہے)۔

ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ علیؓ بن حسینؓ اپنی سواری پر اس طرح مکے کی جانب روانہ ہوتے اور واپس آتے کہ اُسے کوڑا نہیں مارتے تھے۔ اور اسلم مولائے عمر کو اپنے ہمراہ بٹھا لیتے تھے قریش کے ایک شخص نے کہا کہ آپ قریش کو چھوڑ کر بنی عدی کے ایک غلام کو اپنے ہمراہ بٹھا لیتے ہیں، علی نے کہا کہ انسان صرف اس جگہ بیٹھتا ہے جہاں اُسے نفع ہوتا ہے۔

یزید بن حازم سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ بن حسینؓ وسلیمان بن یسار کو دیکھا کہ دونوں قبر و منبر کے درمیان سورج بلند ہونے تک بیٹھ کر باتیں کرتے اور باہم تذکرہ کرتے، جب اُٹھنے کا ارادہ کرتے تو عبداللہ بن ابی سلمہ انھیں کوئی سورۃ پڑھ کر سناتے پھر جب وہ پڑھنے سے فارغ ہوتے تو وہ لوگ دعا کرتے حماد نے کہا کہ وہ الماجشون تھے۔

علیؓ بن حسینؓ سے مروی ہے کہ وہ سیاہی سے خضاب کرتے تھے۔

۱۶۱ موسیٰ بن ابی حبیب الطائفی سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ بن الحسینؓ کو مہندی اور نیل سے خضاب کرتے دیکھا، علیؓ بن حسینؓ کے جوتے دیکھے جن کا سر اگول تھا، اُن میں کوئی نوک نہ تھی۔

علیؓ بن الحسینؓ سے مروی ہے کہ اُنھوں نے اپنے متعلقین کو مہندی اور نیل کا خضاب کرتے دیکھا۔

حبیب بن ابی ثابت سے مروی ہے کہ علیؓ بن حسینؓ کی زرد و خز کی چادر تھی جسے وہ جمعہ کو اوڑھتے تھے۔

عثمان بن حکیم سے مروی ہے کہ میں نے علی بن حسینؓ کے بدن پر خز کی چادر اور خز کا جبہ دیکھا۔

ابی جعفر سے مروی ہے کہ علی بن حسینؓ کو عراق سے کھالوں کا ایک جبہ بطور ہدیہ بھیجا گیا وہ اسے پہنتے تھے، مگر جب نماز پڑھنے کا ارادہ کرتے تو اسے اتار دیتے۔

ابی جعفر سے مروی ہے کہ علی بن حسینؓ کا لومڑی کی کھالوں کا جبہ تھا وہ اسے پہنتے تھے مگر جب نماز پڑھتے تو اسے اتار دیتے

نصر بن اوس الطائی سے مروی ہے کہ میں علی بن حسینؓ کے پاس گیا جو اس حالت میں تھے کہ بدن پر سرخ پرانی چادر تھی اور گیسو شانوں تک چھوٹے ہوئے تھے۔

یزید بن حازم سے مروی ہے کہ میں نے علی بن حسینؓ کے جسم پر ایک کردی موٹا طیلسان (جبہ) اور کپنی موٹے موزے دیکھے۔

علی بن حسینؓ سے مروی ہے کہ وہ خز کی چادر پچاس دینار میں خریدتے تھے اس میں جاڑا گزارتے، پھر اسے فروخت کر کے اس کی قیمت خیرات کر دیتے، مصر کے شہر اشمون کی بنی ہوئی دو چادروں میں کہ ایک دینار کی ہوتی تھیں گرمی گزار دیتے، بیچ میں تھوڑی ... سے پہن لیا کرتے اور کہتے تھے کہ "ومن حرم زینة اللہ التی اخرج لعبادہ" (اللہ کی وہ زینت جو اس نے اپنے بندوں کے لئے نکالی کس نے حرام کی) عمامہ باندھتے تھے عیدین میں ان کے لئے ٹھیکرے میں بغیر جھاگ کی نبیذ بنائی جاتی تھی، جب احرام کا ارادہ کرتے تو غسل کے بعد تیل یا خوشبو لگاتے تھے۔

عبداللہ بن سعید بن ابی ہند سے مروی ہے کہ میں نے علی بن حسینؓ کے سر پر سفید چھوٹی ٹوپی دیکھی جو منڈھی ہوئی تھی۔

محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ میں نے علی بن الحسینؓ بن علی بن ابی طالب کو دیکھا کہ سفید عمامہ باندھتے اور پس پشت شملہ (بروایت ابن ابی اویس) ایک بالشت یا قدرے زائد لٹکا لیتے۔

ابو جعفر سے مروی ہے کہ علی بن الحسینؓ بیت الخلاء میں گئے، میں دروازے ۱۶۲
پر کھڑا ہوا تھا اور ان کے وضو کا پانی رکھ دیا تھا، وہ نکلے اور کہا کہ اے میرے فرزند، میں نے کہا "لبیک (حاضر ہوں)" انھوں نے کہا کہ میں نے بیت الخلاء میں

ایک ایسی چیز دیکھی جس نے مجھے شک میں ڈال دیا، میں نے کہا وہ کیا چیز ہے؟ انھوں نے کہا کہ میں نے مکھیوں کو دیکھا کہ نجاست پر گرتی ہیں پھر اڑ کر انسان کی کھال پر بیٹھتی ہیں، میں نے یہ ارادہ کیا ہے کہ ایک کپڑا بناؤں کہ جب بیت الخلا جاؤں تو اُسے پہن لوں، پھر کہا کہ مجھے ایسی چیز مناسب نہیں جس کی لوگوں کو گنجائش نہ ہو۔

ابی جعفر سے مروی ہے کہ اُن کے والد علی رضی اللہ عنہ بن حسین رضی اللہ عنہ نے دو مرتبہ اپنا مال اللہ کے اور اپنے درمیان تقسیم کر دیا (یعنی آدھی دولت اللہ کی راہ میں دے دی اور آدھی خود رکھی) اور کہا کہ اللہ اس گناہ گار مومن کو پسند کرتا ہے جو توبہ کرنے والا ہو۔

عبداللہ بن محمد بن عقیل سے مروی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ بن حسین رضی اللہ عنہ (زمانۂ حج میں) شب عرفہ و صبح مزدلفہ میں جب واپس ہوتے تو معمولی رفتار سے چلتے۔ اور کہتے کہ ابن الزبیر اپنی سواری کو اپنے ہاتھ پاؤں سے مارتے تھے تو وہ درستی پر نہ تھے۔ علی رضی اللہ عنہ بن حسین ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کو سفر میں جمع کرتے اور کہتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہی کرتے تھے۔ حالانکہ نہ آپ عجلت میں ہوتے اور نہ خوف میں۔

جعفر نے اپنے والد سے روایت کی کہ علی بن حسین جمار کی طرف (جہاں منیٰ میں رمی کی جاتی ہے) پیادہ جاتے تھے، منیٰ میں اُن کا ایک مکان تھا جب اہل شام انھیں ایذا دینے لگے تو وہ (مقام) قرین الثعالب یا قُرین الثعالب کے قریب منتقل ہو گئے، وہ سوار ہوتے اور جب اپنی منزل میں آجاتے تو جمار تک پیادہ چلتے۔

نصر بن اوس سے مروی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ بن حسین رضی اللہ عنہ اپنا ہاتھ کھجور میں ڈالتے اور بوڑھے اور بچے کو برابر دیتے۔

حسین رضی اللہ عنہ بن علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہمارے پاس والد علی رضی اللہ عنہ بن الحسین رضی اللہ عنہ آئے میں اور جعفر رضی اللہ عنہ ایک ساتھ اپنا کھیل رہے تھے، والد نے محمد رضی اللہ عنہ بن علی سے کہا کہ جعفر پر کتنا (زمانہ) گزرا؟ انھوں نے کہا کہ سات سال، انھوں نے کہا کہ انھیں نماز پڑھنے کا حکم دو۔

ابن عمرو سے مروی ہے کہ میں علی رضی اللہ عنہ بن حسین رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور کہا کہ اللہ آپ کی اصلاح کرے، آپ نے کس حالت میں صبح کی؟ انھوں نے کہا کہ میں اہل مصر کے کسی بوڑھے کو تمہاری طرح خیال نہیں کرتا تھا کہ وہ نہیں جانتا کہ ہم نے کس حالت میں

صبح کی، لیکن جب تم نہیں جانتے یا تمھیں نہیں معلوم تو میں تمھیں بتاؤں گا۔

ہم نے اپنی قوم میں اس طرح صبح کی جس طرح بنی اسرائیل نے فرعون والوں میں، جو اُن کے بیٹوں کو ذبح کر دیا کرتے تھے اور عورتوں کو زندہ رہنے دیتے تھے، ہمارے
۱۷۴ بوڑھے اور ہمارے سردار نے اس حالت میں صبح کی کہ منبروں پر اُن کی بدگوئی یا گالی سے ہمارے دشمن کے پاس تقرب حاصل کیا جاتا ہے،

قریش نے اس حالت میں صبح کی کہ وہ شمار کرتے ہیں کہ تمام عرب پر انھیں فضیلت ہے اس لئے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم انھیں میں سے ہیں، بغیر آپ کے اُن کی کوئی فضیلت شمار نہیں کی جا سکتی، اور عرب نے اس حالت میں صبح کی کہ وہ بھی اُن (قریش) کیلئے اس کا اقرار کرتے ہیں۔

عرب نے اس حالت میں صبح کی کہ وہ گمان کرتے ہیں کہ انھیں عجم پر فضیلت ہے اس لئے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم انھیں (عرب) میں سے ہیں، بغیر آپ کے اُن کی کوئی فضیلت شمار نہیں کی جا سکتی، عجم نے اس حالت میں صبح کی کہ وہ بھی اُن (عرب) کے لئے اس کا اقرار کرتے ہیں۔

اگر عرب سچ کہتے تھے کہ انھیں عجم پر فضیلت ہے اور قریش سچ کہتے تھے کہ انھیں عرب پر فضیلت ہے اس لئے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم انھیں میں سے ہیں، تو ہم اہل بیت کو قریش پر فضیلت ہے، اس لئے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم ہی میں سے ہیں، انھوں نے اس حالت میں صبح کی کہ ہمارا حق لیتے تھے اور ہمارا حق پہچانتے نہ تھے، تم نہیں جانتے کہ ہماری کیونکر گزری تو اب جان لو کہ اس طرح گزر گئی،

راوی کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ اُن لوگوں کو سنانا چاہتے تھے جو لوگ بیت اللہ میں موجود تھے۔

سالم مولائے ابی جعفرؓ سے مروی ہے کہ ہشام بن اسماعیل علی بن حسینؓ اور اُن کے اہل بیت کو ایذا دیا کرتا تھا کہ منبر پر اس کے متعلق بیان کرتا اور علی رحمۃ اللہ کی بدگوئی کرتا، جب ولید بن عبدالملک والی بنایا گیا تو اس نے اُسے معزول کر دیا اور حکم دیا کہ لوگوں کے سامنے اُسے کھڑا کیا جائے،

راوی نے کہا کہ ہشام کہا کرتا تھا کہ خدا کی قسم میرے نزدیک سب سے اہم علیؓ بن حسینؓ ہیں، میں کہا کرتا تھا کہ وہ مردِ صالح ہیں، اُن کی بات سنی اور مانی جاتی ہے،

ہشام بن اسماعیل مواخذہ کے لئے لایا گیا تو علیؓ بن حسینؓ نے اپنے لڑکوں اور حامیوں کو جمع کر کے منع کر دیا کہ اس شخص سے تعرض نہ کریں،

علیؓ بن حسینؓ اپنی کسی ضرورت سے صبح کو اُدھر سے گزرے، سامنا ہوا تو ہشام بن اسمعیل نے اُن سے پکار کر کہا کہ "اللہ یعلم حیث یجعل رسالاتہ" (اللہ جانتا ہے جہاں وہ اپنی پیمبری رکھتا ہے)۔

عبداللہ بن علیؓ بن حسینؓ سے مروی ہے کہ جب ہشام بن اسماعیل معزول کر دیا گیا تو انھوں نے ہمیں اُس سے ان امور کا انتقام لینے سے منع کیا جنھیں ہم لوگ ناگوار سمجھتے تھے، جب والد نے ہمیں جمع کیا تو کہا کہ یہ شخص معزول کر دیا گیا اور اُسے لوگوں کے لئے کھڑا کرنے کا حکم دیا گیا، لیکن تم میں سے کوئی شخص ہرگز اس کی روک ٹوک نہ کرے۔

میں نے کہا کہ اے میرے والد، یہ کیوں، واللہ اُس کا نقش ہمارے نزدیک بہت برا ہے، اور ہمیں بھی ایسے ہی دن کی تلاش تھی، انھوں نے کہا کہ اے میرے فرزند، ہم اُس کو اللہ کے سپرد کرتے ہیں، واللہ آلِ حسینؓ میں سے کسی نے اسے ایک حرف بھی نہ کہا یہاں تک کہ اُس کی حکومت پارہ پارہ ہوگئی۔

ابی جعفرؓ سے مروی ہے کہ علیؓ بن حسینؓ نے وصیت کی کہ اُن کی موت کی کسی کو اطلاع نہ کریں اور انھیں لے چلنے میں جلدی کی جائے انھیں سوتی کپڑے کا کفن دیا جائے اور عطر میت میں مشک نہ شامل کی جائے۔

عبداللہ بن محمد بن عقیل سے مروی ہے کہ جب علیؓ بن حسینؓ کی وفات ہوئی تو ابو جعفرؓ نے علیؓ بن حسین کی ایک ام ولد کو اُن کی شرم گاہ کو غسل دینے کا حکم دیا۔

عبدالحکیم بن عبداللہ بن ابی فروہ سے مروی ہے کہ علیؓ بن حسین کی وفات ۹۴ھ ۱۶۴
میں مدینے میں ہوئی اور انھیں بقیع میں دفن کیا گیا، اس سال کو فقہا کے کثرت انتقال کی وجہ سے "سنۃ الفقہا" کہا جاتا تھا۔

حسین رضی اللہ عنہ بن علی رضی اللہ عنہ بن حسین رضی اللہ عنہ بن علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب سے مروی ہے کہ میرے والد علی رضی اللہ عنہ بن حسین رضی اللہ عنہ کی وفات سنہ ۹۴ھ میں ہوئی، ہم نے اُن پر بقیع میں نماز پڑھی، فضل بن دکین کہتے تھے کہ اُن کی وفات سنہ ۹۲ھ میں ہوئی، اُن کے اہل بیت و اہل شہر نے ایسی کوئی چیز نہیں کی جس سے میں اُنھیں جانتا۔

جعفر بن محمد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب علی رضی اللہ عنہ بن حسین رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو وہ اٹھاون سال کے تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ یہ تمھیں اس امر پر دلالت کرے گا کہ علی رضی اللہ عنہ بن حسین رضی اللہ عنہ تیرہ یا چودہ سال کی عمر میں (واقعہ کربلا میں) اپنے والد کے ساتھ تھے، جن لوگوں نے یہ کہا وہ بچے تھے کہ سبزہ بھی آغاز نہ ہوا تھا اُن کا قول کوئی چیز نہیں، لیکن وہ اُس روز مریض تھے، اُنھوں نے جنگ نہیں کی، وہ اُس زمانے میں کس طرح اس حالت میں ہو سکتے ہیں کہ اُن کے سبزہ آغاز نہ ہوا ہو حالانکہ اُن کے یہاں ابو جعفر محمد رضی اللہ عنہ بن علی رضی اللہ عنہ پیدا ہو چکے تھے، ابو جعفر رحمہ اللہ جابر بن عبد اللہ سے ملے ہیں اور لوگوں نے اُن سے روایت کی ہے اور جابر کی وفات سنہ ۷۸ھ میں ہوئی ہے۔

مقبری سے مروی ہے کہ جب علی رضی اللہ عنہ بن حسین رضی اللہ عنہ کو رکھا گیا کہ اُن پر نماز پڑھی جائے تو لوگ اور اہل مسجد (نبوی) اُن کی طرف ٹوٹ پڑے، سعید بن المسیب مسجد میں تنہا رہ گئے تو خشرم نے سعید بن المسیب سے کہا کہ اے ابو محمد آپ مکان صالح میں اس مرد صالح کے پاس نہیں حاضر ہوتے، سعید نے کہا کہ مجھے مسجد میں دو رکعت پڑھنا اس مرد صالح کے پاس مکان صالح میں حاضر ہونے سے زیادہ پسند ہے۔

صنیم بن نسطاس سے مروی ہے کہ میں نے سلیمان بن یسار کو دیکھا کہ اُن کی جانب روانہ ہوئے، اُنھوں نے اُن پر نماز پڑھی اور اُن کے ساتھ گئے، وہ کہتے تھے کہ مجھے جنازے میں حاضر ہونا نفل نماز سے زیادہ پسند ہے۔

شیبہ بن نعامہ سے مروی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ بن حسین رضی اللہ عنہ کو بخیل کہا جاتا تھا، جب اُن کی وفات ہو گئی تو لوگوں نے اُن کی یہ حالت پائی کہ مدینے کے سو گھر والوں کو پوشیدہ طور پر خوراک دیتے تھے، لوگوں نے کہا کہ علی بن حسین رضی اللہ عنہ ثقہ و مامون و کثیر الحدیث اور عالی مرتبہ و بلند پایہ و پرہیزگار تھے۔

عبدالملک بن المغیرہ

ابن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف، اُن کی والدہ ام ولد تھیں۔

عبدالملک کے یہاں خدیج و عبدالرحمٰن و نوفل واسحاق ویزید و ضُریبہ وحَبابہ پیدا ہوئیں، ان سب کی والدہ ام عبداللہ بنت سعید بن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب تھیں۔

عبدالملک کی کنیت ابو محمد تھی، قلیل الحدیث تھے، اُن کی وفات عمر بن عبدالعزیز کی خلافت میں ہوئی۔ ۱۶۵

ابوبکر بن سلیمان

ابن ابی حثمہ بن حذیفہ بن غانم بن عامر بن عبداللہ بن عَبید بن عَویج بن عدی بن کعب، اُن کی والدہ امنۃ اللہ بنت المسیب بن صیفی بن عابد بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھیں۔

ابوبکر بن سلیمان کے یہاں محمد و عبداللہ اور چند لڑکیاں پیدا ہوئیں اُن سب کی والدہ ایک ام ولد تھیں۔

حارث، ان کی والدہ ایک ام ولد تھیں۔

ام کلثوم اُنکی والدہ دختر شافع بن انس بن عبدہ بنی معیص بن عامر بن لوئی میں سے تھیں۔

ابوبکر بن سلیمان نے سعد بن ابی وقاص سے سنا ہے اور اُن سے زہری

نے روایت کی ہے۔
اُن کے بھائی۔

عثمان بن سلیمان

ابن ابی حثمہ بن حذیفہ بن غانم، ان کی والدہ میمونہ بنت قیس بن ربیعہ بن ربعان بن حرثان بن نصر بن عمرو بن ثعلبہ بن کنانہ بن عمرو بن قین قبیلۂ فہم سے تھیں۔
عثمان بن سلیمان کے یہاں عمر و محمد پیدا ہوئے، ان دونوں کی والدہ ام ولد تھیں۔
عثمان سے بھی روایت کی گئی ہے۔

عبدالملک بن مروان

ابن الحکم بن ابی العاص بن اُمیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی، ان کی والدہ عائشہ بنت معاویہ بن المغیرہ بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف تھیں۔
عبدالملک بن مروان کے یہاں ولید پیدا ہوئے جو والی خلافت ہوئے۔ اور سلیمان کہ وہ بھی والی خلافت ہوئے، مروان اکبر جو لاولد مر گئے اور داؤد کہ وہ بھی لاولد مر گئے، اور عائشہ اُن سب کی والدہ ام الولید بنت العباس بن جزء بن الحارث بن زہیر بن جذیمہ بن رواحہ بن ربیعہ بن مازن بن الحارث بن قطیعہ بن عبس بن بغیض تھیں۔
یزید بن عبدالملک جو والی خلافت ہوئے۔ اور مروان۔ اور معاویہ جو لاولد مر گئے ان سب کی والدہ عاتکہ بنت یزید بن معاویہ بن ابی سفیان بن حرب بن امیہ بن عبد شمس تھیں۔

ہشام بن عبدالملک جو والی خلافت ہوئے اُن کی والدہ ام ہشام بنت ہشام ابن اسماعیل بن ہشام بن الولید بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھیں ۱۶۶

ابوبکر بن عبدالملک نام بکار تھا، اُن کی والدہ عائشہ بنت موسیٰ بن طلحہ بن عبیداللہ التیمی تھیں۔

حکم بن عبدالملک جو لاولد مر گئے۔ اُن کی والدہ ام ایوب بنت عمرو بن عثمان ابن عفان تھیں، ام ایوب کی والدہ ام الحکم بنت ذُویب بن حَلحَلہ بن عمرو بن کلیب الاعجمی ابن اصرم بن عبداللہ بن قمیر بن حُبشیہ بن سلول تھیں۔

عبداللہ بن عبدالملک ومَسلمہ و مُنذر و عَنبسہ و محمد سعید الخیر و حجاج مختلف ام ولد سے تھے۔

فاطمہ بنت عبدالملک جن سے عمر بن عبدالعزیز بن مروان نے نکاح کیا اُن کی والدہ ام المغیرہ بنت المغیرہ بن خالد بن العاص بن ہشام بن المغیرہ تھیں۔

عبدالملک کی کنیت ابوالولید تھی، عثمان بن عفان کی خلافت میں ۲۶ھ میں ان کی ولادت ہوئی، یوم الدار میں اپنے والد کے ساتھ تھے، اُس وقت عمر دس سال کی تھی انھوں نے اُن لوگوں کا حال اور اُن کی بات یاد رکھی، سلسلہ ۴۲ھ کے سرما میں بغرض جہاد ملک روم گئے، وہ پہلا سرمائی جہاد تھا کہ وہ لوگ اس کے لئے وہاں گئے، معاویہ نے اہل شہر پر عبدالملک بن مروان کو عامل بنایا جو اُس زمانے میں سولہ سال کے تھے، عبدالملک بن مروان نے لوگوں کو بحری سفر کرایا۔

محمد بن اسماعیل بن ابی فُدیک مدنی سے مروی ہے کہ میں نے ایک شیخ کو کثیر بن الصلت کے مکان کے پاس بیان کرتے سنا کہ ایک روز معاویہ بن ابی سفیان نے اجلاس کیا، اُن کے ہمراہ عمرو بن العاص بھی تھے عبدالملک بن مروان اُن دونوں کے پاس سے گزرے تو معاویہ نے کہا کہ یہ نوجوان کس قدر باادب اور مروت والا ہے،

عمرو بن العاص نے کہا کہ امیرالمومنین، اس نوجوان نے چار خصلتیں اختیار کر لیں اور تین خصلتیں ترک کر دیں۔ جب وہ بات کرتا ہے تو خوش گفتاری سے۔ اور اُس سے بات کی جاتی ہے تو ہمہ تن سماعت بن جاتا ہے، جب ملاقات کرتا

ہے، تو خندہ پیشانی سے، اور اگر اس کی مخالفت کی جائے تو بہت کم بار ڈالتا ہے
جس گفتگو سے عذر کیا جاتا ہے اُسے ترک کر دیتا ہے، کمینہ لوگوں کی صحبت سے عذر کرتا ہے
اور ایسے شخص سے مزاح کو ترک کرتا ہے جس کی عقل و مروت پر بھروسہ ہو۔

مقبری سے مروی ہے کہ عبدالملک بن مروان اپنے والد کی زندگی اور
اُن کی ولایت کے زمانے میں ایام حرہ تک مدینے میں رہے، جب اہل مدینہ نے حملہ
کیا اور یزید بن معاویہ کے عامل عثمان بن محمد بن ابی سفیان کو مدینے سے نکال دیا اور بنی امیہ
کو بھی نکالدیا تو عبدالملک اپنے والد کے ساتھ روانہ ہوئے، راستے میں مسلم بن عقبہ ملا
جسے یزید بن معاویہ نے ایک لشکر کے ہمراہ اہل مدینہ کی طرف بھیجا تھا۔

مروان و عبدالملک بن مروان جن کے چیچک نکلی ہوئی تھی اس کے ساتھ
واپس ہوئے، عبدالملک ذی خشب میں رہ گئے، انھوں نے ایک قاصد کو حکم دیا کہ 127
مخیض میں قیام کرے جو مدینہ و ذی خشب کے درمیان مدینے سے بارہ میل کے فاصلے پر
ہے۔ اور دوسرے قاصد کو حکم دیا کہ جنگ میں حاضر ہو کر اُن کے پاس اس کی خبر لائے
انھیں یہ اندیشہ تھا کہ حکومت اہل مدینہ کی ہو جائے گی۔

عبدالملک ذی خشب میں مروان کے محل میں بیٹھے ہوئے انتظار کر رہے تھے
کہ قاصد اپنا کپڑا ہلاتا ہوا آگیا، عبدالملک نے کہا کہ بیشک یہ خوشخبری دینے والا ہے، اُن کے
پاس وہ قاصد آیا جو مخیض میں تھا اور خبر دی کہ اہل مدینہ قتل کر دیے گئے اور شامی فوج
شہر میں داخل ہوگئی، عبدالملک نے سجدۂ شکر ادا کیا اور صحت پانے کے بعد مدینے میں
داخل ہوئے۔

علاوہ محمد بن عمر کے اور مورخین نے کہا کہ اہل مدینہ نے جب اُن لوگوں کو
نکالا تھا تو اُن سے عہد و پیمان لے لیا تھا کہ وہ اُن کے مخفی پہاڑی راستوں کو نہ بتائیں گے
اور نہ اُن کے خلاف کسی دشمن کی مدد کریں گے، پھر جب انھیں وادی القریٰ میں
مسلم بن عقبہ ملا تو مروان نے اپنے بیٹے عبدالملک سے کہا کہ تم مجھ سے پہلے اُس کے
پاس جاؤ شاید کہ میرے بدلے تم اُسے کفایت کرو۔

عبدالملک اُس کے پاس گئے، مسلم نے اُن سے کہا کہ تمھارے پاس جو خبر
ہے وہ لاؤ، مجھے لوگوں کی خبر بتاؤ اور کہو کہ تمھاری کیا رائے ہے، انھوں نے کہا کہ

اچھا، پھر اُسے اہلِ مدینہ کی خبر دی، اُن کے مخفی پہاڑی راستے بتائے کہ کیونکر اُن کے پاس آسکتے ہیں اور کہاں سے اُن پر داخل ہوں اور کہاں اتریں۔

مروان اُس کے پاس آیا تو اس نے کہا کہ جو خبر تمھارے پاس ہے لاؤ، اُس نے کہا کہ کیا عبدالملک تمھارے پاس نہیں آئے؟ اس نے کہا کہ ہاں، مروان نے کہا کہ جب تم عبدالملک سے مل لئے تو مجھ ہی سے مل لئے، اس نے کہا بیشک، مسلم نے کہا کہ عبدالملک بھی کیسے آدمی ہیں، میں نے بہت کم قریش کے لوگوں میں سے کسی شخص سے گفتگو کی ہے جو اُن کے مشابہ ہو۔

اہلِ اُردن میں سے ایک شخص سے مروی ہے کہ مسلم بن عقبہ کے مدینے آنے کے وقت ہم لوگ اُس کے ساتھ تھے، ذی المروہ کے ایک باغ میں داخل ہوئے تو اتفاق سے ایک خوبصورت و خوش ادا نوجوان کھڑا ہوا نماز پڑھ رہا تھا تھوڑی دیر تک ہم اس باغ میں گھومے، نماز سے فارغ ہوا تو اُس نے مجھ سے کہا کہ اے اللہ کے بندے کیا تم اسی لشکر میں ہو، میں نے کہا ہاں، اُس نے کہا کہ کیا تم لوگ ابن الزبیر سے جنگ کا قصد کرتے ہو، میں نے کہا ہاں، اس نے کہا کہ میں نہیں پسند کرتا کہ روئے زمین پر جو کچھ ہے وہ سب میرے لئے ہو اور میں جنگ کیلئے اُن کی جانب روانہ ہوں، آج روئے زمین پر ابن الزبیر سے بہتر کوئی نہیں ہے، راوی نے کہا کہ وہ نوجوان عبدالملک بن مروان تھا، عبدالملک بعد کو ابن الزبیر کے ساتھ مبتلا ہوئے اور اُن کو مسجد حرام میں قتل کر دیا۔

لوگوں نے بیان کیا کہ عبدالملک علماء و فقہا کی صحبت میں بیٹھتے تھے، اُن سے علم حاصل کیا تھا اور قلیل الحدیث تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ۳ ذی القعدہ ۶۴ھ یوم چار شنبہ کو الجابیہ میں مروان بن الحکم سے بیعت خلافت کی گئی، پھر اُس نے ضحاک بن قیس الفہری کا مرج راہط میں مقابلہ کیا اور اُسے قتل کر دیا، اس کے بعد عبدالملک و عبدالعزیز فرزندان مروان نے اپنے والد کے لئے بیعت خلافت لی۔

ابی الحویرث سے مروی ہے کہ یکم رمضان ۶۵ھ کو دمشق میں مروان کی وفات ہوئی، اُسی روز عبدالملک خلافت کی طرف متوجہ ہوئے۔ ۱۶۸

اسماعیل بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ مصعب بن الزبیر نے عبدالملک کی جانب نکلنے کی طیاری کر لی اور روانہ ہو گئے باجمیرا میں آئے جو انبار سے تین فرسخ اسی طرف ساحل فرات پر ایک گاؤں ہے، وہاں اُترے، عبدالملک کو معلوم ہوا تو اُنھوں نے اپنے لشکروں کو جمع کیا اور عراق کے ارادے سے مصعب کے قتال کے لئے روانہ ہوئے۔

اُنھوں نے روح بن زنباع سے اس حالت میں کہ وہ سامان سفر طیار کر رہے تھے کہا کہ واللہ اس دنیا کا معاملہ بھی عجب ہے، میں نے اپنے آپ کو اور مصعب بن الزبیر کو اس حالت میں دیکھا ہے کہ جس مقام پر ہم دونوں جمع ہوتے تھے وہاں اگر ایک رات کو بھی میں انھیں نہ پاتا تھا تو گویا میں بے چین ہو جاتا تھا اور وہ مجھے نہ پاتے تھے تو وہ بھی ایسا ہی کرتے تھے، میرے پاس تھوڑا سا کھانا بھی لایا جاتا تھا تو میں نہیں سمجھتا تھا کہ میرے لئے اُس کا کھانا جائز ہے تاوقتیکہ میں وہ سب یا اُس کا کچھ حصہ مصعب کے پاس نہ بھیج دوں، لیکن اب ہم دونوں تلوار تک پہنچ گئے، یہ سلطنت بار آور نہیں ہوتی، باپ یا بیٹا جو کوئی اُس کا ارادہ کرتا ہے تو اُس کے لئے تلوار ہی ہوتی ہے۔

عبدالملک یہ گفتگو محض اس لئے کر رہے تھے کہ خالد بن یزید بن معاویہ و عمرو ابن سعید بن العاص دونوں اُن کے ہمراہ بیٹھے ہوئے تھے، اس گفتگو کو اُنھوں نے ان دونوں کو سنانا چاہا تھا، وہ اُس زمانے میں دونوں سے ڈرتے تھے، اُنھیں معلوم تھا کہ اہل شام کے نزدیک عمرو بن سعید سب سے زیادہ پسندیدہ ہیں، اور خالد بن یزید بن معاویہ کو مروان نے ولی عہد بنانے کی امید دلائی تھی، مگر اس نے عبدالملک کو اور عبدالملک کے بعد عبدالعزیز کو ولی عہد بنایا، خالد مایوس ہو گیا، اور بحالت امید و بیم عبدالملک کے ساتھ تھا۔

یحییٰ بن عبداللہ بن ابی فروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب عبدالملک دمشق سے بہ قصد عراق جنگ مصعب کے لئے روانہ ہوئے تو وہ بطنان حبیب بلبلہ کے اسی طرف تھے کہ خالد بن یزید اور عمرو بن سعید یک جا بیٹھے، دونوں نے عبدالملک کے حال اور باوجود اُن کے فریب دینے اور لغو وعدے کرنے کے اُن کے

ہمراہ اپنی روانگی کا تذکرہ کیا، عمرو نے کہا کہ میں تو واپس ہوتا ہوں، خالد نے انھیں ہمت دلائی۔

عمرو دمشق واپس آئے اور شہر میں داخل ہو گئے، حالانکہ اُس زمانے میں اطراف ایک مضبوط شہر پناہ تھی، انھوں نے اہل شام کو بلایا تو لوگ فوراً اُن کے پاس آگئے عبدالملک نے انھیں نہ پایا تو پوچھا کہ ابو امیہ کہاں ہیں، کہا گیا کہ وہ واپس گئے عبدالملک بھی لوگوں کو دمشق واپس لے گئے، شہر دمشق کے دروازے پر اترے اور سولہ دن مقیم رہے، یہاں تک کہ عمرو نے اُسے اُن کے لئے کھول دیا اور ان سے بیعت کرلی۔

عبدالملک نے اُن سے چشم پوشی کی، پھر اُن کے قتل کا ارادہ کر لیا اور انھیں ایک روز بلا بھیجا، عمرو کے دل میں یہ آیا کہ یہ پیام شر ہے وہ مع اپنے ہمراہیوں کے سوار ہو کے اُن کے پاس گئے، انھوں نے ایک زرہ پہنی جس سے اپنے کو چھپائے ہوئے تھے، عبدالملک کے پاس گئے اُس نے تھوڑی دیر باتیں کیں پھر یحییٰ بن الحکم کو حکم دیا کہ جب میں نماز کو جاؤں تو اُن کی گردن ماردیں۔

عبدالملک اُن کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ اے ابو امیہ یہ کیسے کنویں ہیں جو ہمارے لئے کھودے جاتے ہیں، انھوں نے وہ سب یاد دلایا جو اُن سے سرزد ہوا تھا اور نماز کو چلے گئے، واپس آئے تو دیکھا کہ یحییٰ نے اُن کی طرف پیشقدمی نہیں کی عبدالملک نے انھیں گالی دی، وہ خود اور اُن کے ساتھی عمرو بن سعید پر بڑھے اور
۱۶۹ انھیں قتل کر دیا۔

اسماعیل بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ اُس سال عبدالملک نے قیام کیا، مصعب سے جنگ نہیں کی، مصعب کوفہ واپس چلے گئے، جب سال آئندہ آیا تو مصعب کوفے سے روانہ ہوئے اور باجمیراء میں آکے مقیم ہو گئے، عبدالملک کو معلوم ہوا تو انھوں نے اُن کی جانب روانگی کی تیاری کی۔

رجاء بن حیوہ سے مروی ہے کہ جب عبدالملک نے مصعب کی جانب روانگی طے کرلی تو اس کے لئے تیاری کی اور اہل شام کے لشکر کثیر کے ہمراہ روانہ ہوئے عبدالملک بھی روانہ ہوئے اور مصعب بھی بڑھے یہاں تک کہ مسکن میں دونوں کا مقابلہ ہوا لوگ جنگ کیلئے

نکلے قوم میں سے بعض نے بعض کے مقابلے پر صف باندھ لی۔

ربیعہ وغیرہ نے مصعب سے دغا کی تو انھوں نے کہا کہ آدمی کو ہر حال میں مرنا ہے، لہذا واللہ اُس کا کریم واحسن ہو کے مرنا اس سے بہتر ہے کہ وہ ان لوگوں سے گریہ وزاری کرے جنھوں نے اُسے تنہا چھوڑ دیا میں کبھی اُن لوگوں سے مدد نہ چاہوں گا اور نہ اور کسی سے۔

انھوں نے اپنے بیٹے عیسیٰ سے کہا کہ تم آگے بڑھ کے جنگ کرو، اُن کے بیٹے نزدیک گئے بعد قتال کیا یہاں تک کہ قتل کر دیے گئے، ابراہیم بن الاشتر آگے بڑھا، نہایت شدید جنگ کی، قوم نے اُس پر ہجوم کر لیا اور وہ بھی قتل کر دیا گیا۔

لوگ مصعب کی جانب روانہ ہوئے جو اپنے تخت پر تھے، انھوں نے تخت ہی پر سے اُن لوگوں سے شدید جنگ کی یہاں تک کہ قتل کر دیے گئے، عبید اللہ ابن زیاد بن ظبیان آیا اور اُن کا سر کاٹ کے عبد الملک کے پاس لایا، عبد الملک نے اُسے ایک ہزار دینار دیے مگر اس نے لینے سے انکار کیا۔

عبد الملک نے اہل عراق کو اپنی بیعت کی دعوت دی لوگوں نے اُن سے بیعت کر لی اور وہ ملک شام واپس ہوئے۔

شرحبیل بن ابی عون نے اپنے والد وغیرہ سے روایت کی کہ جب عبد الملک ابن مروان نے مصعب بن الزبیر کو قتل کر دیا تو حجاج بن یوسف کو دو ہزار لشکر اہل شام کے ہمراہ عبد اللہ بن الزبیر کی جانب مکہ روانہ کیا طارق بن عمرو کو لکھ کر حکم دیا کہ حجاج سے مل جائے، طارق اپنے ہمراہیوں کے ساتھ جو پانچ ہزار تھے روانہ ہوئے اور حجاج سے مل گئے۔

اُن لوگوں نے ابن الزبیر کا محاصرہ کر لیا اور جنگ کی اُن پر آلات سنگ اندازی نصب کیے، ۷۲ھ میں جب ابن الزبیر محصور تھے تو حجاج نے لوگوں کو حج کرایا، حجاج و طارق واپس ہو کے بیر میمون میں اُترے، دونوں نے بیت اللہ کا طواف نہیں کیا اور نہ ابن الزبیر کے قتل ہونے تک عورتوں اور خوشبو کی قربت کی۔ قتل ابن الزبیر کے بعد دونوں نے بیت اللہ کا طواف کیا اور اونٹوں کی قربانی کی۔

ابن الزبیر یکم ذی القعدہ ۷۲ھ سے چھ ماہ سترہ یوم تک محصور رہے اور

۱۷ جمادی الاول ۷۳ھ یوم سہ شنبہ کو قتل کئے گئے، اُن کا سر عبد الملک بن مروان کو ملک شام بھیج دیا گیا۔ ۱۷۰

شرجیل بن ابی عون نے اپنے والد سے روایت کی کہ ۷۳ھ میں لوگوں نے عبد الملک بن مروان کی خلافت پر اتفاق کر لیا، ابن عمر نے بیعت نامہ لکھ دیا، ابو سعید الخدری و سلمہ بن الاکوع نے بھی لکھ دیا۔

عبد الرحمٰن بن ابی الزناد نے اپنے والد سے روایت کی کہ عبد الملک بن مروان نے ۷۴ھ میں دینار و درہم ڈھالے، وہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے اُن کا ڈھالنا اور اُن پر نقش کرنا ایجاد کیا۔

خالد بن ربیعہ بن ابی ہلال نے اپنے والد سے روایت کی کہ جاہلیت کے وہ مثقال جن پر عبد الملک بن مروان نے سکے کا نشان لگایا شامی مثقال سے ایک حبہ کم بائیس قیراط کے تھے اور وہ سات کے وزن میں دس تھے۔

ابن کعب بن مالک سے مروی ہے کہ ان اوزان پر عبد الملک سے اتفاق کر لیا گیا۔

ابن ابی الزناد نے اپنے والد سے روایت کی کہ ۷۵ھ میں عبد الملک ابن مروان نے لوگوں کے لیے حج قائم کیا، جب وہ مدینے میں گزرے تو اپنے والد کے مکان میں اُترے اور چند روز مقیم رہے، پھر روانہ ہو کے ذوالحلیفہ تک پہنچ گئے، لوگ بھی اُن کے ہمراہ روانہ ہوئے، ابان بن عثمان نے اُن سے البیداء سے احرام باندھنے کو کہا، عبد الملک نے البیداء سے احرام باندھا۔

قبیصہ بن ذویب سے مروی ہے کہ میں نے عبد الملک بن مروان کو البیداء سے احرام باندھنے کا حکم دیا۔

عبد اللہ بن نافع نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے عبد الملک بن مروان کو حرم میں داخل ہونے کے بعد بیت اللہ کا طواف کرنے تک تلبیہ کہتے دیکھا، بعد طواف تلبیہ سے رک گئے، پھر موقف کی روانگی تک برابر تلبیہ کہتے رہے راوی نے کہا کہ میں نے یہ ابن عمر سے بیان کیا تو انھوں نے کہا کہ میں نے یہ سب دیکھا ہے مگر ہم لوگ تو بجائے تلبیہ کے صرف تکبیر کو اختیار کرتے ہیں۔

عبدالملک بن مروان سے مروی ہے کہ انھوں نے حج میں چار روز خطبہ سنایا، یوم الترویہ (۸ ذی الحجہ) سے پہلے، یوم عرفہ (۹ ذی الحجہ) کو، پھر یوم النحر (۱۰ ذی الحجہ) کی صبح یعنی ۱۱ ذی الحجہ کو اور یوم النفر الاول (۱۲ ذی الحجہ) کو۔

عبداللہ بن عمرو بن ادریس العامری کہتے تھے کہ میں نے عبدالملک بن مروان
۱۷۱ کو قبیصہ بن ذؤیب سے کہتے سنا کہ کیا تم نے رخصتی میں (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے) کسی دقتی دعاء کو سنا ہے، انھوں نے کہا نہیں، تو عبدالملک نے کہا کہ نہ میں نے۔

حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعہ سے مروی ہے کہ میں نے عبدالملک ابن مروان کے ساتھ بیت اللہ کا طواف کیا، جب ساتواں شوط (پھیرا) ہوا تو وہ پناہ مانگنے کے لئے بیت اللہ کے قریب ہوئے، میں نے انھیں کھینچ لیا تو کہا کہ اے حارث تمھیں کیا ہو گیا ہے، میں نے کہا کہ اے امیر المومنین کیا آپ کو معلوم نہیں کہ جس نے سب سے پہلے یہ فعل کیا وہ آپ کی قوم کی بوڑھیوں میں سے ایک بڑھیا تھی، عبدالملک روانہ ہو گئے اور انھوں نے پناہ نہیں مانگی۔

موسیٰ بن میسرہ سے مروی ہے کہ عبدالملک بن مروان نے طواف قدوم کیا، جب طواف کی دو رکعتیں پڑھیں تو حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعہ نے کہا کہ صفا کی طرف نکلنے سے پہلے حجر اسود کی طرف چلیے، عبدالملک قبیصہ کی طرف متوجہ ہوئے، قبیصہ نے کہا کہ میں نے اہل علم میں سے کسی کو اس کی طرف پلٹتے ہوئے نہیں دیکھا، عبدالملک نے کہا کہ میں نے اپنے والد کے ساتھ طواف کیا مگر انھیں اس کی طرف پلٹتے ہوئے نہیں دیکھا، پھر عبدالملک نے کہا کہ اے حارث تم مجھ سے سیکھو جیسا کہ میں نے تم سے سیکھا کہ جب میں نے بیت اللہ سے پلٹنے کا ارادہ کیا تو تم نے مجھے منع کیا، انھوں نے کہا کہ اے امیر المومنین جو آپ کا پہلا علم ہے اس پر عمل کیجئے میں نے بھی آپ کے علم سے فائدہ اٹھایا۔

عوف بن الحارث سے مروی ہے کہ میں نے جابر بن عبداللہ کو دیکھا کہ عبدالملک کے پاس آئے، عبدالملک نے مرحبا کہا اور اپنے نزدیک بلایا، جابر نے کہا کہ اے امیر المومنین جیسا کہ آپ دیکھتے ہیں مدینہ وہ طیبہ ہے جس کا نام نبی علیہ السلام نے (طیبہ) رکھا۔ اور اس کے باشندے (آج) محصور ہیں اگر امیر المومنین کی رائے

ہو کہ اُن کے ساتھ نیکی کریں اور اُن کے حقوق پہچانیں تو کریں۔

راوی نے کہا کہ عبدالملک نے اسے ناپسند کیا اور اُن سے رخ پھیر لیا جابر اصرار کرنے لگے، یہاں تک کہ قبیصہ نے اپنے بیٹے کو، جو انھیں لائے تھے کیونکہ جابر کی بینائی جا چکی تھی، اشارہ کیا کہ انھیں خاموش کر دو۔

راوی نے کہا کہ اُن کے بیٹے انھیں خاموش کرنے لگے تو جابر نے کہا کہ تم پر افسوس ہے تم میرے ساتھ کیا کرتے ہو، اُنھوں نے کہا کہ خاموش رہو، جابر خاموش ہو گئے اور جب نکلے تو اُنھوں نے قبیصہ کو اپنے ہاتھ سے پکڑ لیا اور کہا کہ اے ابوعبداللہ یہ لوگ بادشاہ ہو گئے ہیں، اللہ نے اچھا امتحان لیا ہے کیونکہ جب تمھارا ساتھی (عبدالملک) تم سے سنتا ہے تو تمھارے لیئے (کہنے میں) کوئی عذر نہیں ہے۔

قبیصہ نے کہا کہ سنتا بھی ہے اور نہیں بھی سنتا، جو اُس کے موافق ہوتا ہے سنتا ہے، تمھارے لئے امیرالمومنین نے پانچ ہزار درم کا حکم دیا ہے، لہذا تم اُن سے اپنے زمانے پر مدد حاصل کرو۔ (یعنی اُن درموں سے اپنی زندگی کا زمانہ بسر کرو) جابر نے وہ لے لئے۔

عبدالرحمٰن بن ابی الزناد نے اپنے والد سے روایت کی کہ ۷۵ھ میں عبدالملک ابن مروان نے حج کیا، واپسی میں مدینے سے گزرے، منبر پر لوگوں کو خطبہ سنایا، پھر اپنے دوسرے خطیب کو کھڑا کیا حالانکہ وہ خود منبر پر بیٹھے ہوئے تھے،

خطیب نے تقریر میں اہل مدینہ سے شدید جنگ کا ذکر کیا، اس نے اُن لوگوں کے خلاف اطاعت اور عبدالملک اور اُن کے اہل بیت کے بارے میں بدظنی ۱۷۴

کا اور اہل حرہ کے فعل کا ذکر کیا اور کہا کہ اے اہل مدینہ میں نے تمھارے لئے سوائے اُس گاؤں کے کوئی مثل نہیں پائی جس کا ذکر اللہ نے قرآن میں کیا ہے۔

"ضرب اللہ مثلا قریۃً کانت آمنۃً مطمئنۃ یأتیھا رزقھا رغداً من کل مکان فکفرت بانعم اللہ فاذاقھا اللہ لباس الجوع والخوف بما کانوا یصنعون"

(اور اللہ ایک ایسے گاؤں کی مثال بیان فرماتا ہے جو امن چین سے تھا کہ اُس کی روزی بھی ہر جگہ سے بافراغت چلی آتی تھی پھر اُس نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی تو اللہ نے اُن کے

ان برے کاموں کے سبب جو وہ کیا کرتے تھے اس بات کا مزہ بھی چکھا دیا کہ بھوک اور خوف کو اُن کا لباس بنا دیا)

ابن عبید اُٹھ کھڑے ہوئے اور خطیب سے کہا کہ تم جھوٹے ہو تم جھوٹے ہو ہم لوگ ایسے نہیں ہیں، تم اس کے بعد کی آیت پڑھو، "ولقد جاءهم رسول منهم فكذبوه فاخذهم العذاب وهم ظالمون" (اور البتہ ان کے پاس انھیں میں کا رسول بھی آیا مگر انھوں نے اس کو جھٹلا دیا تب تو ان کو ظلم کرتے ہوئے عذاب نے آپکڑا۔) ہم لوگ تو اللہ اور اُس کے رسولوں پر ایمان لائے ہیں (اور یہ آیت کفار کے بارے میں ہے)

جب ابن عبید نے یہ کہا تو دربان اُن پر ٹوٹ پڑے اور اُنھیں گھیر لیا۔ یہاں تک کہ ہمیں یقین ہو گیا کہ وہ لوگ اُنھیں قتل کر دیں گے، عبد الملک نے اُن لوگوں کو منع کیا جب خطیب فارغ ہو گیا اور عبد الملک مکان میں گئے تو ابن عبید کو بھی اُن کے پاس پہنچا دیا گیا۔

راوی نے کہا کہ عبد الملک نے (اتنا انعام دیا کہ) اُن کے انعام سے زیادہ کسی کو انعام نہیں دیا اور اُنھیں ایسا لباس پہنایا کہ اُن کے لباس سے زیادہ کسی کو نہیں پہنایا۔

عبد الرحمٰن بن محمد بن عبید سے مروی ہے کہ جب عبد الملک نے وہ تقریر کی جو کی اور میرے والد نے اس کو رد کیا تو دربان میرے والد پر جھپٹ پڑے، وہ لوگ اُن کو عبد الملک بن مروان کے پاس لے گئے، انھوں نے اہل شام کے روبرو اُن پر کسی قدر غصے کا اظہار کیا۔

جب اہل شام چلے گئے تو اُن سے کہا کہ اے ابن عبید جو کچھ تم نے کیا میں نے دیکھا ہے اور میں نے اس کو معاف کر دیا ہے۔ لیکن میرے بعد کسی والی کے ساتھ ایسا کرنے سے بچنا۔ کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ وہ تم سے اتنا تحمل نہ کرے گا جتنا میں نے کیا ہے۔ قریش کا یہ قبیلہ مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے، ہمارا حلیف بھی ہم میں سے ہے اور تم بھی ہم میں سے ایک ہو، تمھارا قرض کتنا ہے، انھوں نے کہا کہ پانچ سو دینار۔

عبد الملک نے اُن کے لئے پانچ سو دینار کا حکم دیا۔ اور اس کے سوا اُنھیں سو دینار انعام دیئے، ایک جوڑا دیا جس میں سبز خز کی چادر تھی کہ اس کا ایک ٹکڑا ہمارے

پاس ہے۔

ثعلبہ بن ابی مالک القرظی سے مروی ہے کہ میں نے عبدالملک بن مروان کو دیکھا کہ انھوں نے شعب میں مغرب و عشا کی نماز پڑھی، میں انھیں جمع (مزدلفہ) سے ادھر ہی مل گیا، میں اُن کے ساتھ چلا تو انھوں نے پوچھا کہ تم نے نماز پڑھی؟ میں نے کہا جان کی قسم نہیں، انھوں نے کہا کہ تمھیں نماز سے کس نے روکا؟ میں نے کہا کہ میں اب تک وقت کے اندر ہوں، انھوں نے کہا کہ جان کی قسم نہیں، تم وقت کے اندر نہیں ہو۔

پھر کہا کہ شاید تم اُن لوگوں میں سے ہو جو امیرالمومنین عثمانؓ رحمۃ اللہ پر طعن کرتے ہیں۔ میرے والد نے مجھے شاہد بتایا کہ انھوں نے عثمان کو دیکھا کہ مغرب و عشا شعب میں پڑھی۔

راوی کہتے ہیں کہ پھر میں نے (عبدالملک سے) کہا کہ امیرالمومنین، آپ جیسے لوگ اس قسم کا کلام کرتے ہیں حالانکہ آپ امام ہیں، مجھے اُن پر یا اوروں پر طعن کرنے کا کیا حق ہے، میں تو اُن کے ساتھ تھا، لیکن میں نے عمرؓ رحمہ اللہ کو دیکھا ہے کہ وہ اس وقت تک نماز نہیں پڑھتے تھے جب تک کہ مزدلفہ نہ پہنچ جائیں، مجھے عمرؓ کی سنت سے زیادہ کوئی سنت پسند نہیں۔

انھوں نے کہا کہ اللہ عمرؓ پر رحمت کرے، مگر عثمانؓ عمرؓ کو زیادہ جانتے تھے۔ ۱۶۳ اگر عمرؓ نے یہ کیا ہوتا تو عثمانؓ ضرور اُن کی پیروی کرتے، عثمانؓ سے زیادہ عمرؓ کی حالت کی پیروی کرنے والا کوئی نہ تھا۔

سوائے نرمی کے عثمانؓ نے عمر کی سیرت میں کسی چیز سے اختلاف نہیں کیا، کیونکہ عثمانؓ نے لوگوں کے لئے یہاں تک نرمی کی کہ وہ خود مغلوب ہو گئے اور اگر اُن کی جانب سے بھی لوگوں پر ایسی ہی سختی کی جاتی جیسا کہ اُن پر ابن الخطاب نے سختی کی تو لوگوں کو اُن سے وہ کامیابی حاصل نہ ہوتی جو انھوں نے حاصل کرلی۔

وہ لوگ کہاں ہیں جن میں عمرؓ بن الخطاب کا طریقہ جاری تھا، یوں تو لوگ آج بھی ہیں، اے ثعلبہ میری رائے ہے کہ سلطان کی خصلت لوگوں کے ساتھ گشت کرتی ہے، اگر آج کوئی شخص اُس سیرت پر چلے (جو عثمانؓ کی تھی) تو لوگوں کو اُن کے

گھروں میں لوٹ لیا جائے، رہزنی کی جائے، لوگ باہم ظلم کریں اور فتنے برپا ہوں، اس لئے والی کے لئے ضروری ہے کہ ہر زمانے میں وہ ایسی سیرت رکھے جو اُس زمانے کیلئے مفید ہو۔

ابن کعب سے مروی ہے کہ میں نے عبدالملک بن مروان کو کہتے سنا کہ اے اہل مدینہ جو پہلا طریقہ تھا اُس کے اختیار کرنے کے سب سے زیادہ حقدار تم لوگ ہو، اس مشرق کی جانب سے ہمارے پاس ایسی احادیث کا سیلاب آیا ہے جنھیں ہم نہیں جانتے پہچانتے، اور ان میں سے ہم سوائے قراءت قرآن کے اور کچھ نہیں پہچانتے لہذا تم لوگ اُسی کو اختیار کرو جو تمھارے قرآن میں ہے، جس پر تم کو امام مظلوم (عثمان) نے جمع کیا ہے اور تم اُن فرائض کو اختیار کرو جن پر تمھیں امام مظلوم رحمہ اللہ نے جمع کیا ہے، کیونکہ انھوں نے اس کے بارے میں زید بن ثابت سے مشورہ لیا ہے، اور وہ خدا اُن پر رحمت کرے اسلام کے کیسے اچھے مشیر تھے۔ اُن دونوں نے جس کو ثابت پایا اس کو ثابت رکھا اور جو اُن دونوں کی رائے کے خلاف تھا اسے انھوں نے ساقط کر دیا۔

مورخین نے بیان کیا کہ عبدالملک بن مروان نے یہ قصد کیا تھا کہ وہ اپنے بھائی عبدالعزیز بن مروان کو (ولی عہدی سے) معزول کردیں۔ اور اپنے دونوں فرزند ولید و سلیمان کو اپنے بعد ولی عہد خلافت کریں، قبیصہ بن ذؤیب نے منع کیا اور کہا کہ یہ نہ کیجئے کیونکہ اس سے آپ ایک فتنہ انگیز آواز کو اپنے اوپر برانگیختہ کریں گے، شاید انھیں موت آجائے جس سے آپ کو اُن سے راحت مل جائے۔

عبدالملک اس سے باز رہے مگر اُن کا دل اُن سے جھگڑتا تھا کہ انھیں معزول کردیں، ایک رات کو اُن کے پاس روح بن زنباع الجذامی آئے جو عبدالملک کے پاس اس طرح سوتے تھے کہ دونوں کا تکیہ ایک ہوتا تھا اور وہ عبدالملک کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ تھے۔

انھوں نے کہا کہ امیرالمومنین، اگر آپ انھیں معزول کردیں گے تو دو بھیڑیں بھی باہم نہ لڑیں گی۔ انھوں نے کہا کہ اے ابوزرعہ یہ تمھاری رائے ہے کہا کہ جی ہاں، واللہ، اور میں سب سے پہلا شخص ہوں گا جو آپ کی یہ بات قبول کرے گا، تو انھوں نے کہا کہ انشاء اللہ ہم اعلان کریں گے، پھر وہ اسی حالت پہ تھے،

عبدالملک نے جواب دیا کہ اللہ نے چاہا تو یہ ایک چھوٹی سی نصیحت کی بات ہوگی، اسی حالت میں تھے کہ عبدالملک بن مروان سو گئے اور روح بن زنباع اُن کے پہلو میں تھے، یکایک ان دونوں کے پاس قبیصہ بن ذؤیب رات ہی کو آئے،

عبدالملک نے دربانوں کو حکم دے دیا تھا کہ قبیصہ بن ذؤیب کو رات یا دن میں جس وقت بھی آئیں میرے پاس آنے سے روکا نہ جائے بشرطیکہ میں تنہا ہوں یا کسی ایک شخص کے ساتھ ہوں، اور اگر میں عورتوں کے پاس ہوں تو انھیں مجلس میں پہنچا دیا جائے اور مجھے اُن کی اطلاع کر دی جائے۔

قبیصہ آئے، مُہر اور ڈاک انھیں کے سپرد تھی، عبدالملک سے پہلے اُن کے پاس خبریں آتی تھیں، وہ اُن سے پہلے خطوط کو پڑھتے پھر انھیں کھلا ہوا عبدالملک ۱۷۴
کے پاس لاتے اور قبیصہ کی بزرگداشت کی بنا پر وہ اُنھیں پڑھتے تھے،

قبیصہ اُن کے پاس گئے اور کہا کہ یا امیرالمومنین اللہ آپ کو بھائی کے عوض اجر دے، پوچھا کیا اُن کی وفات ہوگئی، انھوں نے کہا جی ہاں۔

عبدالملک بن مروان نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا، پھر روح کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ اے ابوزرعہ جس پر ہم دونوں نے اتفاق کیا تھا اور جس کا ہم نے ارادہ کیا تھا اُس میں اللہ ہمیں کافی ہوگیا، اے ابواسحاق یہ امر تمھارے مخالف تھا۔

قبیصہ نے کہا کہ وہ کیا بات ہے، اِس پر جو بات تھی اس سے انھوں نے اُن کو آگاہ کیا، قبیصہ نے کہا کہ امیرالمومنین پوری عقلمندی تو تاخیر ہی میں ہے، اور عجلت میں جو خرابی ہے وہ ہے، عبدالملک نے کہا بسا اوقات عجلت میں خیر کثیر ہوتی ہے، کیا تم نے عمرو بن سعید کو نہیں دیکھا کیا ان کے معاملے میں عجلت تاخیر سے بہتر نہ تھی۔

عبدالملک نے اپنے بیٹے عبداللہ بن عبدالملک کو مصر پر امیر بنایا اور ولید و سلیمان کو اپنے بعد ولی عہد خلافت بنایا، اور شہروں میں لکھ دیا، لوگوں نے اُن دونوں کے لئے بیعت کرلی، عبدالعزیز کی وفات سنہ ۸۵ھ میں ہوئی۔

اہل مدینہ سے مروی ہے کہ عبدالملک نے عثمان سے (احادیث) یاد کی تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ابوہریرہ و ابی سعید الخدری و جابر ابن عبداللہ وغیرہم سے بھی (احادیث) سنی تھیں، اور قبل خلافت عابد و حاجی تھے۔

نافع سے مروی ہے کہ میں نے عبدالملک بن مروان کو دیکھا، مدینے میں کوئی نوجوان اُن سے زیادہ تیز رو، اُن سے زیادہ طالب علم اور اُن سے زیادہ متقی نہ تھا۔

ابن قبیصہ بن ذؤیب نے اپنے والد سے روایت کی کہ ہم لوگ حجروں کے پیچھے سے عبدالملک بن مروان کی آواز سنتے تھے کہ اے اہل نعمت، جب عافیت و نعمت دونوں تمہیں حاصل ہیں تو (اللہ کی نافرمانی کر کے) اس میں کچھ کمی نہ کرو۔

محمد بن صہیب سے مروی ہے کہ انھوں نے عبدالملک بن مروان کو منی میں اونٹ خریدتے ہوئے دیکھا۔

ابن جریج سے مروی ہے کہ میں نے سونے سے دانت باندھنے کو ابن شہاب سے دریافت کرتے ہوئے سنا تو انھوں نے کہا کہ اس میں کوئی حرج نہیں، عبدالملک بن مروان نے بھی اپنے دانت سونے سے باندھے تھے۔

زہری سے مروی ہے کہ عبدالملک بن مروان اپنے دانت سونے سے باندھتے تھے۔

عمرو بن قیس سے مروی ہے کہ عبدالملک بن مروان نے اپنے دانت سونے سے باندھے۔

۱۷۵ ابو معشر نجیح سے مروی ہے کہ عبدالملک بن مروان کی وفات دمشق میں ۱۵ شوال سنہ ۸۶ھ یوم پنجشنبہ کو ہوئی، عمر ساٹھ سال کی تھی، بیعت سے وفات تک اکیس سال اور ڈیڑھ مہینے خلافت کی، اس میں سے نو سال تک عبداللہ بن الزبیر سے جنگ کرتے رہے، اُن کی شام کی خلافت تسلیم کی جاتی تھی، پھر قتل مصعب کے بعد عراق کی، عبداللہ بن الزبیر کے قتل اور سب لوگوں کے اُن (کی بیعت) پر اتفاق کر لینے کے بعد سات دن کم تیرہ سال اور چار مہینے زندہ رہے۔

ہم سے روایت کی گئی ہے کہ اُن کی وفات تریسٹھ سال کی عمر میں ہوئی، پہلی روایت

زیادہ ثابت ہے اور اُن کی ولادت کے حساب سے درست ہے۔

عبدالعزیز بن مروان

ابن الحکم بن ابی العاص بن اُمیہ بن عبد شمس اُن کی والدہ لیلیٰ بنت زبّان بن الاصبغ بن عمرو بن ثعلبہ بن الحارث بن حصن بن ضمضم بن عدی بن خباب قبیلۂ کلب سے تھیں، کنیت ابو الاصبغ تھی،

عبدالعزیز کے یہاں عمر رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے جو والی خلافت ہوئے، عاصم و ابوبکر پیدا ہوئے اور محمد، جو لاولد مر گئے، ان سب کی والدہ ام عاصم بنت عاصم بن عمر بن الخطاب بن نفیل بنی عدی بن کعب میں سے تھیں۔

اصبغ بن عبدالعزیز جن کے نام سے اُن کی کنیت تھی اور ام عثمان و ام محمد ایک ام ولد سے تھے۔

سُہیل و سہل و ام الحکم، اُن کی والدہ ام عبداللہ بنت عبداللہ بن عمرو بن العاص بن وائل السہمی تھیں۔

زبّان بن عبدالعزیز و جزّیا ایک ام ولد سے تھے۔

ام البنین، اُن کی والدہ لیلیٰ بنت سُہیل بن حنظلہ بن الطفیل بن مالک ابن جعفر بن کلاب تھیں۔

عبدالعزیز نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے، ثقہ و قلیل الحدیث تھے،

مروان بن الحکم نے عبدالملک بن مروان کو اور اُن کے بعد عبدالعزیز بن مروان کو ولی عہد بنایا، انھیں والی مصر بھی بنایا عبدالملک نے اس عہدے پر انھیں برقرار رکھا،

اُن کا وجود عبدالملک پر گراں تھا، انھوں نے اُن کے معزول کرنے کا ارادہ کیا کہ اُن کے بعد ولید و سلیمان کی بیعت خلافت کی جائے مگر قبیصہ بن ذؤیب

لئے انھیں اس سے روکا، قبیصہ کے سپرد اُن کی مہر تھی اور وہ اُن کا اکرام و عظمت کرتے تھے، وہ اس سے رک گئے۔

عبدالعزیز کی وفات مصر میں ۸۵ھ میں ہوئی، عبدالملک بن مروان کو یہ خبر رات کو پہنچی، صبح ہوئی تو انھوں نے لوگوں کو بلایا اور اپنے بعد ولید کی بیعت خلافت لی پھر ولید کے بعد سلیمان کی۔

محمد بن مروان ۱۷۶

ابن الحکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبدشمس، اُن کی والدہ ام ولد تھیں جن کا نام زینب تھا۔

محمد بن مروان کے یہاں مروان پیدا ہوئے جو والی خلافت ہوئے اور بنی امیہ کے آخری خلیفہ تھے، یہ وہی ہیں جن کو اولاد عباس نے اُس وقت قتل کردیا جس وقت انھوں نے اپنی دعوت (بیعت) کا اظہار کیا، اُن کی والدہ ام ولد تھیں۔

یزید، اُن کی والدہ رملہ بنت یزید بن عبیداللہ بن شیبہ بن ربیعہ بن عبدشمس تھیں۔

عبدالرحمن، اُن کی والدہ ام جمیل بنت عبدالرحمن بن زید بن الخطاب بن نفیل تھیں۔

منصور ایک ام ولد سے تھے۔

عبدالعزیز ایک ام ولد سے تھے۔

عبدہ و رملہ مختلف ام ولد سے تھیں۔

زہری نے محمد بن مروان سے روایت کی ہے۔

عمرو بن سعید

ابن العاص بن سعید ابی اُحیحہ بن العاص بن امیہ بن عبدشمس، اُن کی والدہ ام البنین

بنت الحکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس تھیں۔
عمرو بن سعید کے یہاں اُمیّہ و سعید و اسماعیل و محمد و ام کلثوم پیدا ہوئیں، ان کی والدہ ام حبیب بنت حُریث ابن سلیم بن عُتش بن لبید بن عداد بن امیہ بن عبداللہ ابن رزاح بن ربیعہ بن حرام بن ضِنّہ بن عبد بن کبیر بن عُذرہ قضاعہ میں سے تھیں۔
عبدالعزیز و عبدالملک و رملہ، اُن کی والدہ سودہ بنت الزبیر بن العوام ابن خویلد تھیں،
موسیٰ و عمران، ان دونوں کی والدہ عائشہ بنت مطیع بن ذی اللحیہ بن عبد ابن عوف بن کعب بن ابی بکر بن کلاب بنی عامر میں سے تھیں۔
عبداللہ و عبدالرحمٰن ایک ام ولد سے تھے
ام موسیٰ، اُن کی والدہ نائلہ بنت فُریص بن ربیع بن مسعود بن مصاد بن حِصن ابن کعب بن عُلیم قبیلۂ کلب کی تھیں۔
ام عمران بنت عمرو، ان کی والدہ ایک ام ولد تھیں۔
مؤرخین نے کہا کہ عمرو بن سعید قریش کے لوگوں میں سے تھے، یزید بن معاویہ نے اُنھیں والی مدینہ بنایا تھا، حسینؓ کے قتل کے وقت وہ مدینے ہی کی ولایت پر تھے، یزید نے اُن کے پاس حسینؓ کا سر بھیجا تو اُنھوں نے اُس کو کفن دے کے بقیع میں اُن کی والدہ فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن کر دیا،
یزید نے اُنھیں لکھا کہ عبداللہ بن الزبیر کی جانب ایک لشکر روانہ کریں اُنھوں نے اُن کی جانب لشکر روانہ کیا اور اہل لشکر پر عمرو بن الزبیر بن العوام کو عامل بنایا، ایک سال عمرو بن سعید نے لوگوں کو حج کرایا۔
اہل شام کو وہ سب سے زیادہ محبوب تھے اور وہ لوگ اُن کی اطاعت و فرمانبرداری کرتے تھے۔
عبدالملک بن مروان والی خلافت ہوئے تو اُنھیں اُن سے خوف ہوا عمرو اُنھیں مغالطہ دیکر دمشق میں محفوظ ہو گئے، دمشق کو پھر اُن کے لئے کھول دیا اور اُن سے ۱۷۷ بیعت خلافت کر لی،
عبدالملک اُن سے بےخوف نہ ہونے کی وجہ سے برابر گھات میں رہنے

ایک روز انھیں تنہا بلا بھیجا اور ان امور کی بدولت اُن پر عتاب کیا جن کو معاف کر چکے تھے، پھر حملہ کر کے انھیں قتل کر دیا، عمرو کی کنیت ابوامیہ تھی، عمرو نے عمر سے روایت کی ہے۔

یحییٰ بن سعید

ابن العاص بن سعید بن العاص بن امیہ بن عبد شمس، اُن کی والدہ عالیہ بنت سلمہ بن یزید بن مشجعہ بن المجمع بن مالک بن کعب بن سعد بن عوف بن حریم بن جعفی بن سعد العشیرہ تھیں۔

یحییٰ بن سعید کے یہاں سعید و اسماعیل و رُبیحہ جو ام رباح تھیں اور فاختہ و رُقیہ" و ام عمر پیدا ہوئیں، ان سب کی والدہ ام عیسیٰ بنت عبید اللہ بن عمر بن الخطاب تھیں۔

عمرو و عثمان، ان دونوں کی والدہ زینب بنت عبد الرحمٰن بن الحکم ابن ابی العاص تھیں۔

عمر، اُن کی والدہ ام عمرو بنت عمر بن جریر بن عبد اللہ البجلی تھیں۔

ابان و عنبسہ و حُصین و محمد و ہشام مختلف ام ولد سے تھے۔

آمنہ، اُن کی والدہ ام سلمہ بنت المُحلِّس بن حبیب بن عامر بن مالک بن جعفر بن کلاب تھیں۔

ربلہ و علیہ و فاختہ الصغریٰ، ان سب کی والدہ ایک ام ولد تھیں۔

ام عثمان، اُن کی والدہ ایک ام ولد تھیں۔

یحییٰ بن سعید قلیل الحدیث تھے۔

عنبسہ بن سعید

ابن العاص بن سعید بن العاص بن امیہ بن عبد شمس، اُن کی والدہ ام ولد تھیں۔

عنبسہ بن سعید کے یہاں ایک ام ولد سے عبداللہ اور ایک ام ولد سے عبدالرحمٰن پیدا ہوئے۔

خالد، اُن کی والدہ ام النعمان بنت محمد بن الاشعث بن قیس بن معدی کرب ابن معاویہ بن جَبلہ الکندی تھیں۔

عبدالملک، اُن کی والدہ اروی بنت عبداللہ بن عبداللہ بن عامر بن کُریز ابن ربیعہ بن حبیب بن عبدشمس تھیں۔

عثمان ایک ام ولد سے تھے،

سعید وام عنبسہ وام کلثوم، ان سب کی والدہ ام عمر بنت عمر بن سعد بن ابی وقاص تھیں۔

حجاج ومحمد وسلیمان وزیاد ومروان وآمنہ وام عثمان وام ابان وام خالد مختلف ماؤں سے تھے۔

ام الولید، اُن کی والدہ رَوَاح بنت عُمَیر بن السّلیل بن قیس بن مسعود بن قیس ابن خالد ذی الجَدّین تھیں۔

عنبسہ بن سعید نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے۔

۱۷۸ # عبداللہ بن قیس

ابن مخرمہ بن المطلب بن عبد مناف بن قصی، اُن کی والدہ دُرّہ بنت عقبہ ابن رافع بن امرئ القیس بن زید بن عبدالاشہل اَوس میں سے تھیں۔

عبداللہ بن قیس کے یہاں محمد وموسیٰ ورقیہ پیدا ہوئیں، ان کی والدہ ام سعید بنت کبا ثہ بن عرابہ بن اوس بن قیظی بن عمرو انصار کی شاخ بنی حارثہ میں سے تھیں۔

مطلب وحکیم، ان دونوں کی والدہ ام ایاس بنت یزید بن عبداللہ بن ذی جَنَن حِمیَر میں سے تھیں۔

عبدالرحمٰن و حکیم و عبداللہ و ام الفضل، ان سب کی والدہ ام عبداللہ بنت عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن ابی صعصعہ بن وہب بن عدی بن مالک بن عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار تھیں۔
عبدالملک و ام سلمہ ان دونوں کی والدہ ایک ام ولد تھیں۔
اُن کے بھائی:۔

محمد بن قیس

ابن مخرمہ بن المطلب بن عبد مناف بن قصی، اُن کی والدہ درہ بنت عقبہ ابن رافع بن امرئ القیس بن زید بن عبدالاشہل تھیں۔

محمد بن قیس کے یہاں یحییٰ اکبر و عمر اکبر و ام القاسم و جمال و صعبہ الکبریٰ و ام عبداللہ پیدا ہوئیں، ان سب کی والدہ ام جمیل بنت المسیب بن ابی السائب بن عابد ابن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھیں۔

حسن و حسین و حکیم و صعبہ الصغریٰ و قیس اکبر و قیس اصغر و محمد اصغر و جمال صغریٰ و حفصہ و ام الحسن و فاطمہ، ان سب کی والدہ ام الحسن بنت الحکیم بن الصلت بن مخرمہ تھیں۔

عمر و اصغر ایک ام ولد سے تھے اور یحییٰ اصغر ایک ام ولد سے تھے۔

مغیرہ بن ابی بردہ

بنی عبدالدار بن قصی میں سے تھے۔

عبداللہ بن عبدالرحمٰن

ابن ازہر بن عوف بن عبد عوف بن عبد بن الحارث بن زُہرہ، اُن کی والدہ
ام سلمہ بنت خناجہ بن ہرثمہ بن مسعو وبنی نصر بن معاویہ بن بکر بن ہوازن میں سے تھیں ۱۷۹
عبداللہ بن عبدالرحمٰن کے یہاں جعفر و عبدالرحمٰن و ام عمر اور حفصہ پیدا ہوئیں،
اُن سب کی والدہ ام جمیل بنت عبداللہ بن مُکمل بن عوف بن عبد بن الحارث ابن
زہرہ تھیں۔

زہری نے عبداللہ بن عبدالرحمٰن سے روایت کی ہے۔

عبدالرحمٰن بن عبداللہ

ابن مکمل بن عوف بن عبد عوف بن عبد بن الحارث بن زہرہ اُن کی والدہ قبیلہ حمیر کی شاخ
یحَضب کی تھیں، اُن پر گرفتاری کی مصیبت آئی۔
عبدالرحمٰن کے یہاں حسن و ام حبیب پیدا ہوئیں ان دونوں کی والدہ خدیجہ
بنت ازہر بن عبد عوف بن عبد بن الحارث بن زہرہ تھیں۔
سعد و مروان و بُریہہ و ام عمرو و ہند، ان سب کی والدہ ام النعمان بنت
عبدالرحمٰن بن قیس بن خلدہ تھیں
عبدالرحمٰن بن عبداللہ سے زہری نے روایت کی ہے۔

معاذ بن عبد الرحمٰن

ابن عثمان بن عبید اللہ بن عثمان بن عمرو بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ۔
اُن کی والدہ ام ولد تھیں۔

معاذ بن عبد الرحمٰن کے یہاں عبد الرحمٰن ہوئے اُنکی والدہ زینبہ تھیں جو ام عمرو بنت عتیبہ تھیں اور بنی سعد بن بکر میں سے تھیں۔

اُویس، اُن کی والدہ مریم بنت عقبہ بن ایاس بن عَتَمہ بنی سلیم بن منصور میں سے تھیں۔

اسماء، اُن کی والدہ منقریہ تھیں۔

اُن کے بھائی ہیں۔

عثمان بن عبد الرحمٰن

ابن عثمان بن عبید اللہ بن عثمان بن عمرو بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد ابن تیم بن مُرّہ۔

نوفل بن مساحق

ابن عبد اللہ بن مخرمہ بن عبد العزیٰ بن ابی قیس بن عبدوُد بن نصر بن مالک

ابن حسل بن عامر بن لوی، اُن کی والدہ مریم بنت مطیع بن الاسود بنی عدی بن کعب میں سے تھیں۔

نوفل بن مساحق کے یہاں سعد بن نوفل پیدا ہوئے، اُن کی والدہ ام عبداللہ
بنت ابی سبرہ بن ابی رُہم بن عبدالعزیٰ بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک تھیں۔ ١٨٠

مختفل بن نوفل، اُن کی والدہ ضعیفہ بنت سبرہ بن عبداللہ بن الاعلم بنی عُقیل ابن کعب میں سے تھیں۔

عبدالملک و مروان و سلیمان مختلف ام ولد سے تھے۔

نوفل کی بہت تھوڑی حدیثیں ہیں۔

عیاض بن عبداللہ

ابن سعد بن ابی سرح بن الحارث بن حُبیب بن جذیمہ بن مالک بن حِسل ابن عامر بن لوی، اُن کی والدہ ام ولد تھیں۔

عیاض کے یہاں وہب و عبداللہ و سالم پیدا ہوئے، ان سب کی والدہ ام حسن بنت عمرو بن اویس تھیں۔

اور سعد بن عیاض۔

عثمان بن اسحاق

ابن عبداللہ بن ابی خرشہ بن عمرو بن ربیعہ بن الحارث بن حُبیب بن جذیمہ ابن مالک بن حسل بن عامر بن لوی، اُن کی والدہ اُمیمہ بنت عبداللہ بن مسعود بن الحارث

ابن صبح بن مخزوم بن صاہلہ بن کاہل بن الحارث بن تمیم بن سعد بن ہُذیل تھیں۔
عثمان بن اسحاق کے یہاں عبدالرحمٰن اور ایک اور شخص پیدا ہوئے، ان دونوں کی والدہ ام حبیب بنت مُرّہ بنی عقیل میں سے تھیں۔
زہری نے عثمان بن اسحاق سے روایت کی ہے۔

محمد بن عبدالرحمٰن

ابن ماعز، زہری نے ان سے روایت کی ہے۔

شُعیب بن محمد

ابن عبداللہ بن عمرو بن العاص بن وائل بن ہاشم بن سعید بن سہم، اُن کی والدہ ام ولد تھیں۔
شعیب کے یہاں عمرو و عمر پیدا ہوئے، ان دونوں کی والدہ حبیبہ بنت مُرہ ابن عمرو بن عبداللہ بن عمر الجہنی تھیں۔
عبداللہ و شعیب اور عائذہ، جن سے حسین بن عبداللہ بن عبیداللہ ابن العباس نے نکاح کیا، ان سب کی والدہ عمرہ بنت عبیداللہ بن العباس ابن عبدالمطلب تھیں۔
شعیب نے اپنے دادا عبداللہ بن عمرو سے روایت کی ہے اور اُن سے اُن کے بیٹے عمرو بن شعیب نے روایت کی ہے، اُن کی حدیث اپنے والد سے ہے اور

اُن کے والد کی حدیث اپنے دادا یعنی عبداللہ بن عمرو سے ہے۔

181

عثمان بن عبداللہ

ابن عبداللہ بن سُراقہ بن المُعتَمِر بن انس بن اداۃ بن ریاح بن عبداللہ ابن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب، اُن کی والدہ زینب بنت عمر بن الخطاب تھیں جو اولاد عمر رحمۃ اللہ میں سب سے چھوٹی تھیں،

عثمان کے یہاں عمر پیدا ہوئے، انھیں کے نام سے اُن کی کنیت تھی اور عبداللہ و عمر و ابوبکر و زبیر و عبدالرحمٰن، ان سب کی والدہ عبیدہ بنت الزبیر بن السبیب ابن ابی السائب صیفی بن عابد بنی مخزوم میں سے تھیں۔

حفصہ ایک ام ولد سے تھیں اور فاطمہ ایک ام ولد سے۔

عثمان بن عبداللہ نے جابر بن عبداللہ سے روایت کی ہے۔

ہشام بن اسماعیل

ابن ہشام بن الولید بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم، ان کی والدہ امنۃ بنت المطلب بن ابی البختری بن ہشام بن الحارث بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی تھیں۔

ہشام بن اسماعیل کے یہاں ولید اور ام ہشام پیدا ہوئیں جو ہشام ابن عبدالملک بن مروان کی والدہ تھیں، ان دونوں کی والدہ مریم بنت لجا ابن عوف بن خارجہ بن سنان بن ابی حارثہ تھیں۔

ابراہیم و محمد ایک ام ولد سے تھے اور خالد و حبیب ایک ام ولد سے۔
ہشام بن اسماعیل اہل علم و روایت میں سے تھے، عبدالملک بن مروان کی جانب سے والی مدینہ ہوئے۔
پھر عبدالملک کی وفات ہوگئی یہ وہی شخص ہیں جنھوں نے سعید بن المسیب کو مارا تھا جب انھیں ولید بن عبدالملک کی بیعت کی دعوت دی، جس وقت انھیں ان کے والد نے ولی عہد خلافت بنایا تو سعید نے انکار کیا اور کہا کہ میں دیکھتا ہوں کہ لوگ کیا کرتے ہیں تو انھوں نے انھیں مارا اور انھیں گھمایا اور قید کر دیا عبدالملک کو معلوم ہوا تو انھوں نے اس کو ناپسند کیا، ان کے فعل سے ناراض ہوئے اور کہا کہ انھیں اور سعید کو کیا ہوا، سعید کے پاس مخالفت نہیں ہے۔

محمد بن عمار

ابن یاسر بن عامر بن مالک بن کنانہ بن قیس بن الحصین بن الوذیم بن ثعلبہ ابن عوف بن حارثہ بن عامر الاکبر بن یام بن عنس مذحج میں سے تھیں جو قریش کے ابی حذیفہ بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم کے حلفاء میں سے تھے، محمد بن عمار سے روایت کی گئی ہے۔

حمزہ بن صہیب ۱۸۲

ابن سنان بن مالک بن عبد عمرو بن عقیل بن النمر بن قاسط بن ربیعہ جو قریش کے عبداللہ بن جدعان التیمی کے حلیف تھے، انھوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے۔

صیفی بن صہیب

ابن سنان بن مالک۔

عمارۃ بن صہیب

ابن سنان بن مالک، ذی الحجہ ۶۳ھ میں یوم الحرہ میں مقتول ہوئے۔

عبداللہ بن خبّاب

ابن الارت بن جندلہ بن سعد بن خزیمہ بن کعب بن سعد، بنی سعد بن زید ابن مناۃ بن تمیم میں سے تھے، زمانۂ جاہلیت میں خبّاب پر قید کی مصیبت آئی، ام انمار بنت سباع الخزاعیہ کو ملے جو بنی زہرہ بن کلاب کے حلفاء میں سے تھیں ام انمار نے انھیں آزاد کر دیا۔

عبدالقیس کے ایک شخص سے، جو خوارج کے ساتھ تھے اور بعد کو ان سے جدا ہو گئے، مروی ہے کہ خوارج ایک گاؤں میں داخل ہوئے، عبداللہ بن خبّاب گھبرا کر ان کے پاس آئے، ان لوگوں نے کہا کہ آپ نہ ڈریئے، انھوں نے کہا کہ واللہ تم لوگوں نے مجھے ڈرا دیا، ان لوگوں نے کہا کہ آپ ہرگز نہ ڈریئے، انھوں نے

کہا کہ واللہ تم لوگوں نے مجھے ڈرا دیا ہے، اُن لوگوں نے کہا کہ آپ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی خباب کے بیٹے عبداللہ ہیں، انھوں نے کہا کہ ہاں،

اُن لوگوں نے کہا کہ کیا آپ نے اپنے والد سے کوئی ایسی حدیث سنی ہے جو انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہو۔ اگر سنی ہے تو ہم سے بیان کیجئے، انھوں نے کہا کہ ہاں میں نے اپنے والد کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک فتنے کا ذکر کرتے سنا جس میں بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا اور کھڑا ہونے والا چلنے والے سے بہتر ہوگا اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا آنحضرت نے فرمایا کہ اگر تم اس فتنے کو پانا تو اللہ کے مقتول بندے بننا۔ ایوب (راوی) نے کہا کہ میں اس کو سوائے اس کے نہیں جانتا کہ آنحضرت نے فرمایا کہ اللہ کے ایسے بندے نہ بننا جو قاتل ہو،

اُن لوگوں نے پوچھا کہ کیا آپ نے یہ حدیث اپنے والد سے سنی ہے کہ وہ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے تھے انھوں نے کہا کہ ہاں، وہ لوگ انھیں نہر کے کنارے لے گئے اور گردن ماردی اُن کا خون اس طرح بہا کہ گویا جوتے کا تسمہ ہے جو پانی سے نہیں ملا، ان لوگوں نے اُن کی ام ولد کا بھی پیٹ چاک کر ڈالا، اسی سبب سے علیؓ نے ان لوگوں کے قتال کو حلال سمجھا۔

محمد بن اسامہ

ابن زید الحب بن حارثہ بن شراحیل بن عبدالعزیٰ بن امرئ القیس بن عامر ابن النعمان بن عبدود بن عوف بن کنانہ بن عوف بن عذرہ بن زید اللات بن رفیدہ بن ثور ابن کلب، زید بن حارثہ کے خاندان کو اُس باندی کی وجہ سے اولاد مدینہ کہا جاتا تھا جس نے عبدالعزیٰ بن امرئ القیس کو پالا تھا، اسی وجہ سے وہ لوگ اس کی طرف

منسوب ہو گئے،

محمد بن اسامہ کی وفات ولید بن عبدالملک کی خلافت میں مدینے میں ہوئی' ان سے یزید بن عبداللہ بن قسیط نے روایت کی ہے' ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

ان کے بھائی:

حسن بن اسامہ

ابن زید بن حارثہ' ان سے ان کے بیٹے محمد بن الحسن وغیرہ نے روایت کی ہے' ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

جعفر بن عمرو

ابن امیہ بن خویلد بن عبداللہ بن ایاس بن عبد ناشرہ بن کعب بن جُدَیّ ابن ضَمرہ بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ۔

عبدالرحمٰن بن ابی الزناد سے مروی ہے کہ جعفر بن عمرو بن امیہ عبدالملک ابن مروان کے رضاعی بھائی تھے' عبدالملک بن مروان کی خلافت کے زمانے میں اُن کے پاس آئے اور مسجد دمشق میں بیٹھ گئے' اہل شام اپنے دفتر کی ترتیب سے عبدالملک کے روبرو پیش کئے جا رہے تھے' یمن کے لوگ اُن کے گرد تھے جو کہہ رہے تھے کہ اطاعت کرو' اطاعت کرو' جعفر نے کہا کہ سوائے اللہ کے کسی کی اطاعت نہیں ہے' لوگوں نے اُن پر حملہ کر دیا اور کہا کہ کیا تم امیر المومنین کی اطاعت کو کمزور کرتے ہو' یہاں تک کہ ستون سے اُن پر حملہ کیا' جعفر بڑی مشقت سے بچے'

یہ خبر عبدالملک کو معلوم ہوئی۔ تو انھوں نے اُن کو بلا بھیجا، اُنھیں اُن کے پاس پہنچا دیا گیا، عبدالملک نے کہا کہ کیا تم نے اپنے اس عمل پر غور کیا، واللہ اگر یہ لوگ تمھیں قتل کر دیتے تو میرے نزدیک تمھارے بارے میں کچھ نہ تھا۔ تمھیں ایسے امر میں جانے کی کیا ضرورت تھی جو مفید نہیں، تم ایسی قوم کو دیکھتے ہو جو میری سلطنت و اطاعت میں شدت کرتے ہیں پھر تم آتے ہو اور اُسے کمزور کرتے ہو، اس سے احتیاط کرو۔

محمد بن عمر نے کہا کہ جعفر بن عمرو کی وفات ولید بن عبدالملک کی خلافت میں ہوئی، انھوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے اور اُن سے زہری نے روایت کی ہے، ثقہ تھے اور اُن کی حدیثیں ہیں۔

اُن کے بھائی:۔

زبرقان بن عمرو

ابن امیہ بن خویلد، اُن سے بھی روایت کی گئی ہے۔

ایاس بن سلمہ

ابن الاکوع، اُن کا نام سنان بن عبداللہ بن قشیر بن خزیمہ بن مالک بن سلامان بن اسلم بن افصیٰ تھا، خزاعہ میں سے تھے۔

ایاس کی کنیت ابوسلمہ تھی وفات ۱۱۹ھ میں مدینے میں ہوئی جبکہ وہ ستتر سال کے تھے۔

ایاس بن سلمہ بن الاکوع سے مروی ہے کہ اُن کی کنیت ابوبکر تھی، ثقہ تھے، اُن کی بہت سی احادیث ہیں۔

محمد بن حمزہ

ابن عمرو الاسلمی، ان سے اُسامہ بن زید اللیثی نے روایت کی ہے، اور خود انھوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے۔

عبدالرحمٰن بن جرہد

ابن رزاح بن عدی بن سہم بن مازن بن الحارث بن سلامان بن اسلم بن افصیٰ، انھوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے، ان کے ایک بیٹے زرعہ بن عبدالرحمٰن تھے جن سے ابوالزناد نے روایت کی ہے۔

طارق بن ابی مخاشن الاسلمی

مدینے میں رہتے تھے، ان سے زہری نے روایت کی ہے۔

ابو عثمان بن سنۃ الخزاعی

ان سے زہری نے روایت کی ہے۔

عطاء بن یزید اللیثی

کنانہ کے لوگوں میں سے تھے، کنیت ابو محمد تھی، سنہ ۱۰۵ھ میں وفات ہوئی اور اس وقت بیاسی سال کے تھے، انھوں نے ابوایوبؓ اور تمیم الداری اور ابوہریرہؓ اور ابوسعیدؓ الخذری اور عبید اللہ بن عدی بن النجار سے روایت کی ہے، ان سے زہری نے روایت کی ہے، کثیر الحدیث تھے۔

عُمارہ بن اُکیمہ اللیثی

کنانہ کے لوگوں میں سے تھے، کنیت ابوالولید تھی، اُناسی سال کی عمر میں سنہ ۱۰۱ھ میں وفات ہوئی، انھوں نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے اور ان سے زہری نے صرف ایک حدیث روایت کی ہے، بعض ایسے محدثین ہیں جو یہ کہہ کر ان سے حجت نہیں پکڑتے کہ وہ شیخ مجہول ہیں

حُمید بن مالک

ابن الخُثَمْ الدُّئلی، کنانہ میں سے تھے اور قدیم تھے، انھوں نے سعد و ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے، ان سے بکیر بن عبداللہ بن الاشج اور زہری نے روایت کی ہے

قلیل الحدیث تھے۔

سنان بن ابی سنان الدئلی

قبیلہ دئل بن سے تھے، بیاسی سال کی عمر میں سنہ ۱۰۵ھ میں وفات ہوئی، اُن سے زہری نے روایت کی ہے، قلیل الحدیث تھے۔

عبید اللہ بن عبد اللہ

ابن عتبہ بن مسعود بن غافل بن حبیب بن شمخ بن فار بن مخزوم بن ہذیل بن مدرکہ میں سے تھے جو بنی زہرہ کے حلفاء تھے، اُن کی کنیت ابو عبد اللہ تھی۔

عبد الرحمٰن بن ابی الزناد نے اپنے والد سے روایت کی کہ عبید اللہ بن عبد اللہ ابن عتبہ شعر کہتے تھے، اس کے بارے میں اُن سے کہا جاتا تو جواب دیتے کہ کیا تم لوگوں نے مریض سینہ کو نہیں دیکھا کہ اگر بلغم نہ تھوکے تو مر جائے گا۔

محمد بن عمرؒ نے کہا کہ عبید اللہ عالم تھے بینائی جاتی رہی تھی، انھوں نے ابو ہریرہؓ و ابن عباسؓ و عائشہؓ و ابی طلحہؓ و سہل بن حنیف و زید بن خالد و ابی سعید الخدری سے روایت کی ہے، ثقہ و فقیہ و کثیر العلم و کثیر الحدیث و شاعر تھے۔

محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ میں نے عبید اللہ بن عبد اللہ کو دیکھا کہ اپنی مونچھیں بالکل نہیں کترواتے تھے، اُنہیں سے اچھی طرح چن لیتے تھے، اُن کی وفات ۱۸۶
سنہ ۹۸ھ میں مدینے میں ہوئی، اوروں نے کہا کہ سنہ ۹۹ھ میں ہوئی۔

زہری سے مروی ہے کہ ابو سلمہ، ابن عباس سے سوال کرتے اُن سے

مسائل جمع کرتے تھے، عبید اللہ بن عبد اللہ اُن سے عمدہ طریقہ سے سوال کر کے کلام میں اُن پر غالب آجاتے تھے۔

یحییٰ بن عبد الرحمٰن

ابن حاطب بن ابی بلتعہ جو قبیلۂ لخم میں سے تھے کہ بنی اسد بن عبد العزیٰ بن قصی کا حلیف تھا، عثمان بن عفان کی خلافت میں پیدا ہوئے، کنیت ابو محمد تھی، انھوں نے ابن عمر و ابی سعید الخدری سے حدیث سنی ہے، ثقہ و کثیر الحدیث تھے، وفات مدینے میں سنہ ۱۰۴ھ میں ہوئی۔
اُن کے بھائی۔

عبد اللہ بن عبد الرحمٰن

ابن حاطب بن ابی بلتعہ، یزید بن معاویہ کی خلافت میں جنگ حرہ کے دن ذی الحجہ سنہ ۶۳ھ میں قتل کر دیئے گئے۔

حنظلہ

یعنی ابن علی بن الاسقع الاسلمی، جو اسلمیوں میں سے تھے، انھوں نے ابو ہریرہ

سے اور زہری نے اُن سے روایت کی ہے۔

عیاض بن خلیفہ الخزاعی

اُن سے زہری نے روایت کی ہے۔

عوف بن الطفیل

ابن الحارث بن سَخْبَرہ بن جُرثومہ بن عادیہ بن مُرّہ بن جُشَم بن الاوس بن عامر ابن جُفَین بن النَّمِر بن عثمان بن نصر بن زہران بن کعب، قبیلۂ ازد سے تھے، طفیل بن الحارث عائشہؓ وعبدالرحمٰن فرزندان ابوبکر صدیقؓ کے ان دونوں کی (سوتیلی) ماں ام رومان کے رشتے سے بھائی تھے، حارث بن سخبرہ نے السراۃ سے آکر ابوبکر سے معاہدۂ حِلف کیا تھا، اُن کے ہمراہ اُن کی بیوی تھیں ام رومان بھی تھیں، جب وہ مر گئے تو اُن کی بیوی سے ابوبکرؓ نے نکاح کر لیا۔

عبدالرحمٰن بن مالک

ابن جُعشُم بن مالک بن عمرو بن تیم بن مُدلج بن مُرّہ بن عبد مناۃ بن کنانہ

اُن سے زہری نے روایت کی اور اُن کی احادیث ہیں۔

ربیع بن سبرہ

الجہنی، انھوں نے اپنے والد سے روایت کی جو صحابی تھے، زہری نے ربیع ابن سبرہ سے روایت کی ہے۔

عبید بن السباق الثقفی

انھوں نے مذی کے بارے میں سہل بن حنیف سے روایت کی ہے اور ابن عباس سے بھی روایت کی ہے۔

عبیدہ بن سفیان الحضرمی

انھوں نے ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے، قلیل الحدیث شیخ تھے۔

سائب بن مالک الکنانی

اُن سے زہری نے روایت کی ہے۔

صفوان بن عیاض

ابن برا اور اُسامہ بن زید بن حارثۃ الکلبی جو اُسامہ کی دختر کے شوہر تھے، انھوں نے اُسامہ سے اور اُن سے زہری نے روایت کی ہے۔

ملیح بن عبداللہ السعدی

انھوں نے ابوہریرہؓ سے اور اُن سے محمد بن عمرو بن علقمہ اللیثی نے روایت کی ہے۔

عراک بن مالک الغفاری

بنی کنانہ میں سے تھے اور مدینے میں بنی غفار میں رہتے تھے، مدینے میں یزید ابن عبدالملک کی خلافت میں وفات پائی۔ انھوں نے ابوہریرہؓ سے اور اُن سے زہری نے روایت کی ہے۔ اور اُن کے فرزند خثیم بن عراک پارسا اور اسلام میں سخت مزاج تھے، زیاد بن عبیداللہ الحارثی کی جانب سے مدینے کے افسر شحنہ تھے زیاد ابوالعباس اور ابوجعفر کی ابتدائے خلافت میں مکے اور مدینے کے والی تھے۔

ابوالغصن سے مروی ہے کہ میں نے عراک بن مالک کو دیکھا کہ شل ہونڈلے ۱۸۸

کے وہ اپنی مونچھیں نہیں کترواتے تھے، بلکہ اُن سے اچھی طرح چن لیتے تھے۔

ابو الغصن سے مروی ہے کہ میں نے عراک بن مالک کو دیکھا کہ سوائے ایام ممنوعہ کے وہ ہمیشہ روزہ رکھتے تھے

مُحَرَّر بن ابی ہریرہ

ابن عامر بن عبد ذی الشری بن طریف بن عتاب بن ابی صعب بن منبہ بن سعد بن ثعلبہ بن سُلیم بن فہم بن غنم بن دوس، جو ازد میں سے تھے، وفات مدینے میں عمر بن عبدالعزیز کی خلافت میں ہوئی، انھوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے قلیل الحدیث تھے۔

عمرو بن ابی سفیان

ابن اسید بن جاریہ بن عبداللہ بن ابی سلمہ بن عبدالعزیٰ بن غیرہ بن عوف بن قسی، ثقفی تھے، بنی زہرہ کے حلیف اور ابوہریرہؓ کے شاگردوں (ساتھیوں) میں سے تھے اُن سے زہری نے روایت کی ہے۔

نبہار بن عبداللہ العبسی

انھوں نے ابوسعید الخذری سے حدیث سنی ہے۔

انصار کا یمنی طبقہ

عبّاد بن ابی نائلہ

سلکان بن سلامہ بن وقش بن زُغبہ بن زعَوراء بن عبد الاشہل، ان کی والدہ ام سہل بنت رومی بن وقش بن زغبہ بن زعوراء بن عبد الاشہل تھیں۔

عباد کے یہاں یونس و ام سلمہ و ام عمرو و ام موسیٰ و سلمہ و قریبہ پیدا ہوئیں۔ اُن سب کی والدہ ام الحارث بنت الحُباب بن زید بن تیم بن امیہ بن بیاضہ بن خُناف جو راتج کے رہنے والے قبیلۂ اوس کے جاورہ میں سے تھیں۔

ام العلاء و ام عمرو، ان دونوں کی والدہ صفیہ بنت معبد بن بشر بن خالد بن ظالم قیس عیلان کے بنی ہاربہ بن دینار میں سے تھیں۔

عباد بن ابی نائلہ اور اُن کے بیٹے سلمہ بن عباد ذی الحجہ سنہ ۶۳ھ میں یوم الحرہ میں یزید بن معاویہ کی خلافت میں قتل کر دیئے گئے۔

۱۸۹

زید بن محمد

ابن مسلمہ بن خالد بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ بن الحارث بن الخزرج بن عمرو جو نبیت بن مالک ابن الاوس تھے، اُن کی والدہ ام ولد تھیں۔

زید بن محمد کے یہاں قیس و ام زید پیدا ہوئیں، ان دونوں کی والدہ بنی محارب ابن خصفہ بن قیس بن عیلان بن مضر میں سے تھیں۔

زید بن محمد یوم الحرہ میں قتل کئے گئے۔

حصین بن عبد الرحمٰن بن عمرو بن سعد بن معاذ سے مروی ہے کہ یوم الحرہ میں مدینے کے مکانات میں جو مکان سب سے پہلے لوٹا گیا، اور جنگ ہنوز منقطع ہوئی تھی، وہ بنی عبد الاشہل کا مکان تھا، اُن لوگوں نے نہ تو مکانوں میں کوئی اثاثہ چھوڑا اور نہ عورتوں کے بدن پر کوئی زیور اور کپڑا، کوئی فرش ایسا نہ تھا جس کا اون نہ نوچ ڈالا گیا ہو۔ اور کوئی مرغی اور کبوتر نہ تھا جو ذبح نہ کر دیا گیا ہو، وہ مرغیوں اور کبوتروں کو اپنے میں سے کسی کے پیچھے شکار بند میں لٹکا لیتے۔

ہم لوگ نکل کر اس گھر سے اس گھر تک جاتے، تین روز اسی طرح سے گزرے سرف عقیق میں تھا اور لوگ مصیبت میں مبتلا تھے۔ ہم لوگوں نے محرم کا چاند اس حالت میں دیکھا کہ محمد بن سلمہ کے مکان میں شامی گھسے تھے اور عورتیں پراگندہ ہو گئی تھیں۔

زید بن محمد بن مسلمہ اور اُن کے ہمراہ ایک جماعت آواز کی طرف بڑھی انھوں نے دس آدمیوں کو لوٹتے ہوئے پایا، دروازے سے ہٹ کر احاطے میں اور گھر میں اُن لوگوں نے جنگ کی، شامی سب کے سب قتل کر دیے گئے، جو کچھ لوٹا گیا تھا سب انھوں نے حاصل کر لیا، اپنے قیمتی سامان کو انھوں نے اندھیرے کنوئیں میں ڈال کر اوپر سے مٹی پاٹ دی۔

ایک دوسری جماعت سامنے آئی، انھوں نے بھی اسی مقام پر جنگ کی زید بن محمد بن مسلمہ اور سلمہ بن عباد بن سلامہ بن وقش اور جعفر بن یزید بن سلکان قتل کر دیے گئے۔ اور وہ سب لوگ بچھڑے ہوئے پائے گئے، یزید بن محمد پر تلوار کے چودہ زخم تھے جن میں سے چار اُن کے چہرے پر تھے۔

عبداللہ بن رافع

ابن خدیج بن رافع بن عدی بن زید بن جشم بن حارثہ بن الحارث بن الخزرج بن عمرو

کہ وہی نبیت بن مالک بن الاوس تھے ان کی والدہ لبنیٰ بنت قرۃ بن علقمہ بن علاثہ بنی جعفر بن کلاب میں سے تھیں۔

...... اور ناعصہ و عائشہ، ان دونوں کی والدہ ام الاشعب بنت عبداللہ ابن قرہ بن علقمہ بن علاثہ تھیں۔

ام جعفر، ان کی والدہ ام الاشعث بنت رفاعہ بن خدیج بن رافع قبیلۂ اوس کے بنی حارثہ میں سے تھیں۔

عبداللہ بن رافع نے اپنے والد سے روایت کی ہے، ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

عبداللہ بن رافع ۱۹۰

ابن خدیج بن رافع بن عدی بن زید بن جشم بن حارثہ، ان کی والدہ اسماء بنت زیاد بن طرفہ بن مصاد بن الحارث بن مالک بن النمر بن قاسط بن ربیعہ تھیں۔

عبداللہ کے یہاں فضل پیدا ہوئے جن کے نام سے ان کی کنیت تھی اور عونہ و ام الفضل و بریہہ و ام رافع، ان سب کی والدہ ام ولد تھیں۔

عبداللہ نے اپنے والد سے روایت کی ہے، قلیل الحدیث تھے پچاسی سال کے تھے کہ ہشام بن عبدالملک کی خلافت کے زمانے میں ۱۱۱ھ میں وفات ہوئی۔

عبدالرحمٰن بن رافع

ابن خدیج بن رافع بن عدی بن زید بن جشم بن حارثہ، ان کی والدہ اسماء بنت زیاد ابن طرفہ نمر بن قاسط کے خاندان سے تھیں۔

عبدالرحمٰن کے یہاں ہریرہ و سکینہ پیدا ہوئیں، ان دونوں کی والدہ ام الحسن بنت اُسید بن ظُہیر بن رافع بن عدی بن زید بن جُشم بن حارثہ تھیں۔

سہل بن رافع

ابن خدیج بن رافع بن عدی بن زید بن جشم بن حارثہ، اُن کی والدہ اسماء بنت زیاد بن طَرَفہ نمر بن قاسط کے خاندان سے تھیں۔

سہل بن رافع کے یہاں منذر پیدا ہوئے اور عمران جن کا کوئی پس ماندہ نہ تھا، اور سلیمان و محمد و عائشہ و ام عیسیٰ و ام حُمیدہ، ان سب کی والدہ ام المنذر بنت رفاعہ بن خدیج بن رافع بن عدی بن زید بن جشم بن حارثہ تھیں۔

رفاعہ بن رافع

ابن خدیج بن رافع بن عدی بن زید بن جشم بن حارثہ، انکی والدہ اسماء بنت زیاد بن طَرَفہ نمر بن قاسط کے خاندان سے تھیں۔

رفاعہ کے یہاں ایک ام ولد سے عبایہ و امرأالقیس پیدا ہوئے، ایک ام ولد سے زہیل اور ایک ام ولد سے شفیع پیدا ہوئے۔

سہل و عائشہ و میمونہ، ان سب کی والدہ ہند بنت ثعلبہ بن الزبرقان بن بدر التمیمی تھیں۔

عبیدہ اسماء و بکرہ ایک ام ولد سے تھیں۔

رفاعہ بن رافع کی کنیت ابو خدیج تھی، ان کی وفات مدینے میں عمر بن عبدالعزیز

کی خلافت میں ہوئی۔

عبید بن رافع

ابن خدیج بن رافع بن عدی بن زید بن جشم بن حارثہ، اُن کی والدہ ام ولد تھیں۔ عبید کے یہاں رافع و عیاش و رفاعہ پیدا ہوئے، ان سب کی والدہ حمیدہ بنت ابی قنبس بن جبر بن عامر بن زید بن جشم بن حارثہ تھیں۔

حرام بن سعد

ابن محیصہ بن مسعود بن کعب بن عامر بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ، قبیلۂ اوس کے تھے، اُن سے زہری نے روایت کی ہے، ثقہ و قلیل الحدیث تھے، حرام کی کنیت ابوسعید تھی، وفات ستر سال کی عمر میں ۱۱۳ھ میں مدینے میں ہوئی۔

نُملہ بن ابی نُملہ

نام عمرو بن معاذ بن زرارہ بن عمرو بن عدی بن الحارث بن ظفر تھا، قبیلۂ اوس کے تھے، اُن کی والدہ کبشہ بنت حاطب بن قیس بن ہیشہ بن الحارث بن امیہ ابن معاویہ قبیلۂ اوس کے بنی عمرو بن عوف میں سے تھیں، اُن کی اولاد تھی مگر سب ختم ہو گئے، بنی ظفر کی تھی سب اولاد تمام ہو گئی، اُن میں سے کوئی نہ رہا، نملہ نے اپنے والد

سے اور زہری نے نملہ سے روایت کی ہے۔

عمرو ومحمد ویزید ابنائے ثابت

ابن قیس بن الخطیم بن عدی بن عمرو بن سواد بن ظفر، وہ کعب بن الخزرج بن عمرو تھے اور وہ نبیت بن مالک بن الاوس تھے، ان تینوں کی والدہ ام حبیب بنت قیس ابن زید بن عامر بن سواد بن ظفر تھیں، تینوں یوم الحرہ ذی الحجہ ۶۳؁ھ میں قتل کر دیے گئے اُن کی بقیہ اولاد نہ تھی

صالح بن خوّات

ابن جبیر بن النعمان بن امیہ بن امرئ القیس بن ثعلبہ بن عمرو بن عوف جو اوس کے تھے، اُن کی والدہ بنی قُقیم کے بنی ثعلبہ میں سے تھیں۔

صالح بن خوات کے یہاں خوات والو حنۃ وبرّہ وام ہوئی پیدا ہوئیں اُن سب کی والدہ ام حسن بنت ابی حنۃ بن عزیّۃ بنی مازن بن النجار سے تھیں۔

حفصہ بنت صالح، اُن کی والدہ بلّی قضاعہ کے بنی انیف سے تھیں۔

صالح بن خوات نے اپنے والد سے روایت کی ہے، وہ قلیل الحدیث تھے۔

حبیب بن خوّات

ابن جبیر بن النعمان بن امیہ بن امرئ القیس، اُن کی والدہ بنی قُقیم کے

بنی ثعلبہ سے تھیں۔ ۱۹۲

حبیب کے یہاں داؤد پیدا ہوئے، اُن کی والدہ ام ولد تھیں۔
حبیب بن خوات ذی الحجہ ۶۳ھ کے یوم الحرہ میں قتل کر دیئے گئے۔

عمرو بن خوّات

ابن جبیر بن النعمان، اُن کی والدہ کا نام ہمیں نہیں بتایا گیا، یوم الحرہ میں مقتول ہوئے، بقیہ اولاد نہ تھی۔

یحییٰ بن مُجَمَّع

ابن جاریہ بن عامر بن مجمع بن العطاف بن ضُبیعہ بن زید بن مالک بن عوف ابن عمرو بن عوف، قبیلۂ اوس کے تھے، اُن کی والدہ سلمیٰ بنت ثابت بن الدحداحہ ابن نعیم بن غنم بن ایاس بلیّ قضاعہ سے تھیں۔
یحییٰ بن مجمع کے یہاں مجمع پیدا ہوئے جن کی بقیہ اولاد کوئی نہ تھی۔
یحییٰ بن مجمع یوم الحرہ میں قتل کر دیئے گئے۔
اُن کے بھائی:

عبید اللہ بن مُجَمَّع

ابن جاریہ بن عامر بن مجمع بن العطاف، اُن کی والدہ سلمیٰ بنت ثابت

ابن الدعداعہ بن نعیم بلی قضاعہ سے تھیں، عبید اللہ بن مجمع کے یہاں عمران و دعداعہ و مریم پیدا ہوئیں، ان سب کی والدہ لبنیٰ بنت عبد اللہ بن ثعلبہ بن الحارث بن قیس بن زید بن ضبیعہ بنی عمرو بن عوف میں سے تھیں۔
عبید اللہ بن مجمع یوم الحرہ میں قتل کئے گئے، اُن کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

یزید بن ثابت

ابن ودیعہ بن خذام ابن خالد بن ثعلبہ بن زید بن عبید بن زید بن مالک بن عوف ابن عمرو بن عوف، قبیلۂ اوس کے تھے، اُن کی والدہ بلی قضاعہ حلفائے بنی عمرو بن عوف کے بنی اُنیف سے تھیں، یزید کے یہاں عبد اللہ و اسمٰعیل پیدا ہوئے، زہری نے یزید بن ثابت بن ودیعہ سے روایت کی ہے۔

محمد بن جبر

ابن عتیک بن قیس بن ہیشہ بن الحارث بن امیہ بن معاویہ بن مالک بن عوف ابن عمرو بن عوف، قبیلۂ اوس کے تھے، یوم الحرہ میں قتل کر دیے گئے، بقیہ اولاد نہ تھی، اُن کے والد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب بدر میں شریک تھے۔ ۱۹۳

عبد الملک بن جبر

ابن عتیک، اُنھوں نے جابر بن عبد اللہ سے روایت کی ہے۔

ابوالبدّاح بن عاصم

ابن عدی بن الجد بن العجلان بنی قضاعہ کے ان لوگوں میں سے تھے جو اوس کے بنی عمرو بن عوف کے حلفاء تھے، محمد بن عمر نے کہا کہ ابوالبداح لقب ہے کہ ان کے نام پر غالب آگیا، کنیت ابو عمرو تھی وفات ۱۱۷ھ میں بعہد خلافت ہشام بن عبد الملک چوراسی سال کی عمر میں ہوئی، ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔
ان کے بھائی :-

عبّاد بن عاصم

ابن عدی، یزید بن معاویہ کی خلافت میں ذی الحجہ ۶۳ھ یوم الحرہ میں قتل کر دیے گئے۔

خارجہ بن زید

ابن ثابت بن ضحاک بن زید بن لوذان بن عمرو بن عبد بن عوف بن مالک بن النجار، ان کی والدہ ام سعد جمیلہ بنت سعد بن الربیع بن عمرو بن ابی زہیر بن مالک بن امرئ القیس ابن مالک بن ثعلبہ بنی الحارث بن الخزرج میں سے تھیں۔

خارجہ بن زید کے یہاں زید و عمرو و عبداللہ و محمد و حبیبہ و حمیدہ و ام یحییٰ و ام سلیمان پیدا ہوئیں، ان سب کی والدہ ام عمرو بنت حزم بنی مالک بن النجار سے تھیں۔

ابراہیم بن یحییٰ بن زید سے مروی ہے کہ خارجہ بن زید کی کنیت ابو زید تھی۔

خارجہ بن زید سے مروی ہے کہ وہ اپنے بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔

۱۹۴ زید بن السائب سے مروی ہے کہ میں نے خارجہ بن زید کی دونوں آنکھوں کے درمیان سجدوں کا نشان دیکھا جو بہت نہ تھا۔ نہ اُن کی ناک پر اس کا کوئی اثر تھا۔

زید بن السائب سے مروی ہے کہ میں نے خارجہ بن زید کو دیکھا کہ جن اوقات میں برہنہ ہوتے تو اپنی چادر لٹکائے رہتے اور جب اُن کے بدن پر کرتہ ہوتا تو میں نے انھیں چادر لٹکاتے نہیں دیکھا، اُن کا جسم خوبصورت تھا۔

زید بن السائب سے مروی ہے کہ میں نے زید بن خارجہ کو خز کی چادر استعمال کرتے ہوئے دیکھا اور زرد رومال اوڑھے ہوئے دیکھا، اور سفید عمامہ باندھتے دیکھا، خارجہ بن زید نے اپنے والد سے روایت کی ہے، ثقہ و کثیر الحدیث تھے۔

خارجہ بن زید بن ثابت سے مروی ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ستر سیڑھیاں بنائی ہیں، جب میں اُس سے فارغ ہوا تو منہدم کر دیا، یہ میرا سترواں سال ہے جس کو میں نے پورا کر لیا ہے، اُسی سال اُن کی وفات ہوئی۔

عبدالرحمٰن بن ابی الزناد نے اپنے والد سے روایت کی کہ خارجہ بن زید کی وفات سنہ ۱۰۰ھ میں بزمانۂ خلافت عمر بن عبدالعزیز مدینے میں ہوئی، ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے اُن پر نماز پڑھی، وہ اس زمانے میں عمر بن عبدالعزیز کی جانب سے مدینے کے والی تھے، اور میں نے اُن کے جنازے پر ایک چادر دیکھی جو لٹکتی ہوئی تھی۔

زید بن السائب سے مروی ہے کہ میں خارجہ بن زید کے جنازے پر حاضر ہوا تو دیکھا کہ ان کی قبر پر پانی چھڑکا جا رہا تھا۔

سعد بن زید

ابن ثابت بن ضحاک بن زید بن لوذان بن عمرو بن عبد بن عوف بن مالک بن النجار،

اُن کی والدہ ام سعد بنت سعد بن الربیع بنی حارث بن الخزرج میں سے تھیں۔
سعد بن زید کے یہاں قیس وسعید جو سعد ان تھے اور عبدالرحمٰن پیدا ہوئے ان سب کی والدہ ایک ام ولد تھیں، داؤد وجلیبہ ایک ام ولد سے تھیں اور سلیمان وسعد دوسری ام ولد سے۔
سعد بن زید سے روایت کی گئی ہے، ذی الحجہ ۶۳ھ یوم الحرہ میں قتل کر دیئے گئے۔

سلیمان بن زید

۱۹۵ ابن ثابت بن ضحاک بن زید بن لوذان بن عمرو بن عبد بن عوف بن مالک بن النجار، اُن کی والدہ ام سعد بنت سعد بن الربیع بنی حارث بن الخزرج سے تھیں۔
سلیمان بن زید کے یہاں سعید وحُمید ومحمد وعبداللہ پیدا ہوئے ان سب کی والدہ ام حُمید بنت عبداللہ بن قیس بن صرمہ بن ابی انس بنی عدی بن النجار سے تھیں، سلیمان بن زید بن ثابت یوم الحرہ میں مقتول ہوئے۔

یحیٰی بن زید

ابن ثابت بن ضحاک بن زید بن لوذان بن عمرو بن عبد بن عوف بن مالک بن النجار، اُن کی والدہ ام سعد بنت سعد بن الربیع بنی حارث بن الخزرج میں سے تھیں۔
یحیٰی بن زید کے یہاں زکریا وابراہیم پیدا ہوئے، ان دونوں کی والدہ لبتا بنت عمارہ بن زید بن ثابت بن الضحاک بنی مالک بن النجار سے تھیں یحیٰی بن

زید بن ثابت یوم الحرہ میں مقتول ہوئے۔

اسماعیل بن زید

ابن ثابت بن الضحاک بن زید بن لوذان بن عمرو بن عبد بن عوف بن مالک بن النجار، اُن کی والدہ ام سعد بنت سعد بن الربیع بنی حارث بن الخزرج سے تھیں، کنیت ابومصعب تھی۔

اسماعیل بن زید کے یہاں مصعب پیدا ہوئے، اُن کی والدہ اُمامہ بنت جُلیحہ بن عبادہ بن عبداللہ بن اُبیّ ابن سلول بنی الحُبلی میں سے تھیں۔

سعد بن اسماعیل، اُن کی والدہ میمونہ بنت بلال بنی ہلال سے تھیں۔

اسماعیل بن زید، زید بن ثابت کے سب سے چھوٹے بیٹے تھے اُنھوں نے اپنے والد سے کچھ روایت نہیں کی۔ اور نہ انھوں نے اُن کو پایا، البتہ دوسروں سے روایت کی ہے، قلیل الحدیث تھے۔

سلیط بن زید

ابن ثابت بن الضحاک بن زید بن لوذان، اُن کی والدہ ام ولد تھیں۔

سلیط بن زید کے یہاں یسار پیدا ہوئے، اُن کی والدہ زینب تھیں۔

حبیبہ و خلیدہ، ان دونوں کی والدہ نائلہ بنت عمرو بن حزم تھیں۔

سلیط بن زید بن ثابت یوم الحرہ میں مقتول ہوئے۔

عبدالرحمن بن زید

ابن ثابت بن الضحاک، اُن کی والدہ ام ولد تھیں۔
۱۹۶ عبدالرحمن کے یہاں سعید و ام کلثوم و ام ابان پیدا ہوئیں، ان سب کی والدہ عمرہ بنت عبد العلاء بن عمرو بن الربیع بن الحارث بنی مالک بن النجار سے تھیں۔
عبدالرحمن بن زید یوم الحرہ میں مقتول ہوئے، اُن کی اولاد باقی نہ رہی۔

عبداللہ بن زید

ابن ثابت بن الضحاک، اُن کی والدہ ام ولد تھیں، یوم الحرہ میں مقتول ہوئے بقیہ اولاد نہ تھی۔

زید بن زید

ابن ثابت بن الضحاک، یوم الحرہ میں مقتول ہوئے۔
یوم الحرہ میں زید بن ثابت کے سات بیٹے مقتول ہوئے۔

عبدالرحمٰن بن حسّان

ابن ثابت بن المنذر بن حرام بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک بن النجار
اُن کی والدہ سیرین قبطیہ تھیں جو ماریہ قبطیہ والدۂ ابراہیم بن رسول اللہ علیہ وسلم کی بہن تھیں،
اُن کو آنحضرتؐ نے حسان بن ثابت کو ہبہ کر دیا تھا اُن سے عبدالرحمٰن بن حسان
پیدا ہوئے، وہ ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خالہ زاد بھائی تھے عبدالرحمٰن
شاعر تھے اُنھوں نے اپنے والد وغیرہ سے روایت کی ہے۔

عبدالرحمٰن کے یہاں ولید واسمٰعیل وام فراس پیدا ہوئیں، ان سب کی والدہ
ام شیبہ بنت السائب بن یزید بن عبداللہ تھیں۔

سعید بن عبدالرحمٰن شاعر تھے، اُن سے بھی روایت کی گئی ہے، اُن کی والدہ
ام ولد تھیں۔

حسان بن عبدالرحمٰن و فُریعہ۔

عبدالرحمٰن بن حسان کی کنیت ابوسعید تھی، شاعر و قلیل الحدیث تھے۔

عمارہ بن عقبہ

ابن کُدیم بن عدی بن حارثہ بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک
ابن النجار، اُن کی والدہ ام ولد تھیں، یوم الحرہ میں مقتول ہوئے، بقیہ اولاد نہ تھی۔

محمد بن نُبیط

ابن جابر بن مالک بن عدی بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک بن النجار۔ اُن کی والدہ فُریعہ مبایعہ بنت ابی اُمامہ اسعد بن زُرارہ بن عُدس بنی مالک بن النجار سے تھیں۔ ۱۹۷

محمد بن نبیط کے یہاں عثمان و ابو امامہ و عبداللہ و ام کلثوم پیدا ہوئیں، ان سب کی والدہ ام عبداللہ بنت عمارۃ بن الحباب بن سعد بن قیس بن عمرو ابن زید مناۃ بنی مالک بن النجار سے تھیں۔

محمد بن نُبیط یوم الحرہ میں مقتول ہوئے، بقیہ اولاد نہ تھی۔

عبدالملک بن نبیط

ابن جابر بن مالک بن عدی بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک بن النجارؒ اُن کی والدہ فُریعہ بنت ابی اُمامہ اسعد بن زُرارہ بن عدس تھیں۔

عبدالملک کے یہاں ابو امامہ عمرو و محمد و نُبیط پیدا ہوئے، ان تینوں کی والدہ ام کلثوم بنت یحییٰ بن خلاد بن رافع بن مالک بنی زُریق سے تھیں۔

عبدالملک یوم الحرہ میں مقتول ہوئے۔

حجاج بن عمرو

ابن غزیہ بن عمرو بن ثعلبہ بن خنساء بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن بن النجارؒ

اُن کی والدہ ام الحجاج بنت قیس بن رافع بن اذینہ قبیلۂ اسلم سے تھیں، وفات کے وقت اُن کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

عبدالرحمٰن بن ابی سعید الخُدری

نام سعد بن مالک بن سنان بن ثعلبہ بن عبید بن الابجر تھا، ابن الابجر خدرہ بن عوف بن الحارث بن الخزرج تھے، ان کی والدہ ام عبداللہ بنت عبداللہ بن الحارث ابن قیس بن ہیشہ بن الحارث تھیں جو اوس کے بنی عمرو بن عوف کی شاخ بنی معاویہ میں سے تھیں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ اُن کی کنیت ابو محمد تھی، عبداللہ بن محمد بن عمارہ نے کہا کہ اُن کی کنیت ابو جعفر تھی۔

عبدالرحمٰن بن ابی سعید کے یہاں عبداللہ و سعید جو رُبیح تھے پیدا ہوئے، اُن دونوں کی والدہ ام ایوب بنت عمیر بن الحُویرث تھیں جو الخدرہ کے سعید بن محارب کی اولاد میں تھیں۔

کثیر الحدیث تھے مگر معتبر نہ تھے، محدثین انھیں ضعیف سمجھتے ہیں اور اُن سے استدلال نہیں کرتے، عبدالرحمٰن نے اپنے والد سے روایت کی ہے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عبدالرحمٰن بن ابی سعید کی وفات بہتر سال کی عمر میں ۱۱۲ھ میں مدینے میں ہوئی۔

حمزہ بن ابی سعید الخدری ۱۹۸

اُن کی والدہ ام عبداللہ بنت عبداللہ بن الحارث بن قیس بن ہیشہ بنی معاویہ

ہیں سے تھیں۔

حمزہ کے یہاں مسعود پیدا ہوئے، اُن کی والدہ خولہ بنت الربیع تھیں۔

مالک و ام یحییٰ، ان دونوں کی والدہ فارعہ بنت خالد بن سواد بن عزیہ بن وہیب ابن خلف بنی عدی بن النجار کے حلیف بنی قضاعہ سے تھیں۔

حمزہ نے اپنے والد سے روایت کی ہے۔

سعید بن ابی سعید الخدری

اُن کی والدہ ام عبداللہ بنت عبداللہ بن الحارث بن قیس بن ہیشہ بنی معاویہ میں سے تھیں۔

سعید کے یہاں حمزہ و ہند پیدا ہوئیں ہند سے روایت کی گئی ہے اور انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے، اُن کی والدہ فُقہمہ بنت بشیر بن عتیک بن الحارث ابن عتیک بن قیس بن ہیشہ بن الحارث بن امیہ بن معاویہ قبیلۂ اوس کی شاخ بنی عمرو بن عوف سے تھیں۔

ولید بن سعید، ان کی والدہ ام حسن بنت محمد بن الولید بنی قضاعہ سے تھیں۔

بشیر بن ابی مسعود

نام عُقبہ بن عمرو بن ثعلبہ بن اُسیرہ بن عَسیرہ بن عطیہ بن جدارہ بن عوف ابن الحارث بن الخزرج تھا۔

بشیر بن ابی مسعود کے یہاں ام ثعلبہ و ام سلمہ پیدا ہوئیں، ان دونوں کی

والدہ قیس عیلان کے بنی سُلیم بن منصور سے تھیں۔
عروہ بن الزبیر نے بشیر بن ابی مسعود سے روایت کی ہے۔

محمد بن النعمان

ابن بشیر بن سعد بن ثعلبہ بن خلاس بن زید بن مالک الاغر بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج، اُن کی والدہ ام عبداللہ بنت عمرو بن جردہ بنی حارث بن الخزرج میں سے تھیں۔

محمد کے یہاں نعمان و رواحہ و عبدالکریم و عبدالحمید مختلف ام ولد سے پیدا ہوئے۔

یزید بن النعمان

۱۹۹

ابن بشیر بن سعد، اُن کی والدہ نائلہ بنت بشیر بن عمارہ بن حسان بن جابر بن قُرط قبیلۂ کلب کے بنی ماویہ سے تھیں۔

عبدالعزیز و صدقہ و نعیم، اُن کی والدہ ام ولد تھیں۔

عبدالواحد اور عبدالرزاق جو لاولد مر گئے، ان دونوں کی والدہ ام ولد تھیں۔

شبیب، اُن کی والدہ ام ولد تھیں۔

عبدالملک و عبدالکریم، ان دونوں کی والدہ ام ولد تھیں۔

اسماعیل جو لاولد مر گئے اُن کی والدہ ام ولد تھیں۔

جابر و سعید، ان دونوں کی والدہ ام ولد تھیں

ام البنین و حمیدہ، ان دونوں کی والدہ ام ولد تھیں۔

خُلَیدہ، اُن کی والدہ ام ولد تھیں۔
سفیان جو لاولد مر گئے، اُن کی والدہ ام ولد تھیں۔
اُبَیَّہ ایک ام ولد سے تھیں۔

محمد بن عبد اللہ

ابن زید بن عبد ربہ بن زید بن الحارث بن الخزرج، اُن کی والدہ سعدیٰ بنت کُلیب ابن لیساف بن عِتبہ تھیں،

محمد بن عبد اللہ بن زید کے یہاں بشیر بن محمد پیدا ہوئے جن کی وفات بغیر اپنا پس ماندہ چھوڑے ہوئے ہوگئی۔

محمد بن عبد اللہ بن زید نے اپنے والد سے روایت کی ہے

عبد الرحمٰن بن عبد اللہ

ابن خُبَیب بن یَساف بن عِنبہ بن خدیج بن عامر بن جشم بن الحارث بن الخزرج اُن کی والدہ عونہ بنت ابی مسعود عقبہ بن عمرو بن ثعلبہ بنی جدارہ سے تھیں۔

عبد الرحمٰن کے یہاں وہ خُبَیب بن عبد الرحمٰن پیدا ہوئے جن سے عبید اللہ بن عمرو وشعبہ و مالک بن انس وغیرہم نے روایت کی ہے۔

عبد الرحمٰن بن عبد اللہ بن خُبَیب بن لیساف، یزید بن معاویہ کی خلافت میں ذی الحجہ ۶۳ھ یوم الحرہ میں مقتول ہوئے۔

خلاد بن السائب

ابن خلاد بن سوید بن ثعلبہ بن عمرو بن حارثہ بن امرئ القیس بن مالک الاغر بن ثعلبہ بنی الحارث بن الخزرج میں سے تھے، ان کی والدہ انیسہ بنت ثعلبہ ابن زید بن قیس بن النعمان بن مالک تھیں، ۱۲۰۰

خلاد بن السائب کے یہاں ابراہیم پیدا ہوئے، اُن کی والدہ ام ولد تھیں ایک دختر جذیمہ پیدا ہوئیں، اُن کی والدہ جمیلہ بنت تمیم بن العیار بنی جدارہ میں سے تھیں۔

ام سعد وام سہل، ان دونوں کی والدہ ام ولد تھیں

خلاّد ثقہ وقلیل الحدیث تھے، اُن کے والد نبی علیہ السلام کے صحابی تھے۔

عباس بن سہل

ابن سعد بن مالک بن خالد بن ثعلبہ بن حارثہ بن عمرو بن الخزرج بن ساعدہ۔ اُن کی والدہ عائشہ بنت خزیمہ بن وجحوح بن الاجشم بنی سُلیم بن منصور میں سے تھیں۔

عباس بن سہل کے یہاں اُبی وعبد السلام وام الحارث وآمنہ وام سلمہ پیدا ہوئیں، ان سب کی والدہ جمال بنت جعدہ بن مالک بن سعد بن تافذ بنی سُلیم ابن منصور میں سے تھیں۔

عبد المہیمن وعنبسہ، اُن دونوں کی والدہ ام ولد تھیں۔

عہد عمرؓ میں پیدا ہوئے اور جب عثمان رحمۃ اللہ شہید ہوئے تو عباس بن سہل

پندرہ سال کے تھے۔ انھوں نے عثمان سے روایت کی ہے۔ اس کے بعد وہ الگ ہوکر عبداللہ بن الزبیر کے پاس مدینے سے چلے گئے۔ انھوں نے ابی حمید الساعدی سے روایت کی ہے، ثقہ تھے، کثیر الحدیث نہ تھے۔

عباس بن سہل بن سعد سے مروی ہے کہ ہم لوگ عثمان کے زمانے میں تھے، میں پندرہ سال کا تھا، لوگ سردی و گرمی سے سجدوں میں کپڑوں پر اپنے ہاتھ رکھتے تھے۔

محمد بن عمر وغیرہ نے کہا کہ عباس بن سہل کی وفات ولید بن عبدالملک کی خلافت میں مدینے میں ہوئی۔

حمزہ بن ابی اُسید

نام مالک بن ربیعہ بن البدی بن عامر بن عوف بن حارثہ بن عمرو بن الخزرج ابن ساعدہ تھا، ان کی والدہ سلامہ بنت وُلان بن سکن بن خدیج قیس عیلان کے بنی فزارہ میں سے تھیں، حمزہ کی کنیت ابو مالک تھی۔

حمزہ بن ابی اُسید کے یہاں یحییٰ پیدا ہوئے۔

سلمہ بن میمون مولائے ابی اُسید سے مروی ہے کہ میں نے حمزہ بن ابی اسید الساعدی کے بدن پر ایک چادر دیکھی جس کے سروں کے تار بٹے ہوئے تھے۔

ابن الغسیل سے مروی ہے کہ حمزہ بن ابی اسید کی وفات مدینے میں ولید ابن عبدالملک کی خلافت میں ہوئی، قلیل الحدیث تھے، ان سے ان کے بیٹے یحییٰ ابن حمزہ نے روایت کی ہے۔

۲۰۱

منذر بن ابی اسید الساعدی

نام مالک بن ربیعہ بن البدی تھا، ان کی والدہ سلامہ بنت وہب بن سلامہ

ابن امیہ بن حارثہ بن عمرو بن الخزرج بن ساعدہ تھیں۔
منذر کے یہاں زبیر و سوید و ام الحسن الحوصا پیدا ہوئیں، تینوں کی والدہ ماویہ بنت عبداللہ بنی عذرہ کی تھیں۔
بُشر و خلیدہ، ان دونوں کی والدہ ام ولد تھیں۔
خالد و حفصہ کی والدہ ام جعفر بنت عمرو بن امیہ بن خویلد الضمری قبیلۂ کنانہ سے تھیں۔
سعید جن کے نام سے اُن کی کنیت تھی اور عائشہ و سودہ و فاطمہ، ان سب کی والدہ عمرہ بنت ابی حمید عبدالرحمٰن بن عمرو بن سہل بن مالک بن خالد بن ثعلبہ بن حارثہ ابن عمرو بن الخزرج بن ساعدہ تھیں۔

عبداللہ بن کعب

ابن مالک بن ابی کعب بن القین بن کعب بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ، خزرج میں سے تھے، اُن کی والدہ عمیرہ بنت جُبیر بن صخر بن امیہ بن خنساء بن عبید، بنی سلمہ سے تھیں۔
عبداللہ بن کعب کے یہاں عبدالرحمٰن و معمر و معقل و نعمان و خارجہ و عمرہ و عائشہ پیدا ہوئیں، ان سب کی والدہ خالدہ بنت عبداللہ بن اُنیس بنی سلمہ کے حلیف بنی البرک بن وبرہ سے تھیں۔
کعب بن مالک نابینا ہو گئے تھے، اُن کے تمام بیٹوں میں سے عبداللہ اُن کے قائد (لے چلنے والے یا سہارا دینے والے) تھے، عبداللہ بن کعب نے عثمان سے حدیث سنی ہے، ثقہ تھے، اُن کی احادیث بھی ہیں۔

عبیداللہ بن کعب

ابن مالک بن ابی کعب بن القین بن کعب بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ

اُن کی والدہ عُمیرہ بنت جُبیر بن صخر بن امیہ بن خنساء بن عبید بنی سلمہ سے تھیں۔

عبید اللہ بن کعب کے یہاں ام ابیہا پیدا ہوئیں، ان کی والدہ مُلیکہ بنت عبداللہ ابن صخر بن خنساء بن سنان بن عبید بنی سلمہ سے تھیں۔

خالدہ، اُن کی والدہ ام سعید بنت عبداللہ بن اُنیس جو اُن لوگوں کے حلیف تھے۔

ام عثمان و ام بشر، ان دونوں کی والدہ سہلہ بنت النعمان بن جبیر بن اُمیہ ابن خنساء بن عبید بنی سلمہ سے تھیں۔

عُمیرہ بنت عبید اللہ، اُن کی والدہ ام ولد تھیں۔

عبید اللہ بن کعب کی کنیت ابو فضالہ تھی، ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

معبد بن کعب

ابن مالک بن ابی کعب بن القین بن کعب، اُن کی والدہ عُمیرہ بنت جُبیر ابن صخر بن امیہ بن خنساء بن عُبید بنی سلمہ میں سے تھیں۔

معبد کے یہاں کعب و ام کلثوم پیدا ہوئیں، ان دونوں کی والدہ حفصہ بنت النعمان بن جُبیر بن صخر بن امیہ بن خنساء بنی عبید سے تھیں۔

معبد بن کعب نے ابو قتادہ سے روایت کی ہے۔

عبد الرحمٰن بن کعب

ابن مالک بن ابی کعب بن القین بن کعب، اُن کی والدہ ام ولد تھیں۔

عبد الرحمٰن کے یہاں بشیر و کعب و محمد و حُمیدہ پیدا ہوئیں، اُن کی والدہ ام البنین بنت ابی قتادہ بن ربعی بنی سلمہ میں سے تھیں۔

ام الفضل، اُن کی والدہ ام سعید بنت عبداللہ بن اُنیس تھیں جو بنی سلمہ کے حلیف تھے۔
کنیت ابوالخطاب تھی، ثقہ تھے، حدیث میں اپنے بھائی سے بڑھ کے تھے، وفات سلیمان بن عبدالملک کی خلافت میں ہوئی۔

عبداللہ بن ابی قتادہ

ابن ربعی بن بلذمہ بن خُناس بن سنان بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ، قبیلۂ خزرج کے تھے، اُن کی والدہ سُلافہ بنت البراء بن معرور بن صخر بنی سلمہ کی تھیں۔
عبداللہ بن ابی قتادہ کے یہاں قتادہ وبُسرہ وام البنین پیدا ہوئیں، اُن کی والدہ اُم کثیر بنت عبدالرحمن بن ابی المنذر بن عامر بن حدیدہ بن عمرو بن سواد بنی سلمہ کی تھیں۔
یحییٰ وظلبیہ، اُن کی والدہ ام ولد تھیں۔
عبداللہ بن ابی قتادہ کی کنیت ابویحییٰ تھی، اُنھوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے، وفات مدینے میں ولید بن عبدالملک کی خلافت میں ہوئی، ثقہ قلیل الحدیث تھے۔

عبدالرحمن بن ابی قتادہ

ابن ربعی بن بلذمہ، اُن کی والدہ سُلافہ بنت البراء بن معرور بن صخر بنی سلمہ کی تھیں۔
عبدالرحمن بن ابی قتادہ ذی الحجہ سنہ ۶۳ھ کے یوم الحرہ میں مقتول ہوئے، اُنھوں نے کوئی پس ماندہ نہیں چھوڑا۔

۲۰۳

ثابت بن ابی قتادہ

ابن ربعی بن بلذمہ، اُن کی والدہ ام ولد تھیں۔
ثابت کے یہاں عبد الرحمٰن ومصعب وابو قتادہ وکبشہ وعبدہ وام البنین پیدا ہوئیں، اُن کی والدہ ام ولد تھیں۔
ثابت بن ابی قتادہ کی کنیت ابو مصعب تھی، انھوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے، وفات مدینے میں ولید بن عبد الملک کی خلافت میں ہوئی قلیل الحدیث تھے۔

یزید بن ابی الیسر

ان کا نام کعب بن عمرو بن عباد بن عمرو بن سواد تھا، خزرج کے بنی سلمہ میں سے تھے۔
یزید کے یہاں سعد وعبد اللہ پیدا ہوئے، اُن دونوں کی والدہ کبشہ بنت ثابت ابن عبید بن النعمان بن عمرو بن عُبید بن مالک بن النجار کی تھیں۔
یزید بن یزید وام سعید، ان دونوں کی والدہ ام ولد تھیں۔
ام ابان بنت یزید، ان کی والدہ فاطمہ بنت ابی سلمہ بن عمرو بن قیس بنی عدی ابن النجار سے تھیں۔
یزید بن ابی الیسر ذی الحجہ ۶۳ھ یوم الحرہ میں مقتول ہوئے۔

عبد الرحمٰن بن جابر

ابن عبد اللہ بن عمرو بن حرام بن ثعلبہ بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ،

اُن کی والدہ سُہیمہ بنت مسعود بن اوس بن مالک بن سواد بن ظفر تھیں۔
عبدالرحمٰن کے یہاں عُقبہ پیدا ہوئے، اُن کی والدہ ام البنین بنت سلمہ
ابن خراش بن الصمہ بن عمرو بن الجموح تھیں۔
ام خالد، اُن کی والدہ ام ایوب بنت یزید بن عبد اللہ بن عامر بن نابی بن زید
ابن حرام تھیں۔
عبدالرحمٰن نے اپنے والد سے روایت کی ہے، اُن کی اور اُن کے بھائی کی روایت
میں ضعف ہے، ان دونوں سے استدلال نہیں کیا جاتا۔
اُن کے بھائی:

محمد بن جابر

ابن عبد اللہ بن عمرو بن حرام، اُن کی والدہ ام الحارث بنت محمد بن مسلمہ
ابن سلمہ بن خالد بنی حارثہ کی تھیں۔
محمد کے یہاں کُلیب پیدا ہوئے، اُن کی والدہ ام سلمہ بنت الربیع بن الطفیل
ابن مالک بن خنساء بن عبید بنی سلمہ کی تھیں۔
محمد نے اپنے والد سے روایت کی ہے۔

عُبید بن رفاعہ ۳۰۴

ابن رافع بن مالک بن العجلان بن عمرو بن عامر بن زریق، بنو زریق سے تھے، اُن کی
والدہ ام ولد تھیں۔
عُبید بن رفاعہ کے یہاں زید و سعید و رفاعہ پیدا ہوئے، اُن کی والدہ جہمہ
بنت رافع بن خالد بن بشر بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر بن زریق تھیں۔

اسماعیل و ام موسیٰ و حمیدہ و بُریہہ و ام البنین کبریٰ و زیدہ و ام عمرو، ان سب کی والدہ سمیکہ بنت کعب بن مالک بن ابی کعب بن القین بن کعب بن سواد بن غنم بنی سلمہ کی تھیں۔

عبدالرحمٰن و ام عبدالرحمٰن، ان دونوں کی والدہ ام ولد تھیں۔

اسحاق، ان کی والدہ ام صفوان بنت ابی عثمان بن عبداللہ بن وہب ابن ریاح تھیں۔

امۃ اللہ و نُسیبہ و عائشہ و ام البنین صغریٰ و عبید بن عبید مختلف ام ولد سے تھے۔

معاذ بن رفاعہ

ابن رافع بن مالک بن العجلان بن عمرو بن عامر بن زُریق، اُن کی والدہ ام عبداللہ سلمیٰ بنت محوذ بن الحارث بن رفاعہ بن الحارث بن سواد بن مالک ابن غنم بن مالک بن النجار تھیں۔

معاذ بن رفاعہ کے یہاں حارث و سعد و محمد و موسیٰ و اُمیّہ پیدا ہوئے، ان سب کی والدہ عمرہ بنت النعمان بن عجلان بن النعمان بن عامر بن العجلان بن عمرو ابن عامر بن زریق تھیں۔

نعمان بن ابی عیاش

اُن کا نام عُبید بن معاویہ بن صامت بن زید بن خلدہ بن عامر بن زُریق تھا، اُن کی والدہ ام ولد تھیں۔

نعمان کے یہاں طلحہ پیدا ہوئے، اُن کی والدہ ام عُبادہ بنت قیس بن عُبید ابن الحُریر بن عمرو بن الجعد بن عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن بن النجار تھیں۔

محمد و یحییٰ، ان دونوں کی والدہ حبیبہ بنت کعب بن عمیر بن فہم بن قیس عیلان ؒ
نعمان کی بقیہ اولاد ولیس ماندہ ہیں۔

معاویہ بن ابی عیّاش

۴۰۵ عُبید بن معاویہ بن صامت بن زید بن خلدہ، اُن کی والدہ ام ولد تھیں۔
معاویہ بن ابی عیاش کے یہاں محمد و ربلہ و جعدہ و ام اسحاق پیدا ہوئیں۔
اُن کی والدہ ام ولد تھیں، معاویہ بن ابی عیاش کی تمام اولاد ختم ہوگئی ان میں سے کوئی باقی نہ رہا۔

سلیمان بن ابی عیاش

عبید بن معاویہ بن صامت، اُن کی والدہ ام ولد تھیں۔
سلیمان کے یہاں عیسیٰ و حسنا و ام الولید و زید پیدا ہوئے، اُن کی والدہ ام کلثوم بنت ہلال بن المعلّی بن لوزان بن حارثہ بن غضب بن جشم بن الخزرج کی تھیں۔
سلیمان بن ابی عیاش یوم الحرہ میں مقتول ہوئے، اُن کی اولاد ختم ہوگئی کوئی باقی نہ رہا۔

بشیر بن ابی عیاش

عُبید بن معاویہ بن صامت، اُن کی والدہ ام ولد تھیں۔
بشیر کے یہاں یحییٰ و زکریا و ام ایاس و ام القاسم و حکمتہ پیدا ہوئیں،

اُن کی والدہ کلب قضاعہ کی تھیں۔

ام الحارث، اُن کی والدہ بنی سلمہ سے تھیں۔

بشیر بن ابی عیاش یوم الحرہ میں مقتول ہوئے، اُن کی اولاد ختم ہوگئی، کوئی باقی نہ رہا۔

فروہ بن ابی عُبادہ

سعد بن عثمان بن خلدہ بن مُخلّد بن عامر بن زُریق، اُن کی والدہ ام خالد بنت عمرو بن وذفہ بن عبید بن عامر بن بیاضہ بن عامر بن الخزرج تھیں۔

فروہ کے یہاں عثمان پیدا ہوئے جو یوم الحرہ میں اپنے والد کے ساتھ مقتول ہوئے، سلمہ و داؤد و ام جمیل، ان سب کی والدہ ام کلثوم بنت قیس بن ثابت بن خلدہ ابن مُخلّد بن عامر بن زُریق تھیں۔

عبدالرحمٰن، ان کی والدہ کبشہ بنت عبدالرحمٰن بن الحویرث بن شُرحبیل کندہ سے تھیں۔

فروہ بن ابی عبادہ یوم الحرہ میں مقتول ہوئے، اُن کے والد سعد بن عثمان اہل بدر میں سے تھے۔

عُقبہ بن ابی عبادہ

سعد بن عثمان بن خلدہ بن مُخلّد بن عامر بن زُریق، اُن کی والدہ ام ولد تھیں۔

عقبہ کے یہاں سعد و اسماعیل و عبداللہ و عائشہ پیدا ہوئیں، اُن کی والدہ جمیلہ بنت ابی عیاش بن جبیر بن معاویہ بن صامت بن زید بن خلدہ بن عامر ابن زُریق تھیں۔

عقبہ بن ابی عبادہ یوم الحرہ میں مقتول ہوئے۔

مسعود بن عبادہ

۲۰۶ ابن ابی عبادہ سعد بن عثمان بن خلدہ بن مخلد بن عامر بن زریق، ان کی والدہ ام ولد تھیں، مسعود بن عبادہ یوم الحرہ میں مقتول ہوئے۔

ثابت بن قیس

ابن سعد بن قیس بن زید بن خلدہ بن عامر بن زریق، ان کی والدہ کبشہ بنت یزید ابن زید بن النعمان بن خلدہ بن عامر بن زریق تھیں۔

ثابت کے یہاں عبدالرحمن و محمد و ام سعید و حفصہ و عائشہ و ام حسن و ام مسعود پیدا ہوئیں، ان سب کی والدہ کبشہ بنت ابی عیاش عبید بن معاویہ بن صامت ابن زید الزرقی تھیں۔

عمر بن خلدہ الزرقی

ابوہریرہ سے (حدیث) سنی ہے، عبدالملک بن مروان کی خلافت میں مدینے کے والی قضا تھے۔

ربیعہ بن ابی عبدالرحمن سے مروی ہے کہ انھوں نے ابن خلدہ کو مسجد میں مقدمات کا فیصلہ کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

ابن ابی ذئب سے مروی ہے کہ میں عمر بن خلدہ کے پاس حاضر ہوا وہ قضائے مدینہ پر

مامور تھے، ایک شخص سے جو اُن کے سامنے پیش کیا گیا کہ رہے تھے کہ اے خبیث جا اور اپنے آپ کو قید کر، وہ شخص گیا حالاں کہ اُس کے ہمراہ کوئی سپاہی نہ تھا، ہم لوگ اُس کے ساتھ ہو گئے، اُس وقت ہم نوعمر تھے، وہ شخص داروغۂ قید خانہ کے پاس آیا اور اپنے آپ کو قید ہونے کے لیے پیش کر دیا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عمر بن خلدہ ثقہ و قلیل الحدیث تھے، وہ ہیبتناک بہادر، پرہیزگار اور متقی تھے، عہدۂ قضا کی کوئی تنخواہ نہ لی، جب معزول کر دیے گئے تو اُن سے کہا گیا کہ اے ابوحفص جس کام میں آپ تھے اُس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے، انھوں نے کہا کہ ہمارے بھائی تھے، ہم نے اُن سے تعلق قطع کر دیا تھا اور ہماری ایک چھوٹی سی زمین تھی جس سے ہم زندگی بسر کرتے تھے، ہم نے اُسے فروخت کر کے قیمت خرچ کر دی۔

محمد بن عمر نے کہا کہ پہلے زمانے میں مدینے میں دو آدمی اس طرح باہم گفتگو کرتے کہ ایک شخص اپنے ساتھی سے کہتا کہ تم تو قاضی سے بھی زیادہ مفلس ہو، مگر آج قاضی والی و جابر و بادشاہ و صاحب جائداد و زمیندار و تاجر و مالدار ہیں گئے۔

عمر بن ثابت الخزرجی

ان سے زہری نے روایت کی ہے۔

۱۰۷

اسحاق بن کعب

ابن عُجرہ بن اُمیہ بن عدی بن عُبید بن الحارث۔

ہشام بن محمد بن السائب الکلبی و عبداللہ بن محمد بن عُمارۃ الانصاری نے کہا کہ وہ اُن بلی قضاعہ سے تھے جو بنی عوف بن الخزرج کی شاخ بنی قوقل کے حلیف تھے۔

اسحاق بن کعب ذی الحجہ ۶۳ھ یوم الحرہ میں مقتول ہوئے۔

محمد بن کعب

ابن عجرہ بن امیہ بن عدی بن عبید بن الحارث، ذی الحجہ ۶۳ھ یوم الحرہ میں مقتول ہوئے۔

ابو عُفیر

نام محمد بن سہل بن ابی حثمہ تھا، ابو حثمہ کا نام عبداللہ بن ساعدہ بن عامر ابن عدی بن مجدعہ بن حارثہ بن الحارث تھا، اوس کے تھے، ان کی والدہ عُمیرہ بنت البراء ابن عازب بن الحارث بن عدی بن جشم بن مجدعہ بن حارثہ بن الحارث تھیں۔

ابو عفیر محمد بن سہل کے یہاں عفیر و جعفر و براء اور ایک دختر ثُبَیتہ و امیرہ جو طلاقتیں بُدَیہ پیدا ہوئیں، ان سب کی والدہ عفراء بنت وحیہ بن مُحیّصہ بن مسعود بن کعب ابن عامر بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ بن الحارث تھیں۔

عیسیٰ، ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

ابو عفیر نے اپنے والد سے روایت کی ہے۔

عمر بن الحکم

ابن ابی الحکم قیطون کے بنی عمرو بن عامر کی اولاد میں تھے، یہ لوگ اوس انصار کے حلیف تھے، دیوان عطایا میں بنی امیہ بن زید کے سلسلے میں شامل تھے، بنو امیہ بن زید سلسلۂ اوس کے آخری رکن تھے۔

عمر کی کنیت ابو حفص تھی، ثقہ تھے، اُن کی حدیثیں درست ہیں، وفات ہشام ابن عبدالملک کی خلافت میں سنہ ۱۱۱ھ میں ہوئی، اس زمانے میں وہ اسّی ۸۰ سال کے تھے۔

طبقۂ ہذا کے موالی

بُسر بن سعید

۲۰۸ حضرمیین کے مولیٰ (آزاد کردہ غلام) تھے، یزید بن ہارون نے اپنی ایک حدیث کی سند میں بسر بن سعید کو ابن الحضرمی کا مولیٰ کہا ہے۔

بُسر حضرمیین کے مکان میں رہتے تھے جو بنی جدیلہ میں تھا۔ وہاں ان لوگوں کی ایک جماعت تھی، بُسر نے سعد بن ابی وقاص و عبداللہ بن اُنیس زید بن ثابت و ابوہریرہ و ابوسعید الخدری و عبیداللہ الخولانی سے روایت کی ہے، عبیداللہ میمونہ بنت الحارث کی پرورش میں تھے۔

بُسر عابدین و تارکین دُنیا و اہل زُہد میں سے تھے ثقہ و کثیر الحدیث اور متقی تھے، ایک دفعہ کسی ضرورت سے بصرہ آ گئے، مدینے واپس جانے کا ارادہ کیا تو فرزدق شاعر اُن کے رفیق ہو گئے، اہل مدینہ کو اُس وقت تک خبر نہ ہوئی جب تک کہ یہ دونوں ایک ہی شقدف میں نمودار نہ ہوئے، اہل مدینہ کو اس سے تعجب ہوا فرزدق کہتے تھے کہ میں نے بُسر بن سعید سے بہتر رفیق نہیں دیکھا اور بُسر کہتے تھے کہ میں نے فرزدق سے بہتر رفیق نہیں دیکھا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ بُسر بن سعید کی سنہ ۱۰۰ھ میں بہ عہد خلافت عمر بن عمر بن عبدالعزیز مدینے میں وفات ہوئی، اُس وقت اٹھتر سال کے تھے۔

مالک بن انس سے مروی ہے کہ بُسر بن سعید کی اس حالت میں وفات ہوئی کہ اُنھوں نے کفن تک نہ چھوڑا، عبداللہ بن عبدالملک بن مروان کی وفات

اس حالت میں ہوئی کہ انھوں نے اسّی مُدی سوٹا چھوڑا (ایک مدی = ۱۹ صاع کے اور ایک صاع = ۴ ۱/۲ سیر)۔

عمر بن عبدالعزیز کو دونوں کی وفات کی خبر پہنچی تو انھوں نے کہا کہ اگر ان دونوں کا کھٹکا نا ایک ہی ہوتا تو واللہ مجھے عبداللہ بن عبدالملک کی سی زندگی بسر کرنا زیادہ پسند ہوتا، اُن سے مسلمہ بن عبدالملک نے کہا کہ اے امیرالمومنین یہ (کلام یا یہ خیال تو) آپ کے اہل بیت کے نزدیک ذبح کرنا ہے، انھوں نے کہا کہ واللہ ہم تو اہل فضل کو اُن کے فضل سے یاد کرنا نہ چھوڑیں گے۔

عبیداللہ بن ابی رافع

نبی علیہ السلام کے مولیٰ تھے، انھوں نے علیؓ بن ابی طالب سے روایت کی اور وہ اُن کے کاتب تھے، ثقہ وکثیرالحدیث تھے۔

محمد بن عبدالرحمٰن

ابن ثوبان، اخنس بن شریف الثقفی کے خاندان کے مولیٰ تھے، اُن میں سے بعض
۲۰۹ لوگ یمن کی طرف منسوب تھے، محمد بن عبدالرحمٰن کی کنیت ابو عبداللہ تھی، انھوں نے زید بن ثابت وابوہریرہ وابوسعید الخدری وابن عباس وابن عمر و محمد بن ایاس وبن ابی البکیر سے اور اپنی ماں سے اور انھوں نے عائشہؓ سے روایت کی ہے ثقہ و کثیرالحدیث تھے۔

حمران بن آبان

مولائے عثمان بن عفان، انھوں نے عثمان سے روایت کی ہے، بصرہ منتقل

ہو کر وہیں رہنے تھے، اُن کی اولاد نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ وہ لوگ نمر بن قاسط بن ربیعہ سے ہیں، کثیر الحدیث تھے، میں نے محدثین کو اُن کی حدیث سے استدلال کرتے نہیں دیکھا۔

عبد الرحمٰن بن ہُرمُز الاعرج

کنیت ابو داؤد تھی، محمد بن ربیعہ بن الحارث بن عبد المطلب کے مولی تھے، انھوں نے عبد اللہ بن بُحَینہ و ابی ہریرہ و عبد الرحمٰن بن عبد القاری سے روایت کی ہے۔

عثمان بن عبید اللہ بن ابی رافع سے مروی ہے کہ میں نے ان صاحب کو دیکھا ہے جو اپنی حدیث کہ انھوں نے ابو ہریرہ سے اور انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی تھی اعرج کو پڑھ کر سناتے، وہ کہتے کہ اے ابو داؤد یہ تمھاری حدیث ہے؟ انھوں نے کہا کہ جی ہاں، راوی نے کہا کہ پھر میں کہتا تھا کہ مجھ سے عبد الرحمٰن نے حدیث بیان کی جو میں نے آپ کو پڑھ کر سنائی ہے، انھوں نے کہا ہاں، کہو کہ مجھ سے عبد الرحمٰن ابن ہرمز نے بیان کیا ہے۔

عبد اللہ بن الفضل سے مروی ہے کہ عبد الرحمٰن بن ہرمز اسکندریہ چلے گئے اور وہیں مقیم ہو گئے ۱۱۷ھ میں اُن کی وفات ہوئی، ثقہ و کثیر الحدیث تھے۔

یزید بن ہرمز

دوس کے خاندان ابی ذباب کے مولی تھے، کنیت ابو عبد اللہ تھی، یوم الحرہ میں موالی کے امیر تھے، اُن کی وفات اس کے بعد ہوئی اُن کے بیٹے عبد اللہ بن یزید ابن ہرمز گزرے ہوئے فقہائے اہل مدینہ میں سے تھے، یزید ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

سعید بن یسار

۲۱۰ ابو الحباب، مولائے حسن بن علی بن ابی طالب، انھوں نے ابو ہریرہ و ابن عمر

سے روایت کی ہے، وفات مدینے میں ۱۳۰ھ میں ہوئی۔ سعید کو مولائے شمسہ کہا جاتا تھا۔ شمسہ ایک نصرانیہ تھیں جو حسنؓ ابن علیؓ کے ہاتھ پر اسلام لائی تھیں، سعید ثقہ و کثیر الحدیث تھے۔

سلمان ابو عبداللہ الاغرّ

مولائے جہینہ خطیب تھے، انھوں نے ابو سعید الخدری و ابو ہریرہ سے روایت کی ہے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ میں نے ان کے لڑکوں کو کہتے سنا کہ سلمان نے عمر ابن الخطاب سے ملاقات کی ہے، میں ان لوگوں کے سوا کسی اور سے اس بات کو ثابت نہیں پاتا، ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

ابو عبداللہ القرّاظ

قدیم تھے، انھوں نے سعد بن ابی وقاص و ابی ہریرہ سے حدیث سنی ہے، ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

عبداللہ بن عبیداللہ

ابن ابی ثور، بنی نوفل بن عبد مناف کے مولیٰ تھے۔

سعید ابن مرجانہ

کنیت ابو عثمان تھی، ان کی ذات میں فضیلت تھی، ان کی روایت ہے، وہ

الگ ہو کر علیؓ بن حسینؓ بن علیؓ بن ابی طالب کے پاس ہو رہے تھے اسی ۹۷ھ میں ستر سال کی عمر میں اُن کی وفات ہوئی، ثقہ تھے، اُن کی احادیث ہیں۔

عُبَید بن حُنَین

خاندان زید بن الخطاب کے موالی تھے کنیت ابو عبد اللہ تھی ابی فُلیح بن سلیمان ابن ابی المغیرہ بن حُنین کے چچا تھے، کہا جاتا ہے کہ وہ عین التمر کے اُن قیدیوں میں تھے جنھیں خالد بن الولید نے ابو بکر صدیقؓ کی خلافت میں مدینے بھیجا تھا، عُبید بن حنین نے زید بن ثابت و ابی ہریرہ و ابن عباس سے روایت کی ہے، ثقہ تھے، کثیر الحدیث نہ تھے۔ ۲۱۱

عُبید بن حنین سے مروی ہے کہ میں نے قتل عثمان کے وقت زید بن ثابت سے کہا کہ مجھے سورۃ الاعراف پڑھ کر سنائیے، انھوں نے کہا کہ مجھے یاد نہیں ہے، تم اسے پڑھ کر مجھے سناؤ، میں نے انھیں پڑھ کر سنائی تو انھوں نے ایک الف یا ایک واؤ کی بھی گرفت نہیں کی۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عُبید بن حنین کی پچانوے سال کی عمر میں ۱۰۵ھ میں مدینے میں وفات ہوئی۔

عبد اللہ بن حنین

مولائے عباس بن عبد المطلب بن ہاشم، اُن کی بقیہ وپس ماندہ اولاد مدینے میں تھی، اُن کے بیٹے ابراہیم بن عبد اللہ بن حنین اہل علم کے راویوں میں سے تھے، اُن سے زہری وغیرہ نے روایت کی ہے، وہ لوگ کہا کرتے تھے کہ ہم عباس بن عبد المطلب کے موالی ہیں، آج تک وہ لوگ اس (غلامی) کی طرف نسبت کرتے ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ حنین شقب کے موالی تھے، شقب مسحل کے مسحل شماس کے

اور شماس عباس کے۔

اسامہ بن زید اللیثی سے مروی ہے کہ اس زمانے میں جب کہ یزید بن عبد الملک خلیفہ بنائے گئے میں عبد اللہ بن حنین کے پاس گیا، ان کی وفات اس واقعے کے قریب ہی ہوئی، قلیل الحدیث تھے۔

عُمیر

مولائے ام الفضل بنت الحارث الہلالیہ جو عباس بن عبد المطلب بن ہاشم کے لڑکوں کی والدہ تھیں۔

عمیر کی کنیت ابو عبد اللہ تھی، انھوں نے ام الفضل و ابن عباس سے روایت کی ہے، انھوں نے صلوٰۃ خوف میں ابن عباس سے روایت کی ہے، بعض روایات میں عمیر مولائے ابن عباس ہے حالاں کہ وہ ابن عباس کی والدہ کے مولی تھے، عمیر کی وفات مدینے میں ۱۰۴ھ میں ہوئی۔

ان کے بیٹے:

عبد اللہ بن عمیر

ان کو بعض لوگ اپنی روایات میں مولائے ابن عباس کہتے ہیں حالاں کہ وہ ام الفضل کے مولی تھے۔

عکرمہ ۲۱۲

مولائے عبد اللہ بن عباس بن عبد المطلب بن ہاشم، ان کی کنیت ابو عبد اللہ تھی۔

محمد بن راشد سے مروی ہے کہ ابن عباس کی وفات اُس حالت میں ہوئی کہ عکرمہ غلام تھے، انھیں خالد بن یزید بن معاویہ سے علی بن عبداللہ بن عباس سے چار ہزار دینار میں خرید لیا، عکرمہ کو معلوم ہوا تو علی کے پاس آئے اور کہا کہ تم نے مجھے چار ہزار دینار میں فروخت کر دیا، انھوں نے کہا ہاں، انھوں نے کہا کہ یہ تمھارے لیے بہتر نہیں ہے کہ اپنے والد کا علم چار ہزار دینار میں فروخت کر ڈالو، علی خالد کے پاس گئے اور عکرمہ کو واپس مانگا، خالد نے ان کو واپس کر دیا، پھر انھوں نے اُن کو آزاد کر دیا۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ وہ اپنے غلاموں کے نام عرب کے ناموں پر رکھتے تھے (جیسے) عکرمہ و سمیع و کریب، انھوں نے ان لوگوں سے کہا کہ تم نکاح کر و کیوں کہ بندہ جب زنا کرتا ہے تو اللہ اس سے نور ایمان چھین لیتا ہے، بعد کو اللہ اُسے اس کی طرف واپس کرے یا روک لے (یہ اُسے اختیار ہے)۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ ابن عباس میرے پاؤں میں بیڑی ڈال کر قرآن و حدیث کی تعلیم دیتے تھے۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ ابن عباس نے یہ آیت پڑھی "لِمَ تعظون قوما الله مهلکهم او معذبهم عذابا شدیدا" (تم لوگ اُس قوم کو نصیحت کیوں کرتے ہو جن کو اللہ ہلاک کرنے والا ہے یا اُن پر عذاب شدید کرنے والا ہے)۔ عکرمہ نے کہا کہ ابن عباس نے کہا، مجھے معلوم نہیں کہ وہ قوم نجات پا گئی یا ہلاک ہو گئی، میں برابر اُن سے بیان کرتا رہا اور انھیں سمجھاتا رہا یہاں تک کہ انھیں معلوم ہو گیا کہ وہ لوگ نجات پا گئے، عکرمہ نے کہا، پھر انھوں نے مجھے ایک جوڑا دیا۔

سلام بن مسکین سے مروی ہے کہ عکرمہ سب سے زیادہ تفسیر کے عالم تھے۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ مجھ سے ابن عباس نے اُس حالت میں کہا جب ہم لوگ منیٰ سے عرفات کی طرف جا رہے تھے کہ یہ دن تمھارے دنوں میں سے ہے، میں اُن کے ساتھ رہا اور ابن عباس مجھ پر (خزانۂ علم) کھولنے لگے۔

ایوب سے مروی ہے کہ عکرمہ نے کہا کہ میں بازار جاتا ہوں اور کسی کو کوئی کلمہ کہتے سنتا ہوں تو اس سے میرے لیے علم کے پچاس دروازے کھل جاتے ہیں۔

عمرو بن دینار سے مروی ہے کہ جابر بن زید نے مجھے چند مسائل دیے کہ میں

۲۱۳ انھیں عکرمہ سے دریافت کروں، اور کہنے لگے کہ یہ عکرمہ ہیں، یہ ابن عباس کے مولیٰ ہیں، یہ دریا ہیں، لہٰذا اُن سے دریافت کرو۔

سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ اگر عکرمہ لوگوں سے اپنی حدیث بیان کرنے سے باز رہیں تو ضرور اُن کی جانب سفر کیا جائے۔

سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ تم لوگ عکرمہ سے وہ احادیث روایت کرتے ہو کہ اگر میں اُن کے پاس ہوتا تو وہ انھیں نہ بیان کرتے، عکرمہ آئے، اور انھوں نے اُن سے وہی سب حدیثیں روایت کیں، لوگ خاموش تھے، سعید نہیں بولے، عکرمہ کھڑے ہوئے تو لوگوں نے کہا کہ اے ابوعبداللہ تمھارا کیا حال ہے، ابن جبیر نے انگلیوں پر تیس کا شمار کر کے کہا کہ درست روایت کی۔

ایوب سے مروی ہے کہ عکرمہ نے کہا کہ کیا تم نے ان لوگوں کو دیکھا جو میرے پیچھے میری تکذیب کرتے ہیں، یہ لوگ میرے روبرو میری تکذیب کیوں نہیں کرتے، جب میرے روبرو میری تکذیب کریں گے تو واللہ یہ میری تکذیب ہوگی۔

حماد بن زید سے مروی ہے کہ ایک شخص نے ایوب سے کہا، اے ابوبکر کیا عکرمہ پر کذب کی تہمت لگائی جاتی ہے، وہ خاموش رہے، پھر کہا کہ میں تو انھیں تہمت نہیں لگاتا۔

حبیب سے مروی ہے کہ عکرمہ عطاء و سعید کے پاس سے گزرے اور ان دونوں سے حدیث بیان کی، جب عکرمہ کھڑے ہو گئے تو میں نے کہا کہ جو کچھ انھوں نے آپ دونوں سے بیان کیا، کیا آپ لوگ اس کا انکار کرتے ہیں، دونوں نے کہا کہ نہیں۔

ایوب سے مروی ہے کہ میرا قصد تھا کہ سفر کر کے عکرمہ کے پاس جاؤں خواہ وہ کتنی ہی دور کیوں نہ ہوں، میں بصرے کے بازار میں تھا اتفاقاً میرا ان کا ساتھ ہو گیا، وہ ایک گدھے پر سوار تھے، مجھ سے کہا گیا کہ یہ عکرمہ آ گئے، لوگ ان کے پاس جمع ہو گئے، میں اُٹھ کر پاس گیا مگر کسی چیز پر قادر نہ ہوا اُن سے پوچھتا، مسائل مجھے فراموش ہو گئے، میں اُن کے گدھے کے پہلو میں کھڑا ہو گیا، لوگ اُن سے پوچھنے لگے اور میں یاد کرتا رہا۔

عبدالرزاق نے کہا کہ میں نے اپنے والد کو بیان کرتے سنا کہ جب عکرمہ الجند (لشکر) میں آئے تو طاؤس نے انھیں اپنے اونٹ پر سوار کر دیا، ان سے کہا گیا کہ تم نے انھیں اونٹ دے دیا حالاں کہ انھیں صرف تھوڑا سا بھی کافی تھا، انھوں نے کہا کہ میں نے اس غلام کا علم اس اونٹ کے عوض میں خرید لیا۔

عمرو بن مسلم سے مروی ہے کہ عکرمہ طاؤس کے پاس آئے تو انھوں نے ان کو ساٹھ دینار کے قیمتی اونٹ پر سوار کر دیا اور کہا کہ کیا میں اس غلام کا علم ساٹھ دینار میں نہ خرید لوں۔

ایوب سے مروی ہے کہ عکرمہ ہمارے پاس آئے تو لوگ ان کے گرد جمع ہو گئے، یہاں تک کہ انھیں ایک گھر کی چھت پر چڑھا دیا گیا، ایوب نے کہا کہ سب سے پہلے ہم لوگ عکرمہ کی صحبت میں شریک ہوئے تو جب کسی سوال کا جواب دیتے تو کہتے کہ تمھارے حسن بصری بھی ایسے ہی اچھے جواب دیتے ہیں۔

۲۱۴ طاؤس سے مروی ہے کہ اگر ابن عباس کے یہ مولیٰ اللہ سے ڈریں اور اپنی حدیث بیان کرنے سے باز رہیں تو ان کی جانب سفر کیا جائے۔

ایوب سے مروی ہے کہ مجھ سے اس شخص نے جس نے سعید بن المسیب اور عکرمہ کے درمیان آمد و رفت کی تھی اس شخص کے بارے میں بیان کیا جس نے کسی معصیت (گناہ) کی نذر کی تھی، سعید نے کہا کہ اسے پورا کیا جائے، عکرمہ نے کہا کہ اسے پورا نہ کیا جائے۔

وہ شخص سعید کے پاس گیا اور انھیں عکرمہ کے قول کی خبر دی، سعید نے کہا کہ ابن عباس کا غلام باز نہ آئے گا تا وقتے کہ گردن میں رسی ڈال کر اسے گشت نہ کرایا جائے۔

وہ شخص عکرمہ کے پاس آیا اور انھیں آگاہ کیا، عکرمہ نے کہا کہ تم بہت بُرے آدمی ہو، اس نے کہا کیوں، انھوں نے کہا کہ جس طرح تم نے مجھے خبر پہنچا دی اسی طرح انھیں بھی پہنچا دو، ان سے کہو کہ یہ نذر اللہ کے لیے ہے یا شیطان کے لیے، اگر وہ دعویٰ کریں کہ اللہ کے لیے ہے تو ضرور ضرور غلط کہیں گے، اور اگر یہ دعویٰ کریں کہ شیطان کے لیے ہے تو ضرور ضرور کفر کریں گے۔

ایوب سے مروی ہے کہ مجھ سے ایک دوست نے بیان کیا کہ میں ایک جماعت کے ساتھ سعید و عکرمہ و طاؤس کے پاس بیٹھا ہوا تھا، خیال ہے کہ انھوں نے عطاء کا نام بھی لیا تھا،

اُس روز عکرمہ صاحب الحدیث تھے (یعنی حدیث بیان کرتے تھے) (لوگوں کی محویت کی یہ حالت تھی کہ) گویا اُن کے سروں پر چڑیاں بیٹھی ہوئی ہیں۔

جب وہ فارغ ہوئے تو بعض اپنے ہاتھ سے اس طرح اشارہ کرتے تھے اُنھوں نے تیس شمار کیے، بعض سر کو جنبش دینے والے اس طرح اپنے سر کو جنبش دیتے تھے، ان لوگوں میں سے کسی نے کسی چیز میں اُن کی مخالفت نہیں کی سوائے اس کے کہ جب انھوں نے مچھلی کا ذکر کیا تو کہا کہ اوتھلے پانی میں وہ دونوں مچھلی کو چلاتے تھے، سعید بن جبیر نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ ابن عباس کو میں نے کہتے سنا کہ وہ دونوں اُس (مچھلی) کو ٹوکری میں رکھ لیتے تھے۔

خالد بن صفوان سے مروی ہے کہ میں نے حسن سے کہا کہ آپ ابن عباس کے مولیٰ کو دیکھتے نہیں جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبیذ الجر (گھڑے میں کشید کی ہوئی نبیذ) کو حرام کر دیا، اُنھوں نے کہا کہ واللہ مولائے ابن عباس نے سچ کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبیذ الجر کو حرام فرمایا ہے۔

مغیرہ بن مسلم سے مروی ہے کہ جب عکرمہ خراسان آئے تو ابو مجلز نے کہا کہ اُن سے دریافت کرو کہ حاجی کے گھنٹے (آواز جرس) کیا ہیں، عکرمہ سے پوچھا گیا تو انھوں نے کہا کہ اس سرزمین میں یہ کہاں ہے، حاجی کا جرس رہ ا ٹکی ہے، ابو مجلز سے کہا گیا تو اُنھوں نے کہا کہ سچ کہا۔

ابو الطیب موسیٰ بن یسار سے مروی ہے کہ میں نے عکرمہ کو سمرقند سے آتے ہوئے دیکھا، وہ ایک گدھے پر اس طرح سوار تھے کہ نیچے دو تھیلے تھے جن میں ریشم تھا کہ عامل سمرقند نے دیا تھا، ہمراہ ایک غلام تھا، میں نے عکرمہ کو سمرقند میں سنا، اُن سے کہا گیا کہ آپ کو ان شہروں میں کیا چیز لائی تو اُنھوں نے کہا کہ حاجت۔

عمران بن حُدیر سے مروی ہے کہ میں نے عکرمہ کو اس حالت میں دیکھا کہ عمامہ ۲۱۵
پھٹا ہوا تھا، میں نے کہا کہ میں آپ کو اپنا عمامہ نہ دے دوں، اُنھوں نے کہا کہ ہم سوائے امراء کے کسی سے نہیں قبول کرتے۔

عمران بن حُدیر سے مروی ہے کہ میں اور ایک اور شخص عکرمہ کے پاس گئے ہم نے اُن کے سر پر پھٹا ہوا عمامہ دیکھا، میرے ساتھی نے اُن سے کہا کہ یہ عمامہ کیا ہے،

ہمارے پاس چند عمامے ہیں، عکرمہ نے کہا کہ ہم لوگوں سے کوئی چیز نہیں لیتے، ہم تو صرف امراء سے لیتے ہیں، میں نے کہا نہیں، انسان خود اپنے آپ پر مطلع ہے، وہ خاموش ہو گئے میں نے کہا کہ حسن نے کہا کہ اے ابن آدم تیرا عمل تجھ سے زیادہ ثابت ہے، انھوں نے کہا کہ حسن نے سچ کہا۔

خالد الحذاء سے مروی ہے کہ وہ تمام چیزیں جن کو محمد نے کہا کہ مجھے ابن عباس سے خبر دی گئی، وہ صرف عکرمہ سے انھوں نے سنا جو ان سے زمانۂ مختار میں کوفے میں ملے تھے۔

سعید بن یزید سے مروی ہے کہ ہم لوگ عکرمہ کے پاس تھے، انھوں نے کہا کہ تم لوگوں کو کیا ہوا کہ مفلس ہو گئے۔

خالد الحذاء سے مروی ہے کہ عکرمہ نے ایک شخص سے جو ان سے سوال کر رہا تھا کہا تمھیں کیا ہوا کہ تمھارا سب ختم ہو گیا۔

ایوب سے مروی ہے کہ خالد الحذاء عکرمہ سے سوال کر رہے تھے پھر خالد خاموش ہو گئے، عکرمہ نے کہا کہ تمھیں کیا ہوا کہ تمھارے پاس جو کچھ تھا ختم ہو گیا۔

سعید بن مسلم بن بانک سے مروی ہے کہ میں نے عکرمہ کو دیکھا کہ حنا کا خضاب کرتے تھے

سماک سے مروی ہے کہ میں نے عکرمہ کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی ہے۔

فطر سے مروی ہے کہ میں نے عکرمہ کے بدن پر ذُنبی چادر دیکھی ہے۔

عصام بن قدامہ سے مروی ہے کہ عکرمہ صرف ایک سفید جبے میں ہماری امامت کرتے تھے، نہ ان کے بدن پر کرتا ہوتا تھا نہ تہمد نہ چادر۔

ایوب سے مروی ہے کہ ایک شخص نے عکرمہ سے کہا کہ اے ابو عبداللہ آپ نے کس طرح صبح کی (بروایت عارم) انھوں نے کہا کہ میں نے ایک شر کے ساتھ صبح کی کہ میں خارش و بواسیر میں مبتلا تھا (بروایت سلیمان) انھوں نے کہا کہ میں نے ایک شر کے ساتھ صبح کی، پھر انھوں نے بیان کیا کہ انھیں خارش و بواسیر ہے۔

یعلی بن حکیم سے مروی ہے کہ عکرمہ سے کہا گیا کہ آپ نے کیوں کر صبح کی، انھوں نے کہا کہ میں نے شر کے ساتھ صبح کی، کہا گیا کہ اے ابو عبداللہ آپ اس طرح کیوں کہتے ہیں، انھوں نے کہا کہ اسے اللہ نے فرمایا ہے " ونبلوکم بالشر والخیر فتنۃ (اور ہم

ضرور ضرور تم لوگوں کا سبے پیغمبر کو فتنہ بنا کر امتحان لیں گے)۔

دختر عکرمہ سے مروی ہے کہ عکرمہ کی وفات اسّی سال کی عمر میں ۱۰۵ھ میں ہوئی۔

خالد بن القاسم البیاضی سے مروی ہے کہ عکرمہ اور کثیر عزّہ شاعر کی وفات ۲۱۶
۱۰۵ھ میں ایک ہی روز ہوئی، میں نے دیکھا کہ دونوں پر ایک ہی جگہ یوم ظہر میں جنازے
میں ساتھ ساتھ نماز پڑھی گئی، لوگوں نے کہا کہ آج سب سے بڑے فقیہ اور سب سے بڑے
شاعر کی وفات ہوگئی۔

خالد بن القاسم کے سوا کسی اور نے کہا کہ ان دونوں کی موت میں متفق ہوئے
اور رائے میں مختلف ہونے پر تعجب کیا، عکرمہ کے متعلق گمان کیا جاتا تھا کہ ان کی رائے
خوارج کے موافق تھی جو (دنیا میں حضرت علیؓ کی دوبارہ واپسی کے) اعتقاد پر تکفیر کرتے
تھے اور کثیر شیعی تھا، رجعت (واپسی حضرت علیؓ) پر ایمان رکھتا تھا، عکرمہ نے ابن عباسؓ
وابی ہریرہؓ وحسین بن علیؓ وعائشہؓ سے روایت کی ہے۔

ابو نعیم الفضل بن دکین نے کہا کہ عکرمہ کی وفات ۱۰۵ھ میں ہوئی کسی اور نے
کہا کہ ۱۰۶ھ میں ہوئی۔

مصعب بن عبداللہ بن مصعب بن ثابت الزبیری سے مروی ہے کہ عکرمہ
خوارج کی سی رائے رکھتے تھے، انہیں مدینے کے کسی والی نے طلب کیا اور داؤد
ابن الحصین کے پاس پوشیدہ کردیا، انہیں کے پاس ان کی وفات ہوئی، لوگوں نے کہا کہ
عکرمہ کثیر العلم وکثیر الحدیث اور دریاؤں میں سے ایک دریا تھے، ان کی حدیث سے
استدلال نہیں کیا جاتا، لوگ ان کے ثقہ ہونے کے بارے میں کلام کرتے ہیں۔

کریب بن ابی مسلم

کنیت ابو رشدین تھی، عبداللہ بن العباس بن عبدالمطلب کے مولیٰ تھے۔

موسیٰ بن عقبہ سے مروی ہے کہ کریب نے ابن عباسؓ کی کتابوں میں سے ایک
بار شتر بھر کتابیں ہمارے پاس رکھی تھیں، علی بن عبداللہ بن عباس جب کتاب کا ارادہ

کرتے تھے تو انھیں لکھتے تھے کہ مجھے فلاں فلاں کتاب بھیج دو، وہ اسے لکھتے تھے، پھر دونوں (اصل و نقل) میں سے ایک بھیج دیتے تھے۔

ابی اسحاق سے مروی ہے کہ انھوں نے کریب اور ان کے ساتھیوں کے لیے لیے طیلسان (ایرانی چغہ) دیکھے جن کی گھنڈیاں ریشم کی تھیں۔

موسیٰ بن عقبہ سے مروی ہے کہ کریب کی وفات ۹۸ھ سلیمان بن عبدالملک ابن مروان کے آخر زمانۂ خلافت میں مدینے میں ہوئی، ثقہ و حسن الحدیث تھے (یعنی اُن کی حدیث سند کے اعتبار سے اچھی تھی)۔

ابو معبد

نام نافذ، عبد اللہ بن عباس کے مولیٰ تھے۔

عمرو سے مروی ہے کہ ابو معبد ابن عباس کے موالی میں سب سے زیادہ سچے تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ابو معبد کی وفات مدینے میں ۱۰۴ھ میں آخر زمانۂ خلافت یزید ۲۱۷
ابن عبد الملک میں ہوئی، ثقہ و حسن الحدیث تھے۔

شعبہ

مولائے عبد اللہ بن عباس، کنیت ابو عبد اللہ تھی، اُن سے ابن ابی ذئب و چند اہل مدینہ وغیرہ نے روایت کی ہے، مالک بن انس نے اُن سے روایت نہیں کی۔

یحییٰ بن سعید القطان نے کہا کہ میں نے مالک بن انس سے پوچھا کہ آپ شعبہ مولائے ابن عباس کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ انھوں نے کہا کہ وہ قُرّاء (علماء) کے مشابہ نہ تھے، اُن کی بہت سی احادیث ہیں مگر اُن سے استدلال نہیں کیا جاتا، ان سے ابن ابی ذئب وغیرہ نے روایت کی ہے۔

محمد بن عمرؒ نے کہا کہ شعبہ مولائے ابن عباس کی وفات ہشام بن عبد الملک کی وسط خلافت میں ہوئی۔

دُفیف

مولائے عبد اللہ بن عباس، وفات ۱۰۹ھ میں ہشام بن عبد الملک کی خلافت میں ہوئی، ان سے حُمید الاعرج وغیرہ نے روایت کی ہے قلیل الحدیث تھے۔

ابو عبید اللہ مولائے عبد اللہ بن عباسؓ

ابی عبید اللہ مولائے ابن عباس سے مروی ہے کہ ابن عباس نے نماز میں انگلیاں چٹکانے سے منع کیا۔

ابو عُبید

مولائے عبد اللہ بن عباس بن عبد المطلب۔

مِقسَم

مولائے عبد اللہ بن الحارث بن نوفل بن الحارث بن عبد المطلب مولائے ابن عباس محض اس لیے کہا گیا کہ سب کو چھوڑ کے ابن عباس کے پاس آگئے

اُن کے ساتھ رہنے لگے اور اُن سے روایت کی، بنی ہاشم سے انھیں بہت محبت تھی۔ مقسم کی کنیت ابو القاسم تھی، ام سلمہ سے سُن کر روایت کی ہے۔

218

ذکوان

ابو عمرو مولائے عائشہؓ زوجۂ نبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ عائشہؓ کے غلام ذکوان قریش کی امامت کرتے تھے، اُن کے پیچھے عبد الرحمٰن بن ابی بکر بھی ہوتے تھے، اس لیے کہ وہ سب سے زیادہ قرآن کے عالم تھے۔

عبد اللہ بن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ عائشہؓ حرا اور ثُبیر کے درمیان مقیم تھیں، اُن کے پاس قریش کے لوگ آتے، نماز کے وقت عبد الرحمٰن بن ابی بکرؓ ہماری امامت کرتے اور اگر عبد الرحمٰن موجود نہ ہوتے تو عائشہؓ کے غلام ذکوان ہماری امامت کرتے تھے۔

محمد بن عمرؓ وغیرہ نے کہا کہ عائشہ نے ذکوان کو مُدبَّر بنا دیا تھا (یعنی میری وفات کے بعد تم آزاد ہو) اور کہہ دیا تھا کہ مجھے دفن کرنے کے بعد تم آزاد ہو، اُن کی احادیث بہت کم ہیں، زمانۂ جنگ حرّہ میں اُن کی وفات ہوئی، بعض لوگوں نے کہا کہ ذی الحجہ ۶۳ھ کے یوم حرہ میں جو یزید بن معاویہؓ کی خلافت میں ہوا قتل کر دیے گئے۔

ابو یونس

مولائے عائشہؓ زوجۂ نبی صلی اللہ علیہ وسلم، انھوں نے عائشہؓ سے اور اُن سے قعقاع بن حکیم وغیرہ نے روایت کی ہے۔

ابولبابہ

عائشہؓ زوجۂ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے، نام مروان تھا۔

نبہان

مولائے ام سلمہؓ زوجۂ نبی صلی اللہ علیہ وسلم، آپ نے ان کو مکاتب بنا دیا تھا (یعنی ایک معینہ رقم ادا کرنے پر آزادی ملے گی) وہ رقم ادا کر کے آزاد ہو گئے، ان سے زہری نے دو حدیثیں روایت کی ہیں، نبہان کی کنیت ابویحییٰ تھی۔

ثابت

مولائے ام سلمہؓ زوجۂ نبی صلی اللہ علیہ وسلم۔
موسیٰ بن عُبیدۃ الزبذی سے مروی ہے کہ ثابت مولائے ام سلمہؓ کی وفات عمر بن عبدالعزیز کی خلافت میں مدینے میں ہوئی، قلیل الحدیث تھے۔

نصاح بن سرجس

بن یعقوب مولائے ام سلمہؓ زوجۂ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مکاتب تھے۔
شبیہ بن نصاح نے اپنے والد سے روایت کی کہ ام سلمہؓ نے مجھے چند اقساط پر

مکاتب بنایا کہ میں انھیں ادا کروں، میں نے ان سے گفتگو کی کہ کچھ کم کردیں اور سونے یا چاندی پر توڑ کرلیں، وہ راضی ہوگئیں، میں نے فوراً ادا کردیا، انھوں نے کچھ معاوضہ کم کردیا۔

محمد بن عمرؓ نے کہا کہ ہمیں نہیں معلوم کہ نصاح سے سوائے اُن کے بیٹے شیبہ ابن نصاح کے کسی اور نے بھی روایت کی ہے، شیبہ اور ابوجعفر ویزید بن القعقاع مولائے ابن عیاش اپنے زمانے میں قرأۃ میں اہل مدینہ کے امام تھے۔

عبداللہ بن رافع

ام سلمہؓ زوجۂ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردینے کی وجہ سے مولی تھے، انھوں نے ام سلمہؓ سے حدیث سنی تھی اور یہاں تک زندہ رہے کہ اُن سے عبداللہ بن ابی یحییٰ وموسیٰ بن عُبیدہ وقدامہ بن موسیٰ وجاریہ بن ابی عمران نے حدیث سنی، ثقہ و کثیر الحدیث تھے۔

ناعم بن اُجیل

مولائے ام سلمہؓ زوجۂ نبی علیہ السلام، اُن سے عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ نے روایت کی ہے، قلیل الحدیث تھے۔

قیس

مولائے ام سلمہؓ زوجۂ نبی صلی اللہ علیہ وسلم، کنیت ابوقدامہ تھی، انھوں نے

ام سلمہؓ سے روایت کی کہ انھوں نے پچھنے لگوائے حالاں کہ وہ روزے سے تھیں۔

ابو میمونہ

مولائے ام سلمہؓ زوجۂ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کنیت ابو قدامہ تھی، انھوں نے ام سلمہؓ سے اور اُن سے سالم بن یسار مولائے ذوحسیین نے روایت کی ہے، اپنے زمانے میں اہل مدینہ کے قاری تھے، یہ وہی ہیں جن سے نافع بن ابی نعیم نے پڑھا ہے۔

کثیر بن افلح

مولائے ابو ایوبؓ الانصاری۔

محمد سے مروی ہے کہ میں سو رہا تھا کہ کثیر بن افلح کو خواب میں دیکھا، یوم الحرہ میں وہ قتل ہو گئے تھے، مجھے معلوم ہوا کہ وہ مقتول ہیں اور میں خواب میں ہوں، اور یہ محض خواب ہے جو میں نے دیکھا ہے، مجھے یہ ناپسند ہوا کہ انھیں ان کی کنیت سے پکاروں، اُسی مکان میں ہذیل ابن حفصہ بنت سیرین بھی تھے، دونوں کی کنیت ایک ہی تھی، مجھے ہذیل کے بیدار ہو جانے کا اندیشہ ہوا، کثیر بن افلح کو اُن کے نام سے پکارا تو انھوں نے مجھے جواب دیا، میں نے کہا کیا تم مقتول نہیں ہوئے، انھوں نے کہا کیوں نہیں، میں نے کہا کہ تم لوگوں کا کیا حال ہے، انھوں نے کہا کہ بہتر ہے، میں نے کہا تم لوگ شہید ہو، انھوں نے کہا نہیں، مسلمان جب باہم مقابلہ کریں اور ان میں کچھ مقتول ہوں تو وہ شہید نہیں ہوتے، البتہ ہم لوگ ندباء (مقتول و مجروح) ہیں۔

سعید نے کہا کہ بعض اصحاب نے مجھ سے اسی بات کو بیان کیا اور مجھے یہ ہشام سے یاد نہیں۔

اُن کے بھائی:۔

عبدالرحمن بن افلح

مولائے ابی ایوب الانصاری جو خارجہ بن زید بن ثابت الانصاری کے دودھ شریک بھائی تھے، انھوں نے عبداللہ بن عمرؓ بن الخطاب سے سنا ہے۔
ان دونوں کے بھائی :-

محمد بن افلح

ابوایوبؓ الانصاری کے مولی تھے، اُن سے انھوں نے روایت بھی کی ہے۔

عمرو بن رافع

انھوں نے حفصہؓ سے روایت کی کہ حفصہؓ کے لیے ایک قرآن لکھا گیا تھا۔ رافع، عمرؓ بن الخطاب کے مولی تھے، انھیں کے بارے میں اشعار ذیل کہے گئے تھے:

واخدِم الاقوام حتی تخدمُ تکن شریک رافع واسلم

(اے مخاطب تو قوموں کی خدمت کرتا کہ تو مخدوم ہو جائے۔ تو رافع و اسلم کا (خدمت کرنے میں) شریک ہو جا۔
اُن کے پس ماندہ و بقیہ اولاد تھی، جو لخم کی طرف منسوب تھے، عاصم المبرسم شاعر انھیں کی اولاد میں سے تھے۔

نافع

مولائے زبیرؓ بن العوام، زبیرؓ کے بعد زندہ رہے، اُن سے مصعب بن ثابت

ابن عبد اللہ بن الزبیرؓ نے روایت کی ہے، قلیل الحدیث تھے۔

ابوحبیبہ ۲۲۱

مولائے زبیرؓ بن العوام، جو موسیٰ بن عقبہ بن ابی عیاش مولائے زبیرؓ کے دادا تھے، موسیٰ بن عقبہ کی والدہ ابی حبیبہ کی بیٹی تھیں۔

جرّاح

مولائے ام حبیبہؓ بنت ابی سفیان بن حرب بن امیہ زوجۂ نبی صلی اللہ علیہ وسلم انھوں نے ام حبیبہؓ سے اور ان سے سالم بن عبد اللہ بن عمر اور نافع نے روایت کی ہے۔

سالم بن شوّال

مولائے ام حبیبہؓ بنت ابی سفیان بن حرب بن امیہ زوجۂ نبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

سالم البرّاد

سالم ابوعبداللہ

مولائے شداد، جو سالم الدوسی کے نام سے مشہور تھے، انھوں نے سعد سے

روایت کی ہے۔

سالم بن سلمہ ابو سبرۃ الہذلی

سالم بن سرج

سالم بن الخربوذ کے نام سے مشہور تھے، یہ وہ ابو النعمان تھے جنھوں نے ام صُبَیَّہ الجہنیہ سے اور ان سے اسامہ بن زید اللیثی نے روایت کی ہے۔

سالم ابو الغیث

مولائے عبد اللہ بن مطیع العدوی، جنھوں نے ابوہریرہؓ سے روایت
۲۲۲ کی، ثقہ و حسن الحدیث تھے۔

سالم بن سبلان

مولائے بنی نصر بن معاویہ قبیلۂ ہوازن کے تھے، ان کی اصل مصر سے تھی، ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رضی اللہ عنہن کی رو انگی و سفر کا سامان ان کے سپرد تھا، انھوں نے عائشہؓ سے روایت کی ہے۔

ابو صالح السمان (گھی والے)

زیات (روغن زیتون والے) تھے، نام ذکوان تھا، غطفان کے مولی تھے،

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جویریہ کے مولی تھے، جو خاندان قیس کی ایک خاتون تھیں، اور قیس، ابوسہیل بن ابی صالح المدنی تھے۔

اہل مدینہ میں سے عبداللہ بن دینار و قعقاع بن حکیم و زید بن اسلم و سُمَی مولائے ابی بکر بن عبدالرحمن بن الحارث بن ہشام المخزومی نے اور اہل کوفہ میں سے حکم و عاصم بن ابی النجود و سلیمان الاعمش نے اُن سے روایت کی ہے۔

ابوصالح ثقہ و کثیر الحدیث تھے، کوفے میں سامان تجارت لاتے، محلۂ بنی اسد میں اترتے اور بنی کاہل کی امامت کرتے تھے۔

محمد بن اسحاق سے مروی ہے کہ ابوصالح نے کہا کہ ایسا کوئی شخص نہیں جو ابوہریرہؓ سے حدیث بیان کرتا ہو اور میں اُسے نہ جانتا ہوں کہ وہ صادق ہے یا کاذب۔

عاصم سے مروی ہے کہ ابوصالح کی ڈاڑھی بڑی تھی، وہ اس میں خلال کرتے تھے، مورخین نے کہا کہ ابوصالح کی وفات ۱۰۱ھ میں مدینے میں ہوئی۔

ابوصالح باذام

مولائے ام ہانی بنت ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم، ان سے سماک و محمد بن السائب الکلبی و اسماعیل بن ابی خالد نے روایت کی ہے۔

ابوصالح سُمَیع

انھوں نے عبداللہ بن عباس سے روایت کی ہے۔

ابوصالح

مولائے عثمان بن عفانؓ، انھیں سے انھوں نے روایت کی ہے۔

ابو صالح الغفاری

ابو صالح میسرہ

ابو صالح مولائے ضُباعہ

ابو صالح

مولائے سفّاح، نام عُبید تھا، اُن سے بُسر بن سعید نے روایت کی ہے۔

ابو صالح مولائے سعدیّین

مسلم بن یسار

کنیت ابو عثمان تھی، انصار کے موالی تھے، اُن سے یحییٰ بن سعید الانصاری وغیرہ اہل مدینہ نے روایت کی ہے اور اہل مکہ نے بھی روایت کی ہے۔

بشیر بن یسار

مولائے بنی حارثہ بن الحارث جو انصار میں سے تھے، پھر اوس میں سے،

شیخ کبیر و فقیہ تھے اور اکثر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا تھا، انھوں نے اپنے گھر والوں میں سے بھی جو بنی حارثہ کے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے چند آدمیوں کو پایا تھا جن میں سے رافع بن خدیج و سوید بن النعمان و سہل بن ابی حثمہ تھے، انھوں نے ان لوگوں کے ذریعے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث قسامت روایت کی ہے، ان سے یحییٰ بن سعید الانصاری نے روایت کی ہے قلیل الحدیث تھے۔

نافع

مولائے ابی قتادۃ الانصاری، یہ وہی ابو محمد تھے جن سے صالح بن کیسان نے روایت کی ہے، قلیل الحدیث تھے۔

ذہیب

۲۲۴ بوجہ آزاد کرنے کے زیدؓ بن ثابت الانصاری کے مولیٰ تھے، زیدؓ بن ثابت کے کاتب تھے، ان سے انھوں نے روایت کی ہے۔

حرملہ

مولائے زیدؓ بن ثابت۔

عبدالرحمٰن بن ابی زناد سے مروی ہے کہ وہ اسامہؓ بن زید بن حارثہ الکلبی کے مولیٰ تھے، زیدؓ بن ثابت کے ساتھ رہنے لگے جس سے انھیں مولائے زیدؓ بن ثابت کہا جانے لگا اور اسی سے شہرت ہوگئی، ان سے زہری نے روایت کی ہے قلیل الحدیث تھے۔

زید ابو عیاش

سعد بن ابی وقاص سے البیضاء بالسلت (سفید رنگ کے جو) کو دریافت کیا تھا۔

حمید بن نافع

مولائے صفوان بن خالد الانصاری، یزید بن ہارون نے یحییٰ بن سعید الانصاری سے اسی طرح کہا، میں نے ایک شخص سے سنا جو بیان کرتے تھے کہ وہ ابو ایوب الانصاری کے مولیٰ تھے، انھوں نے ابو ایوب الانصاری سے روایت کی، ان کے ہمراہ حج کیا تھا اور ابن عمر سے بھی روایت کی، وہ ان افلح بن حمید کے والد تھے جن سے ثوری اور چند اہل مدینہ وغیرہم نے روایت کی ہے۔

شعبہ نے کہا کہ میں نے عاصم الاحول (بھینگے) سے اس عورت کے متعلق دریافت کیا جو وفات شوہر کے بعد ترک زینت کرے، انھوں نے کہا کہ حفصہ بنت سیرین نے کہا کہ حمید بن نافع نے حمید الحمیری کو خط لکھا جس میں زینب بنت ابی سلمہ کی حدیث کا ذکر کیا۔

شعبہ نے کہا کہ پھر میں نے عاصم سے کہا کہ میں نے اس کو حمید بن نافع سے سنا ہے، انھوں نے پوچھا کہ تم نے؟ میں نے کہا کہ ہاں، اور وہ بھی ابھی جواب تک زندہ ہیں، شعبہ نے کہا کہ عاصم کا خیال تھا کہ سو سال سے ان کی وفات ہو چکی ہے۔

رافع بن اسحاق

مولائے آل شفاء، انھیں مولائے ابی طلحہ بھی کہا جاتا تھا، انھوں نے

ابو ایوب سے سنا ہے اور اُن سے اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ نے روایت کی ہے۔

زیاد بن ابی زیاد ۲۲۵

مولائے عبد اللہ بن عیاش بن ابی ربیعہ بن المغیرہ المخزومی۔

مالک بن انس سے مروی ہے کہ زیاد مولائے ابن عیاش عابد و گوشہ نشین تھے، ہمیشہ تنہا رہ کر اللہ کا ذکر کرتے، زبان میں لکنت تھی، پشمینہ پہنتے تھے اور گوشت نہیں کھاتے تھے، چند درم پاس تھے جو علاج میں کام آتے تھے۔

عمر بن عبد العزیز کے دوست تھے، جب وہ خلیفہ ہوئے تو زیاد اُن کے پاس آئے اور انھیں نصیحت کی، عمر نے اُنھیں اپنے نزدیک کیا اور اُن سے تنہائی میں گفتگو کی، اُن دونوں میں بہت گفتگو ہوئی، دمشق میں زیاد کی بقیہ اولاد و پس ماندہ تھے۔

اسماعیل بن ابی خالد وغیرہ نے اُن سے روایت کی ہے۔

اسحاق

مولائے زائدہ، اُنھوں نے سعد بن ابی وقاص و ابی ہریرہ سے سنا اور اُن سے ابو صالح السمان، ابو سہیل و بکیر بن عبد اللہ بن الاشج نے روایت کی ہے۔

عجلان

مولائے مشمعل، اُنھوں نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے۔

عجلان

مولائے فاطمہ بنت عُتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس، محمد بن عجلان کے والد تھے، اُنھوں نے ابوہریرہؓ سے اور اُن سے اُن کے بیٹے محمد بن عجلان و بکیر بن عبداللہ بن الاشج نے روایت کی ہے۔

جُمہان

مولائے اسلمیین، اُنھوں نے ابوہریرہ سے سنا اور عروہ بن الزبیر و موسیٰ ابن عبیدہ الربذی نے اُن سے روایت کی ہے۔

بَہیّ

نام عبداللہ بن یسار تھا، زبیر بن العوام کے مولیٰ تھے، کنیت ابومحمد تھی، ۲۲۶
کوفے میں رہنے لگے تھے اور اُن سے کوفیوں نے روایت کی ہے، مجھے اُن کے نام و کنیت کے متعلق اُن کی اولاد میں سے ایک شخص نے خبر دی جن کا نام محمد بن یحییٰ ابن محمد بن عبداللہ البہی تھا۔

ابو السائب

مولائے ہشام بن زُہرہ، اُنھوں نے ابوہریرہ سے سنا اور اُن سے علاء بن عبدالرحمٰن نے

ابن یعقوب نے روایت کی۔

ابو سفیان

مولائے عبد اللہ بن ابی احمد بن جحش، انھوں نے ابو سعید الخدری سے روایت کی، ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

ابن ابی حبیبہ سے مروی ہے کہ وہ بنی عبد الاشہل کے مولی تھے لیکن سب سے الگ ہو کر ابن ابی احمد بن جحش کے ساتھ ہو گئے تھے، اس لیے اُن کے مولی مشہور ہو گئے۔

ابی سفیان مولائے ابن ابی احمد سے مروی ہے کہ میں ماہ رمضان میں بنی عبد الاشہل کے یہاں تراویح پڑھاتا تھا، میری قرأت محمد بن مسلمہ و سلمہ بن سلامہ ابن وقش نے سنی، وہ دونوں تکبیر کرتے تھے حالاں کہ میں اس زمانے میں ایک مملوک غلام تھا، اُن دونوں نے کہا کہ اس امام میں کوئی حرج نہیں۔

داؤد بن الحصین سے مروی ہے کہ ابو سفیان رمضان میں بنی عبد الاشہل کی مسجد میں امامت کرتے تھے حالاں کہ وہ مکاتب تھے اور اُن میں وہ جماعت بھی تھی جو بدر اور (قبل از ہجرت بیعت) عقبہ میں شریک تھے۔

داؤد بن الحصین سے مروی ہے کہ ابو سفیان مولائے ابن ابی احمد، بنی عبد الاشہل کی امامت کرتے تھے، اُن میں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثل محمد بن مسلمہ و سلمہ بن سلامہ بن وقش بھی تھے وہ اُن کی امامت کرتے تھے اور انھیں نماز پڑھاتے تھے اگرچہ مکاتب تھے۔

عبد الرحمن بن عبد الرحمن بن ثابت الانصاری سے مروی ہے کہ ابو سفیان رمضان میں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت کرتے تھے حالاں کہ مکاتب تھے، ابو سفیان ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

۲۲۷

ثابت الاحنف

ابن عیاض مولائے عبدالرحمٰن بن زید بن الخطاب۔

ثابت الاعرج (الاحنف) بن عیاض مولائے عبدالرحمٰن بن زید بن الخطاب سے مروی ہے کہ میں نے عبدالرحمٰن بن زید کی ام ولد زینب سے نکاح کرلیا، عبداللہ ابن عبدالرحمٰن موجود نہ تھے، جب وہ آئے تو مجھے بلایا، میرے لیے رسیاں اور کوڑے مہیا کر لیے تھے، انھوں نے کہا کہ تم نے بغیر میرے علم و رضامندی کے میرے والد کی ام ولد سے کیوں نکاح کرلیا، میں نے کہا کہ مجھ سے اُن کا نکاح اُس شخص نے کیا جن کو تم نے اُن کے نکاح کا ولی بنا دیا تھا، میں نے اُن سے کھلم کھلا نکاح کیا، چھپا کے نہیں کیا۔

راوی نے کہا کہ عبداللہ نے حکم دیا کہ ثابت کو باندھ دیا جائے اور کہا کہ میں اُنھیں اُس وقت تک مارتا رہوں گا جب تک کہ وہ یا تو مر نہ جائیں یا اُنھیں طلاق نہ دیں، اُنھوں نے کہا کہ میں نے اُنھیں تین طلاق دے دی اور اُنھوں نے مجھ پر گواہ بنا لیے۔

میں نے وہاں سے نکل کر عبداللہ بن عمرؓ سے اس معاملے میں استفتاء کیا، انھوں نے کہا کہ طلاق تم پر لازم نہیں ہے، میں سوار ہو کر ابن الزبیرؓ کے پاس گیا، ابن الزبیرؓ اُس زمانے میں والیٔ مکہ تھے، اُن سے دریافت کیا تو انھوں نے کہا کہ مجھ پر طلاق نہیں اور مجھے زینب کے ساتھ رہنے کا حکم دیا، میں نے (طلاق سے) رجوع کرلیا اور اُن کے ساتھ رہا، پھر میں نے ولیمہ کیا، جن کی میں نے دعوت کی تھی اُن میں ابن عمرؓ بھی میرے پاس آئے۔

فُلَیح نے کہا کہ میں نے زینب کو اُن کے پاس دیکھا اور میں نے ان سے زینب کے بیٹے کو اب تک دیکھا ہے۔

زیاد بن سعد سے مروی ہے کہ میں نے ثابت بن الاعرج سے کہا کہ تم نے

ابوہریرہ سے کہاں سنا، انھوں نے کہا کہ میرے آقا جمعے کے روز مجھے جگہ رکھنے کے لیے بھیجتے تھے، ابوہریرہؓ آتے اور نماز سے پہلے حدیث بیان کرتے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ جس زمانے میں عبداللہ بن عبدالرحمٰن نے ثابت الاحنف کو اپنی بیوی کے طلاق دینے پر مجبور کیا اُس زمانے میں مدینے کے والی جابر بن الاسود تھے، وہ عبداللہ بن الزبیر کی جانب سے والی تھے، مالک بن انس نے بھی ثابت الاحنف سے یہ حدیث سنی ہے۔

عبدالرحمٰن بن یعقوب

وہی ابوالعلاء بن عبدالرحمٰن تھے، حُرقہ کے مولیٰ تھے، انھوں نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے۔

نُعیم بن عبداللہ المُجمر

جو آزاد کرنے کے سبب سے عمرؓ بن الخطاب کے مولیٰ تھے، انھوں نے ابوہریرہؓ و محمد بن عبداللہ بن زید بن عبدربہ الانصاری اور علی بن یحییٰ الزرقی سے سنا، ثقہ تھے، اُن کی احادیث ہیں۔

شُرحبیل بن سعد ۲۲۸

مولائے انصار، کنیت ابوسعد تھی، دیرینہ شیخ تھے، زید بن ثابت وابی ہریرہؓ وابی سعید الخدری اور اکثر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت

کی ہے، آخر زمانے تک زندہ رہے یہاں تک کہ حواس میں خلل آگیا اور سخت محتاج ہو گئے، اُن سے حدیثیں مروی ہیں، مگر شرحبیل سے استدلال نہیں کیا جاتا۔

داؤد بن فراہیج مولائے قریش

محمد بن عمر نے کہا کہ میرا گمان ہے کہ وہ بنی مخزوم کے مولی تھے، انھوں نے ابوہریرہ و ابوسعید الخدری سے سنا ہے اور قدیم الموت تھے، اُن کی احادیث ہیں، داؤد بن فراہیج سے مروی ہے کہ مجھ سے میرے مولی سفیان نے حدیث بیان کی۔

ابوالولید

مولائے عمرو بن خداش، انھوں نے ابوہریرہؓ سے روایت کی۔

ابوحسن البرّاد

مولائے بنی نوفل، اُن سے زہری نے روایت کی ہے۔

عبیداللہ بن دارة

مولائے آلِ عثمان بن عفان، اُن سے زہری نے روایت کی ہے۔

عطاء

مولائے ابن سباع، کنیت ابو منصور تھی، اُن سے زہری نے روایت کی ہے۔

حکم بن مینا

مولائے آل ابی عامر الراہب، اُن کے بیٹے بیان کرتے تھے کہ ابو عامر نے انھیں
۲۲۹ ابوسفیان بن حرب کو ہبہ کر دیا تھا، ابوسفیان نے انھیں عباس بن عبد المطلب
کے ہاتھ فروخت کر ڈالا، عباس نے انھیں آزاد کر دیا، آج اُن کی بقیہ اولاد ہے
جو اپنے مولیٰ ہونے کو عباس کی طرف منسوب کرتے ہیں، مینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے ہمرکاب، تبوک میں تھے۔

زیاد بن مینا

مولائے اشجع، اُن سے عبد الحمید بن جعفر نے روایت کی ہے۔
اُن کے بھائی:۔

سعید بن مینا

تابعین اہل مدینہ کا طبقۂ ثالثہ

علی بن عبداللہؓ

ابن عباسؓ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصیؒ، اُن کی والدہ زُرعہ بنت مُشرح بن معدی کرب بن ولیعہ بن شُرحبیل بن معاویہ بن حجر القرد ابن الحارث الولاّدہ بن عمرو بن معاویہ بن الحارث بن معاویہ بن ثور بن مُرتع بن ثور تھیں، ثور قبیلۂ کندہ کے تھے

علی کی کنیت ابو محمد تھی، رمضان سنہ ۴۰ھ میں اُس شب کو پیدا ہوئے جس میں علی بن ابی طالب رحمۃ اللہ علیہ قتل کیے گئے، اُن کا نام انھیں کے نام پر رکھا گیا اور ان کی کنیت ابوالحسن بھی انھیں کی کنیت پر رکھی گئی، اُن سے عبدالملک بن مروان نے کہا کہ واللہ میں تمھارے لیے نام و کنیت دونوں برداشت نہ کروں گا اور دو میں سے ایک کو بدل دیا، کنیت کو بدل کے ابومحمد کر دیا۔

علی بن عبداللہ کے یہاں محمد بن علی پیدا ہوئے، اُن کی والدہ عالیہ بنت عبیداللہ بن العباس بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف تھیں۔

داؤد بن علی و عیسیٰ بن علی، دونوں ایک ام ولد سے تھے۔

سلیمان بن علی و صالح بن علی، دونوں ایک ام ولد سے تھے۔

احمد و بشر و مُبشّر، جن میں سے کسی کی بقیہ اولاد نہ تھی اور اسماعیل و عبدالصمد یہ سب کے سب ایک ام ولد سے تھے۔

عبداللہ اکبر جن سے اولاد باقی نہ رہی، اُن کی والدہ ام ابیہا بنت عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب تھیں۔

عبید اللہ بن علی جن کی بقیہ اولاد نہ تھی، اُن کی والدہ بنی الحریش کی ایک خاتون تھیں۔
عبد الملک بن علی وعثمان وعبد الرحمن وعبد اللہ اصغر سفاح جو ملک شام میں قتل کیے گئے تھے اور یحییٰ ولیعقوب وعبد العزیز واسماعیل اصغر وعبد اللہ اوسط کہ اشنف تھے، اُن کی بقیہ اولاد نہ تھی، یہ سب کے سب مختلف ام ولد سے تھے۔
فاطمہ بنت علی وام عیسیٰ کبریٰ وام عیسیٰ صغریٰ وآمنہ ولبابہ وبریہہ کبریٰ و بریہہ صغریٰ ومیمونہ وام علی وعالیہ دختران علی جو سب کی سب مختلف ام ولد سے تھیں۔ ۲۳۰
ام حبیب بنت علی، اُن کی والدہ ام ابیہا بنت عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب ابن عبد المطلب تھیں۔
ام عیسیٰ صغریٰ بنت علی بن عبد اللہ بن عباس عبید اللہ بن الحسین بن عبد اللہ ابن العباس بن عبد المطلب کی زوجہ تھیں مگر اُن سے اُن کے یہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی اور وہ انھیں چھوڑ کے وفات پاگئے، یہ اُن کے ورثے کے ساتھ اُن کی وراثت پا گئیں۔
لبابہ بنت علی یحییٰ بن جعفر بن تمام بن العباس بن عبد المطلب کی زوجہ تھیں مگر اُن سے اُن کے یہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی۔
بریہہ بنت علی بن عبد اللہ بن العباس، عبید اللہ بن قثم بن العباس بن عبید اللہ ابن العباس بن عبد المطلب کی زوجہ تھیں، اُن سے اُن کے یہاں عبید اللہ پیدا ہوئے جو لا ولد مر گئے اور بریہہ پیدا ہوئیں، بریہہ بنت عبید اللہ بن قثم سے امیر المومنین المنصور نے [illegible] ابی جعفر نے نکاح کیا، وہی جعفر اصغر تھے جن کو ابن الکردیہ کہا جاتا تھا۔ [illegible] علی بن عبد اللہ بن عباس کی بقیہ بیٹیوں کو ناموری حاصل نہ ہو سکی۔
فاطمہ بنت علی، ان سب لڑکیوں میں سب سے زیادہ [illegible] والی اور سب سے [illegible] وہ بزرگی والی اور سب سے زیادہ سخی تھیں، اُن کے [illegible] ابو العباس وابو جعفر منصور وغیرہ اُن کی عقل ودانش وتدبر کی وجہ سے اُن کا اکرام اور تعظیم کرتے تھے۔
علی بن عبد اللہ بن عباس اپنے والد کی اولاد میں سب سے کم عمر تھے،

روئے زمین پرسب قریشیوں سے زیادہ خوبصورت وحسین اور سب سے زائد نمازی تھے، اُن کی کثرت عبادت وبزرگی کی وجہ سے اُنھیں سجاد (بکثرت سجدہ کرنے والا) کہا جاتا تھا۔

ابی المغیرہ سے مروی ہے کہ اگر ہم لوگ علی بن عبداللہ بن العباس کے لیے موزہ اور جوتہ تلاش کرتے تو ہم اُسے نہ پاتے تاوقتیکہ دوسرا نہ بنوائیں، اگر وہ غضبناک ہوتے تو تین دن تک اُن کے چہرے سے معلوم ہوتا تھا، رات دن میں ایک ہزار رکعت نماز پڑھتے تھے۔

عبیداللہ بن محمد ابن عائشۃ القرشی ثم التیمی سے مروی ہے کہ مجھے میرے والد نے خبر دی کہ علی بن عبداللہ بن العباس بن عبدالمطلب نے اپنے بیٹے سلیمان کو وصیت کی، اعتراض کیا گیا کہ آپ سلیمان کو تو وصیت کرتے ہیں اور محمد کو چھوڑے دیتے ہیں، اُنھوں نے کہا کہ مجھے اُن کو وصیتوں سے آلودہ کرنا پسند نہیں۔

عبیداللہ بن محمد سے مروی ہے، میرے والد نے کہا کہ میں نے بزرگوں کو کہتے سنا ہے کہ بنی عباس میں خلافت پہنچی تو ایسی حالت میں پہنچی کہ روئے زمین پہ کوئی شخص اُن لوگوں سے زیادہ قاری قرآن وافضل وعابد مقام حُمیمہ میں نہ تھا۔

عطاف بن خالد الوابصی سے مروی ہے کہ میں نے علی بن عبداللہ ابن عباس کو دیکھا کہ سیاہی کا خضاب لگاتے تھے، اُن سے عبداللہ بن طاؤس نے روایت کی ہے، وہ ثقہ وقلیل الحدیث تھے۔

محمد بن عمر سے مروی ہے کہ علی بن عبداللہ بن عباس کی وفات ۱۱۸ھ میں ہوئی، ابو معشر وغیرہ نے کہا کہ اُن کی وفات ملک شام میں ۱۱۷ھ میں ہوئی۔ ۲۳۱

عباس بن عبداللہ

ابن عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم، اُن کی والدہ زرعہ بنت مشرح ابن معدی کرب بن ولیعہ تھیں، ولیعہ کندہ کے تھے، زرعہ اُن کے بھائی علی

ابن عبد اللہ بن عباس کی بھی والدہ تھیں۔

عباس بن عبید اللہ بن عباس، ابن عباس کے بیٹوں میں سب سے بڑے تھے، انہیں سے ان کی کنیت تھی، عباس بن عبید اللہ بن عباس سے بھی روایت کی گئی ہے۔

عباس بن عبید اللہ کے یہاں عبد اللہ پیدا ہوئے، ان کی والدہ مریم بنت عبّاد بن مسعود بن خالد بن مالک بن ربعی بن سلمی بن جندل بن نہشل بن دارم ابن مالک بن حنظلہ بن مالک بن زید مناۃ بن تمیم بن مُر بن اُد بن طابخہ بن الیاس ابن مُضر تھیں۔

عون بن العباس، ان کی والدہ حبیبہ بنت الزبیر رضؓ بن العوام بن خویلد بن اسد بن عبد العزّیٰ بن قصی تھیں۔

محمد بن العباس و قریبہ بنت العباس، دونوں کی والدہ جعدہ بنت الاشعث ابن قیس بن معدی کرب بن معاویہ بن جبلۃ الکندی تھیں جعدہ کا نکاح ثانی حسن رضؓ ابن علی بن ابی طالب کے بعد عباس بن عبید اللہ بن عباس سے ہوا۔

عباس بن عبید اللہ بن العباس بن عبد المطلب کی تمام اولاد ختم ہوگئی کوئی نہ رہا، آج عبد اللہ بن عباس بن عبد المطلب کی اولاد میں سوائے علی بن عبد اللہ ابن عباس کی اولاد کے اور کسی سے اولاد نہیں چلی، خلافت بھی انہیں میں ہے اور تعداد بھی انہی کی کثیر ہے۔

عبد اللہ بن عبید اللہ

ابن عباس بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف، ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

عبد اللہ بن عبید اللہ کے یہاں حسن و حسین پیدا ہوئے، ان دونوں کی والدہ اسماء بنت عبد اللہ بن عباس بن عبد المطلب بن ہاشم تھیں۔

عبد اللہ بن عبید اللہ نے عبد اللہ بن عباس سے سن کر روایت کی ہے انہوں سے

اُن کے بیٹے حسین بن عبید اللہ وغیرہ نے روایت کی ہے، وہ ثقہ تھے، اُن کی احادیث ہیں، عبید اللہ بن عبید اللہ کی بقیہ اولاد ختم ہو گئی کوئی باقی نہ رہا۔
اُن کے بھائی:

۲۴۲

عباس بن عبید اللہ

ابن عباسؓ بن عبد المطلب بن ہاشم، اُن کی والدہ ام ولد تھیں، وہ ماں کی طرف سے عبید اللہ کے بھائی نہ تھے۔

عباس بن عبید اللہ کے یہاں عباس بن العباس پیدا ہوئے جن کا کوئی بقیہ نہ تھا، اور سلیمان و داؤد اور قثم اکبر لاولد مر گئے اور قثم اصغر جو ابو جعفر کی طرف سے عامل یمامہ تھے اور ام جعفر و میمونہ جو محمد کی والدہ تھیں، اور عبیدہ بنت العباس و عالیہ و ام جعفر، یہ سب مختلف ام ولد سے تھیں۔

عباس بن عبید اللہ کی بقیہ اولاد و پس ماندگان بغداد میں تھے، عباس بن عبید اللہ سے بھی روایت کی گئی ہے۔

جعفر بن تمّام

ابن عباسؓ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی، ان کی والدہ عالیہ بنت نہیک بن قیس بن معاویہ بنی ہلال بن عامر بن صعصعہ میں سے تھیں۔

جعفر بن تمّام کے یہاں یحییٰ و احمد و علیہ پیدا ہوئیں، وہ سب ایک ام ولد سے تھے۔

ام حبیب بنت جعفر، اُن کی والدہ رعون بنت سلیمان بن النعمان بن قیس ابن معدی کرب کندہ سے تھیں۔

ام جعفر بنت جعفر، اُن کی والدہ ام عثمان بنت ابی بکر بن ابی قیس تھیں، ابو قیس، عمرو بن حُلَیبَہ بن سیار بن نزار بن مَعِیص بن عامر بن لوئی تھے۔

جعفر بن تمام بن عباس کی اولاد بھی ختم ہوگئی، ان میں سے کوئی باقی نہ رہا، جعفر ابن تمام سے بھی حدیث روایت کی گئی ہے۔

عبداللہ بن معبد

ابن عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف، ان کی والدہ ام جمیل بنت السائب بن الحارث بن حزن بن بجیر بن الہزم بن رُوَیبہ بن عبداللہ بن ہلال ابن عامر بن صعصعہ تھیں۔

عبداللہ بن معبد کے یہاں معبد وعباس اکبر وعبداللہ بن عبداللہ وام ابیہا پیدا ہوئیں، ان سب کی والدہ ام محمد بنت عبیداللہ بن العباس بن عبدالمطلب ابن ہاشم تھیں

محمد بن عبداللہ جن کا کوئی بقیہ نہ تھا، ان کی والدہ جُمرہ بنت عبداللہ بن نوفل ابن الحارث بن عبدالمطلب تھیں۔

ابراہیم بن عبداللہ وعباس اوسط اور عباس اصغر جو مکے کے والی تھے اور عبداللہ ابن عبداللہ ولُبابہ، یہ سب مختلف ام ولد سے تھے۔

عبداللہ بن معبد سے روایت کی گئی ہے، وہ ثقہ تھے۔

عبداللہ بن عبداللہ

ابن الحارث بن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب بن ہاشم، اُن کی والدہ خالدہ بنت معتب بن ابی لہب بن عبدالمطلب بن ہاشم تھیں۔

عبداللہ بن عبداللہ بن الحارث کے یہاں سلیمان وعیسیٰ پیدا ہوئے، ان دونوں کی والدہ ام ولد تھیں۔
عاتکہ، ان کی والدہ ام ولد تھیں۔
حمّادہ ایک ام ولد سے تھیں۔
زہری نے عبداللہ بن عبداللہ بن الحارث بن نوفل سے روایت کی ہے، ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

اسحاق بن عبداللہ

ابن الحارث بن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب بن ہاشم، ان کی والدہ ام عبداللہ بنت العباس بن ربیعہ بن الحارث بن عبدالمطلب تھیں۔
اسحاق بن عبداللہ بن الحارث کے یہاں عبداللہ وعبدالرحمٰن و طلّاب و یعقوب پیدا ہوئے، ان سب کی والدہ ام عبداللہ بنت عبدالرحمٰن بن العباس بن ربیعہ بن الحارث بن عبدالمطلب تھیں۔
ہند و ام عمر، دونوں کی والدہ ام ولد تھیں۔

صلت بن عبداللہ

ابن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب بن ہاشم، ان کی والدہ ام ولد تھیں۔
صلت بن عبداللہ کے یہاں یحییٰ پیدا ہوئے، ان کی والدہ ام حبیب بنت المغیرہ ابن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب تھیں۔
حمید، ان کی والدہ زینب بنت عبداللہ بن ابی احمد بن جحش ابن رئاب الاسدی تھیں۔
فاطمہ، ان کی والدہ ام ولد تھیں، صلت فقیہ و عابد تھے۔

محمد بن عبداللہ

ابن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب' اُن کی والدہ ہند تھیں کہ ام خالد بنت خالد ابن حزام بن خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی تھیں۔

محمد بن عبداللہ کے یہاں قاسم و معاویہ پیدا ہوئے، دونوں کی کوئی لقیہ اولاد نہ تھی' ان دونوں کی والدہ ضریبہ بنت الحارث بن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب تھیں۔

جعفر و قسیمہ' ان دونوں کی والدہ حمیدہ بنت ابی سفیان بن الحارث ابن عبدالمطلب تھیں۔

زہری نے محمد بن عبداللہ بن نوفل سے روایت کی ہے۔

زید بن حسنؓ ۲۳۴

ابن علیؓ بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم' اُن کی والدہ ام بشیر بنت ابی مسعود تھیں، ابو مسعود وہی عقبہ بن عمرو بن ثعلبہ بن اُسیرہ بن عسیرہ بن عطیہ ابن جدارہ بن عوف بن الحارث بن الخزرج تھے۔

زید بن حسنؓ کے یہاں محمد پیدا ہوئے جو بغیر اپنا پس ماندہ چھوڑے ہوئے وفات پا گئے' اُن کی والدہ ام ولد تھیں۔

حسن بن زید جو ابی جعفر منصور کی جانب سے والی مدینہ تھے' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

نفیسہ بنت زید جن سے ولید بن عبد الملک بن مروان نے نکاح کیا تھا' وہ اُنھیں کے نکاح میں وفات پا گئیں' اُن کی والدہ لبابہ بنت عبداللہ بن العباسؓ ابن عبدالمطلب بن ہاشم تھیں۔

عبدالرحمٰن بن ابی الموال سے مروی ہے کہ میں نے زید بن حسن کو دیکھا کہ سوار ہو کر سوق الظہر میں آتے اور وہاں ٹھیرتے، لوگ اُن کی طرف دیکھ کر اُن کے عظیم الشان اخلاق سے تعجب کرتے اور کہتے کہ ان کے جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ زید نے جابر بن عبداللہ سے روایت کی ہے۔

عبداللہ بن ابی عبیدہ سے مروی ہے کہ جس روز زید بن حسن کا انتقال ہوا میں اپنے والد کے ہمراہ سوار ہو کے گیا، اُن کی وفات مدینے سے چند میل کے فاصلے پر بطحا ئے ابن ازہر میں ہوئی، انھیں اُٹھا کر مدینے لایا گیا، جب ہم دونوں رأس الثنیہ پر آئے جو دونوں مناروں کے درمیان ہے تو اونٹ پر ایک محمل میں زید بن حسن کی میت نظر آئی، عبداللہ بن حسن بن حسنؓ اُن کے آگے پیادہ چل رہے تھے، چادر سے اپنی کمر باندھے ہوئے تھے اور پشت پر (از قسم لباس) کچھ نہ تھا، مجھ سے والد نے کہا کہ اے میرے فرزند میں اُترتا ہوں تم سواری کو تھام لو، واللہ اگر میں سوار رہا اور عبداللہ پیادہ چلتے رہے تو اُن کے نزدیک مجھے کبھی کوئی خیر نہ حاصل ہوگی، میں گدھے پر سوار ہو گیا اور والد اُتر کر پیادہ چلنے لگے یہاں تک کہ زید کو اُن کے مکان واقع بنی حُدَیلہ میں داخل کر دیا گیا، وہاں انھیں غسل دیا گیا اور تابوت پر نکال کر بقیع لایا گیا۔

حسن بن حسنؓ

ابن علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشمؓ اُن کی والدہ خولہ بنت منظور ابن زبّان بن سیار بن عمرو بن جابر بن عقیل بن ہلال بن سُمَی بن مازن بن فزارہ تھیں۔

حسن بن حسنؓ کے یہاں محمد پیدا ہوئے، اُن کی والدہ رَملہ بنت سعید ابن زید بن عمرو بن نُفَیل بن عبدالعزیٰ بن ریاح بن عبداللہ بن عبداللہ بن قُرط بن رزاح بن عدی بن کعب تھیں۔

عبداللہ بن حسن جو کوفے میں ابوجعفر منصور کے قید خانے میں وفات پا گئے، ۳۳۵

حسن بن حسن جو ابی جعفر کے قید خانے میں وفات پاگئے، ابراہیم بن حسن، ان کی وفات بھی اپنے بھائی کے ہمراہ قید خانے میں ہوئی، زینب بنت حسن جن سے ولید بن عبدالملک ابن مروان نے نکاح کیا، پھر طلاق دے دی اور ام کلثوم بنت الحسن، ان سب کی والدہ فاطمہؓ بنت حسینؓ بن علیؓ بن ابی طالب تھیں، اور فاطمہؓ کی والدہ ام اسحاق بنت طلحہ بن عبیداللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ تھیں۔

جعفر بن حسن و داؤد و فاطمہ و ام القاسم قسیمہ و ملیکہ، ان سب کی والدہ ایک ام ولد تھیں جن کو حبیبہ فارسیہ کہا جاتا اور جدیلہ کے آل ابی الیسر کی (مملوکہ) تھیں۔

ام کلثوم بنت حسن ایک ام ولد سے تھیں۔

فُضیل بن مرزوق سے مروی ہے کہ میں نے حسن بن الحسن کو ایک شخص سے کہتے سنا جو اُن لوگوں میں سے تھا کہ (ان (اہل بیت) کے بارے میں غلو کرتے تھے، (یعنی اُن کا مرتبہ حد سے زیادہ بڑھاتے تھے) کہ تم لوگوں پر افسوس ہے تم لوگ اللہ کے لیے ہم سے محبت کرو، اگر ہم اللہ کی اطاعت کریں تو تم لوگ ہم سے محبت کرو، اور اگر ہم اللہ کی نافرمانی کریں تو ہم سے بغض کرو۔

ایک شخص نے اُن سے کہا کہ آپ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل قرابت اور آپ کے اہل بیت ہیں (اس لیے ہم لوگ آپ کی مدح میں مبالغہ کرتے ہیں) انھوں نے کہا کہ تم پر افسوس ہے، اگر اللہ تعالیٰ بغیر اللہ کی اطاعت کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی قسم کی قرابت کے سبب سے کسی کو (اپنے عذاب سے) بچاتا تو وہ بالضرور اس کے سبب سے ان لوگوں کو فائدہ پہنچاتا جو باعتبار ماں اور باپ کے ہم سے زیادہ آنحضرتؐ کے قرابت دار ہیں (مثلاً حسنؓ و حسینؓ) واللہ میں تو ضرور ڈرتا ہوں کہ ہم میں سے گنہگار کو دوچند عذاب دیا جائے گا اور مجھے ضرور امید ہے کہ ہم میں سے نیکوکار کو دوچند اجر دیا جائے گا، تم لوگوں کی خرابی ہو (ہماری مدح میں مبالغہ کرنے سے) اللہ سے ڈرو، اور ہم لوگوں کے بارے میں حق کہو، کیونکہ حق ہی تمہارے مقاصد (مدح سرائی) کو بہت زیادہ پہنچانے والا ہے اور حق سے ہم بھی تم سے راضی ہوں گے۔

پھر فرمایا کہ اگر یہی دین الٰہی ہے جو تم لوگ کہتے ہو تو بیشک ہمارے بزرگوں نے ہمارے ساتھ برائی کی (کہ یہ دین اور یہ نجات کا راستہ صرف تمھیں بتایا اور ہمیں نہ بتایا) اُن بزرگوں نے نہ تو ہمیں اس دین کی اطلاع دی اور نہ ہمیں اس پر عمل کرنے کی رغبت دلائی۔

اس کے جواب میں اُن سے اُس رافضی نے کہا کہ کیا رسول علیہ السلام نے علیؓ کے لیے نہیں فرمایا "من کنت مولاہ فعلیٌ مولاہ" (جس سے میں محبت کرتا ہوں اُس سے علیؓ بھی محبت کرتے ہیں) (یا جس دین کے میں تابع ہوں اس کے علیؓ بھی تابع ہیں) تو اُنھوں نے کہا، واللہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے خلافت وسلطنت مراد لیتے تو وہ اُن لوگوں سے اُس کو اسی طرح صاف صاف بیان فرما دیتے جس طرح آنحضرتؐ نے نماز و زکوٰۃ و روزۂ رمضان و حج بیت اللہ کو صاف صاف بیان فرمایا، آپ ضرور ضرور اُن لوگوں سے فرماتے کہ اے لوگو' میرے بعد علیؓ تمھارے ولی (حاکم وخلیفہ) ہیں، کیوں کہ سب لوگوں سے زیادہ امت کے خیر خواہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔

اگر معاملہ اس طرح ہوتا جس طرح تم لوگ کہتے ہو کہ (اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد علیؓ کو خلیفہ بنایا اور) اللہ اور اُس کے رسولؐ نے اس خلافت اور نبی علیہ السلام کے بعد آپ کی قایم مقامی کے لیے علی کو منتخب کیا تو اس معاملے میں علیؓ سب لوگوں سے زیادہ خطاوار اور سب سے زیادہ مجرم تھے کیوں کہ جس امر کا انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا انھوں نے اُسے ترک کر دیا (کیوں کہ آپ کے بعد اُنھوں نے یقیناً پچیس سال تک خلافت نہیں حاصل کی) یا (اگر انھیں آپ کے ارشاد کے مطابق آپ کی قایم مقامی کا موقع نہ مل سکا تھا تو کم از کم یہی کرتے کہ) اس کے بارے میں لوگوں سے معذرت کر دیتے (کہ میں ان وجوہ سے امتثال امر پر قادر نہ ہو سکا)۔

ابو جعفر محمد

ابن علی بن حسینؓ بن علی بن ابی طالب بن عبد المطلب، ان کی والدہ ام عبداللہ بنت حسنؓ بن علیؓ بن ابی طالب تھیں۔

ابو جعفر کے یہاں جعفر بن محمد و عبداللہ بن محمد پیدا ہوئے ان دونوں کی والدہ ام فروہ بنت قاسم بن محمد بن ابوبکر الصدیق تھیں۔ ۲۳۶

ابراہیم بن محمد ان کی والدہ ام حکیم بنت اسید بن المغیرہ بن الاخنس بن شریق الثقفی تھیں۔

علی بن محمد و زینب بنت محمد، دونوں کی والدہ ایک ام ولد تھیں۔

ام سلمہ بنت محمد ان کی والدہ بھی ایک ام ولد تھیں۔

جابر سے مروی ہے کہ مجھ سے محمد بن علی نے کہا کہ اے جابر باہم مخاصمت نہ کرو، کیوں کہ خصومت قرآن کی تکذیب کرتی ہے۔

ابی جعفر سے مروی ہے کہ اہل خصومات کے ساتھ نہ بیٹھو کیوں کہ یہ وہی لوگ ہیں جو اللہ کی آیات میں گھستے ہیں۔

جابر سے مروی ہے کہ میں نے محمد بن علی سے کہا کہ کیا آپ اہل بیت میں سے کوئی شخص کسی (غیر مشرکانہ) گناہ کو شرک خیال کرتا تھا؟ انھوں نے کہا کہ نہیں، میں نے کہا کہ کیا آپ اہل بیت میں سے کوئی شخص (دنیا میں علیؑ کی) رجعت (واپسی) کا قائل تھا؟ انھوں نے کہا کہ نہیں، میں نے کہا کہ کیا آپ اہل بیت میں سے کوئی شخص ابوبکرؓ و عمرؓ کو گالی دیتا تھا؟ انھوں نے کہا کہ نہیں، بلکہ ہر ایک نے ان دونوں سے محبت کی، اور ان دونوں سے دوستی کی اور ان دونوں کے لیے دعائے مغفرت کی۔

ابی الضحاک سے مروی ہے کہ ابو جعفر نے کہا کہ اے اللہ میں مغیرہ بن سعید و بیان سے تیرے آگے اپنی براءت ظاہر کرتا ہوں۔

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ وہ اپنی والدہ کے سر میں جوئیں دیکھا کرتے تھے۔

یوسف بن المہاجر الحداد سے مروی ہے کہ میں نے ابو جعفر کو ایک خچر پر سوار دیکھا، ان کے ہمراہ ایک غلام تھا جو ان کے دونوں جانب پیادہ چل رہا تھا۔

معاویہ بن عبدالکریم سے مروی ہے کہ میں نے محمد بن علی کے بدن پر خز کا جبہ اور خز کی دستار دیکھی۔

ابی جعفر سے مروی ہے کہ ہم آل محمدؐ خز اور کسم اور گیرو کا رنگا ہوا اور یمنی چادر استعمال کرتے ہیں۔

محمد بن علی سے مروی ہے کہ ہم آل محمدؐ یمنی چادریں اور حمزہ اور زعفران اور کسم کے رنگے ہوئے کپڑے استعمال کرتے ہیں۔

اسماعیل بن عبد الملک سے مروی ہے کہ میں نے ابی جعفر کے جسم پر ریشمی گوٹ کی چادر دیکھی، اعتراض کیا تو انھوں نے کہا کہ چادر میں دو انگل کی ریشمی گوٹ میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۲۳۷ موہب سے مروی ہے کہ میں نے ابی جعفر کے سر پر سرخ شالی رومال دیکھا۔

عبد الاعلیٰ سے مروی ہے کہ انھوں نے محمد بن علی کو دیکھا کہ اپنا عمامہ پیچھے لٹکاتے تھے۔

جابر سے مروی ہے کہ میں نے محمد بن علی کے سر پر ایک عمامہ دیکھا جس میں (ریشمی) گوٹ تھی، ایک چادر تھی جسے وہ استعمال کرتے تھے، اس میں بھی (ریشمی) گوٹ تھی۔

محمد بن اسحاق سے مروی ہے کہ میں نے ابوجعفر کو دیکھا کہ ایک چادر میں نماز پڑھتے تھے جسے وہ اپنے پیچھے باندھ لیتے تھے۔

حکیم بن حکیم بن عباد بن حُنیف سے مروی ہے کہ میں نے ابوجعفر کو مسجد میں تہ کیے ہوئے طیلسان سے (جو ایک قسم کا ایرانی جبہ ہے) تکیہ لگائے ہوئے دیکھا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ہمارے نزدیک اُن اشراف و اہل مروت کا یہی فعل رہا جو مسجد میں رہتے تھے کہ وہ لوگ تہ کیے ہوئے طیلسانوں پر تکیہ لگاتے اور یہ اُس طیلسان و چادر کے علاوہ ہوتا جو اُن کے بدن پر تھا۔

عبد الاعلیٰ سے مروی ہے کہ میں نے محمد بن علی سے وسمہ یعنی سیاہ خضاب کو دریافت کیا تو انھوں نے کہا کہ ہم اہل بیت کا وہی خضاب ہے۔

ثُویر سے مروی ہے کہ ابوجعفر نے کہا کہ اے ابوالجہم تم کس چیز کا خضاب لگاتے ہو، میں نے کہا کہ مہندی اور نیل کا، انھوں نے کہا کہ یہی ہم اہل بیت کا خضاب ہے۔

عروہ بن عبد اللہ بن قشیر الجُعفی سے مروی ہے کہ مجھ سے ابوجعفر نے کہا کہ میں وسمے کا خضاب لگاتا ہوں۔

ہارون بن عبد اللہ بن الولید المُعیصی سے مروی ہے کہ میں نے محمد بن علی کی ناک اور پیشانی پر سجدے کا نشان دیکھا جو بہت نہ تھا۔

ابوجعفر سے مروی ہے کہ تم لوگ ہنسی یا بہت ہنسی سے پرہیز کرو کیوں کہ یہ علم کو ضایع کردیتی ہے۔

محمد بن علی سے مروی ہے کہ میری انگوٹھی میں میرا نام (کندہ) ہے، جب میں جماع کرتا ہوں تو اسے اپنے منھ میں کر لیتا ہوں۔

سعید بن مسلم بن بانک ابومصعب سے مروی ہے کہ انھوں نے محمد بن علی بن حسینؓ کے بدن پر ایک چادر دیکھی، انھوں نے کہا کہ مجھ سے سالم مولائے عبداللہ ابن علی بن حسینؓ نے یہ دعوی کیا کہ محمد نے وصیت کی تھی کہ انھیں اسی (چادر) میں کفن دیا جائے۔

محمد بن علی سے مروی ہے کہ انھوں نے یہ وصیت کی کہ انھیں اُسی کرتے میں کفن دیا جائے جس میں وہ نماز پڑھتے تھے۔

۲۳۸ عروہ بن عبداللہ بن قشیر سے مروی ہے کہ میں نے جعفر سے پوچھا کہ آپ کو کاہے میں کفن دیا جائے، انھوں نے وصیت کی کہ اُن کے کرتے میں، اور میں اُس کی گھنڈیاں کاٹ دوں، اور اُن کی اُس چادر میں جو وہ اوڑھا کرتے تھے، اور میں ایک یمنی چادر خریدوں کیوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا جن میں ایک یمنی چادر بھی تھی۔

سعید بن مسلم بن بانک سے مروی ہے کہ میں نے محمد بن علی بن حسینؓ کی نعش پر چیرہ کی چادر دیکھی (یعنی اُن پر دھاریاں تھیں)

جعفر بن محمد سے مروی ہے کہ میں نے محمد بن علی سے سنا جو فاطمہ بنت حسینؓ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے کا کچھ تذکرہ کر رہے تھے کہ یہ اٹھاون سال میرے پورے کر دیے جائیں گے، اُسی وقت (یعنی اٹھاون سال کے ختم پر) اُن کی وفات ہوئی۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ہماری روایت میں ہے کہ اُن کی وفات ۱۱۷ھ میں ہوئی کہ وہ تہتر سال کے تھے، اوروں نے کہا کہ اُن کی وفات ۱۱۸ھ میں ہوئی، ابونعیم الفضل بن دکین نے کہا کہ اُن کی وفات ۱۱۴ھ میں مدینے میں ہوئی، وہ ثقہ و کثیر العلم والحدیث تھے، اُن سے کوئی ایسا شخص روایت نہیں کرتا جس کی حدیث سے استدلال کیا جائے۔

عبداللہ بن علی

ابن حسینؓ بن علیؓ بن ابی طالب بن عبدالمطلب، ان کی والدہ ام عبداللہ بنت الحسن ابن علیؓ بن ابی طالب تھیں، وہی ابوجعفر کی بھی والدہ تھیں۔

عبداللہ بن علی بن حسینؓ کے یہاں محمد پیدا ہوئے جن کے سیاہ و سفید داغ تھے، وہ کبوتر (کبڑے) تھے، اسحاق جو بھورے (ابیض) تھے، ام کلثوم جو بہری تھیں اور ام علی جن کا نام عُلَیّہ تھا، سب ایک ام ولد سے تھے۔

قاسم و عالیہ ایک ام ولد سے تھیں۔

عمر بن علی

ابن حسینؓ بن علیؓ بن ابی طالب بن عبدالمطلب، ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

عمر بن علی کے یہاں علی و ابراہیم و خدیجہ پیدا ہوئیں، ان سب کی والدہ ام ولد تھیں۔

جعفر جن کے چہرے پر دانے تھے، ان کی والدہ ام اسحاق بنت محمد ابن عبداللہ بن الحارث بن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب تھیں۔

محمد بن عمر و موسیٰ جو پستہ قد اور موٹے تھے اور خدیجہ و حبیبہ و محیّہ و عبدہ، ان سب کی والدہ ام موسیٰ بنت عمر بن علیؓ بن ابی طالب تھیں۔

نضیل بن مرزوق سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن علی و حسین بن علی سے جو جعفر کے چچا تھے، دریافت کیا کہ کیا آپ اہل بیت میں کوئی شخص ایسا ہے جس کی اطاعت فرض کی گئی ہو جس کے لیے آپ لوگ یہ پہچانتے ہوں (یعنی آپ کو وہ شخص معلوم ۲۳۹
ہے جس کی اطاعت فرض کی گئی ہو) اور جس شخص نے اس (مفترض الطاعۃ) کے لیے یہ

وصف نہیں پہچانا اور مر گیا تو وہ جاہلیت (و کفر) کی موت مرا، ان دونوں (عمر بن علی و حسین بن علی) نے کہا کہ نہیں، واللہ یہ (مفترض الطاعۃ) ہم میں نہیں ہے، جس شخص نے ہم لوگوں کے بارے میں یہ کہا تو وہ کذاب (بڑا جھوٹا) ہے۔

فضیل بن مرزوق نے کہا کہ پھر میں نے عمر بن علی سے کہا کہ اللہ آپ پر رحمت کرے کیا آپ لوگوں کے کان میں یہ مرتبہ علیؓ کے لیے تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں وصیت کی تھی، پھر حسنؓ کے لیے تھا کہ انھیں علی نے وصیت کی تھی، پھر یہ (مرتبہ) حسین کے لیے تھا کہ انھیں حسنؓ نے وصیت کی تھی، پھر علی بن حسین (زین العابدین) کے لیے تھا کہ انھیں حسینؓ نے وصیت کی تھی، پھر محمد بن علی کے لیے تھا کہ انھیں علی (زین العابدین) نے وصیت کی تھی، انھوں نے کہا کہ واللہ میرے والد کا انتقال ہو گیا مگر انھوں نے دو حرف کی بھی وصیت نہیں کی، خدا ان (بہتان باندھنے) والوں کو غارت کرے، واللہ یہ صرف ہم لوگوں کے ذریعے سے پیٹ بھرنے والے لوگ ہیں۔

راوی نے کہا کہ یہ خنیس خبیث ہے (جس نے آپ لوگوں پر یہ بہتان باندھا ہے انھوں نے کہا کہ) خنیس خبیث کون؟ (راوی نے کہا کہ) معلّٰی بن خنیس، انھوں نے کہا، ہاں، معلّٰی بن خنیس، واللہ میں اپنے بستر پر بڑی دیر تک سوچتا رہا، جس وقت ان لوگوں کو معلّٰی بن خنیس نے گمراہ کر دیا تو میں اس قوم سے تعجب کرتا تھا جس کی عقلوں کو اللہ نے تاریک کر دیا۔

زید بن علی

ابن حسینؓ بن علیؓ بن ابی طالب بن عبد المطلب، ان کی والدہ ام ولد تھیں۔
زید بن علی کے یہاں یحییٰ بن زید پیدا ہوئے جو خراسان میں مقتول ہوئے، سلم ابن احوز نے قتل کیا، انھیں اس کے پاس نصر بن سیار نے بھیجا تھا، ان کی والدہ ریطہ بنت ابی ہاشم عبد اللہ بن محمد بن علیؓ بن ابی طالب تھیں۔
عیسیٰ بن زید و حسین بن زید نابینا و محمد بن زید، یہ سب ایک ام ولد سے تھے۔

عبد اللہ بن جعفر سے مروی ہے کہ مجھے سالم حاجب و مولائے ہشام نے خبر دی کہ زید بن علی ہشام کے پاس سے اس طرح نکلے کہ اپنی مونچھ ہاتھ میں لیے ہوئے بٹ رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ جب کبھی کسی نے زندگی کو دوست رکھا تو وہ ذلیل ہوا، پھر وہ چلے گئے، اُن کا رخ کوفے کی طرف تھا۔

کوفے میں انھوں نے اور ہشام بن عبد الملک کے عامل عراق یوسف ابن عمر الثقفی نے بغاوت کی، زید بن علی کی جانب اُن لوگوں کو روانہ کیا گیا جو اُن سے جنگ کریں، انھوں نے جنگ کی، وہ لوگ زید سے جدا ہو گئے جنھوں نے ان کی ہمراہی میں بغاوت کی تھی، زید قتل کر کے لٹکا دیے گئے۔

سالم نے کہا کہ اس کے بعد میں نے ہشام کو اُس قول کی خبر دی جو زید نے اُس روز کہا تھا جس روز وہ ہشام کے پاس سے نکلے تھے، انھوں نے کہا کہ تیری ماں تجھ پر روئے، آج سے پہلے مجھے اس کے متعلق کیوں نہ خبر دی، جو چیز زید کو راضی کر سکتی تھی وہ صرف پانچ لاکھ درم تھے، یہ ہم پر اُس سے بہت زیادہ آسان تھے جس کی طرف کہ زید گئے۔

۲۴۰ سُحَیل بن محمد سے مروی ہے کہ میں نے خلفاء میں سے کسی کو نہیں دیکھا کہ اُس کے نزدیک خون بہانا ہشام بن عبد الملک سے زیادہ ناپسند اور زیادہ باعث تکلیف ہوتا، زید بن علی و یحییٰ بن زید کے قتل سے انھیں سخت رنج ہوا، انھوں نے کہا کہ مجھے یہ پسند تھا کہ میں ان دونوں کی پیروی کر لیتا۔

عبد الرحمٰن بن ابی الزناد اپنے والد سے روایت کرتے تھے کہ خلفا میں کوئی ایسا نہ تھا جسے ہشام بن عبد الملک سے زیادہ خون ناگوار ہو، انھیں زید بن علی کی بغاوت بہت گراں معلوم ہوئی تاوقتیکہ اُن کا سر نہ لایا گیا اور لاش کوفے میں نہ لٹکا دی گئی کچھ نہ ہو سکا، اس کا انتظام یوسف بن عمر نے ہشام بن عبد الملک کی خلافت میں کیا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ جب اولاد عباس غالب ہوئی تو عبد اللہ بن علی بن عبد اللہ ابن عباس نے ہشام بن عبد الملک کا قصد کیا، لاش قبر سے نکال کے لٹکا دی اور کہا کہ یہ اس کا بدلہ ہے جو انھوں نے زید بن علی کے ساتھ کیا تھا زید بن علی رحمہ اللہ

۲ صفر ۱۲۲ھ یوم دو شنبہ کو قتل کیے گئے، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ۱۲۱ھ میں قتل ہوئے، قتل کے روز اُن کی عمر بیالیس سال کی تھی، زید بن علی نے اپنے والد سے حدیث سنی اور زید سے عبدالرحمٰن بن الحارث بن عبداللہ بن عیاش بن ابی ربیعہ نے روایت کی اُن سے بسام الصیرفی وعبدالرحمٰن بن ابی الزناد وغیرہما نے روایت کی ہے۔

حسین الاصغر

ابن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب، اُن کی والدہ ام ولد تھیں۔
حسین بن علی کے یہاں عبداللہ وعبیداللہ الاعرج (لنگڑے) وعلی وہشیمہ پیدا ہوئیں، اُن سب کی والدہ ام خالد بنت حمزہ بن مصعب بن زبیرؓ بن العوام تھیں۔
محمد بن حسین ایک ام ولد سے تھے۔
حسن الاحول (بھینگے) بن حسین وجاریہ، ان دونوں کی والدہ ایک ام ولد تھیں۔
اُمینہ بنت حسین، اُن کی والدہ انصار بنی حارثہ کی ایک خاتون تھیں۔
ابراہیم وفاطمہ، ایک ام ولد سے تھیں۔
حسین بن علی بن حسینؓ اپنے والد کے سب سے چھوٹے بیٹے تھے اور اُس وقت تک زندہ رہے کہ اُنھیں محمد بن عمر نے پایا اور اُن سے روایت کی، ہم نے اُنھیں اُن کے بھائیوں کے طبقے میں شامل کر دیا حالاں کہ نہ عمر میں ان لوگوں کے مماثل تھے نہ ویسے اہل علم سے اُن کو روایت علم کا موقع ملا تھا۔

عبداللہ بن محمد

ابن الحنفیہ بن علیؓ بن ابی طالب، کنیت ابوہاشم تھی، ان کی والدہ ام ولد تھیں۔
۲۴ عبداللہ بن محمد کے یہاں ہاشم پیدا ہوئے جن سے اُن کی کنیت تھی، اور محمد اصغر

ان دونوں کا کوئی بقیہ نہ تھا' ان کی والدہ بنت خالد بن علقمہ بن الحویرث بن عبداللہ ابن ابی اللحم بن مالک بن عبداللہ بن غفار بن مُلیل بن ضمرہ بن بکر بن عبد مناۃ ابن کنانہ تھیں۔

محمد اکبر بن عبداللہ و لبابہ بنت عبداللہ' ان دونوں کی والدہ فاطمہ بنت محمد ابن عبیداللہ بن العباس بن عبدالمطلب تھیں۔

علی بن عبداللہ اور ایک اور شخص جن کا نام ہم سے نہیں بتایا گیا' ان دونوں کی والدہ ام عثمان بنت ابی حُدیر تھیں' ابوحُدیر عیاش بن عبدہ بن مغیث بن الجد ابن العجلان بلی قضاعہ سے تھے۔

طالب و عون و عبیداللہ مختلف ام ولد سے تھے۔

ربطہ جو یحییٰ بن زید بن علی کی والدہ تھیں کہ خراسان میں قتل کیے گئے' ربطہ کی والدہ بھی ربطہ تھیں جو ام الحارث بنت الحارث بن الحارث بن نوفل بن الحارث ابن عبدالمطلب تھیں۔

ام سلمہ' ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

ابوہاشم (عبداللہ بن محمد) صاحب علم و روایت تھے' ثقہ و قلیل الحدیث تھے' شیعہ ان سے ملتے اور محبت کرتے' بنی ہاشم کے ساتھ شام میں تھے کہ وفات کا وقت آ گیا' انھوں نے محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب کو وصیت کی کہ تم اس حکومت کے مالک ہو اور وہ تمہاری ہی اولاد میں ہو گی' انھوں نے شیعہ کو ان کے پاس بھیج دیا اور اپنی کتابیں اور روایتیں انہیں دے دیں' وفات جمیمہ ابن سلیمان بن عبدالملک بن مروان کی خلافت میں ہوئی۔

حسن بن محمد

ابن الحنفیہ بن علی بن ابی طالب' ان کی والدہ جمال بنت قیس بن مخرمہ ابن المطلب بن عبد مناف بن قصی تھیں۔

حسن کی کنیت ابو محمد تھی، بنی ہاشم کے ظریفوں اور عقلمندوں میں سے تھے، فضیلت و صورت میں اپنے بھائی ابو ہاشم پر مقدم تھے، وہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے عقیدۂ ارجاء میں گفتگو کی۔

زاذان و میسرہ سے مروی ہے کہ ہم حسن بن محمد بن علیؓ کے پاس گئے اور اس کتاب پر ملامت کی جو انھوں نے مسئلۂ ارجاء میں تالیف کی تھی، انھوں نے زاذان سے کہا کہ اے ابو عمر مجھے یہ پسند تھا کہ اُسے نہ لکھتا اور مر جاتا۔

ابو العُریان اُنیس سے مروی ہے کہ میں نے حسن بن محمد کے بدن پر باریک کرتا اور باریک عمامہ دیکھا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ حسن بن محمد کی وفات عمر بن عبد العزیز کی خلافت میں ہوئی، اُن کا کوئی پس ماندہ نہ تھا۔

محمد بن عمر

۲۴۴

ابن علیؓ بن ابی طالب بن عبد المطلب، اُن کی والدہ اسماء بنت عقیل ابن ابی طالب بن عبد المطلب تھیں۔

محمد بن عمر کے یہاں عمرو عبد اللہ و عبید اللہ پیدا ہوئے، ان میں سے ہر ایک سے حدیث روایت کی گئی ہے، ان سب کی والدہ خدیجہ بنت علی بن حسینؓ بن علی ابن ابی طالب تھیں،

جعفر بن محمد، اُن کی والدہ ام ہاشم بنت جعفر بن جعفر بن جعدہ بن ہُبیرہ بن ابی وہب ابن عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم تھیں۔

معاویہ بن عبد اللہ

ابن جعفر بن ابی طالب بن عبد المطلب، اُن کی والدہ ام ولد تھیں۔

پھر معاویہ بن عبداللہ پیدا ہوئے جو مروان بن محمد کے آخر زمانے میں کوفے چلے گئے تھے، اور جعفر بن معاویہ جن کا کوئی بقیہ نہ تھا، اور محمد، ان سب کی والدہ ام عون بنت عون ابن العباس بن ربیعہ بن الحارث بن عبدالمطلب تھیں۔

سلیمان بن معاویہ ایک ام ولد سے تھے۔

حسن و یزید و صالح و حمادہ و اُبیّہ، ان سب کی والدہ فاطمہ بنت حسن بن حسن ابن علیؓ بن ابی طالب تھیں۔

علی بن معاویہ جن کو عامر بن ضبارہ نے قتل کر دیا، ان کی والدہ ایک ام ولد تھیں۔

یزید بن عبداللہ بن الہاد نے معاویہ بن عبداللہ بن جعفر سے روایت کی ہے۔

اسماعیل بن عبداللہ

ابن جعفر بن ابی طالب، ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

اسماعیل بن عبداللہ کے یہاں عبداللہ و ابوبکر و محمد پیدا ہوئے، ان سب کی والدہ ایک ام ولد تھیں۔

ام کلثوم و جعفر ایک ام ولد سے۔

زید ایک ام ولد سے تھے۔

اسماعیل نے اپنے والد سے روایت کی ہے اور ان سے عبداللہ بن مصعب ابن ثابت نے روایت کی۔

عمر بن عبدالعزیز

ابن مروان بن الحکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس، ان کی والدہ ام عاصم

بنت عاصم بن عمرؓ بن الخطاب بن نفیل بنی عدی بن کعب میں سے تھیں، عمر کی کنیت ابوحفص تھی۔

عمر بن عبدالعزیز کے یہاں عبداللہ و بکر و ام عمار پیدا ہوئیں، ان تینوں کی
۲۴۳ والدہ لبیس بنت علی بن الحارث بن عبداللہ بن الحصین ذی الغصۃ بن یزید بن شداد ابن قنان الحارثی تھیں۔

ابراہیم بن عمرؒ ان کی والدہ ام عثمان بنت شعیب بن زبان بن الاصبغ بن عمرو ابن ثعلبہ بن الحارث بن حصن بن ضمضم بن عدی بن جناب تھیں۔

اسحاق بن عمر و یعقوب و موسیٰ جو لاولد مر گئے، ان سب کی والدہ فاطمہ بنت عبدالملک بن مروان تھیں۔

عبدالملک بن عمر و ولید و عاصم و یزید و عبداللہ و عبدالعزیز و زبان و آمنہ و ام عبداللہ، ان سب کی والدہ ایک ام ولد تھیں۔

لوگوں نے کہا کہ عمر کی ولادت ۶۳ھ میں ہوئی جس سال کہ میمونہ زوجۂ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی۔

نافع سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا، کاش اپنی اولاد میں سے مجھے وہ شاندار شخص معلوم ہوتا جو زمین کو اسی طرح عدل سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم سے بھری ہو گی۔

خصیف سے مروی ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک صاحب بیٹھے ہوئے ہیں جن کے داہنی جانب ایک شخص ہیں اور بائیں جانب بھی ایک شخص ہیں، اتنے میں عمر بن عبدالعزیز آئے اور چاہا کہ ان صاحب اور ان کے داہنی طرف والے ساتھی کے درمیان بیٹھیں مگر وہ ساتھی اپنے صاحب سے مل گئے (جس سے بیٹھنے کی جگہ جاتی رہی) عمر گھوم گئے اور چاہا کہ ان صاحب اور ان کے بائیں جانب والے ساتھی کے درمیان بیٹھیں مگر وہ بھی اپنے صاحب سے مل گئے، پھر انھیں درمیانی صاحب نے کھینچ کر اپنے آغوش میں بٹھا لیا (خواب دیکھنے والے نے) پوچھا کہ یہ کون صاحب ہیں، لوگوں نے کہا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہ ابوبکرؓ ہیں اور یہ عمرؓ۔

نافع نے ابن عمرؓ سے روایت کی کہ میں اکثر ابن عمرؓ کو کہتے سنا کرتا تھا کہ اولاد عمر میں

وہ کون شخص ہے جس کے چہرے پر علامت ہے اور جو زمین کو عدل سے بھر دے گا۔

عبداللہ بن دینار سے مروی ہے کہ ابن عمرؓ نے فرمایا کہ ہم لوگ بیان کیا کرتے تھے کہ یہ حکومت ختم نہ ہوگی تاوقتیکہ اولاد عمرؓ میں سے اس امت کا والی ایک ایسا شخص نہ ہو جو عمرؓ کے نقش قدم پر چلے اور چہرے پر ایک مسّا ہو۔

راوی نے کہا کہ ہم لوگ کہا کرتے تھے کہ وہ بلال بن عبداللہ بن عمرؓ ہیں، ان کے چہرے پر مسّا بھی تھا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ عمر بن عبدالعزیز کو لایا، ان کی والدہ ام عاصم بنت عاصم بن عمرؓ بن الخطاب تھیں۔

یزید (راوی حدیث ہذا) نے کہا کہ عمر بن عبدالعزیز کو ان کے والد کے ایک گھوڑے نے مار کر سر زخمی کر دیا، ان کے والد خون پونچھنے لگے اور کہنے لگے کہ تم سعید ہوتے اگر تمہارا سر بنی امیہ کا زخمی کیا ہوا ہوتا۔

۲۴۴ ابن شوذب سے مروی ہے کہ جب عبدالعزیز بن مروان نے والدۂ عمر ابن عبدالعزیز سے نکاح کرنے کا ارادہ کیا تو اپنے منتظم سے کہا کہ میرے لیے پاک مال میں سے چار سو دینار جمع کرو، میں ایک ایسے خاندان میں نکاح کرنا چاہتا ہوں جن میں صلاحیت و تقویٰ ہے، انھوں نے عمر بن عبدالعزیز کی والدہ سے نکاح کیا۔

عبدالرحمٰن بن ابی زناد نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن عبدالعزیز ربیع الاول ۸۶ھ میں پچیس سال کی عمر میں والی مدینہ ہوئے، ولید بن عبدالملک جب خلیفہ بنائے گئے تو انھوں نے عمر کو یہ ولایت سپرد کی، عمر نے مدینے کے محکمۂ قضا پر ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم کو مقرر کیا۔

حفص بن عمر بن ابی طلحۃ الانصاری سے مروی ہے کہ ولید بن عبدالملک کی خلافت اور عمر بن عبدالعزیز کے مدینۂ منورہ کی ولایت کے زمانے میں جب عمر نے مدینے سے حج کا قصد کیا تو ان کے پاس انسؓ بن مالک آئے، وہ اس زمانے میں مدینے ہی میں تھے اور کہا کہ اے ابوحمزہ کیا میں تمہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبات سے آگاہ نہ کروں، پھر کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئے ہیں یوم الترویہ (۸/ ذی الحجہ) سے ایک دن پہلے اور عرفات میں یوم عرفہ (۹/ ذی الحجہ) کو اور منیٰ میں یوم النحر (۱۰/ ذی الحجہ) کے دوسرے دن اور یوم النفر (۱۲/ ذی الحجہ) کے

دوسرے دن خطبہ ارشاد فرمایا۔

انسؓ بن مالک سے مروی ہے کہ میں نے کسی کے پیچھے ایسی نماز نہیں پڑھی جو اس نوجوان یعنی عمر بن عبد العزیز سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے مشابہ ہو۔

ضحاک نے کہا کہ میں عمر بن عبد العزیز کے پیچھے نماز پڑھتا تھا، وہ ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں طول دیتے اور آخری رکعتوں میں تخفیف کرتے تھے، عصر کی قرأت کو مختصر کرتے، مغرب میں قصار المفصل (یعنی سورۂ زلزال سے سورۂ ناس تک) پڑھتے، عشا میں وساط المفصل (یعنی سورۂ طارق سے سورۂ بینہ تک) پڑھتے اور فجر میں طوال المفصل (یعنی سورہ حجرات تا سورۂ بروج) پڑھتے

محمد بن عمر نے کہا کہ میں نے ضحاک کو یہ حدیث شریک بن نمر سے بیان کرتے سنا، شریک نے اس میں شک نہیں کیا۔

ضحاک سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبد العزیز کو دیکھا کہ دوران وعظ کلام انھیں موضوع سے باہر لے گیا، وہ منبر ہی پر تھے کہ موضوع کی طرف رجوع کیا اور کہا استغفر اللہ، استغفر اللہ (میں اللہ سے مغفرت چاہتا ہوں)

عبد الحکیم بن عبد اللہ بن ابی فروہ سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبد العزیز کو دیکھا کہ عید گاہ پیادہ جاتے تھے۔

علی بن بذیمہ سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبد العزیز کو مدینے میں دیکھا کہ سب سے اچھا لباس پہنتے، سب سے زیادہ خوشبو لگاتے اور سب سے آہستہ چلتے، بعد کو میں نے انھیں دیکھا کہ وہ راہبوں کی طرح تیز چلتے تھے، لہذا جو شخص تم سے یہ کہے کہ رفتار بھی امر فطری ہے (کہ اس کی تیزی یا سستی میں کمی بیشی نہیں ہو سکتی) تو عمر کے اس عمل کے بعد تم اس کی تصدیق نہ کرنا۔

ص۳۴۲ اسامہ بن زید سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز نے قاضی ابوبکر بن محمد ابن عمرو بن حزم سے کہا کہ میں ایسا کوئی امر نہیں پاتا جو میرے نزدیک اس حق سے زیادہ خوش مزہ ہو کہ خواہش کے موافق نکلے۔

یحییٰ سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز دوشنبے اور پنجشنبے کو روزہ رکھا کرتے تھے۔

عبد الجبار بن ابی معن سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن المسیب سے اس وقت سنا جب ان سے ایک شخص نے سوال کیا کہ اے ابو محمد مہدی کون ہے تو سعید نے کہا کہ کیا تم مروان کے مکان میں گئے ہو؟ اس نے کہا نہیں، انھوں نے کہا کہ مروان کے مکان میں جاؤ تم مہدی کو دیکھ لو گے۔

عمر بن عبد العزیز نے دربار میں آنے کی لوگوں کو اجازت دی، وہ شخص بھی گیا، مروان کے مکان میں داخل ہوا تو امیر کو اس حالت میں دیکھا کہ لوگ ان کے پاس جمع تھے۔

وہ شخص سعید بن المسیب کے پاس واپس آیا اور کہا کہ اے ابو محمد میں مروان کے مکان میں گیا مگر کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا کہ اسے مہدی کہتا، سعید ابن المسیب نے کہا، اور میں (سعید کا قول) سن رہا تھا، کہ کیا تم نے زخمی سر والے عمر بن عبد العزیز کو تخت پر بیٹھے ہوئے دیکھا، اس نے کہا، جی ہاں، انھوں نے کہا کہ بس وہی مہدی ہیں۔

محمد بن علی سے مروی ہے کہ نبی ہم میں تھے اور مہدی بنی عبد شمس میں ہوں گے، میں سوائے عمر بن عبد العزیز کے اور کسی کو مہدی نہیں سمجھتا، یہ قول عمر ابن عبد العزیز کی خلافت میں کہا گیا تھا۔

مولائے ہندبنت اسمار سے مروی ہے کہ میں نے محمد بن علی سے کہا لوگوں کا گمان ہے کہ مہدی آپ لوگوں میں ہیں، انھوں نے کہا کہ یہ ایسا ہی غیر معتبر ہے جیسا کہ ہے، البتہ وہ بنی عبد شمس میں ہیں، راوی نے کہا کہ گویا انھوں نے عمر ابن عبد العزیز کو مراد لیا۔

فاطمہ بنت علیؓ بن ابی طالب نے عمر بن عبد العزیز کا ذکر کیا اور بہت بہت رحمت کی دعا دی، کہا کہ میں اس زمانے میں ان کے پاس گئی جب وہ امیر مدینہ تھے، انھوں نے ہر خواجہ سرا اور دربان کو نکال دیا، گھر میں سوائے میرے اور ان کے کوئی باقی نہ رہا، پھر انھوں نے کہا کہ اے دختر علیؓ واللہ مجھے روئے زمین پر کوئی خاندان آپ لوگوں سے زیادہ محبوب نہیں اور آپ لوگ تو مجھے اپنے متعلقین سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔

عبد الرحمن بن ابی الزناد نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب عمر بن عبد العزیز والی مدینہ ہو کر وہاں آئے تو دربان نے ملاقاتیوں کے نام لکھے، وہ لوگ اندر گئے اور عمر بن عبد العزیز کو سلام کیا، نماز ظہر پڑھ لی تو ان دس فقہائے مدینہ کو بلایا، عروۃ بن الزبیرؒ ۳۴۳
وعبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ وابوبکر بن عبد الرحمن بن الحارثؒ وابوبکر بن سلیمان ابن ابی حثمہ وسلیمان بن یسار وقاسم بن محمد وسالم بن عبد اللہ وعبد اللہ بن عبد اللہ ابن عمرؓ وعبید اللہ بن عامر بن ربیعہ وخارجہ بن زید بن ثابت۔

عمر نے اللہ کے شایان شان حمد و ثنا کی اور کہا کہ میں نے آپ لوگوں کو ایک ایسے امر کے لیے بلایا ہے جس پر آپ لوگوں کو ثواب ملے گا اور آپ لوگ حق پر میرے مددگار رہوں، میں یہ چاہتا ہوں کہ بغیر آپ کی رائے کے یا بغیر اُن کی رائے کے جو آپ لوگوں میں سے موجود ہوں کسی امر کا فیصلہ نہ کروں، اگر آپ کسی سرکاری ملازم کو ظلم کرتے دیکھیں یا آپ کو میرے کسی عامل کے ناحق کچھ لینے کی خبر معلوم ہو تو میں ہر اُس شخص کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں جسے یہ معلوم ہو کہ وہ مجھے ضرور خبر دے۔ ان لوگوں نے اُنھیں جزائے خیر کی دعا دی اور چلے گئے۔

حجاج الصواف (کمبل بیچنے والے) سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز جب والی مدینہ تھے تو انھوں نے مجھے اپنے لیے کپڑے خریدنے کا حکم دیا، میں نے اُن کے لیے کپڑے خریدے، اُن میں سے ایک کپڑا چار سو درہم کا تھا، انھوں نے اُس کا کرتا بنوایا، ہاتھ سے چھوا تو کہا کہ یہ کس قدر سخت اور موٹا ہے پھر جب وہ خلیفہ تھے تو اپنے لیے ایک کپڑا خریدنے کا حکم دیا، لوگوں نے اُسے چودہ درہم میں خریدا، انھوں نے اُسے ہاتھ سے چھوا تو کہا کہ سبحان اللہ یہ کیسا نرم اور کس قدر باریک ہے۔

محمد بن خالد سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز قریش میں سب سے زیادہ معطر رہنے والے اور سب سے زیادہ خوش لباس تھے، جب وہ خلیفہ ہوئے تو سب سے زیادہ معمولی لباس اور سب سے زیادہ موٹی غذا پر زندگی بسر کرنے لگے جتنے وہ عادی تھے سب ترک کر دیے۔

ابراہیم بن محمد بن عمار بن سعد القرظ نے اپنے والد سے روایت کی کہ ہم لوگ عمر بن عبد العزیز کو اُن کے مکان میں نماز کی اطلاع دیتے تھے، کہتے تھے کہ السلام علیک

ایہا الامیر و رحمۃ اللہ وبرکاتہ حی علی الصلاۃ حی علی الفلاح الصلاۃ رحمک اللہ" (اے امیر السلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ نماز کے لیے آئیے، فلاح وکامیابی کے لیے آئیے، اللہ آپ پر رحمت کرے، نماز کا وقت آگیا ہے)۔ حالاں کہ لوگوں میں فقہا بھی تھے جو اس کو ناپسند نہیں کرتے تھے۔

ابراہیم بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن عبد العزیز جب والی مدینہ تھے تو کہا کہ ظہر یا عشا کے لیے اذان کہو تو دو رکعت نماز پڑھو پھر اتنی دیر بیٹھو کہ یہ یقین ہو جائے کہ تمھاری اذان مدینے کے دور دراز حصے کے آدمی نے سن لی اور اس نے قضائے حاجت کے بعد وضو کیا، کپڑے پہنے اور آسانی کے ساتھ چل کر مسجد میں چار رکعت نماز پڑھی اور بیٹھ گیا، تم اتنی دیر کے بعد اقامت کہو۔

عبد الحکیم بن عبد اللہ بن ابی فروہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز مدینے میں ہم لوگوں کی امامت کرتے مگر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بلند آواز سے نہ پڑھتے۔

عمر بن عبد العزیز سے مروی ہے کہ وہ قبلہ رخ ایک ہی سلام کرتے تھے۔

رجاء بن حیوۃ سے مروی ہے کہ جمعہ کے دن سلیمان بن عبد الملک نے خز ۲۴۷
کے سبز کپڑے پہنے اور آئینے میں دیکھا تو کہا، واللہ میں جوان بادشاہ ہوں، مسجد کو گئے کہ لوگوں کو نماز جمعہ پڑھائیں، مگر واپس بھی نہ ہوئے تھے کہ بخار آگیا،

جب وہ سخت علیل ہو گئے تو ایک فرمان لکھ کر اپنے بیٹے ایوب کو ولی عہد بنایا حالاں کہ وہ نابالغ لڑکے تھے، میں نے کہا، امیر المومنین، آپ کیا کرتے ہیں، خلیفہ جب اپنی قبر میں ہوتا ہے تو جو چیز اس سے یادگار رہتی ہے یہ ہے کہ وہ کسی مرد صالح کو جانشین بنائے۔

سلیمان نے کہا کہ یہ ایسا فرمان ہے جس میں، میں اللہ سے استخارہ کرتا ہوں اور غور کرتا ہوں، میں نے ابھی مصمم ارادہ نہیں کیا ہے، ایک یا دو دن ٹھیر کر انھوں نے اس فرمان کو چاک کر ڈالا۔

مجھے بلایا اور پوچھا کہ داؤد بن سلیمان کے بارے میں تمھاری کیا رائے ہے؟ میں نے کہا کہ وہ قسطنطنیہ میں ہیں اور آپ کو معلوم نہیں کہ زندہ ہیں یا مر گئے، کہا کہ اے رجا پھر تمھاری رائے کس کی ہے، عرض کی، امیر المومنین بارائے تو

آپ ہی کی ہے، میں یہ چاہتا ہوں کہ جس کو بیان کیا جائے میں اُس پر غور کر لوں۔

سلیمان نے کہا کہ عمر بن عبد العزیز کے بارے میں تمھاری رائے کیسی ہے، میں نے کہا، واللہ میں اُنھیں فاضل و برگزیدہ مسلمان جانتا ہوں۔

اُنھوں نے کہا کہ ان صفات کے باوجود اگر میں اُنھیں والی بنا دوں اور اولادِ عبد الملک میں سے کسی کو والی نہ بناؤں تو لامحالہ فتنہ ہوگا اور لوگ کبھی اُن کو اپنے اوپر والی نہ رہنے دیں گے بجز اس صورت کے کہ میں اُن میں سے کسی ایک کو عمر ابن عبد العزیز کے بعد (والی) کر دوں۔

یزید بن عبد الملک اُس زمانے میں حج کو گئے تھے، انھوں نے کہا کہ یزید بن عبد الملک کو عمر کے بعد (والی) کر دوں گا، یہ اُن تدابیر میں سے ہے جس سے ان لوگوں کو تسکین ہو جائے گی اور وہ راضی ہو جائیں گے، میں نے کہا کہ آپ کی رائے صائب ہے، اُنھوں نے اپنے ہاتھ سے لکھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، یہ فرمان ہے اللہ کے بندے سلیمان امیر المؤمنین کی جانب سے عمر بن عبد العزیز کے لیے، میں نے اپنے بعد اُنھیں والی خلافت بنایا اور اُن کے بعد یزید بن عبد الملک کو، لہٰذا تم لوگ اُن کی بات سننا، اُن کی اطاعت کرنا، اللہ سے ڈرنا اور اختلاف نہ کرنا کہ (بصورتِ اختلاف دشمنوں کی طرف سے) تم میں طمع کیا جائے۔"

فرمان پر مُہر لگا دی، کعب بن حامز شحنہ کو حکم دیا کہ میرے متعلقین کو جمع کرو، کعب نے اُن لوگوں کو بلا کے جمع کر دیا، سلیمان نے رجاء سے کہا کہ یہ فرمان اُن لوگوں کے پاس لے جاؤ، کہو کہ یہ میرا فرمان ہے اور حکم دو کہ وہ اُس شخص سے بیعت کریں جس کو میں نے والی بنایا ہے۔

رجاء نے یہی کیا اور اُن لوگوں سے کہا تو اُنھوں نے جواب دیا کہ جو شخص اس (فرمان) میں ہے ہم اُس کی اطاعت کریں گے اور سنیں گے، پھر خواہش ظاہر کی کہ ہم اندر جا کر امیر المؤمنین کو سلام کریں گے، رجاء نے کہا بہتر۔

لوگ اندر گئے، سلیمان نے اُس فرمان کی طرف اشارہ کر کے جو رجاء بن حیوۃ کے ہاتھ میں تھا اور لوگ اُس کی طرف دیکھ رہے تھے، کہا کہ یہی فرمان ہے، یہی میری وصیت ہے،

اس فرمان میں میں نے جس کو نامزد کر دیا ہے اُس کی سنو اور اطاعت کرو اور بیعت کرو، لوگوں نے ایک ایک کر کے عمر سے بیعت کر لی، پھر اُنھوں نے مُہر لگا کر فرمان کو رجاء کے ذریعے روانہ کر دیا۔

جب لوگ منتشر ہو گئے تو میرے پاس عمر بن عبد العزیز آئے اور کہا کہ اے ابو المقدام، سلیمان کو مجھ سے محبت تھی، میرا احترام تھا اور میرے ساتھ مہربان و محسن تھے، اندیشہ ہے کہ وہ اس حکومت کا کوئی حصہ میرے سپرد نہ کر دیں، لہذا میں تمھیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ میرے احترام اور میری محبت کا واسطہ اگر ایسا ہی ہے تو تم مجھے آگاہ کر دو کہ میں اسی وقت اُس سے مستعفی ہو جاؤں، قبل اس کے کہ وہ حالت آئے کہ میں اُس امر پر ۲۴۸ قادر نہ ہوں جس پر اب ہوں، رجاء نے کہا کہ واللہ میں آپ کو ایک حرف کی بھی نہ بتاؤں گا، عمر ناراض ہو کر چلے گئے۔

مجھے ہشام بن عبد الملک ملے اور کہا کہ اے رجاء مجھے تمھارے ساتھ پرانی محبت و احترام ہے اور میں شکر گزار رہوں گا، لہذا مجھے آگاہ کرو کہ کیا یہ حکومت میری ہو گی، اگر مجھے ملے تو میں معلوم کر لوں اور اگر کسی اور کو ملے تو میں گفتگو کروں کیوں کہ مجھ جیسا کوئی نہیں ہے جس کے ساتھ کوتاہی کی گئی ہو اور یہ حکومت اُس سے علیحدہ کی گئی ہو، لہذا مجھے خبر دو، اللہ گواہ ہے کہ میں تمھارا نام کبھی نہ بیان کروں گا، میں نے انکار کیا اور کہا کہ نہیں، واللہ میں تمھیں اُس کا ایک حرف بھی نہ بتاؤں گا جو مجھ سے بطور راز کے امیر المؤمنین نے کہا ہے۔

ہشام واپس گئے، وہ مایوس تھے، اپنا ایک ہاتھ دوسرے پر مارتے اور کہتے کہ جب یہ حکومت مجھ سے علیحدہ کی جائے گی تو پھر کس کو ملے گی، کیا عبد الملک کی اولاد سے نکل جائے گی، واللہ میں تو خاص اولاد عبد الملک ہوں۔

میں سلیمان بن عبد الملک کے پاس گیا، نزع کا عالم تھا، موت کی سکرات نے گھیر لیا تھا، میں انھیں قبلہ رخ کرنے لگا، ہچکیاں لینے کی حالت میں کہنے لگے کہ اے رجاء ابھی تک اس کا وقت نہیں آیا، میں نے یہ دو مرتبہ کیا، تیسری بار انھوں نے کہا کہ اے رجاء اگر تم کچھ چاہتے ہو تو اب سے کرو، اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ۔

میں نے اُن کا رخ بدل دیا، وفات ہوگئی، اُن کی آنکھیں بند کردیں اور ایک سبز چادر سے ڈھانک کے دروازہ بند کردیا، اُن کی بیوی نے جو اُن کا انتظار کررہی تھیں مجھ سے دریافت کرایا کہ اُن کی کیا حالت ہے، میں نے کہا کہ سوگئے ہیں اور اوڑھ لیا ہے، قاصد نے خلیفہ کو چادر سے ڈھکا ہوا دیکھا تو واپس گیا اور اُن کی بیوی کو خبر دی، انھوں نے مان لیا اور یقین آگیا کہ وہ سوتے ہیں۔

میں نے دروازے پر ایسے شخص کو بٹھا دیا جس پر مجھے اعتبار تھا اور اُسے نصیحت کردی کہ ہٹے نہیں تاوقتیکہ میں اُس کے پاس نہ آجاؤں، اور نہ خلیفہ کے پاس کسی کو جانے دے۔

میں نکلا اور کعب بن حامز العنسی کو بلا بھیجا، انھوں نے امیر المومنین کے اعزہ کو جمع کیا، لوگ مسجد وابق میں جمع ہوگئے، میں نے اُن سے کہا کہ بیعت کرو، انھوں نے کہا کہ ہم لوگ تو ایک مرتبہ بیعت کرچکے ہیں، دوبارہ پھر کیے لیتے ہیں، میں نے کہا کہ امیر المومنین کا حکم ہے کہ اس مُہر کیے ہوئے فرمان میں جس امر کا حکم دیا گیا ہے اور جس شخص کو نامزد کیا گیا ہے اُس سے بیعت کرو، ان لوگوں نے فرداً فرداً دوبارہ بیعت کی۔

سلیمان کی وفات کے بعد جب لوگ بیعت کرچکے تو میں نے خیال کیا کہ اب معاملہ مضبوط ہوگیا ہے، میں نے کہا کہ اب اپنے صاحب (یعنی امیر المومنین سلیمان) کے پاس اٹھ کر جاؤ کیوں کہ اُن کی وفات ہوگئی ہے، لوگوں نے "انا للہ وانا الیہ راجعون" کہا، میں نے انھیں فرمان پڑھ کر سنایا، جب عمر بن عبدالعزیز کے تذکرے تک پہنچا تو ہشام نے پکار کر کہا کہ ہم تو اُن سے بیعت نہیں کریں گے، میں نے کہا کہ واللہ میں تمھاری گردن ماردوں گا، اٹھو اور بیعت کرو، وہ اپنے پاؤں گھسیٹتے ہوئے اُٹھے۔

میں نے عمر کے دونوں بازو پکڑ کر انھیں منبر پر بٹھا دیا جو واقعہ اُن کے متعلق ہوا اُس پر وہ انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ رہے تھے اور ہشام خلافت نکل جانے کی وجہ سے انا للہ الخ پڑھ رہے تھے۔

جب ہشام عمر کے پاس پہنچے تو کہا کہ انا للہ وانا الیہ راجعون فرزند عبدالملک کے مقابلے میں کس وقت یہ خلافت تمہارے پاس پہنچ گئی، عمر نے کہا، ہاں، انا للہ وانا الیہ راجعون، جب وہ باوجود میری ناگواری کے میرے پاس پہنچ گئی۔

۲۴۹ سلیمان کو غسل و کفن دیا گیا، ان پر عمر بن عبدالعزیز نے نماز پڑھی۔

تدفین سے فراغت ہوگئی تو عمر کے پاس شاہی سواریاں اور ترکی گھوڑیاں اور گھوڑے اور خچر اس طرح لائے گئے کہ ہر جانور کے لیے ایک سائیس بھی تھا، پوچھا یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ یہ شاہی سواریاں ہیں، عمر نے کہا کہ میرا جانور میرے لیے زیادہ مناسب ہے، وہ اپنے خچر پر سوار ہوئے اور یہ سب جانور واپس کر دیے۔

پھر وہ آئے، کہا گیا کہ آپ تو منزل خلافت میں قیام فرمائیں گے، انھوں نے کہا کہ اس میں تو ابو ایوب کے اہل و عیال ہیں، میرا خیمہ کافی ہے تا آں کہ وہ لوگ منتقل ہو جائیں، وہ اپنی منزل میں مقیم رہے یہاں تک کہ بعد کو ان لوگوں نے منزل خلافت کو خالی کر دیا۔

جب اس روز کی شب ہوئی تو عمر نے کہا کہ اے رجا میرے لیے کسی کاتب کو بلا لاؤ، میں نے اسے بلا دیا، میں ان سے وہ چیز دیکھ چکا تھا جو پورے طور پر مجھے مسرور کرتی تھی، انھوں نے سواریوں اور منزل سلیمان کے بارے میں جو کچھ کرنا تھا وہ کیا، میں نے کہا کہ دیکھنا چاہیے کاتب کے بارے میں کیا کرتے ہیں، فرمان لکھواتے ہیں یا کچھ اور؟۔

کاتب بیٹھ گیا تو انھوں نے ایک فرمان اپنی زبان سے بول کر کاتب سے بغیر کسی نقل کے لکھوایا، انھوں نے لکھوایا اور خوب لکھوایا، اسے مکمل و مختصر کیا، پھر اس فرمان کے متعلق حکم دیا تو سب شہروں میں لکھ کر بھیجا گیا۔

عبدالعزیز بن الولید کو جو باہر تھے وفات سلیمان بن عبدالملک کی خبر پہنچی، انھیں عمر سے لوگوں کی بیعت اور سلیمان کا انھیں ولی عہد بنانے کا حال معلوم نہ تھا، ہمراہیوں نے ان سے بیعت کر لی اور وہ دمشق پر قبضہ کرنے کے لیے روانہ ہوئے، پھر انھیں معلوم ہوا کہ سلیمان کی ایک وصیت کے مطابق لوگوں نے عمر بن عبدالعزیز سے بیعت کر لی ہے۔

وہ آئے اور عمر بن عبدالعزیز کے پاس گئے، ان سے عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ مجھے معلوم ہوا کہ تم نے اپنی جانب سے بیعت لی اور دمشق کا ارادہ کیا، انھوں نے کہا کہ ایسا ہوا تھا، اس لیے کہ مجھے معلوم نہیں تھا کہ خلیفۂ مرحوم نے کسی کو نامزد کیا ہے، مجھے مال کے

لُٹ جانے کا اندیشہ ہوا۔

عمر نے کہا کہ واللہ اگر تم سے بیعت کر لی جاتی اور تم والی حکومت ہو جاتے تو میں
تم سے جھگڑا نہ کرتا اور اپنے گھر میں بیٹھ رہتا، عبدالعزیز نے کہا کہ مجھے یہ پسند نہیں کہ آپ
کے سوا کوئی اور اس حکومت کا والی ہو، انھوں نے عمر بن عبدالعزیز سے بیعت کر لی۔

رجاء بن حَیوَۃ سے مروی ہے کہ جب سلیمان بن عبدالملک کی حالت خراب
ہوئی تو عمر بن عبدالعزیز نے مجھے دارالخلافت میں آتے جاتے اور آمد و رفت کرتے
دیکھا، بلا کر مجھ سے کہا کہ اے رجاء میں تمھیں اللہ کا اور اسلام کا واسطہ دے کر کہتا ہوں
کہ تم امیر المومنین سے میرا ذکر نہ کرنا اور اگر وہ تم سے مشورہ طلب کریں تو میرے متعلق
انھیں مشورہ نہ دینا، واللہ مجھے اس حکومت کی قوت نہیں ہے، اگر تم میری جانب سے
امیر المومنین کو برگشتہ نہ کرو تو میں تمھیں (ایسا کرنے پر) اللہ کی قسم دیتا ہوں۔

میں نے انھیں ڈانٹ دیا اور کہا کہ تم ضرور حریص خلافت ہو اور طمع کرتے ہو کہ
میں تمھارے متعلق مشورہ دوں، وہ شرما گئے اور میں اندر چلا گیا۔

مجھ سے سلیمان نے کہا کہ اے رجاء اس حکومت کے لیے تم کس کو مناسب
سمجھتے ہو اور تمھاری رائے میں میں کس کو ولی عہد بناؤں، میں نے کہا کہ امیر المومنین،
اللہ سے ڈریئے آپ اللہ کے پاس جانے والے ہیں اور وہ آپ سے اس حکومت کو
اور جو کچھ اس میں آپ نے کیا ہے پوچھنے والا ہے، انھوں نے کہا کہ پھر تم کس کو مناسب ۲۵
سمجھتے ہو، میں نے کہا کہ عمر بن عبدالعزیز کو۔

سلیمان نے کہا کہ میں امیر المومنین عبدالملک کی اُس وصیت کو کیا کروں جو
انھوں نے ولید کو اور مجھ کو فرزندان عاتکہ کے بارے میں کی تھی کہ ان دونوں میں
سے جو زندہ رہے اُسے ولی عہد بنانا، عرض کی، دونوں کو عمر کے بعد کر دیجیے، انھوں نے
کہا کہ تم نے درست کہا اور تمھیں خیر کی توفیق دی گئی، میرے پاس کاغذ لاؤ۔

میں کاغذ لایا تو انھوں نے عمر اور ان کے بعد یزید کی ولی عہدی لکھ دی اور
اُس پر مُہر کر دی، میں نے لوگوں کو بلایا، جو اُن کے پاس گئے، خلیفہ نے اُن لوگوں سے
کہا کہ میں نے کاغذ میں اپنی وصیت لکھ کر رجاء کو دے دیا ہے اور انھیں اپنا حکم بتا دیا
ہے اور وہی اُس کاغذ میں ہے، تم لوگ بھی گواہ رہو اور کاغذ پر مہر کر دو، لوگ اس پر

ٹھہر کر کے چلے گئے، تھوڑی دیر کے بعد سلیمان کی وفات ہو گئی۔

میں نے عورتوں کو نوحہ و زاری سے روکا اور نکل کر لوگوں کے پاس گیا، لوگوں نے کہا، اے رجا، امیر المؤمنین کیسے ہیں؟ میں نے کہا، جب سے وہ علیل ہوئے اس وقت سے زیادہ سکون کا کوئی وقت نہیں آیا، لوگوں نے اللہ کا شکر ادا کیا، پھر میں نے کہا کہ کیا تم لوگ یہ نہیں جانتے کہ یہ امیر المؤمنین کی وصیت ہے اور تم لوگ اس پر گواہ ہو؟ انھوں نے کہا، بیشک، میں نے کہا کہ کیا تم لوگ اس سے خوش ہو؟ ہشام نے کہا، بشرطیکہ اس میں عبد الملک کی اولاد میں سے کوئی ہو، ورنہ نہیں، میں نے کہا کہ اگر اس میں اولاد عبد الملک میں سے کوئی شخص ہو تو ہشام نے کہا کہ اس وقت ہاں۔

میں اندر گیا، تھوڑی دیر ٹھیرا رہا، پھر عورتوں سے کہا کہ چلا کر روؤ، اور میں باہر آگیا، فرمان پڑھا، لوگ جمع تھے اور عمر بالاخانے کے ایک کونے میں تھے۔

ثقیف کے شیوخ سے مروی ہے کہ وفات سلیمان کے بعد عمر کی ولی عہدی پڑھ کر سنائی گئی، عمر دابق کے مقام میں تھے، ثقیف کا ایک شخص کھڑا ہوا جس کا نام سالم تھا اور عمر کے ماموؤں میں سے تھا، اس نے عمر کا بازو پکڑ کر انھیں کھڑا کر دیا، عمر نے کہا کہ واللہ نہ تو تم اس سے اللہ کے طالب ہو اور نہ اس کی بدولت تمھیں دنیا ملے گی۔

خالد بن بشر نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب عمر بن عبد العزیز والی ہوئے تو انھوں نے لوگوں کو خطبہ سنایا، ان کے لیے فرش بچھایا گیا تھا، منبر سے اترے، اور فرش چھوڑ کر ایک کنارے بیٹھ گئے، کہا گیا کہ اگر آپ سلیمان کے محل میں منتقل ہو جائیں تو بہتر ہوگا، انھوں نے مثل کے طور پر اشعار ذیل پڑھے:

فلولا التقی ثم النهی خشية الردی لعاصيت فی حب الصبی کل زاجر

اگر تقویٰ نہ ہوتا، عقل نہ ہوتی، ہلاکت کا خوف نہ ہوتا۔ تو عشق و محبت میں ہر ایک نصیحت گر کی میں نافرمانی کرتا

قضی ما قضی فيما مضی ثم لا تری له صبوة اخری الليالی الغوابر

سابق میں جو کیا کیا، اب زندگی بھر تم ان سے کوئی اخلاقی کمزوری نہ دیکھو گے۔

سیار بن ابی الحکم سے مروی ہے کہ سب سے پہلے عمر بن عبد العزیز سے جو چیز ان کی معلوم ہوئی وہ یہ تھی کہ جب انھوں نے سلیمان بن عبد الملک کو دفن کر دیا تو

اُن کے پاس سلیمان کا وہ گھوڑا لایا گیا جس پر وہ سوار ہوا کرتے تھے، مگر وہ اس پر نہیں سوار ہوئے، اپنے اُسی گھوڑے پر بیٹھے جس پر آئے تھے، محل کے اندر گئے تو اُن کے لیے فرش بچھائے گئے جن پر سلیمان بیٹھا کرتے تھے، مگر وہ اُن پر نہیں بیٹھے، وہاں سے نکل کر مسجد کو گئے اور منبر پر چڑھ کر اللہ کی حمد و ثنا کی، پھر کہا:

اما بعد، بیشک تمہارے نبیؐ کے بعد کوئی نبی نہیں اور نہ اُس کتاب کے بعد
۲۵۱ جو اُن پر نازل کی گئی کوئی اور کتاب ہے، دیکھو خبردار اللہ نے جو حلال کر دیا ہے وہ قیامت تک حلال ہے اور جو حرام کر دیا ہے وہ قیامت تک حرام ہے، آگاہ ہو کہ میں قاضی (حکم دینے والا) نہیں ہوں بلکہ حکم الٰہی نافذ کرنے والا ہوں، میں مبتدع (نیا کام کرنے والا) نہیں ہوں بلکہ متبع (پیروی کرنے والا) ہوں، کسی شخص کا یہ حق نہیں کہ اللہ کی نافرمانی میں اُس کی اطاعت کی جائے، میں تم سے بہتر نہیں ہوں، میں تمھیں میں سے ایک شخص ہوں، سوائے اس کے کہ اللہ نے مجھے تم سے زیادہ گراں بار بنا دیا ہے۔“ پھر اُنھوں نے اپنی حاجت بیان کی۔

اسماعیل بن ابراہیم کاتب زیاد بن عبید اللہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب عمر سلیمان کی قبر سے واپس ہوئے تو سلیمان کے گھوڑے اُن کے پاس پیش کیے گئے، وہ مسکرائے اور اپنے سفید خچر کی طرف اشارہ کیا، اُسے لایا گیا، وہ اُس پر سوار ہو کر واپس ہوئے۔ دیکھا تو سلیمان کے فرش اُن کی منزل میں بچھے ہوئے تھے، اُنھوں نے کہا کہ تم لوگوں نے جلدی کی، ایک ارمنی فرش لے کر اس کو اپنے اور زمین کے درمیان ڈال دیا اور کہا کہ دیکھو، واللہ اگر میں مسلمانوں کے کاموں میں نہ مشغول ہوتا تو تجھ پر نہ بیٹھتا۔

منذر بن عبید سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز بعد نماز جمعہ والی بنائے گئے تو میں نے عصر میں اُن کی حالت بدلی ہوئی پائی۔

عبد الرحمٰن بن ابی الزناد نے اپنے والد سے روایت کی کہ سلیمان بن عبد الملک نے ابو بکر بن محمد بن حزم کو مدینے کا والی بنایا تھا، جب سلیمان کی وفات ہوگئی اور عمر بن عبد العزیز والی خلافت ہوئے تو عمر نے ابو بکر کو مدینے کا امیر بنایا اور انھوں نے ابو طوالہ کو قاضی بنایا۔

عبد الحمید بن عبد الرحمٰن بن زید بن الخطاب کو والی کوفہ بنایا، ابوالزناد کو کاتب بنا کے اُن کے ماتحت کیا، وہ عمر کی وفات تک کوفے کے محکمۂ حرب و خراج پر رہے، اور اُنھوں نے عامر الشعبی کو (کوفے) کا قاضی بنایا، عدی بن ارطاۃ کو ولایت بصرہ سپرد کی، اُنھوں نے حسن بن ابی الحسن کو قاضی بنایا، عامر نے خلیفہ کو استعفادے دیا، اُنھوں نے منظور کر لیا۔

عروہ بن محمد بن عطیہ السعدی کو والی یمن بنایا، عدی بن عدی الکندی کو والی جزیرہ، اور اسماعیل بن عبید اللہ بن ابی المہاجر کو والی افریقہ، جو اُن کی وفات تک اُس عہدے پر رہے، محمد بن سوید الفہری کو والی دمشق بنایا اور جراح بن عبد اللہ الحکمی کو والی خراسان۔

سلیمان بن موسیٰ سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز جس روز سے خلیفہ بنائے گئے وفات تک برابر حقوق واپس کراتے رہے۔

عبد المجید بن سہیل سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبد العزیز کو دیکھا کہ حقوق کی واپسی اپنے اعزہ سے شروع کی، جو حقوق اُن لوگوں کے قبضے میں تھے اُنھوں نے واپس کرادیے، بعد کو دوسروں کے ساتھ بھی کیا، اس پر عمر بن الولید کہتے تھے کہ تم لوگ عمرؓ بن الخطاب کی اولاد میں سے ایک شخص کو لائے اور اُس کو اپنے اوپر والی بنایا، اُس نے تمھارے ساتھ یہ کیا (کہ حقوق واپس کرادیے)۔

ابو بکر بن ابی سبرہ نے کہا کہ جب عمر بن عبد العزیز نے حقوق واپس کرائے تو اُنھوں نے کہا کہ مناسب یہی ہے کہ اپنے آپ سے پہلے کسی اور سے شروع نہ کروں، ۲۵۲
جو زمین اور سامان اُن کے قبضے میں تھا اُس پر نظر ڈالی اور ادا کر کے اُس سے بری ہو گئے، حتیٰ کہ انگوٹھی کا نگ دیکھ کر کہا کہ یہ اُن اشیا میں سے ہے جو مجھے ولید ابن عبد الملک نے اس مال میں سے دی تھی جو اُن کے پاس ملک مغرب سے آیا تھا، وہ اس سے بھی بری ہو گئے۔

اسحاق بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز معاویہؓ کے وقت سے اپنی خلافت تک کے حقوق واپس دلاتے رہے، اُنھوں نے معاویہؓ و یزید بن معاویہ کے ورثا کے قبضے سے حقوق نکالے۔

ایوب السختیانی سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز نے حقوق (یعنی وہ جائداد و اسباب جو ناحق لوگوں کو مل گیا تھا) لے کر بیت المال کو واپس کردیا، اور اگر بیت المال میں کسی کا حق آگیا تھا تو اُسے بھی واپس کردیا، اور حکم دیا کہ جتنے سال تک یہ مال دوسری جگہ رہا اُس کے مالک کی طرف سے زکوٰۃ دی جائے، اس کے بعد دوسرا فرمان نافذ کیا کہ جب وہ مال باہر رہا تو ایک سال سے زیادہ کی زکوٰۃ نہ دی جائے۔

عبد الرحمٰن بن ابی الزناد نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن عبد العزیز نے ہمیں عراق میں اہل حقوق کے حقوق واپس کرنے کو لکھا، ہم نے واپس کر دیے، عراق کے بیت المال میں جو کچھ تھا سب ختم ہوگیا، یہاں تک کہ عمر نے شام سے ہمارے پاس مال بھجوایا۔

ابوالزناد نے کہا کہ عمر اہل حقوق کو حقوق بغیر قطعی شہادت کے واپس کردیتے اس میں کم از کم پر کفایت کرتے، جب وہ کسی کے حق کی کوئی صورت معلوم کرلیتے تو اُس کو واپس کردیتے، شہادت پیش کرنے کی تکلیف نہ دیتے تھے اس لیے کہ وہ اُس کو حکام کا ظلم سمجھتے تھے۔

ابراہیم بن جعفر نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم کے پاس عمر کا کوئی فرمان ایسا نہ آتا جس میں کسی حق کی واپسی، سنت کے احیاء بدعت کے مٹانے اور تقسیم یا عطا کے اندازہ کرنے یا نیکی کا حکم نہ ہوتا، یہاں تک کہ وہ دُنیا سے چلے گئے۔

ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز نے مجھے لکھا کہ دفاتر کو حقوق کے بارے سے پاک کرو، ہر اُس ظلم کو دیکھو جو مجھ سے پہلے کسی مسلم یا معاہد کے حق میں ہوا اور اُس کو اُسے واپس کردو، اگر اُن کے مالک مرچکے ہوں تو وہ اُن کے وارثوں کو واپس کردو۔

موسیٰ بن عبیدہ سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبد العزیز کا ایک فرمان سنا جو ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم کے نام تھا کہ تم اپنے گھر کے اندر اجلاس کرنے سے بچنا، لوگوں کے سامنے مجلس عام میں بیٹھ کر خوش منظری کے ساتھ صلح کرانا تمہارے نزدیک ایک کو دوسرے پر ترجیح نہ ہو، یہ ہرگز نہ کہنا کہ یہ لوگ امیر المومنین کے اعزہ ہیں،

کیوں کہ آج میرے نزدیک امیر المؤمنین کے اعزہ اور دوسرے لوگ برابر ہیں، بلکہ مجھے امیر المومنین کے اعزہ کے متعلق یہ گمان کرنے کا حق ہے کہ اُن سے جو جھگڑتا ہے وہ اُس پر زبردستی کرتے ہیں، جب تمہیں کوئی امر دشوار معلوم ہو تو اس کے بارے ۲۵۳
میں مجھے لکھنا۔

حزم بن ابی حزم سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز نے اپنی ایک تقریر میں کہا کہ ہر وہ بدعت جسے اللہ میرے ہاتھ پر میرے گوشت کے ٹکڑے کے عوض مردہ کردے اور ہر وہ سنت جسے اللہ میرے ہاتھ پر قایم کردے یہاں تک کہ اُس کا انجام میری جان پر ہو تو میرے لیے یہ آسان ہے۔

حماد بن ابی سلمان سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز مسجد دمشق میں کھڑے ہوئے اور بلند آواز سے ندا دی کہ اللہ کی نافرمانی میں ہماری اطاعت واجب نہیں۔

سیّار سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز لوگوں سے کہا کرتے کہ اپنے وطن کو چلے جاؤ کیوں کہ میں تم کو تمہارے شہروں میں یاد رکھوں گا اور یہاں ہوتے ہوئے تم کو بھول جاؤں گا، البتہ اگر کسی شخص پر کوئی عامل ظلم کرے تو اسے مجھ سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں، وہ میرے پاس آجائے۔

عبد اللہ بن واقد سے مروی ہے کہ سب سے آخری خطبہ جو عمر بن عبد العزیز نے پڑھا یہ تھا کہ اللہ کی حمد و ثنا کی اور کہا:۔ اے لوگو! اپنے شہروں کو واپس جاؤ، کیوں کہ میں تم کو تمہارے شہروں میں یاد رکھوں گا اور اپنے پاس رہنے میں بھول جاؤں گا، سوائے اس کے کہ میں نے تم پر لوگوں کو عامل بنایا ہے، میں نہیں کہتا کہ وہ تم میں بہتر ہیں، لیکن وہ اُن سے بہتر ہیں جو اُن میں بدتر ہیں، اگر کوئی عامل کسی کا حق تلف کرے تو اسے میرے پاس آنے کے لیے اجازت کی ضرورت نہیں، واللہ اگر میں اس مال کو اپنی ذات اور اپنے اعزہ سے روکوں اور تم لوگوں کے دینے میں بھی بخل کروں تو اس وقت میں بڑا بخیل ہوں گا، واللہ اگر میں سنت کو قایم نہ کروں یا حق کی سیرت نہ اختیار کروں تو مجھے اتنی دیر بھی جینا پسند نہیں جتنی دیر کہ ایک تھن دودھ کے دوسرے تھن کے دوہنے میں لگتی ہے۔

اسماعیل بن ابی حکیم سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز کے پاس بعض بنی مروان

کی جانب سے ایک خط آیا جس نے انھیں غضبناک کر دیا، غصے سے بھڑک اٹھے اور کہا کہ اللہ کے واسطے بنی مروان میں قربانی ہو گی اور سخت اگر یہ قربانی ہو گی تو میرے ہی ہاتھوں سے ہو گی، ان لوگوں کو یہ معلوم ہوا تو باز آ گئے، وہ اُن کے استقلال کو جانتے تھے کہ اگر کسی معاملے میں پڑ گئے تو اُسے پورا کر کے رہیں گے۔

ابی عمرو البابلی سے مروی ہے کہ بنی مروان عمر کے پاس آئے اور کہا کہ آپ نے ہمارے ساتھ سلوک میں بہ نسبت اُن لوگوں کے جو آپ سے پہلے تھے کمی کر دی ہے، یہ کہہ کر اپنی ناراضی کا اظہار کیا، عمر نے کہا کہ اگر تم لوگوں نے اس قسم کی باتوں کا پھر اعادہ کیا تو میں اپنا اونٹ کسوں گا اور مدینہ منورہ پہنچ کے اس معاملے کو مجلس شوریٰ کے سپرد کر دوں گا، کیونکہ میں صاحب شوریٰ اُعیمش کو یعنی قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق کو پہچانتا ہوں۔

۲۵۴ افلح بن حُمید سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد کو کہتے سنا کہ آج ہر وہ شخص بول سکتا ہے جو پہلے بول نہ سکتا تھا، ہمیں سلیمان کے حق میں اُن کے عمر بن عبدالعزیز کو والی بنانے کی وجہ سے رحمت کی امید ہے، عمر بن عبدالعزیز نے اپنی وفات کے وقت کہا کہ اگر حکومت میں سے میرا کچھ بھی ہوتا تو میں قاسم بن محمد سے تجاوز نہ کرتا (یعنی انھیں کو والی بناتا)، قاسم بن محمد کو یہ معلوم ہوا تو انھوں نے اُن کے لیے دعائے رحمت کی۔ اور کہا کہ قاسم تو اپنے چھوٹے سے خاندان کے انتظام میں بھی کمزور ہے، امت محمدؐ کے امر کو کیسے قایم کر سکتا ہے۔

اسماعیل بن امیہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ اگر حکومت میں کچھ میرے سپرد ہوتا تو میں قاسم بن محمد اور عوص کے اسماعیل بن عمرو بن سعید ابن العاص سے تجاوز نہ کرتا، اسماعیل بن عمرو عابد و بے تعلق تھے، گوشہ نشینی اختیار کر کے اعوص میں قیام کر لیا تھا، سالم بن عبداللہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ سلیمان کے لیے عمر بن عبدالعزیز کو خلیفہ بنانے کی وجہ سے رحمت کی امید رکھتے ہیں۔

عمرو بن عثمان سے مروی ہے کہ میں نے (مثل روایت بالا) خارجہ بن زید ابن ثابت کو بھی کہتے سنا۔

سلمہ بن عثمان القُرشی سے مروی ہے کہ مجھے معلوم ہوا کہ عمر بن عبدالعزیز جب

خلیفہ بنائے گئے تو اپنے غلام، لباس، عطریات اور ضرورت سے زائد اشیاء پر نظر کی، ہر وہ چیز فروخت کردی جس کی حاجت نہ تھی، اس کی قیمت تیئیس ہزار دینار کو پہنچ گئی، انھوں نے اس کو راہ خدا میں صرف کر دیا۔

عمر بن عبدالعزیز کے ایک فرزند سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز کے کسی خادم نے مجھے خبر دی کہ جس دن سے وہ والی ہوئے اپنی وفات تک کبھی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا۔

محمد بن قیس سے مروی ہے کہ جب عمر بن عبدالعزیز والی بنائے گئے تو انھوں نے ہر مقام کی چنگی منسوخ کردی اور ہر مسلمان کا جزیہ منسوخ کردیا۔

اسماعیل بن ابی حکیم سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز جب خلیفہ بنائے گئے تو انھوں نے حکم دیا کہ پانی کی جتنی باؤلیاں اور کنویں ہیں سب کے لیے ہیں اور سب ان سے پانی لے سکتے ہیں البتہ جو بہت چھوٹے کم آب ہیں وہ اس سے مستثنیٰ ہیں۔

یحییٰ بن واضح سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے لکھا کہ خراسان کے راستے پر مسافر خانے بنائے جائیں۔

عمرو بن عثمان بن ہانی سے مروی ہے کہ میں دو تقسیموں میں موجود تھا جو عمر بن عبدالعزیز نے لوگوں کے درمیان کی تھیں، انھوں نے پورے طور پر مساوات اختیار کی۔

محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم کو لکھا کہ سوائے تاجر کے سب کے لیے عطا مقرر کرو۔

ربیعہ بن عطاء بن یعقوب مولائے ابن سباع الخزاعی سے مروی ہے کہ میں ۲۵۵
سلیمان بن یسار کے پاس جا کے بیٹھا اور ان سے عمر بن عبدالعزیز کے اس فرمان کا ذکر کیا جو ابوبکر بن حزم کے پاس آیا تھا کہ غنیمت میں تاجر کا حصہ نہ لگایا جائے، انھوں نے کہا کہ عمر نے درست کیا "تاجر تو اپنی تجارت کی وجہ سے مسلمانوں کے اصلاحی کاموں سے علیحدہ ہے۔"

محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے کچھ لوگوں کے لیے عطا زیادہ سے زیادہ دو ہزار مقرر کی کہ "شرف عطاء" (یعنی باعزت مقدار) یہی تھی۔

غسان بن عبد الحمید نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ نے دو سال اور دس دن کم پانچ مہینے میں اہل مدینہ کے لیے تین عطائیں نکالیں۔

ابراہیم بن محمد بن طلحہ بن عبید اللہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کی خلافت میں میری قوم کے لیے میرے ذریعے تین عطائیں جاری ہوئیں اور لوگوں کے لیے دو عام تقسیمیں۔

سعید بن مسلم بن بانک سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبد العزیز کو جب وہ خلیفہ تھے کہتے سنا کہ تمھارے لیے یہ حلال نہیں کہ مردہ لوگوں کے لیے عطا لو، اُن کی ہمیں اطلاع دو، اور ہر مولود کی ہمیں تحریری اطلاع دو کہ ہم اُس کا حصہ مقرر کر دیں۔

ثابت بن قیس سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبد العزیز کا وہ فرمان سنا جو ہمیں پڑھ کر سنایا جا رہا تھا کہ ہر مولود کی ہمیں اطلاع دو، ہم اُس کا حصہ مقرر کر دیں گے، اور اپنے مُردوں کی بھی ہمیں خبر دو کیوں کہ وہ تو تمھارا ہی مال ہے (یعنی مردوں کا جو حصہ بند کیا جائے گا ہم تمھیں کو واپس کر دیں گے)۔

محمد بن عمر سے مروی ہے کہ مجھ سے والد نے بیان کیا کہ مجھے میری دایہ ابو بکر ابن حزم کے پاس لے گئی، انھوں نے میرے ہاتھ پر ایک دینار رکھ دیا، میں بچہ تھا سنہ ۱۰۰ھ میں پیدا ہوا تھا، سال آئندہ ہمیں ایک اور دینار دیا گیا، اس طرح دو دینار ہو گئے، اسی سے میں نامزد کیا گیا۔

ہیثم بن واقد سے مروی ہے کہ میری ولادت سنہ ۹۶ھ میں ہوئی، عمر خلیفہ بنائے گئے تو میں تین سال کا تھا، میں نے اُن کی تقسیم میں تین دینار پائے۔

محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز نے الجار کے غلے کی تقسیم میں لوگوں میں برابری کی، الجار کا غلہ زیادہ سے زیادہ فی کس ساڑھے چار ا ردب ہوتا تھا (ایک اردب = ۲۴ صاع اور ایک صاع = $3\frac{1}{2}$ سیر)۔

اخلج بن حمید سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز نے الجار کے غلے کی تقسیم میں صرف اُن لوگوں میں برابری کی جن کے لیے حصہ مقرر کیا گیا تھا اور وہ شخص جس کو اس (حصے یا تقسیم) سے پہلے کچھ ملتا تھا وہ اُس کو لیتا رہا کیوں کہ عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب نے بھی الجار کے غلے میں لوگوں کے درمیان کمی بیشی کی تھی۔

ابراہیم بن یحییٰ سے مروی ہے کہ الجار کے غلے میں میرے بیس اردب تھے، جب عمر خلیفہ ہوئے تو وہ قائم رکھے گئے۔ انھوں نے میرے اُن اعزہ میں برابری کی جن کے لیے حصہ مقرر کیا۔ ۲۵۶

ابراہیم بن جعفر نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے ابلابکر بن محمد بن عمرو ابن حزم کو عمر کے کہنے سے رات کو بھی اُسی طرح کام کرتے دیکھا جس طرح وہ دن کو کرتے تھے۔

محمد بن قیس سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز کو دیکھا کہ عشاء کی نماز پڑھ کے بیت المال سے شمع منگاتے کہ مسلمانوں کے معاملات و مقدمات میں فرمان لکھیں اور وہ ہر مقام پر بھیجا جائے، جب صبح ہوتی تو ادائے حقوق کے لیے اجلاس کرتے، اور صدقات مستحقین میں تقسیم کرنے کا حکم دیتے، جس شخص کو صدقہ دیا جاتا میں نے دیکھا کہ دوسرے سال اُس کے پاس اتنے اونٹ ہوتے کہ اُن پر زکوٰۃ عاید ہوتی۔

مہاجر بن یزید سے مروی ہے کہ ہمیں عمر بن عبدالعزیز نے بھیجا، ہم نے لوگوں میں زکوٰۃ تقسیم کی، میں نے لوگوں کو اس حالت میں دیکھا کہ دوسرے سال اُن سے زکوٰۃ وصول کی گئی جن کو زکوٰۃ دی گئی تھی۔

میں عمر کو دیکھا کرتا تھا کہ اپنے اعزہ کو یا اپنی ذاتی ضرورت کے متعلق کچھ لکھتے تو بیت المال کی شمع اُٹھا لینے کا حکم دیتے اور دوسری شمع منگاتے (جو اُن کی ذاتی تھی)۔

میں اُنھیں دیکھتا تھا کہ اپنے کپڑے خود دھویا کرتے اور اتنی دیر ہمارے پاس نہ آتے، اُن کے پاس سوائے اُس کے اور کپڑے نہ تھے۔

اُنھوں نے ہمارے ساتھ کوئی نئی بات نہیں کی، میں نے اُن کی ایک دہلیز دیکھی جو ٹوٹ گئی تھی، اُس کی مرمت کے بارے میں کہا گیا تو کہا کہ اے مزاحم کیا مناسب نہیں کہ ہم اُس کو چھوڑ دیں اور دنیا سے چلے جائیں اور کوئی نیا کام نہ کریں۔

انھوں نے ہر سرزمین میں طلا کو (جو انگور کے عرق کو دو حصے جلا کر اور ایک حصہ باقی رکھ کر بنایا جاتا تھا) حرام کر دیا تھا۔

عبداللہ بن العلاء بن زبر سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز سے کہا کہ کئی سال گرسنگی میں گزر گئے کیوں کہ میں نافرمانوں میں تھا اور میری عطا روک دی گئی تھی، عمر نے میری عطا جاری کر دی اور حکم دیا کہ گزشتہ عطا بھی مجھے دی جائے۔

خُلیدَ بن دَعْلَج سے مروی ہے کہ جب عمر بن عبد العزیز خلیفہ ہوئے تو حسن و ابن سیرین کو بلا کر اُن دونوں سے کہہ رہے تھے کہ تمھاری جو عطائیں روک دی گئی تھیں اُنھیں میں جاری کرتا ہوں، ابن سیرین نے کہا کہ اگر یہی اہل بصرہ کے ساتھ کیا جائے تو میں بھی منظور کرتا ہوں ورنہ نہیں، عمر نے لکھا کہ مال میں گنجایش نہیں ہے، حسن نے (بلے بچون وچرا) قبول کر لیا۔

ابراہیم بن یحییٰ سے مروی ہے کہ عمر نے لکھا کہ خارجہ سے جو روک دیا گیا تھا وہ اُنھیں دیوان سے دیا جائے، خارجہ ابوبکر بن حزم کے پاس گئے اور کہا کہ میں اسے ناپسند کرتا ہوں کہ امیر المومنین پر اس کی وجہ سے حجت قایم کی جائے کیوں کہ میرے مثل اور لوگ بھی ہیں، اگر اس معاملے میں امیر المومنین اُن سب کو شامل کر دیں تو میں بھی منظور کروں گا، اور اگر اُنھوں نے اس میں مجھے مخصوص کیا ہے تو میں اُن کے لیے اسے پسند نہیں کرتا، عمر نے لکھا کہ مال میں اس کی گنجائش نہیں، گنجائش ہوتی تو میں ضرور کرتا۔ ۲۵۷

ابی بکر بن حزم سے مروی ہے کہ ہم لوگ فرمان عمر بن عبد العزیز کے مطابق قیدیوں کے عطا کا انتظام کرتے تھے، قیدی اپنی عطا لینے نکلتے، اور عمر نے مجھے لکھا کہ جو تھوڑے ہی دن سے غائب ہو تو دفتر میں (اُس کی عطا) دے دو، جس کا پتا نہ ہو اُس کے آنے تک یا اُس کی موت کی خبر آنے تک اُس کی عطا ملتوی کر دو، بذریعۂ وکیل حیات نامہ پیش کرے (اُس کی عطا) اُس کے وکیل کو دے دو۔

عیسیٰ بن ابی عطا سے مروی ہے کہ میں عمر بن عبد العزیز کے پاس موجود تھا کہ اُنھوں نے مدیونین کے حصے سے ایک مقروض کی جانب سے پچھتر دینار ادا کیے۔

یعقوب بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ عاصم بن عمر بن قتادہ اور بشیر ابن محمد عبد اللہ بن زید بن عبد ربہ، عمر بن عبد العزیز کے پاس اُن کی خلافت کے زمانے میں آئے اور خناصرہ میں اُن سے ملے، دونوں نے اپنے قرض کا ذکر کیا تو اُنھوں نے ہر ایک کی جانب سے چار چار سو دینار ادا کیے، پروانہ جاری ہو گیا کہ اُن کو بنی کلب کی زکوٰۃ میں سے جو بیت المال میں بچی ہوئی رکھی ہے دیا جائے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ یہ بچی ہوئی زکوٰۃ وہ تھی کہ بنی کلب میں کوئی ایسا شخص نہیں پایا گیا جس کی جانب سے قرض ادا کیا جاتا، اُس کا نہ ادا حصہ بطور عول (بقیہ) کے بیت المال میں

داخل کردیا گیا کہ اُس سے مدیونین کی جانب سے قرض ادا کیا جائے، اُس (بچی ہوئی زکوٰۃ) کا مطلب یہی ہے۔

عبدالرحمن بن جابر سے مروی ہے کہ قاسم بن مُخَیمِرَہ عمر بن عبدالعزیز کے پاس آئے اور اُن سے اپنا قرض ادا کرنے کی درخواست کی، عمر نے کہا کہ تمھارا قرض کتنا ہے، اُنھوں نے کہا نوے دینار، اُنھوں نے کہا کہ مدیونین کے حصے میں سے ہم نے اُسے تمھاری جانب سے ادا کردیا۔

عرض کی، امیرالمومنین مجھے تجارت سے بے نیاز کردیجیے، پوچھا کس طرح عرض کی، فریضے (وظیفے یا حصے) سے، اُنھوں نے کہا کہ ہم نے تمھارے لیے ساٹھ درہم وظیفہ مقرر کردیا، اور خادم و مکان کا بھی حکم دے دیا، قاسم بن مخیمرہ کہتے تھے کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے مجھے تجارت سے بے نیاز کردیا، میں ضرور اپنا دروازہ بند کردوں گا اور اس کے بعد مجھے کوئی فکر نہ ہوگی۔

ابو عفیر محمد بن سہل بن ابی حثمہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز جب خلیفہ تھے تو اُنھوں نے میری جانب سے بنی کلاب کی زکوٰۃ سے دو سو پچاس دینار ادا کیے اور اُس کے متعلق لکھ دیا۔

طلحہ بن عبداللہ بن عبدالرحمن بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن انھوں نے کہا کہ عمر بن عبدالعزیز کی ہمیشہ یہی رائے رہی اور جو اُن کے مشیر تھے
۲۵۸ اُن کی بھی یہی رائے تھی کہ جو خلیفہ ہو اُس پر لازم ہے کہ خمس کا مال مستحقین خمس ہی پر خرچ کرے، وہ لوگ ایسا نہیں کرتے تھے، عمر جب خلیفہ ہوئے تو اُس خمس میں غور کیا اُس کو اُنھوں نے پانچوں مقامات میں خرچ کیا (یعنی) ایک حصہ اللہ و رسول کا اور چار حصے غنیمت حاصل کرنے والوں کے) اُنھوں نے خمس میں اہل حاجت کو ترجیح دی، خواہ وہ کہیں بھی تھے، اگر حاجت (ہر جگہ) یکساں ہوتی تو خمس کی مقدار تک اس میں وسعت کردیتے۔

مہاجر بن یزید سے مروی ہے کہ اُنھوں نے عمر بن عبدالعزیز کو دیکھا کہ مال خمس میں لونڈی غلام بھی اُن کے پاس لائے جاتے، اکثر میں نے دیکھا کہ وہ اُن کو ایک ہی قسم میں رکھتے تھے، میں نے عمر بن عبدالعزیز سے اُس پانی کے متعلق پوچھا جو راستے میں

رکھا جاتا ہے اور اُسے خیرات کیا جاتا ہے کہ میں اُسے پیوں، انھوں نے کہا ہاں، اس میں کوئی حرج نہیں، میں نے اپنے کو اس حالت میں دیکھا ہے کہ میں والی مدینہ تھا، مسجد کے لیے پانی تھا جو خیرات کیا جاتا تھا، کسی فقیہ کو نہیں دیکھا جو اس پانی کے پینے سے پرہیز کرتا۔

عمر بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ وہ اکثر ان لوگوں کو مال دیا کرتے جنھیں اسلام کی رغبت دلائی جاتی تھی۔

عمر بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ انھوں نے ایک بطریق کو جس کو اسلام کی رغبت دلائی تھی ایک ہزار دینار دیے۔

ابوالجویریہ الجرمی سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے دشمن کے ایک شخص کا فدیہ لیا جس کو ایک لاکھ درم کے عوض میں واپس کر دیا۔

عمر بن عبدالعزیز کا حکم تھا کہ اہل شہر پر مسافروں کی مہمانداری لازم نہیں، (خلافت کی جانب سے اُس کا انتظام تھا)۔

عمر بن عبدالعزیز نے لکھا کہ امام کو حصے کے علاوہ ایک تہائی سے زائد نہ دیا جائے۔

عمر بن عبدالعزیز نے لکھا کہ ترکی گھوڑوں کو عربی گھوڑوں میں ملا دو (یعنی تقسیم غنیمت میں دونوں قسموں کو یکساں سمجھو)۔

نافع سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز جب خلیفہ تھے تو تمام اطراف میں حکام کو لکھا کہ چودہ سال والے کو جنگ میں نامزد نہ کریں اور پندرہ سال والے کو جنگ میں نامزد کریں۔

محمد بن بشر بن حُمید سے مروی ہے کہ میں نے اپنے والد سے سنا کہ عمر بن عبدالعزیز سے سنا کہ جب عطا نکالتے تو اپنے حکام کو لکھتے کہ جس شخص کے سو دینار رہوں اس سے سوائے عربی گھوڑے اور زرہ اور تلوار اور تیر و نیزہ کے اور کچھ نہ قبول کیا جائے۔

۲۵۹ عمر بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ مرتد سے تین دن تک توبہ کا مطالبہ کیا جائے، اگر توبہ کر لے تو خیر، ورنہ اُس کی گردن مار دی جائے۔

عمر بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ اس آیت میں سلطان کو (سزا کا) اختیار دیا گیا ہے "انما جزاء الذین یحاربون اللہ ورسولہ ویسعون فی الارض فسادا ان یقتلوا

او یصلبوا او تقطع ایدیھم و ارجلھم من خلاف او ینفوا من الارض" (جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے لڑائی کرتے ہیں (یعنی اس کے حکم کی نافرمانی کرتے ہیں) اور زمین میں فساد برپا کرتے پھرتے ہیں تو ان کی یہی سزا ہے کہ ان کو قتل کیا جائے یا سولی دی جائے یا ان کے ہاتھ اور پاؤں ادھر ادھر سے کاٹ دیئے جائیں یا ملک سے نکال دیئے جائیں)

عمر بن عبد العزیز سے مروی ہے کہ شہر کے اندر جنگ نہ ہونا چاہیے۔

عثمان بن سلیمان سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبد العزیز کو جب وہ خلیفہ تھے کہتے سنا کہ دو چیزیں ایسی ہیں کہ اُن کے کرنے والوں کو اور نہ کسی والی کو ان میں کچھ گنجائش ہے، وہ دونوں صرف اللہ ہی کے لیے ہیں جن کو والی قائم کرے ایک یہ کہ ملک میں ظلم و فساد کی وجہ سے جو قتل کیا جائے دوسرے وہ جو فریب سے قتل کیا جائے۔

عمر بن عبد العزیز سے مروی ہے کہ قیدی عورت سے جب تک وہ قید ہے ہرگز نکاح نہ کیا جائے۔

سلیمان بن حبیب سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز نے کہا کہ قیدی اپنے مال میں جو تصرف کرے اُسے جایز رکھو۔

عمر بن عبد العزیز سے مروی ہے کہ جب آدمی جنگ میں اپنے گھوڑے کی پیٹھ پر قتال کر رہا ہو تو وہ اپنے مال میں جو تصرف کرے وہ جائز ہے۔

عمر بن عبد العزیز سے مروی ہے کہ ذمی کا (کسی کو) امان (دینا) جایز نہیں۔

سہیل الاعشی سے مروی ہے کہ ملک روم میں ہمیں عمر بن عبد العزیز کا ایک فرمان پڑھ کر سنایا گیا جس میں انھوں نے ہمارے والی کو قلعے پر منجنیق نصب کرنے کا حکم دیا تھا، سالم بن عبد اللہ میرے پاس فرمان کو سُن رہے تھے مگر انھوں نے اُسے ناپسند نہیں کیا۔

صالح بن محمد بن زائدہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز قلعوں میں دشمن پر دھواں (غارت) چھوڑنے میں حرج نہیں سمجھتے تھے۔

عمر بن عبد العزیز سے مروی ہے کہ ملک روم میں اُن کے پاس دو جاسوسوں کو لایا گیا، جن میں ایک مسلمان اور ایک ذمی تھا، انھوں نے ذمی کو قتل کر دیا اور مسلمان کو سزا دی۔

عمر بن عبد العزیز سے مروی ہے کہ انھوں نے جانور کے ہاتھ پاؤں کاٹنے سے منع کیا جب وہ کھڑا ہو۔

عمر بن عبد العزیز نے اپنی خلافت کے زمانے میں لکھا کہ معدن سے خمس نہ ۲۶۰
لیا جائے بلکہ زکوٰۃ لی جائے۔

قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز نے اچھا کیا جو انھوں نے معدن سے زکوٰۃ لی پہلے اسی طرح تھا۔

عمر بن عبد العزیز سے مروی ہے کہ انھوں نے پیرنے کو جائز رکھا۔

عمر بن عبد العزیز سے مروی ہے کہ عنبر میں خمس ہے۔

اسماعیل بن ابی حکیم سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبد العزیز سے ان کی آخر عمر میں سنا کہ عنبر میں کچھ (زکوٰۃ وغیرہ) نہیں ہے۔

عمر بن عبد العزیز سے مروی ہے کہ قاصد اور ڈاک لے جانے والا اور وکیل جو لشکر سے بھیجے جائیں، مسلمانوں کے ساتھ (غنیمت میں) ان کے حصے لگائے جائیں گے۔

عمر بن عبد العزیز سے مروی ہے کہ وہ اُس شخص کے ہاتھ مال غنیمت بیچنے کا حکم دیتے تھے جو زائد قیمت دے۔

عمر بن شراحیل سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز نے لکھا کہ سامری[1] فرقے کے ذبیحوں میں کوئی حرج نہیں۔

سالم بن محمد بن عمر سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبد العزیز کو کہتے سنا کہ (غنیمت میں ایک شخص کے) دو گھوڑوں کا حصہ لگایا جائے گا، ان دو کے علاوہ اور گھوڑے بھی ہوں تو اسپ جنیبت سمجھے جائیں گے۔

عبد العزیز بن عمر نے اپنے والد سے روایت کی کہ ان کی خلافت کے زمانے میں گھوڑوں کی دوڑ ہوتی تھی۔

خالد بن ربیعہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن عبد العزیز نے لکھا کہ

---

[1] سامری یہودیوں کا ایک خاص فرقہ، جن کی توراۃ علیحدہ ہے اور عام یہودیوں سے بعض عقائد میں بھی مختلف ہیں، نابلس میں ان کی آبادی ہے۔

جب صائفہ (جہاد موسم گرما) کا وقت آئے تو کسی شخص کو کفار کے پیچھے بغیر قوت و آدمی و لشکر و سامان کے ہرگز نہ داخل ہونے دیتا۔

ربیعہ بن عطاء سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز نے میرے ہمراہ فرمان لکھا اور مال ساحل عدن بھیجا تاکہ میں مرد و عورت اور غلام و ذمی کا فدیہ ادا کروں۔

عمر بن عبد العزیز سے مروی ہے کہ انھوں نے فدیے میں ایک مسلمان کے عوض دس رومی (کافر) دیے اور مسلمان کو لے لیا۔

عمر بن عبد العزیز سے مروی ہے کہ ان کے پاس ایک قیدی لایا گیا جس کو مسلمہ بن عبد الملک نے گرفتار کیا تھا، خبر آئی کہ اُس کے اعزہ نے ان سے درخواست ۲۶۱ کی ہے کہ وہ لوگ سو مثقال (سونا) اُس کا فدیہ دیں گے، عمر نے اُس کو واپس کر دیا اور سو مثقال (سونا) لے لیا (ایک مثقال = ۴ ½ ماشہ)۔

ربیعہ بن عطاء سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبد العزیز کو سنا کہ جب وہ خلیفہ تھے تو قیدیوں کا قتل کرنا ناپسند کرتے تھے، وہ لوگ غلام بنائے جاتے تھے یا آزاد کر دیے جاتے تھے۔

عمر بن عبد العزیز سے مروی ہے کہ جو شخص دار الحرب میں چوری کر کے وہاں سے نکل آئے گا تو (بھی) اُس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔

یزید بن ابی سُمَیّہ سے مروی ہے کہ میں عمر بن عبد العزیز کے پاس تھا، انھوں نے ایک شخص کو جس نے دار الحرب میں کسی پر (زنا) کی تہمت لگائی تھی جب وہ لوگ وہاں سے نکلے تو اسّی درے کی حد لگائی (یعنی اسی تازیانے کی سزا دی)۔

حازم بن حسین سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبد العزیز کو خناصرہ میں دیکھا کہ ایک شخص لایا گیا جس کے خلاف یہ شہادت دی گئی کہ دار الحرب میں شراب پی، انھوں نے اُس کو اسّی تازیانے مارے۔

ابی صخر سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز کے پاس ایک چور کو لایا گیا جس نے قبل از تقسیم مال غنیمت میں سے چوری کی تھی، پوچھا کیا وہ اُن لوگوں میں سے ہے جنھوں نے مال غنیمت پر گھوڑا دوڑایا ہے (یعنی جنگ میں شریک ہوا ہے) کہا گیا کہ

نہیں، انھوں نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا۔

منذر بن عبید سے مروی ہے کہ میں عمر بن عبد العزیز کو دابق میں دیکھتا تھا کہ جب وہ پوری نماز پڑھتے تھے تو لوگوں کو جمعے کی نماز پڑھاتے تھے اور جب دو رکعتیں پڑھتے تھے (یعنی مسافر ہونے کی وجہ سے قصر کرتے تھے) تو جمعے کی نماز نہیں پڑھاتے تھے سوائے اس کے کہ وہ کسی ایسے شہر پہ گزرتے جہاں جمعہ پڑھایا جاتا تھا (تو وہ بھی جمعے کی نماز پڑھاتے تھے)۔

عمر بن عبد العزیز سے مروی ہے کہ جہاد کا پورا چلہ (رباط) چالیس دن ہے۔

ابان بن صالح سے مروی ہے کہ میں نے دابق میں عمر بن عبد العزیز کو کہتے سنا کہ ہم لوگ رباط میں ہیں۔

عبد اللہ بن عبیدہ سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبد العزیز کو کہتے سنا کہ سوائے ان آویزشوں کے لوگ کہیں ہلاک نہ ہوں گے، وہ لکھا کرتے تھے کہ محل آویزش تک سوائے جماعت و صاحب قوت کے اور کوئی نہ جائے، ان میں سے بعض بعض کو اختیار کرے کہ سب واپس آئیں یا سب ہلاک ہو جائیں۔

صفوان بن عمرو سے مروی ہے کہ ہمارے پاس عمر بن عبد العزیز کا جب وہ خلیفہ تھے اپنے عامل کے پاس فرمان آیا کہ رومیوں کے کسی قلعے پر اور ان کی کسی جماعت سے ہرگز ہرگز قتال نہ کرنا تا وقتیکہ انھیں اسلام کی دعوت نہ دے دو، اگر وہ قبول کر لیں تو باز رہو، اگر انکار کریں تو جزیہ ہے، اور اگر جزیے سے بھی انکار کریں تو ان سے مساوی طور پر جنگ کرو۔

۲۶۲ عبد العزیز بن عمر سے مروی ہے کہ میرے والد کی تلوار کے قبضے پر چاندی چڑھی ہوئی تھی، اسے انھوں نے اتار ڈالا اور اس پر لوہا چڑھا دیا۔

خالد بن القاسم سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبد العزیز کو چینیوں پر سوار ہوتے دیکھا ہے۔

عمر بن عبد العزیز سے مروی ہے کہ وہ فتح کے وقت بلند آواز سے تکبیر کہتے تھے۔

عمر بن عبد العزیز سے مروی ہے کہ ہم جس کو امن دے دیں خواہ وہ جس زبان میں ہو اسے امن ہے۔

منذر بن عبید سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز نے اُس ذمی کے بارے میں جو مسلمانوں کے ساتھ جہاد کرے اور دشمن کو پناہ دے دے مجھے لکھا کہ اس کا امان دینا جائز نہیں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف یہ فرمایا ہے کہ مسلمانوں کی جانب سے کوئی ادنیٰ مسلمان بھی امان دے سکتا ہے، اور یہ (ذمی) مسلم نہیں۔

اسحاق بن یحییٰ سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز جب خلیفہ تھے تو دشمن کی کھیتی پر لشکر کے اچانک حملے سے پناہ مانگتے تھے اور کہتے تھے کہ عمر بن الخطاب بھی دشمن کی کھیتی پر لشکر کے اچانک حملے سے بیزاری ظاہر کرتے تھے۔

عیاش بن سُلیم سے مروی ہے کہ اُس ذمی (کا فرمایا) کے بارے میں جو کنیسہ کے متعلق وصیت کرکے اپنے مال میں سے یہود یا نصاریٰ کے لیے کچھ وقف کر دے عمر بن عبد العزیز نے کہا کہ یہ جائز ہے۔

عمر بن عبد العزیز سے مروی ہے کہ اگر کوئی اس حالت میں اسلام لائے کہ (اُس کا) جزیہ ترازو کے پلڑے میں ہو تو وہ اُس سے نہ لیا جائے گا۔

عمر بن عبد العزیز سے مروی ہے کہ وہ ذمی جو سال پورا ہونے سے ایک دن بھی پہلے اسلام لائے اُس سے جزیہ نہ لیا جائے۔

موسیٰ بن عبیدہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز نے لکھا کہ قیدیوں کی نسبت غور کیا جائے اور خطرناک لوگوں سے ضمانت لی جائے، اُن لوگوں کے گرمی اور جاڑے کی خوراک کے لیے بھی لکھا، موسیٰ نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ ہمارے پاس اُن لوگوں کو ماہ بہ ماہ خوراک دی جاتی تھی اور ایک جوڑا جاڑے میں دیا جاتا تھا اور ایک گرمی میں۔

یحییٰ بن سعید مولائے مہری سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز نے امرائے لشکر کو لکھا کہ جو لوگ قید خانوں میں ہیں اُن کے حال پر نظر کرو، ایسے لوگ جن کے ذمے کوئی حق ہو انہیں اس وقت تک قید نہ کرو جب تک کہ وہ حق ثابت نہ ہو جائے، جس کا معاملہ دشوار ہو مجھے لکھو، خطرناک لوگوں سے ضمانت لو کیوں کہ قید اُن کے لیے عذاب ہے، سزائیں حد سے نہ بڑھیں، ایسے مریضوں کا خیال رکھا جائے جن کا کوئی نہ ہو اور نہ ٢٦٣
اُن کے پاس مال ہو، جب تم کسی قوم کو قرض میں قید کرو تو اُن کو اور بد معاش

(خطرناک) لوگوں کو ایک کوٹھری میں اور ایک ہی قید خانے میں نہ جمع کرو، عورتوں کے لیے علیحدہ قید خانہ بناؤ، جس کو قید خانے کا دارو غہ بناؤ غور کر لو کہ وہ ایسا شخص ہو جس پر بھروسا کیا جا سکے اور رشوت نہ لیتا ہو، کیوں کہ جو رشوت لیتا ہے وہ وہی کرتا ہے جو اس کو (رشوت دینے والے کی طرف سے) کہا جاتا ہے۔

عبداللہ بن ابی بکر سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے ابو بکر بن عمرو بن حزم کو لکھا کہ ہر ہفتہ قیدیوں کا معائنہ کریں اور خطرناک (بدمعاش) لوگوں سے ضمانت لے لیں۔

حجاج سے مروی ہے کہ عمر عبدالعزیز نے عبدالحمید کو بدمعاش (خطرناک) لوگوں کے بارے میں لکھا کہ انھیں قید خانے کا پابند کر دیں، جاڑے میں ایک لبادہ اور گرمی میں دو چادریں انھیں اڑھائیں، وغیرہ، وغیرہ، جو ان لوگوں کے مناسب تھا۔

ابی بکر بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ مجھے عمر بن عبدالعزیز نے لکھا کہ بدمعاشوں اور خونیوں کو بیڑی میں جکڑ دو، میں نے لکھ کر دریافت کیا کہ ان لوگوں کے کیسی بیڑی ڈالی جائے، عمر نے لکھا کہ بیشک اگر اللہ چاہے گا تو انھیں بیڑی سے زیادہ سخت چیز میں مبتلا کرے گا، ان کے ایسی بیڑی ڈالی جائے کہ جب وہ عذر کی حالت میں ہوں تو اس پر وہ بیڑی آسان ہو، لیکن بیڑی کا جواز تو میں نے ابو بکر رحمہ اللہ کو سنا ہے کہ انھوں نے لکھا کہ لوگوں کو، جن میں قیس بن مکشوح المرادی وغیرہ تھے، میرے پاس بیڑی ڈال کے بھیجا جائے۔

اسامہ بن زید سے مروی ہے کہ ہمارے پاس عمر بن عبدالعزیز کا فرمان آیا، ہمیں پڑھ کر سنایا گیا کہ حمام کے اندر بغیر تہ بند کے نہ جانا چاہیے، میں نے دیکھا ہے کہ حمام والے کو اور جو شخص برہنہ اندر جاتا تھا اس کو سزا دی جاتی تھی، میں نے دیکھا کہ عمر کا فرمان پڑھا جاتا تھا کہ قربانیاں قبلہ رخ کرو، نافع بن جبیر میری طرف متوجہ ہوئے، میں ان کے پاس تھا، انھوں نے کہا کہ اس سے کون ناواقف ہے۔

معقل بن عبیداللہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے لکھا کہ مردوں میں سے کوئی شخص حمام میں بلا تہ بند کے نہ داخل ہو اور عورتیں قطعاً نہ جائیں۔

عبدالرحمٰن بن ابی زناد نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن عبدالعزیز کی خلافت میں عراق میں خوارج کی ایک جماعت نے بغاوت کی، میں اُس زمانے میں عبدالحمید بن عبدالرحمٰن بن زید عامل عراق کے ہمراہ عراق ہی میں تھا، جب اُن لوگوں کے معاملے کی اطلاع عمر تک پہنچی تو انھوں نے عبدالحمید کو فرمان لکھا کہ وہ اُن لوگوں کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرنے کی دعوت دیں، جب اچھی طرح دعوت دے چکے اور اثر نہ ہوا تو عمر نے لکھا کہ اُن سے جنگ کرو کیوں کہ اللہ نے، جس کے لیے تمام تعریفیں ہیں، اُن لوگوں کے لیے کوئی سند نہیں بنائی جس سے وہ ہم پر حجت کر سکیں۔

عبدالحمید نے اُن کی جانب ایک لشکر روانہ کیا جس کو خوارج نے شکست دے دی، عمر کو معلوم ہوا تو انھوں نے مسلمہ بن عبدالملک کو اہل شام کے ایک لشکر کے ساتھ اُن لوگوں کی جانب روانہ کیا اور عبدالحمید کو لکھا کہ تمھارے لشکر نے، ۲۶۴
جو بدکاروں کا لشکر ہے، جو کچھ کیا مجھے معلوم ہوا، میں نے مسلمہ بن عبدالملک کو تمھارے پاس بھیجا ہے، لہٰذا اُن کے اور اُن لوگوں کے درمیان راستہ صاف کر دو۔

مسلمہ نے شامی لشکر کے ہمراہ اُن لوگوں سے مقابلہ کیا، جنگ شروع ہی ہوئی تھی کہ اللہ نے اُن کو خوارج پر غالب کر دیا۔

عون بن عبداللہ بن عُتبہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے اپنی خلافت میں مجھے اُن خوارج کی جانب بھیجا جنھوں نے اُن کے خلاف بغاوت کی تھی، میں نے اُن لوگوں سے گفتگو کی کہ وہ کیا چیز ہے جس سے تم ناراض ہو، اُنھوں نے کہا کہ ہم صرف اس لیے ناراض ہیں کہ وہ اپنے اہل بیت پر جو اُن سے پہلے ہوئے ہیں لعنت نہیں کرتے، یہ اُن کی مداہنت (دینی بےحیائی) ہے، عمر اُن کے قتال سے باز رہے یہاں تک کہ ان لوگوں نے لوگوں کا مال لیا اور رہزنی کی، عبدالحمید نے اس کے متعلق لکھا تو عمر نے لکھا کہ جب اُن لوگوں نے مال لیے اور راستے کو خوفناک کر دیا تو اُن سے قتال کرو کیوں کہ وہ ناپاک ہیں۔

عون بن عبداللہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے لکھا کہ خوارج کو

کتاب وسنت پر عمل کرنے کی دعوت دی جائے۔

خازم بن حسین سے مروی ہے کہ میں نے خوارج کے بارے میں عمر بن عبد العزیز کا وہ فرمان پڑھا جو اُن کے عامل کے نام تھا کہ اگر اللہ تم کو اُن لوگوں پر فتح دے اور غالب کرے تو تم جو مال واسباب اُن کا پاؤ اُن کے مالکوں کو واپس کر دینا۔

منذر بن عبید سے مروی ہے کہ عبد الحمید بن عبد الرحمٰن بن زید کے نام عمر بن عبد العزیز کا فرمان آیا کہ جن خوارج کو گرفتار کرنا انھیں قید کر دینا یہاں تک کہ وہ لوگ راہ راست پر آجائیں، عمر بن عبد العزیز کا اس حالت میں انتقال ہوا کہ ان کی قید میں خوارج کی ایک جماعت تھی۔

کثیر بن زید سے مروی ہے کہ میں عمر بن عبد العزیز کی خلافت میں خناصرہ آیا، دیکھا کہ وہ مؤذنوں کو بیت المال سے تنخواہ دیتے تھے۔

منذر بن عبید سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبد العزیز کو اپنے مؤذن سے کہتے سنا کہ (تکبیر) اقامت جلدی کہا کرو اور اس میں ترجیع نہ کرو۔

سلیمان بن موسیٰ سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز جب خلیفہ تھے میں نے اُن کے مؤذن کو خناصرہ میں دیکھا کہ وہ اُن کے دروازے پر سلام کرتا تھا کہ "السلام علیک امیرالمومنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" وہ سلام ختم کرنے نہ پاتا تھا کہ عمر نماز کو نکل آتے تھے۔

ابی عبید مولائے سلیمان سے مروی ہے کہ میں نے خناصرہ میں مؤذن کو عمر کے دروازے پر کھڑے ہوئے دیکھا، وہ کہتا تھا کہ السلام علیک امیرالمومنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، نماز کو آئیے، نماز کو آئیے، نماز تیار ہے، اللہ آپ پر رحمت کرے، میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ مؤذن کو دوبارہ کہنے کی ضرورت پڑی ہو، اکثر ہم اُن کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہیں، مگر جب مؤذن نے "قد قامت الصلوٰۃ" کہا تو انھوں نے کہا کہ لوگو کھڑے ہو جاؤ۔

میں نے عمر بن عبد العزیز کو اُن کی خلافت میں قبلے کی طرف رخ کرنے والوں اور اُس کی تعظیم کرنے والوں کے حلقے میں دیکھا کہ مؤذن اذان کہتا تھا تو لوگ اپنے حلقوں سے کھڑے ہو جاتے تھے اور نماز کی اقامت کہی جاتی تو لوگ اقامت کے وقت کھڑے

ہوتے تھے، میں نے یہ مغرب میں دیکھا۔

مسلم بن زیاد مولائے ام حبیبہؓ زوجۂ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز کے اس اندیشے سے تیرہ مؤذن تھے کہ وہ لوگ اُن کے نکلنے سے پہلے اذان ختم نہ کر دیں، مسلم بن زیاد نے کہا کہ میں نے سوائے ایک مرتبہ کے اُن لوگوں کو مل کر اذان کہتے کبھی نہیں دیکھا، عمر اکثر پہلی اذان میں نکلتے تھے اور کبھی دوسری اذان میں اور کبھی تیسری اذان میں۔

عمرو بن المہاجر سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز کو کہتے سنا کہ کلمات اذان دو دو مرتبہ ہیں اور کلماتِ اقامت ایک ایک مرتبہ، میں نے سالم ابن عبداللہ اور ابو قلابہ کو عمر بن عبدالعزیز کے ساتھ اس حالت میں دیکھا ہے کہ اُن کی اذان دو دو مرتبہ اور اقامت ایک ایک مرتبہ ہوتی تھی، مگر یہ دونوں اُن سے اختلاف نہ کرتے تھے۔

عمر بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ وہ اپنے گھر میں تہ بند پہن کے غسل کرتے تھے۔

یزید بن ابی مالک سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز کو تانبے (کے برتن) سے تانبے (کے برتن) میں وضو کرتے دیکھا ہے، منذر بن عبید سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز کو دیکھا کہ وضو کر کے رومال سے اپنا منھ پونچھتے تھے۔

عمر بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ وہ شرمگاہ کے چھونے سے بھی وضو کرتے تھے۔

عمر بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ وہ اُس چیز کے کھانے سے بھی وضو کرتے تھے جس کو آگ نے چھوا ہے، یہاں تک کہ شکر سے بھی۔

زہری سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز گرم پانی سے وضو کرتے اور اُسے پیتے تھے، اس کی وجہ سے وضو نہ کرتے تھے۔

آزاد کردہ کنیز عمر بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز کو دیکھا کہ جب وہ پیچھے کی طرف جاتے تھے تو اپنا سر ڈھانک لیتے تھے۔

اسحاق بن یحییٰ سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبد العزیز کو اپنے بھائی سہیل بن عبد العزیز پر نمازِ جنازہ پڑھتے دیکھا، انھوں نے ہر تکبیر میں دونوں ہاتھ شانے تک اُٹھائے اور داہنی طرف آہستہ سے سلام پھیرا، میں نے انھیں جنازے کے آگے چلتے ہوئے دیکھا، اُس روز تابوت دونوں پایوں کے درمیان اُٹھائے ۲۷۶
ہوئے تھے۔

میں نے خناصرہ میں اُن کے پیچھے نماز پڑھی، پہلی تکبیر میں انھیں آواز کو بلند کرتے اور قراءت کرتے ہوئے سنا، صفِ اول کو الحمد للہ رب العالمین الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین کی آہستہ قراءت سنا رہے تھے، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہیں پڑھتے تھے، جب وہ واپس ہوئے تو میں نے (اسحاق نے) پوچھا کہ یا امیر المومنین کیا آپ بسم اللہ کو آہستہ پڑھتے ہیں، انھوں نے کہا کہ اگر میں آہستہ پڑھتا تو ضرور بلند آواز سے بھی پڑھتا۔

عمر بن عثمان بن ہانی سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبد العزیز کو جمعے کے دن خطبے میں اتنا جہر (بلند آوازی) کرتے دیکھا کہ اکثر اہلِ مسجد اُن کا خطبہ سن لیتے تھے حالاں کہ وہ چلّاتا نہ تھا۔

سعید بن عبد العزیز سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز نے والیِ دمشق عثمان ابن سعد کو لکھا کہ جب تم لوگوں کو نماز پڑھاؤ تو قراءت سناؤ اور خطبہ سناؤ تو اسے سمجھاؤ۔

عمرو بن المہاجر سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبد العزیز کو دیکھا کہ جمعے کے دن دو خطبے پڑھتے اور بیٹھ جاتے، دونوں کے درمیان قدرے سکوت کرتے، پہلا خطبہ پہلیں بیٹھ کر سناتے، ہاتھ میں عصا ہوتا جس کو وہ اپنی رانوں پر رکھ لیتے، لوگوں کا گمان تھا کہ وہ عصا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے، پہلے خطبے سے فارغ ہوکر قدرے سکوت کرتے، پھر کھڑے ہوکر اُسی عصا پر سہارا لگا کے دوسرا خطبہ پڑھتے، تھک جاتے تو اُس پر سہارا نہ لگاتے اور اُسے اُٹھائے رہتے، جب نماز شروع کرتے تو اُسے اپنے قریب رکھ دیتے۔

محمد بن المہاجر سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز جمعے کی نماز میں جب تشہد (التحیات) پڑھنے کے لیے بیٹھتے تو سلام پھیرنے تک عصا کو اپنی رانوں پر رکھے رہتے۔

عمرو بن المہاجر سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز کو دیکھا کہ جمعے کے دن جب وہ سلام پھیرتے تو عصا کو اپنے کان تک لے جاتے اور اسے زمین پر ٹیکتے نہ تھے، مکان سے لاتے تو اسے اٹھائے رہتے، خطبہ پڑھتے تو اس پر سہارا لگا لیتے، اور خطبہ پورا کر کے نماز شروع کرتے تو اسے اپنے پہلو میں رکھ دیتے تھے۔

عمر بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ وہ سرخ رنگ کی جانماز اور فرش پر نماز پڑھتے تھے۔

عمر بن عبدالعزیز سے جب وہ خلیفہ تھے، مروی ہے کہ شفق وہ سفیدی ہے جو سرخی کے بعد ہوتی ہے (اور اس کے بعد عشا کا وقت آتا ہے)۔

اسحاق بن یحییٰ سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز کو جو خناصرہ میں تھے دیکھا کہ شب عرفہ عصر کی نماز کے بعد واپس ہوئے اور اپنے مکان کو چلے گئے، مسجد میں نہیں بیٹھے، مغرب کے وقت باہر آئے، یوم الاضحیٰ کو جب آفتاب طلوع ہو گیا تو برآمد ہوئے اور خطبے میں تخفیف کی، عید الفطر میں انھوں نے اس کو زیادہ طویل کیا تھا، میں نے دیکھا کہ عید گاہ کی جانب پیادہ روانہ ہوئے۔ ۲۶۷

جعفر بن برقان سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے اپنی خلافت کے زمانے میں لکھا کہ تم لوگ جمعہ و عید کے لیے سوار ہو کر نہ جایا کرو۔

عمر بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ وہ یوم عرفہ (۹ رذی الحجہ) کی ظہر سے ایام تشریق (۹ر۱۰ر۱۱ر۱۲ر۱۳ رذی الحجہ) کے آخر دن کی نماز عصر تک تکبیر کہتے تھے۔

عبداللہ بن العلاء سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز کو ہر نماز کے بعد تکبیر "اللہ اکبر و للہ الحمد" تین بار کہتے سنا۔

عمر بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ وہ عید گاہ جانے سے پہلے کچھ کھا لیا کرتے تھے۔

عمرو بن عثمان سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز کو خناصرہ میں دیکھا کہ عید گاہ پیدل جاتے، منبر پر چڑھ کر ٹھیر ٹھیر کے سات تکبیریں کہتے، ایک مختصر سا خطبہ پڑھتے، دوبارہ پانچ تکبیریں کہتے، پھر پہلے سے بھی مختصر خطبہ پڑھتے، میں نے دیکھا کہ ان کے پاس عید گاہ میں مینڈھا لایا گیا، اس کو انھوں نے اپنے ہاتھ سے ذبح کیا اور

حکم دیا کہ تقسیم کر دیا جائے، اُس میں سے کچھ بھی اُن کے گھر نہیں گیا۔

عمرو بن عثمان بن ہانی سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبد العزیز کو بلند آواز سے تکبیر کہتے سنا کہ دوسرے سُن سکیں، پہلی رکعت میں سات تکبیروں کے بعد قراءت کرتے، دوسری میں پانچ تکبیریں اور قراءت، پہلی رکعت میں "ق والقرآن المجید" اور دوسری میں "اقتربت الساعۃ" پڑھتے، ہر دو تکبیر کے درمیان دعا کرتے، اللہ کی حمد اور اُس کی تکبیر کہتے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتے۔

عمرو بن عثمان بن ہانی سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبد العزیز کو دیکھا کہ عید میں جب منبر پر چڑھتے تو سلام کرتے۔

اسماعیل بن ابی حکیم سے مروی ہے کہ میں نے عید الفطر میں عمر بن عبد العزیز کو، جب وہ خلیفہ تھے، دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقف میں سے ہمارے لیے کھجوریں منگائیں اور کہا کہ عید گاہ جانے سے پہلے کھا لو، میں نے پوچھا کہ کیا اس معاملے میں کوئی چیز منقول ہے؟ انھوں نے کہا، ہاں مجھ سے ابراہیم ابن عبد اللہ بن قارظ نے ابو سعید الخدری سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن تاوقتیکہ کچھ کھا نہ لیتے (عید گاہ) نہ جاتے، یا کہا کہ آپ یہ حکم دیتے تھے کہ کوئی شخص (عید گاہ) نہ جائے تاوقتیکہ کھا نہ لے۔

عمرو بن عثمان بن ہانی سے مروی ہے کہ خناصرہ میں عمر بن عبد العزیز نے جب
۲۶۸ وہ خلیفہ تھے عید الفطر سے ایک روز پہلے خطبہ پڑھا، جمعے کا دن تھا، انھوں نے صدقے کا ذکر کیا اور اُس پر لوگوں کو اُبھارا، کہا کہ ہر انسان پر ایک صاع کھجور اور دو مُد گیہوں کا دینا ضروری ہے، جس کا صدقہ نہیں اُس کی نماز بھی نہیں، عید الفطر کے روز انھوں نے اُسے تقسیم کیا، انھیں آٹے اور ستو کے دو دو مُد دیے جاتے تھے اور وہ اُسے قبول کر لیتے تھے۔

یزید بن ابی مالک سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز اپنی خلافت میں افطار میں سب سے زیادہ عجلت اور سحری میں تاخیر کو پسند کرتے، البتہ فجر میں شک ہوتا تو کھانے پینے سے باز رہتے۔

عمر بن عبد العزیز سے مروی ہے کہ انھوں نے جب دیکھا کہ لوگ بغیر علم کے

قسامۃ پر قسم کھاتے ہیں تو انھوں نے اُن سے قسم لی اور قتل کو معاف کر کے دیت (خوں بہا) کر دیا، (قسامۃ) یہ ہے کہ کسی محلے میں مقتول کی لاش پائی جائے اور قاتل کا پتا نہ لگے تو مقتول کے وارث کے انتخاب پر محلے کے پچاس آدمیوں کو یہ قسم دی جائے گی کہ نہ ہم نے قتل کیا اور نہ ہمیں قاتل کا علم ہے، اس کے بعد خوں بہا تمام اہل محلہ سے وصول کر کے مقتول کے ورثا کو دے دیا جائے گا)۔

ایوب سے مروی ہے کہ ایک شخص بصرے میں قتل کیا گیا، سلیمان بن عبد الملک نے لکھا کہ پچاس آدمیوں کو قسم دو، اگر وہ قسم کھائیں تو اُس کے بدلے قاتل کو قتل کر دو، مگر اُن لوگوں نے نہ تو قسم دی اور نہ اُس کو قتل کیا یہاں تک کہ سلیمان کی وفات ہو گئی اور عمر بن عبد العزیز خلیفہ ہوئے، اس کے بارے میں عمر بن عبد العزیز کو لکھا گیا تو انھوں نے لکھا کہ اگر دو عدل والے اشخاص اُس کے قتل پر گواہی دیں تو قاتل کو قصاص میں قتل کر دو، ورنہ قسامۃ کی وجہ سے اُسے قتل نہ کرو۔

عثمان البتّی سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز کی خلافت کے زمانے میں ہمارے پاس اُن کا فرمان آیا کہ جو شخص قسامۃ میں قسم کھائے اُسے اُنیس تازیانے کی سزا دی جائے۔

ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز نے اپنی خلافت میں مجھے لکھا کہ علامات حرم کو از سرِ نو تعمیر کروں۔

عبد الرحمٰن بن یزید بن عقیلہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز نے ابو بکر بن حزم کو جن کو انھوں نے عامل حج بنایا تھا لکھا کہ تمھارے عمل کی ابتدا یوم الترویہ (۸؍ذی الحجہ) سے ایک دن پہلے ہوتی ہے کہ تم لوگوں کو نماز ظہر پڑھاؤ اور تمھارے عمل کا آخری وقت یہ ہے کہ منیٰ کے آخری دن (۱۳؍ذی الحجہ) آفتاب غروب ہو جائے، محمد بن عمر نے کہا کہ ہمارے نزدیک بھی یہی امر ہے۔

عبد العزیز بن ابی رَوّاد سے مروی ہے کہ ہمارے پاس سنہ ھ میں مکے میں عمر بن عبد العزیز کا فرمان آیا جس میں انھوں نے مکے کے مکانات کے کرایے سے اور منیٰ میں عمارت بنانے سے منع کیا تھا۔

اسماعیل بن امیہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز مکے کے مکانات کے

کرایہ سے منع کرتے تھے۔

عمرو بن عثمان سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبد العزیز کو کہتے سنا کہ منصّف (انگور کا وہ عرق جس کو پکا کر نصف کر لیا جائے) شراب ہے۔

۲۶۹ ہارون بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے خناصرہ میں عمر ابن عبد العزیز کو دیکھا کہ شراب کی مشکوں کے پھاڑ ڈالنے اور شیشوں کے توڑ ڈالنے کا حکم دیتے تھے۔

سعید بن عبد العزیز سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز نے اپنی خلافت میں لکھا کہ ذمی مسلمانوں کے شہروں میں شراب نہ لائیں، وہ لوگ نہیں لاتے تھے۔

عبد المجید بن سہیل سے مروی ہے کہ میں عمر بن عبد العزیز کی خلافت میں خناصرہ آیا، ایک مکان میں شرابیوں اور کمینوں کی ایک جماعت تھی، میں نے کوتوال سے بیان کیا اور کہا کہ وہ لوگ شراب پر جمع ہیں، ضرور وہ (شراب کی) دکان ہے، شحنہ نے کہا کہ میں نے عمر بن عبد العزیز سے بیان کیا تھا، انھوں نے کہا کہ جو لوگ مکانوں میں پوشیدہ ہیں انھیں چھوڑ دو۔

عبادہ بن نسئی سے مروی ہے کہ میں عمر بن عبد العزیز کے پاس حاضر ہوا، ایک شخص کو شراب پینے کی سزا دے رہے تھے، انھوں نے اس کے کپڑے اتار کے اسّی تازیانے مارے، میں نے دیکھا کہ بعض تازیانوں نے کھال پھاڑ دی اور بعض نے کھال نہیں پھاڑی، اس سے کہا کہ اگر تو دوبارہ پیے گا تو تجھے ماروں گا اور تا وقتیکہ تو نیک نہ بن جائے تجھے قید میں رکھوں گا، اس نے کہا، یا امیر المومنین، میں اس بارے میں دوبارہ پینے سے اللہ سے توبہ کرتا ہوں، عمر نے اسے چھوڑ دیا۔

محمد بن قیس سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز نے اپنی خلافت میں والی مصر کو لکھا کہ تم کسی سزا میں تیس تازیانے سے تجاوز نہ کرنا سوائے اس کے کہ وہ حد ہو (حد وہ سزا ہے جو قرآن مجید نے معین کر دی ہے، یہ اسّی اور سو تازیانے ہیں)۔

صخر المدلجی سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز کے پاس ان کی خلافت میں ایک ایسے شخص کو لایا گیا جس نے چوپایے سے بدکاری کی تھی، انھوں نے اسے حد نہیں لگائی بلکہ حد سے کم مارا۔

ابوسلمہ بن عبید اللہ سے مروی ہے کہ ختنا صرہ میں عمر بن عبد العزیز کو ایک ایسی جماعت میں لایا گیا جنھوں نے ایک ہی طُہر میں ایک باندی سے صحبت کی تھی (دو حیضوں کے درمیان جو زمانہ گزرتا ہے وہ طُہر کہلاتا ہے)، انھوں نے اُن لوگوں کو دردناک سزا دی، اور اُس کے بچے کے لیے قیافہ شناسوں کو بلایا۔

عمر بن عبد العزیز سے مروی ہے کہ جب شفعہ واقع ہو جائے اور حدیں مقرر کر دی جائیں اور راستے پھیر دیے جائیں تو پھر شفعہ نہیں۔

زہری سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز نے اپنی خلافت میں عبد الحمید کو لکھا کہ قرب کی وجہ سے (شفعہ کا) حکم نہ دیں۔

عمر بن عبد العزیز سے مروی ہے کہ انھوں نے ذمی کی موافقت میں شفعہ کا فیصلہ کیا۔

اسماعیل بن ابی حکیم سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبد العزیز کو اُن کی خلافت میں دیکھا کہ شفعہ کے بارے میں غائب کو یہ حلف دیتے تھے کہ تم کو (اس مکان کا فروخت ہونا) نہیں معلوم ہوا، اگر وہ خاموش رہا (تو خیر) ورا گر اُس نے قسم کھالی تو اسے حق شفعہ ۲۷۰
دیتے تھے۔

عبد الرحمٰن بن محمد بن ابی بکرؓ نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ انھوں نے عمر بن عبد العزیز کو جب وہ خلیفہ تھے ایک تحریر لکھی جس میں خطرہ کے مقدمات تھے، اُس پر مہر لگا دی، اُن کا ساتھی اُسے لے گیا، اُس پر کوئی گواہ نہ تھا، مگر عمر بن عبد العزیز نے اُسے جائز رکھا۔

اسماء بن ابی حکیم سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز صبح کے وقت تلاوت قرآن بہت کم ترک کرتے اور زیادہ دیر تک نہ کرتے۔

جویریہ ابن اسماء سے مروی ہے کہ عمر نے کہا اے مزاحم میرے قرآن کے لیے ایک رحل لاؤ، وہ اُن کے پاس رحل لائے، جس سے خوش ہو کر پوچھا کہ تمھیں یہ کہاں سے ملا، انھوں نے کہا، یا امیر المومنین، میں خزانے میں گیا، وہاں یہ لکڑی پائی جس سے میں نے رحل بنوائی، انھوں نے کہا کہ جاؤ اور بازار میں اُس کی قیمت معلوم کرو، وہ گئے تو لوگوں نے اُس کی قیمت نصف دینار لگائی، عمر کے پاس آکر اطلاع دی، انھوں نے کہا کہ تمھاری رائے میں اگر ہم بیت المال میں ایک دینار رکھ دیں تو اس سے بری ہو جائیں گے،

اُنھوں نے کہا کہ لوگوں نے تو اُس کی قیمت نصف دینار لگائی ہے، حکم دیا کہ بیت المال میں دو دینار رکھ دو۔

جویریہ ابن اسماء سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے اپنے کاتب کو اس بات پر معزول کر دیا کہ اُس نے (بسم اللہ) کا م لکھا اور سین نہیں بنائی۔

مغیرہ بن حکیم سے مروی ہے کہ مجھ سے فاطمہ بنت عبدالملک زوجۂ عمر ابن عبدالعزیز نے کہا کہ اے مغیرہ، میری رائے میں ایسے لوگ بھی ہوں گے جو عمر سے زیادہ نمازی و روزہ دار ہوں مگر یہ کہ میں نے کوئی ایسا شخص دیکھا ہو جو عمر سے زیادہ اپنے رب سے ڈرتا ہو تو ایسا کوئی نظر نہیں آیا، جب وہ دن کی آخری نماز (یعنی) عشا پڑھتے تھے تو اپنے آپ کو نماز کی جگہ ڈال کے دعا کرتے اور روتے، یہاں تک کہ نیند اُن پر غالب آجاتی، بیدار ہو کے پھر دعا کرتے اور روتے یہاں تک کہ نیند غالب آجاتی، صبح تک وہ اُسی حالت میں رہتے تھے۔

ابن علاقہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز کے چند مصاحب تھے جو اُن کے پاس حاضر رہتے اور مشورے دیتے، عمر اُن کی سنتے تھے، ایک روز وہ لوگ حاضر ہوئے، مگر خلیفہ نے صبح کو برآمد ہونے میں دیر کر دی، اُن لوگوں نے آپس میں کہا کہ معلوم ہوتا ہے آج امیرالمومنین کچھ خفا ہیں، یہ بات مزاحم نے سنی تو اندر گئے کسی سے کہہ کے اُنھیں بیدار کرایا اور مصاحبین کی گفتگو سے آگاہ کیا، عمر نے ان لوگوں کو باریابی کی اجازت دی، جب وہ لوگ اُن کے پاس آئے تو اُنھوں نے کہا کہ میں نے آج شب کو چنا اور مسور کھالیا، اس نے میرے نفخ کیا، بعض مصاحبین نے کہا کہ یا امیرالمومنین، اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے "فکلوا من طیبات ما رزقناکم" (ہم نے جو پاکیزہ رزق تمھیں دیا ہے اُس میں سے کھاؤ) عمر نے کہا کہ افسوس ہے، تم آیت کو اُس کے راستے کے خلاف لے گئے، اس کی مراد تو صرف طیب الکسب (پاک کمائی ہے) نہ کہ طیب الطعام (پاکیزہ و عمدہ کھانا)۔

محمد بن ابی سدرہ سے جو بوڑھے آدمی تھے مروی ہے کہ میں ایک رات کو عمر ۴۷۱
ابن عبدالعزیز کے پاس گیا، پیٹ (کے درد) سے وہ تڑپ رہے تھے، عرض کی یا امیرالمومنین آپ کو کیا ہوا؟ اُنھوں نے کہا کہ میں نے مسور کھائی تھی، بس اُسی سے تکلیف ہوگئی، پھر کہا کہ

میرا پیٹ، میرا پیٹ تو گناہوں میں آلودہ ہے۔ ابن ابی سدرہ نے کہا کہ جب موذن اقامت شروع کرتا تو عمر بن عبد العزیز لوگوں کو قبلہ رخ ہو جانے کا حکم دیتے تھے۔

میمون بن مہران سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز علما کے معلم تھے۔

عبد العزیز بن عمر سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز آخری نماز عشا کے بعد وتر سے پہلے باتیں کرتے تھے مگر جب وتر پڑھتے تھے تو پھر کسی سے بات نہیں کرتے تھے۔

ریاح بن عبیدہ سے مروی ہے کہ میں خزانوں سے مشک نکالتا تھا، جب وہ عمر کے سامنے رکھی جاتی تو وہ اس کی خوشبو محسوس ہونے کے اندیشے سے اپنی ناک بند کر لیتے تھے، مصاحبین میں سے ایک شخص نے کہا، یا امیر المومنین اگر آپ اس کی خوشبو محسوس کریں تو کوئی نقصان نہیں، عمر نے کہا کہ سوائے اس کی خوشبو کے کیا اور بھی کچھ اس سے حاصل کیا جاتا ہے۔

مالک بن انس سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز نے کہا کہ میں قاضی (حکم دینے والا) نہیں ہوں، میں مُنَفِّذ (حکم الٰہی کا نافذ کرنے والا) ہوں، میں تم میں سے کسی سے بہتر نہیں ہوں، البتہ تم سب سے زیادہ گراں بار ہوں، میرا خیال ہے کہ انھوں نے یہ بھی کہا کہ میں مبتدع (اپنی طرف سے کوئی نیا کام کرنے والا) نہیں ہوں بلکہ متبع (پیروی کرنے والا) ہوں۔

اسامہ بن زید سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز نے قاضی ابوبکر بن حزم سے کہا کہ میں نے کسی امر کو اپنے نزدیک اس حق سے زیادہ لذیذ نہیں پایا جو خواہش کے موافق ہو۔

نُعیم بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز نے کہا کہ میں فخر کے اندیشے سے بہت سا کلام ترک کر دیتا ہوں۔

عبد اللہ بن ابی ہلال سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز نے قیدیوں کے بارے میں لکھا کہ کسی کے ایسی بیڑی نہ ڈالی جائے جو نماز پوری کرنے سے روکے۔

ابو سعید مولائے ثقیف سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز کا سب سے پہلا فرمان، جس کو قاضی عبد الحمید نے پڑھا وہ تھا جس میں ایک سطر یہ تھی کہ اما بعد انسان کی بقا شیطان کے وسوسے اور سلطان کے ظلم کے بعد نہیں ہے، لہذا میرا

یہ فرمان جب تمھارے پاس پہنچے تو تم ہر حقدار کو اُس کا حق دے دینا، والسلام۔

۲۰۳ عمرو بن قیس سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز نے اُن کو صائفہ (جہاد موسم گرما) پر بھیجا اور کہا کہ اے عمرو تم سب سے آگے نہ ہونا کہ قتل کر دیے جاؤ تو تمھارے ساتھی بھاگ جائیں، اور نہ سب کے آخر میں ہونا کہ لوگوں کو بد دل و بزدل کر دو، تم وسط میں رہنا جہاں سے لوگ تمھارا ہونا دیکھیں اور تمھاری بات سنیں، جن مسلمانوں اور اُن کے غلاموں اور ذمیوں پر تمھیں موقع ملے اُن کا فدیہ ادا کرنا۔

خالد الحذاء سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز بجھو نے یا شمعیں جو رفاہ عام کے لیے ہوتیں ذاتی اغراض یا اپنے اعزہ کے لیے نہ استعمال کرتے، خاص کھانے سے بھی پرہیز کرتے، کہا گیا کہ اگر آپ کھانے سے اپنا ہاتھ روکیں گے تو اور لوگ بھی ہاتھ روک لیں گے، انھوں نے حکم دیا کہ تین یا چار درہم بیت المال میں شامل کر دیا جائے، پھر شریک طعام ہو گئے۔

یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ عبد الحمید بن عبد الرحمٰن نے عمر بن عبد العزیز کو لکھا کہ مجھ سے ایک شخص کی شکایت کی گئی ہے کہ آپ کو گالی دیتا ہے میں نے گردن مارنے کے ارادے سے اُسے قید کر دیا ہے، اب جو حکم ہو اُس سے آگاہ فرمائیے، عمر نے لکھا اگر تم اُس کو قتل کر دیتے تو میں تم سے اُس کا قصاص ضرور لیتا، کوئی شخص کسی کو گالی دینے سے قتل نہیں کیا جا سکتا، سوائے اس کے کہ وہ (معاذ اللہ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے، اگر تم چاہو تو اُس شخص کو بھی گالی دو ورنہ رہا کر دو۔

مزاحم بن زفر سے مروی ہے کہ میں اہل کوفہ کے ایک وفد کے ہمراہ عمر ابن عبد العزیز کے پاس آیا، وہ ہم لوگوں سے شہر کی، ہمارے امیر اور قاضی کو پوچھنے لگے پھر کہا کہ پانچ خصلتیں ہیں کہ اگر قاضی میں ان میں سے ایک بھی کم ہو تو وہ ناقص ہوگا، اُس کا فہیم ہونا، حلیم ہونا، عفیف و پارسا ہونا، سخت ہونا، اور اُس کا عالم ہونا کہ جو نہ جانتا ہو وہ اس سے دریافت کر لے۔

عمر بن عبد العزیز سے مروی ہے کہ قاضی کے لیے اُس وقت تک قاضی ہونا مناسب نہیں جب تک کہ اُس میں پانچ خصلتیں نہ ہوں: عفیف و پارسا ہو، حلیم و بردبار ہو، جو کچھ اس سے پہلے ہو چکا ہے اُسے جانتا ہو، ذی رائے لوگوں سے

مشورہ لیتا ہو، لوگوں کی ملامت کی پروا نہ کرتا ہو۔

یحییٰ بن فلان سے مروی ہے کہ محمد بن کعب القرظی، عمر بن عبدالعزیز کے پاس آئے، عمر اچھے جسم کے تھے، وہ انھیں دیکھنے میں اتنا محو ہو گئے کہ پلک تک نہ جھپکاتے تھے، عمر نے کہا کہ اے ابن کعب میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تم مجھے اس طرح کیوں دیکھ رہے ہو جس طرح کہ پہلے کبھی نہیں دیکھتے تھے، عرض کی یا امیر المومنین، میں نے جب آپ کو دیکھا تھا تو اچھے تن و توش کا پایا تھا، اب دیکھتا ہوں کہ رنگ زرد پڑ گیا ہے، جسم لاغر ہو گیا ہے اور بال گر گئے ہیں، انھوں نے کہا کہ اے ابن کعب، اُس وقت تم پر کیا گزرے گی کہ مرنے کے تین دن بعد مجھے قبر میں اس حالت میں ۲۷۳ دیکھو کہ آنکھوں کے ڈھیلے رخساروں پر نکل پڑے ہوں اور نتھنوں اور منھ سے پیپ جاری ہو، کیڑے پڑے ہوں، اس حالت میں تو تم سب سے زیادہ مجھ سے نفرت کرو گے۔

محمد بن کعب القرظی سے مروی ہے کہ میں عمر بن عبدالعزیز کی خلافت میں اُن کے پاس آیا اور بہت غور سے انھیں دیکھنے لگا، انھوں نے کہا کہ اے ابن کعب تم تو میری طرف ایسی نظر کر رہے ہو جیسی مدینے میں کبھی نہیں کرتے تھے، میں نے کہا، یا امیر المومنین، بیشک، مجھے اس سے تعجب ہو رہا ہے کہ آپ کا جسم لاغر ہو گیا، بال دراز ہو گئے اور رنگ بدل گیا، عمر نے کہا کہ اس وقت کیا ہو گا جب تین (۳ سال) کے بعد تم مجھے اس حالت میں قبر میں دیکھو گے کہ نتھنوں سے کیڑے نکلتے ہوں گے، اور آنکھوں کے ڈھیلے رخساروں پر بہتے ہوں گے، اُس وقت تو تم سب سے زیادہ مجھ سے نفرت کرو گے، پھر انھوں نے کہا کہ وہ حدیث جو تم نے بروایت ابن عباس مجھ سے بیان کی تھی دوبارہ سناؤ، میں نے کہا کہ ہم سے عبداللہ بن عباس نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر شے کے لیے شرف ہوتا ہے اور سب سے زیادہ شریف وہ مجلس ہے جس کا رخ قبلے کی طرف کیا جائے، تم لوگ صرف امانت کے ساتھ ہمنشینی کرو، سونے والوں کا قصد نہ کرو، نہ باتیں کرنے والوں کا، اور نہ دیواروں کو چھپاؤ، سانپ بچھو کو نماز میں بھی قتل کر ڈالو۔

وُہیب بن الورد سے مروی ہے کہ ہمیں معلوم ہوا کہ محمد بن کعب القرظی

عمر بن عبدالعزیز کے پاس گئے، عمر نے دیکھا کہ وہ انھیں گھور رہے ہیں، کہا کہ اے ابن کعب میں تم کو اپنی طرف ایسی تیز نظر کرتے دیکھتا ہوں جیسی پہلے کرتے نہ دیکھا تھا، محمد نے کہا کہ امیر المومنین، آپ کے حال پر بہت ہی تعجب ہے جو ہمارے بعد بدل گیا۔

عمر نے کہا کہ کیا تم نے یہ محسوس کیا، محمد بن کعب نے کہا کہ حالت اس سے بھی بڑھی ہوئی ہے، سوائے اس کے کہ یہ آپ ہی کی طرف سے ظاہر ہو، عمر نے کہا کہ اے ابن کعب پھر کیا ہوگا اگر تم تین (سال) کے بعد مجھے اس حالت میں دیکھو کہ قبر میں آنکھوں کے ڈھیلے نکل آئے ہوں اور رخساروں پر بہتے ہوں، اور دونوں ہونٹ دانتوں سے جدا ہو کر سکڑ گئے ہوں، منہ کھل گیا ہو، پیٹ پھول کر سینے سے اونچا ہو گیا ہو اور آنتیں سرین سے باہر آ گئی ہوں۔

محمد بن کعب نے کہا کہ اے اللہ کے بندے، اگر خود آپ کو اس امر کا الہام ہوا ہے تو غور کیجیے، اللہ کے بندوں کو اپنے نزدیک تین مراتب دیجیے، جو آپ سے بڑے ہوں انھیں ایسے مرتبے میں رکھیے کہ گویا وہ آپ کے باپ ہیں، جو ہم عمر ہوں انھیں ایسے مرتبے میں رکھیے کہ گویا وہ آپ کے بھائی ہیں، اور جو آپ سے چھوٹے ہوں تو انھیں ایسا درجہ دیجیے کہ گویا وہ آپ کے فرزند ہیں، پھر ان تینوں میں سے ایسا کون ہے جس کے ساتھ آپ بدی کرنا پسند کریں، یا وہ آپ کی ایسی حالت دیکھ سکے جو اسے ناگوار ہو۔

عمر نے کہا کہ اے عبداللہ (اللہ کے بندے) میں ان میں سے کسی ایک کے ساتھ بھی (بدی کرنا پسند نہ کروں گا)۔

یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ جس نے اپنے دین کو مقدمات کا نشانہ بنا دیا تو وہ بہت بھٹکتا پھرے گا۔

۲۷۴ میمون بن مہران سے مروی ہے کہ میں ایک رات کی صحبت میں عمر بن عبدالعزیز کے ساتھ تھا، انھوں نے باتیں کیں اور نصیحت کی، وہ ایک شخص کو تاڑ گئے جس نے آنسو بہائے تھے اور خاموش ہو گئے، عرض کی، یا امیر المومنین، اپنا کلام جاری رکھیے، شاید اللہ آپ کے سبب سے اس شخص کو نفع دے جس کو

وہ پہنچے اور وہ اُسے سُنے، اُنھوں نے کہا کہ اے میمون کلام فتنہ ہے، انسان کے لیے عمل، قول سے زیادہ بہتر ہے۔

میمون بن مہران سے مروی ہے کہ ایک شب میں عمر بن عبدالعزیز کی مجلس شبینہ میں تھا، میں نے کہا، یا امیر المؤمنین، اس حالت پر جس پر میں آپ کو دیکھتا ہوں آپ کا رہنا نہیں ہوسکتا، آپ دن کو لوگوں کی ضروریات اور اُن کے کاموں میں مشغول ہوتے ہیں اور اس وقت ہمارے ساتھ ہیں، اللہ ہی زیادہ جانتا ہے جس پر آپ اعتماد کرتے ہیں، اُنھوں نے میری بات کو ٹال دیا اور کہا، اے میمون، لوگوں کی ملاقات کو میں نے اُن کی عقل شناسی کا ذریعہ پایا۔

سلام سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز منبر پر چڑھے اور کہا کہ اے لوگو، اللہ سے ڈرو، اللہ کے خوف ہی میں اُس کے ماسوا کا بدل ہے، اور اللہ کے خوف کا کوئی بدل نہیں، لوگو، اللہ سے ڈرو، اُس کی اطاعت کرو جو اللہ کی اطاعت کرے اور اُس کی اطاعت نہ کرو جو اللہ کی نافرمانی کرے۔

عمر بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ جو شخص بغیر علم کے کوئی عمل کرے گا اُس سے بجائے اصلاح کے فساد زیادہ سرزد ہوگا، جس نے اپنے کلام اور عمل میں موافقت نہ کی اُس کی غلطیاں بہت ہوں گی اور پسندیدہ باتیں کم، مومن کی جائے پناہ صبر ہے۔

یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ آج میرے لیے تمام اموریں کوئی مرضی کے موافق بات نہیں ہوئی سوائے اُن مواقع کے جن میں اللہ کا فیصلہ (جاری) ہوا۔

محمد بن عمر سے مروی ہے کہ عنبسہ بن سعید نے عمر بن عبدالعزیز سے کہا کہ آپ سے پہلے کے خلفاء ہم لوگوں کو انعامات دیا کرتے تھے، میں آپ کو دیکھتا ہوں کہ اس مال کو خود اپنے اور اپنے اعزہ سے روک دیا ہے، ہم لوگوں کے عیال ہیں، لہٰذا اجازت دیجیے کہ ہم اپنی جائداد اور نالابوں کی طرف رجوع کریں، اُنھوں نے کہا کہ بیشک مجھے تم میں سب سے زیادہ پسند وہ ہے جو یہ کرے، جب اُنھوں نے پشت پھیری تو عمر نے پکارا اور کہا کہ اے عنبسہ موت کو کثرت سے یاد کرو، کیوں کہ تم جب

اپنی زندگی اور حالت کی تنگی میں ہوگے اور موت کو یاد کروگے تو یہی حالت تمھیں فراخی معلوم ہوگی، تم جب کسی سرور و خوش حالی میں ہو اور موت کو یاد کرو تو یہ حال تم پر تنگ ہو جائے گا۔

محمد بن زبیر الحنظلی سے مروی ہے کہ غالباً میں رات کو عمر بن عبدالعزیز کے پاس
۲۷۵ گیا، روٹی کے ٹکڑے اور روغن زیتون کھا رہے تھے، انھوں نے کہا کہ قریب آکے تم بھی کھاؤ، میں نے کہا کہ جیسے سردی لگی ہو اس کا کھانا برا ہے، پھر انھوں نے یہ شعر سنائے :۔

اذا ما مات میت من تمیم — وسرک ان یعیش فجئ بزاد

جب قبیلہ تمیم میں سے کوئی مر جائے۔ — اور تمھیں پسند ہو کہ وہ جی اٹھے تو توشہ لاؤ۔

بخبز او بلحم او بتمر — او الشیئ الملفف فی البجاد

روٹی یا گوشت یا کھجور لاؤ۔ — یا ایسی چیز جو لپیٹی ہوئی ہو۔

اور انھوں نے ایک تیسرا شعر بھی پڑھا جس کا قافیہ یہ تھا ؎

لیاکل راس لقمان بن عاد (تاکہ لقمان بن عاد کا سر کھا سکے)۔

عرض کی، امیرالمومنین، میں نہیں خیال کرتا تھا کہ یہ شعر بھی اس میں ہے، انھوں نے کہا کہ بیشک وہ اسی میں ہے۔

عبیداللہ نے کہا کہ اس مصرع کا شروع یہ ہے :۔

تراہ ینقل البطحاء شہرا — لیاکل راس لقمان بن عاد

تم اسے اس حالت میں دیکھو گے کہ مہینہ بھر سنگریزے ادھر سے ادھر اٹھا اٹھا کے رکھتا رہے گا کہ ملے تو لقمان بن عاد کا سر کھالے۔

عبیداللہ بن محمد التیمی سے مروی ہے کہ میں نے اپنے والد وغیرہ کو بیان کرتے سنا کہ جب عمر بن عبدالعزیز خلیفہ ہوئے تو ان کے قرابتداروں کو جو وظائف ملتے تھے وہ انھوں نے بند کر دیے اور ان سے وہ جاگیریں بھی لے لیں جو ان کے قبضے میں تھیں۔

لوگوں نے ان کی پھوپھی ام عمر سے شکایت کی، وہ ان کے پاس گئیں اور کہا کہ تمھارے قرابتدار شکایت کرتے ہیں کہ تم نے ان سے وہ چیز لے لی جو تمھارے سوا دوسروں کی دی ہوئی تھی، انھوں نے کہا کہ میں نے ان کا کوئی حق یا کوئی ایسی چیز

جو اُن کی ہو بند نہیں کی اور نہ میں نے اُن سے کوئی حق یا کوئی شے جو اُن کی تھی لی۔

ام عمر نے کہا کہ میں اُن لوگوں کو اعتراض کرتے ہوئے دیکھتی ہوں مجھے اندیشہ ہے کہ کسی سخت دن وہ لوگ تم پر ٹوٹ پڑیں گے، انھوں نے کہا کہ سوائے روز قیامت کے میں کسی دن سے نہیں ڈرتا، اس (روز قیامت) کے شر سے اللہ مجھے بچائے۔

اُنھوں نے ایک دینار، ایک ٹکڑا لوہا اور ایک انگیٹھی منگائی، دینار کو آگ میں ڈال دیا اور پھونکنے لگے، جب سرخ ہو گیا تو اُسے کسی چیز سے لے کے نیچے ڈال دیا، کچھ آواز آنے لگی اور دھواں اُٹھنے لگا، اُنھوں نے کہا کہ اے پھوپھی آپ کو اس قسم کی تکلیف سے اپنے بھتیجے پر رحم نہیں آتا۔

ام عمر اُٹھ کر قرابت داروں کے پاس گئیں اور کہا کہ تزوّجون الی عمر فاذا نزعوا الشبه جزعتم اصبروا له (عمر بن الخطاب کے خاندان میں نکاح کرتے ہو، اولاد میں جب اُن کی شباہت ظاہر ہوتی ہے تو جزع و فزع کرتے ہو، اب اس پر صبر کرو)۔

عبید اللہ بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن عبد العزیز سے کہا گیا کہ آپ نے ہر چیز بدل دی، یہاں تک کہ اپنی رفتار بھی، انھوں نے کہا کہ واللہ جیسی رفتار میری تھی میں تو اُس کو جنون سمجھتا ہوں، وہ جب چلتے تھے تو ہاتھ اٹھاتے اور چھوڑتے تھے۔

عمر بن مجاشع سے مروی ہے کہ ایک روز عمر بن عبد العزیز مسجد کی طرف چلے، ہاتھ اُٹھا کر چھوڑنے لگے، پھر رک گئے اور رونے لگے، لوگوں نے کہا، امیر المؤمنین، آپ کو کس چیز نے رلایا، انھوں نے کہا کہ میں نے اپنے ہاتھ کو جنبش دی، پھر مجھ کو اندیشہ ہوا کہ آخرت میں اللہ اس میں ہتھکڑی نہ ڈال دے۔

جعفر بن برقان سے مروی ہے کہ ایک شخص عمر بن عبد العزیز کے پاس آیا اور خیالات و عقائد کے متعلق کچھ دریافت کیا، اُنھوں نے کہا کہ اعرابی کا اور اُس بچے کا طریقہ اختیار کرو جو مکتب میں ہوتا ہے، اس کے سوا جو ہو اُس کو چھوڑ دو۔

۳۸۹ عمرو بن میمون سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز کے یہاں علما شل شاگردوں کے تھے۔

سفیان سے مروی ہے کہ ایک شخص نے عمر بن عبد العزیز کی غیبت کی، کہا گیا کہ تجھے اُن کے سامنے کہنے سے کون روکتا ہے، اُس نے کہا کہ متقی کے منہ میں لگام دی ہوئی ہے۔

ابی مجلز سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز نے نوروز و مہرجان میں (جو مشرکین کی عید کے دن ہیں) اپنے پاس کوئی تحفہ لانے سے منع کیا۔

ربیعۃ الشعوذی سے مروی ہے کہ میں عمر بن عبد العزیز کے پاس جانے کے لیے ڈاک کے گھوڑے پر سوار ہوا مگر وہ ملک شام کے کسی مقام پر رک گیا میں ایک سواری بیگار لے کر اُن کے پاس آیا، وہ خناصرہ میں تھے، پوچھا کہ مسلمانوں کے پر کیا ہوئے، میں نے کہا، امیر المومنین، مسلمانوں کے پر کیا، کہا ڈاک، میں نے کہا کہ وہ فلاں جگہ ختم ہو گئی، انھوں نے کہا کہ پھر تم کیسے ہمارے پاس آئے، میں نے کہا کہ بیگار کی سواری پر جو نبطیوں سے لی تھی، انھوں نے کہا کہ میری سلطنت میں بھی تم لوگ بیگار لیتے ہو، پھر انھوں نے حکم دیا تو مجھے چالیس تازیانے مارے گئے، اللہ اُن پر رحمت کرے۔

ابو العلاء تاجر چوب سے مروی ہے کہ جس وقت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کا فرمان کوفے کی مسجد میں لوگوں کو پڑھ کر سنایا گیا تو میں بھی موجود تھا، لکھا تھا کہ جس کے ذمے امانت ہو اور وہ ادا کرنے پر قادر نہ ہو تو اُس کو اللہ کے مال میں سے دے دو، کوئی شخص عورت سے نکاح کرے اور مہر دینے سے قاصر ہو تو اُس کو بھی اللہ کے مال (بیت المال) میں سے دے دو، نبیذ (زلال کشمش وخرما) حلال ہے، لہٰذا جو مشک میں ہو اُس کو پیو، سب لوگوں نے پیا، ابو العلاء نے کہا کہ پھر تو یہ ہو گیا کہ جب کوئی شادی ہوتی تو لوگ اتنی بڑی مشک بنا لیتے کہ اُس میں دس مٹکے سما جائیں۔

یونس بن عبد اللہ التمیمی الیربوعی سے مروی ہے کہ عبد الحمید بن عبد الرحمٰن نے عمر بن عبد العزیز کو لکھا کہ یہاں ایک ہزار بھیڑیں ہیں جو حجاج کی تھیں یا حجاج کے پاس تھیں، عمر نے لکھا کہ انھیں فروخت کر کے قیمت اہل کوفہ میں تقسیم کر دو، عبد الحمید نے لوگوں سے کہا کہ لکھو، انھوں نے بد نظمی کی اور غلط لکھا، عمر کو اطلاع دی کہ لوگوں نے بد نظمی کی ہے، عمر نے لکھا کہ ہم وہی اُن کے سپرد کریں گے جو اللہ نے ہمارے سپرد

کیا ہے' انھیں اُسی طرح دے دو جس طرح انھوں نے لکھا ہے' لوگوں کو سات سات درم ملے' ہر روز عمر بن عبد العزیز کی طرف سے خیر ہی آیا کرتی تھی۔

سعید بن عبد العزیز سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز نے دمشق کے دار الضرب کے افسر کو لکھا کہ مسلمانوں کے فقراء تمھارے پاس جو ناقص دینار لائیں اُسے پورے وزن کے دینار سے بدل دیا کرو۔

۲۷۷ ابن ثوبان سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز نے حق کے مطابق زکوٰۃ لی اور حق ہی کے مطابق خرچ کی' عاملین کو بقدر اُن کے عمل کے اتنا دیا جتنا اُن کے برابر والوں کو ملتا تھا اور کہا کہ اللہ ہی کے لیے حمد ہے جس نے مجھے موت نہ دی تاوقتیکہ میں نے اُس کے فرائض میں سے ایک فریضے کو قائم نہ کر لیا۔

عمر بن مہاجر سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز کہتے تھے کہ ہر واعظ فتنہ ہے۔

۸۰ ابو بکر بن ابی مریم سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز نے عرب اور موالی (آزاد کردہ غلاموں) کو رزق (وظیفہ' معونت (اعانت) وعطاء (سالیانہ) میں برابر کر دیا' سوائے اس کے کہ اُنھوں نے آزاد کردہ موالی کا حصہ پچیس دینار مقرر کیا تھا۔

عمرو بن مہاجر ابی عبید سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبد العزیز کو کہتے سنا کہ اگر میں لوگوں کو کسی چیز کی تادیب کرتا تو میں مؤذن کے اقامت شروع کرتے ہی کھڑے ہوتے پر مارتا کہ آدمی اپنے داہنے اور بائیں والے کو برابر کر لے۔

اوزاعی سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز نے سرداران لشکر کو لکھا کہ معرکۂ جہاد میں تمھاری سواری ایسی ہو کہ جتنے مسلمان سوار ہوں اُن سب کے مقابلے میں تمھارا ہی جانور کمزور نکلے۔

سعید بن عبد العزیز سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز کو عاملین کی ترقی کے بارے میں مشورہ دیا گیا تو اُنھوں نے کہا کہ ان لوگوں کا اپنی خیانت

کے ساتھ اللہ سے ملنا مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ میں اس سے اُن کے خونوں کے ساتھ ملوں۔

میمون سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز نے اپنے عامل کو لکھا: امابعد، مالکان زمین کو اُن خراجی زمینوں کے فروخت کرنے کی اجازت دے دو جو اُن لوگوں کے قبضے میں ہیں، وہ لوگ جو کچھ فروخت کرتے ہیں مسلمانوں ہی کی غنیمت اور جزیہ معینہ ہے۔

میمون سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز کے پاس ایک عامل آیا، پوچھا تم نے کتنی زکوٰۃ جمع کی، اُس نے کہا کہ اتنی، اتنی، پوچھا کہ تم سے پہلے جو عامل تھا اُس نے کتنی جمع کی تھی، اُس نے کہا کہ اتنی، اتنی، اُس نے اُس سے زائد بیان کیا جو خود جمع کیا تھا، عمر نے کہا کہ یہ (زائد) کہاں سے آیا تھا اس نے کہا کہ امیر المومنین، جزیے میں فارسیوں سے ایک دینار، خادم سے ایک دینار اور کھیت سے پانچ درم لیے جاتے تھے، آپ نے یہ سب کم کر دیا، انھوں نے کہا، نہیں، واللہ میں نے اُسے کم نہیں کیا، بلکہ اللہ نے کم کر دیا۔

ابو الملیح سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز نے ایسی بھیڑ بکری، اونٹ کے جائز ہونے کا حکم لکھا جو کسی کی ملک نہ ہوں اور چھوٹے پھرتے ہوں، وہ ایک ایسی چیز ہے جس کو اللہ نے پیدا کیا ہے لہٰذا کوئی ایک شخص کسی دوسرے سے زیادہ اُس کا مستحق نہیں (یعنی سب کا حق برابر ہے)۔

ابو الملیح سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز کے فرمان سنت کے زندہ کرنے اور بدعت کے مٹانے کے لیے آئے، اور یہ کہ تم لوگوں کو مناسب ہے کہ میرے متعلق تمہارا گمان یہ ہو کہ مجھے نہ تمہارے اس مال کی حاجت ہے، نہ اُس کی جو میرے قبضے میں ہے اور نہ اُس کی جو تمہارے قبضے میں ہے، یہ کہ اللہ کے گناہوں کا جو ارتکاب کرے وہ اُس کے عذاب کا مستحق ہے۔ ۲۷۸

فرات بن مسلم سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز کا سیب کو جی چاہا، انھوں نے اپنے گھر بھیجا مگر کچھ نہ ملا کہ سیب خرید تے، وہ سوار ہوئے اور ہم بھی اُن کے ساتھ ہوئے، ایک گرجا پر گزر ہوا، انھیں گرجا والوں کے غلام ملے جن کے پاس

سیب کے خوان تھے، وہ اُن میں سے ایک خوان کے پاس کھڑے ہوگئے اور سیب لے کر سونگھا پھر خوان میں رکھ دیا، اور کہا کہ تم لوگ اپنے گرجا میں چلے جاؤ، میں نہیں جانتا کہ تم نے میرے ساتھیوں میں سے کسی کو کچھ بھیجا ہے۔

راوی نے کہا کہ میں نے اپنے خچر کو حرکت دی اور ان کے پاس پہنچ کر کہا، امیر المؤمنین، سیبوں کو آپ کا جی چاہا مگر نہ ملے، اور ہدیۃً دیا گیا تو آپ نے واپس کر دیا، انھوں نے کہا کہ مجھ کو اس کی ضرورت نہیں، میں نے کہا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ابوبکرؓ و عمرؓ ہدیہ نہیں قبول کرتے تھے، انھوں نے کہا کہ اُن حضرات کے لیے وہ ہدیہ تھا، مگر وہی اُن کے بعد عمال حکومت کے لیے رشوت ہے۔

فرات بن مسلم سے مروی ہے کہ میں ہر جمعے کو اپنے خطوط عمر بن عبد العزیز کے سامنے پیش کیا کرتا تھا، ایک مرتبہ پیش کیا تو انھوں نے ایک بچا ہوا کاغذ جو بقدر ایک بالشت یا چار اُنگل کے تھا لے لیا اور اس پر اپنی ضرورت کی کوئی چیز لکھی، میں نے کہا کہ امیر المؤمنین سے غفلت ہوگئی (کہ میرا کاغذ استعمال کیا)۔

دوسرے دن کہلا بھیجا کہ آؤ اور اپنے خطوط بھی لاؤ، میں خطوط اُن کے پاس لے گیا، انھوں نے مجھ کو کسی کام سے بھیج دیا، واپس آیا تو کہنے لگے کہ اب اتنا وقت نہیں رہا کہ ہم تمھارے خطوط کو دیکھیں، میں نے کہا، نہیں آپ نے تو کل دیکھا تھا، انھوں نے کہا کہ ان خطوط کو لے لو، دوبارہ جب بلاؤں تو لانا۔

میں نے اپنے خطوط کھولے تو اُن میں اتنا ہی بڑا ایک کاغذ پایا جتنا کہ انھوں نے لیا تھا۔

معمر سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز نے لکھا، امابعد، کسی عامل کو طبقۂ عام و طبقۂ خاص سے دو دو عطا نہ دو، اس لیے کہ کسی کو یہ حق نہیں کہ وہ دُہری عطا لے، اور جس نے اس میں سے کچھ لیا ہو تو اُس سے لے لو اور پھر وہیں لوٹا دو جہاں سے لی تھی" والسلام۔

معمر سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز نے لکھا، امابعد، جو لوگ تمھارے

قید خانوں اور تمھارے ملک میں ہوں اُن کے متعلق نیکی کی وصیت قبول کرو، تاکہ تم انھیں ہلاکت تک نہ پہنچا دو، اُن کے لیے مناسب روٹی اور راِدام کا انتظام کرو۔

عبید اللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز نے لکھا کہ میرے لیے کوئی مخصوص دعا نہ کرو، عام مومنین و مومنات کے لیے دعا کرو، اگر میں بھی مومن ہوں گا تو ان کے ساتھ شریک ہو جاؤں گا۔

ابو الملیح سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز نے لکھا کہ میرے نزدیک حدود (جرایم کی قرآنی سزا) کا قایم کرنا ایسا ہی ہے جیسے نماز و زکوٰۃ کا قایم کرنا۔

۲۷۹ جعفر بن برقان سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز نے لکھا: میں نے خیال کیا تھا کہ اگر پلوں اور گزرگاہوں پر عامل مقرر کر دیے جائیں گے تو وہ قاعدے کے مطابق زکوٰۃ لیں گے، مگر بد عاملوں نے حکم کی خلاف ورزی کر کے ظلم کیا، میری رائے ہے کہ ہر شہر میں ایک شخص مقرر کر دوں جو صاحب زکوٰۃ سے زکوٰۃ لے لے، پلوں اور گزرگاہوں پر لوگوں سے زکوٰۃ نہ لی جائے۔

یزید بن الاصم سے مروی ہے کہ میں سلیمان بن عبد الملک کے پاس بیٹھا تھا، ایک شخص آیا جس کا نام ایوب تھا، منبج کے پل پر اُس مال کو لادتا جو بطور زکوٰۃ کے لیا جاتا تھا، عمر بن عبد العزیز نے کہا کہ یہ شخص مفسد ہے جو برا مال لادتا ہے، تخت نشین ہوئے تو انھوں نے پلوں اور گزرگاہوں پر زکوٰۃ دینے سے لوگوں کو آزاد کر دیا۔

وہیب بن الورد سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز نے مساکین و فقراء و مسافرین کے لیے دار الطعام بنایا تھا، اصحاب اہتمام کو حکم تھا کہ اس لنگر خانے سے خود کچھ نہ لیں، یہ محض فقراء و مساکین و مسافرین کے لیے ہے۔

ایک روز تشریف لائے، دیکھا کہ اُن کی ایک آزاد کردہ کنیز کے پاس ایک پیالہ ہے جس میں گھونٹ بھر دودھ ہے، پوچھا، یہ کیا ہے؟ اُس نے کہا کہ آپ کی فلاں زوجہ حاملہ ہیں جیسا کہ آپ کو بھی معلوم ہے، اُن کا گھونٹ بھر دودھ کو جی چاہا، عورت جب حاملہ ہو اور کسی چیز کو اُس کا جی چاہے اور وہ

اُسے نہ دی جائے تو جو کچھ اُس کے پیٹ میں ہے اُس کے گر جانے کا اندیشہ ہوتا ہے، اس لیے یہ ایک گھونٹ دودھ میں نے دارالطعام سے لے لیا۔

عمر اُس کا ہاتھ پکڑ کر اپنی زوجہ کے پاس لے گئے، وہ بلند آواز سے اور کہہ رہے تھے کہ جو کچھ ان کے پیٹ میں ہے اگر اُسے صرف فقراء و مساکین کا کھانا روک سکتا ہے تو اللہ اُسے نہ روکے، پھر وہ اپنی بیوی کے پاس گئے، بیوی نے کہا کہ تمھیں کیا ہو گیا ہے، اُنھوں نے کہا کہ یہ کنیز خیال کرتی ہے کہ جو کچھ تمہارے پیٹ میں ہے اُسے مساکین و فقراء کا کھانا ہی روک سکتا ہے، اور اگر اُسے یہی روک سکتا ہے تو اللہ اُسے نہ روکے۔

زوجہ نے کنیز سے کہا کہ تیری خرابی ہو اُسے واپس لے جا، بخدا میں اسے نہ چکھوں گی، اُس نے اُسے واپس کر دیا۔

سہیل بن ابی صالح سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز نے کہا کہ سوائے نبی کو گالی دینے کے اور کسی کو گالی دینے میں کوئی قتل نہیں کیا جائے گا۔

مالک بن انس سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز نے کہا کہ جس کی اس شان (اسلام) کے سوا کوئی اور شان ہو (تو ہوا کرے) میری شان تو وہی ہے جو اللہ نے لکھ دی ہے کہ جس چیز پر عمل کا حکم ہوا میں اُسی پر عامل رہا اور جس چیز میں کوتاہی کا حکم تھا میں نے اُسی میں کوتاہی کی، میں نے جو نیکی کی ہے اللہ کی مدد اور رہبری سے کی ہے، اور میں اسی سے اس کی برکت مانگتا ہوں، اس کے سوا ہوا تو میں خدائے برتر سے اپنے گناہ کی مغفرت چاہتا ہوں۔

ابی سنان سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز جب بیت المقدس آتے تو ۲۸۰
اُسی مکان میں اترتے جس میں میں تھا، اُنھوں نے کہا کہ ابو سنان اس گھر والوں میں سے کوئی شخص اُس وقت تک ہانڈی نہ چڑھائے جب تک کہ میں باہر نہ چلا جاؤں، جب بستر پر آتے تو اپنی حسین ترین و خوش آواز سے پڑھتے تھے "ان ربکم اللہ الذی خلق السموٰت والارض" (پوری آیت) پھر پڑھتے تھے "افامن اھل القریٰ ان یاتیھم باسنا بیاتا وھم نائمون" سے "وھم یلعبون" تک، وہ اسی قسم کی آیات کو تلاش کر کے پڑھتے تھے (جن میں قیامت و عذاب الٰہی سے ڈرایا گیا ہے)۔

محمد بن عُیَینہ المہلّبی سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبد العزیزؒ کا پیام پڑھا جو یزید بن المہلّب کے نام تھا۔

"سلام علیک، میں تمہارے سامنے اس اللہ کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں، اما بعد، سلیمان بن عبد الملک کو جو اللہ کے بندوں میں سے ایک بندے تھے، اللہ نے اُن کے عہدہ او وفات واحوال پر اُٹھا لیا، اللہ اُن پر رحمت کرے، انھوں نے مجھے خلیفہ بنایا ہے، لہٰذا تم اُن لوگوں سے جو تمہارے پاس ہیں میری اور یزید بن عبد الملک کی، بشرطیکہ وہ میرے بعد خلیفہ ہوں، بیعت لو، اگر یہ خلافت جس کا والی میں ہوں بیویاں بنانے اور مال جمع کرنے کے لیے ہو تو اللہ مجھے اُس اچھی جگہ پہنچادے جہاں اس نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو پہنچایا ہے، مجھے قیامت میں سخت حساب اور باریک بازپرس کا اندیشہ ہے، سوائے اس کے کہ اللہ اعانت کرے والسلام علیک ورحمۃ اللہ۔

عمر بن بہرام الصّراف سے مروی ہے کہ ہمیں عمر بن عبد العزیزؒ کا یہ فرمان پڑھ کر سنایا گیا:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، اللہ کے بندے امیر المومنین عمرؒ کی جانب سے عدی بن ارطاۃ اور اُن مسلمین ومومنین کو جو اُن کے پاس ہوں، سلام علیکم میں تمہارے سامنے اسی اللہ کی حمد کرتا ہوں، جس کے سوا کوئی معبود نہیں، اما بعد، ذمیوں کے حال پر نظر کرو اور ان کے ساتھ مہربانی کرو، جب ان میں سے کوئی بوڑھا ہو جائے اور اس کے پاس مال نہ ہو تو اس پر تم خرچ کرو، اگر اس کا کوئی دوست ہو تو حکم دو کہ وہ اُس پر خرچ کرے، اُس کے زخم کا بدلہ لو، جیسا کہ اگر تمہارا کوئی (غیر مسلم) غلام ہو اور وہ بوڑھا ہو جائے تو تمہارے لیے اس پر خرچ کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں یہاں تک کہ وہ مر جائے یا آزاد ہو جائے، مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم شراب پر محصول لیتے ہو اور اُسے اللہ کے بیت المال میں جمع کرتے دیتے ہو، دیکھو، خبردار، اللہ کے بیت المال میں سوائے پاک مال کے اور کوئی مال نہ داخل کرنا، والسلام علیکم۔

عمر بن عبد العزیزؒ سے مروی ہے کہ انھوں نے اپنے ایک عامل کو لکھا کہ

خبردار مجھے مُثلہ کی اطلاع نہ ہونے پائے، سر اور ڈاڑھی کا منڈانا بھی مُثلہ ہے۔

عبدالرحمٰن الطویل سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے میمون بن مہران کو لکھا کہ میمون، تم نے مجھے لکھ کر حکم و خراج جمع کرنے کی شدت کا ذکر کیا ہے حالاں کہ میں نے اس کے متعلق تمھیں کسی ایسے کام کی تکلیف نہیں دی جو تمھیں دشواری میں ڈال دے، جو حق و پاک ہو اُسے (خراج میں) وصول کرو اور جو حق تمھیں خوب واضح ہو جائے اس کے موافق فیصلہ کرو، اگر کوئی معاملہ تمھاری سمجھ میں نہ آئے تو میرے یہاں پیش کرو، کسی امر کو جو تم پر گراں ہو لوگ ترک کر دیں تو نہ دین قائم ۲۸۱
رہ سکتا ہے نہ دُنیا۔

میمون نے کہا کہ میں دیوان دمشق پر مامور تھا، لوگوں نے ایک اپاہج شخص کے لیے وظیفہ معین کیا، میں نے کہا کہ اپاہج کے ساتھ احسان کرنا مناسب ہے مگر وہ تندرست آدمی کے برابر وظیفہ لے تو یہ مناسب نہیں، اُن لوگوں نے عمر بن عبدالعزیز سے میری شکایت کی اور کہا کہ یہ شخص ہمیں دشواری میں ڈالتا ہے، ہم پر گراں ہے اور ہمارے ساتھ سختی کرتا ہے، اُنھوں نے مجھے لکھا کہ جب تمھارے پاس یہ فرمان آئے تو لوگوں کو دشواری میں نہ ڈالنا، اُن کے ساتھ سختی نہ کرنا اور نہ اُن پر گراں ہونا، کیوں کہ میں ان امور کو پسند نہیں کرتا۔

عبدالرحمٰن بن حسن نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن عبدالعزیز نے معادن (کانوں) کے بارے میں لکھا کہ میں نے غور کیا تو ان کا نفع خالص پایا اور ضرر عام، لہٰذا لوگوں کو اُن میں کام کرنے سے روکو، جو زمین محفوظ کر لی جائے اُس کو عام کر دو کہ سب پر مباح ہے، بارش کے مقامات سے کسی کو نہ روکا جائے۔

عبدالرحمٰن بن حسن نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن عبدالعزیز نے لکھا کہ کنیز کو سربند کا (اوڑھنی جو سر پر باندھی جاتی ہے اور اُس کے اوپر دوپٹا ہوتا ہے) لباس ہرگز نہ دیا جائے اور نہ آزاد عورتوں کے مشابہ کیا جائے۔

ایوب بن موسیٰ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے عامل بن عروہ کو لکھا: امابعد، میں تمھیں حکم دیتا ہوں کہ مسلمانوں کے حقوق واپس کر دو، مگر تم مجھ سے رجوع کرتے ہو، اپنے اور میرے درمیان فاصلے کا بھی خیال نہیں کرتے

اور نہ موت آنے کو سمجھتے ہو، میں نے تو اگر کبھی لکھا کہ کسی مسلمان کو ایک بکری جو اُس کا حق ہے واپس کردو تو یہ بھی ضرور لکھ دیا کہ وہ خاکی رنگ کی ہو یا سیاہ، لہٰذا غور کرلو کہ مسلمانوں کو اُن کے حقوق واپس کرو اور مجھ سے رجوع نہ کرو۔

سفیان سے مروی ہے کہ لوگوں نے عبدالملک بن عمر بن عبدالعزیز سے کہا کہ تمھارے والد نے قوم کی مخالفت کی اور یہ کیا اور وہ کیا، انھوں نے کہا میرے والد کہتے ہیں کہ "انی اخاف ان عصیت ربی عذاب یوم عظیم" (اگر میں اپنے پروردگار کی نافرمانی کروں تو مجھے روزِ قیامت کے عذاب کا خوف ہے) اپنے والد کے پاس گئے اور انھیں آگاہ کیا، پوچھا، پھر تم نے یہ کیوں نہ کہا کہ میرے والد کہتے ہیں "انی اخاف ان عصیت ربی عذاب عظیم" عمر نے کہا کہ میں نے یہی کہا ہے۔

عمر بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ ایک شخص نے کہا "ابقاک اللہ" اللہ آپ کو باقی رکھے، میں نے کہا، اس بات سے تو فراغت ہو چکی، نیکی و پرہیزگاری کی دعا کرو۔

عمر بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ مجھے سرخ اونٹ اچھے نہیں معلوم ہوتے اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو اس میں اختلاف تھا۔

جعفر بن برقان سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے اپنے پیغام میں لکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس میں "اما بعد" لکھا ہے۔

۲۸۲ سفیان سے مروی ہے کہ مجھے معلوم ہوا کہ عمر بن عبدالعزیز نے اپنی بیوی یا بیٹی کو چت لیٹ کر سوتے دیکھا تو انھیں منع کیا۔

عمر بن سعید بن ابی حسین سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز کے ایک موذن تھے، جب وہ اذان کہتے تو ڈر سے کانپنے لگتے، عمر نے اپنی ایک کنیز کو کہتے سنا کہ کبوتر اذان دے رہا ہے، انھوں نے موذن کو کہلا بھیجا کہ سیدھی طرح اذان کہو اور گاؤ نہیں ورنہ اپنے گھر میں بیٹھو۔

طلحہ بن یحییٰ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے اپنا ایک خچر جس کے چارے کی انھیں مقدرت نہ تھی چرنے کو جنگل بھیجا پھر اُسے فروخت کر ڈالا۔

محمد بن النضر سے مروی ہے کہ لوگوں نے عمر بن عبدالعزیز کے پاس اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اختلاف کا ذکر کیا' انھوں نے کہا کہ یہ ایک ایسا امر ہے جس کو اللہ نے تم لوگوں کے ہاتھوں سے باہر کر دیا' لہذا اپنی زبانوں کو بھی کام میں نہ لاؤ۔

قتادہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز اہل دیوان سے نصف درم صدقۂ فطر لیتے تھے۔

عمر بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی فرد کے عمل سے پوری قوم کو عذاب میں نہیں ڈالتا' مگر جب نافرمانیاں غالب ہو جاتی ہیں تو سب پر عذاب آجاتا ہے۔

اُسامہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز جب جمعے کی نماز پڑھتے تو دربانوں کو بھیجتے اور حکم دیتے کہ مسجد کے دروازوں پر کھڑے ہوں' کوئی ایسا شخص اُن کے پاس سے گزرے جو بال چھوڑے ہو اور اُن میں کنگھی نہ کرتا ہو تو اُس کے بال کتر ڈالیں۔

حُمیدہ دایۂ عمر بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز اپنی بیٹیوں کو چت لیٹ کر سونے سے منع کرتے اور کہتے کہ جب تم میں سے کوئی چت لیٹی ہو تو شیطان اُس پر غالب آکر بہکانے کی طمع کرتا ہے۔

ابی ہاشم سے مروی ہے کہ عدی بن ارطاۃ نے عمر بن عبدالعزیز کو لکھا کہ اہل بصرہ کو اتنا مال حاصل ہو گیا ہے کہ مجھے اُن کے اترانے کا اندیشہ ہے' عمر نے لکھا کہ اللہ تعالیٰ جب اہل جنت کو جنت میں داخل کرے گا تو اُن کے "الحمدللہ" کہنے سے خوش ہوگا' لہذا جو لوگ تمھارے پاس ہیں انھیں الحمدللہ کہنے کا حکم دو۔

مغیرہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز کے چند مصاحب تھے جو لوگوں کے معاملات میں غور کیا کرتے' عمر اٹھنے کا ارادہ کرتے تو اُن کے اور مصاحبین کے درمیان یہ علامت تھی کہ وہ کہتے "اذا شئتم" (تم لوگ جب چاہو)۔

۲۸۳ موسیٰ بن عقبہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ اگر میں سنت کو قائم نہ کروں اور حق کی خصلت نہ اختیار کروں تو مجھے اتنی دیر جینا بھی پسند نہیں جتنی کہ بکری کا ایک تھن دوہ کے دوسرا تھن دوہنے میں لگتی ہے۔

یعقوب بن عبد الرحمٰن نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن عبد العزیز نے عدی بن ارطاۃ کو لکھا کہ لوگوں سے مائدہ، نوبہ اور مکس (محصول کے اقسام) اُٹھالو، میری جان کی قسم یہ مکس نہیں ہے، بلکہ بخس (نقصان) ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا "لا تبخسوا الناس اشیاءھم ولا تعثوا فی الارض مفسدین" (لوگوں کی چیزوں میں خیانت نہ کرو اور نہ زمین میں فساد کرتے پھرو) جو شخص اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرے اُس سے قبول کرلو اور جو نہ لائے تو اللہ اُس سے حساب لینے والا ہے۔

یعقوب بن عبد الرحمٰن نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن عبد العزیز نے بعض عاملوں کو لکھا کہ اگر تم اس قدر عدل و احسان و اصلاح میں رہنے پر قادر ہو جس قدر کہ تم سے پہلے کے لوگ جور و ظلم و عدوان (سرکشی) میں تھے تو کرو، لاحول ولا قوۃ الا باللہ (گناہ سے باز رہنا اور نیکی کی طاقت بغیر اللہ کی مدد کے نہیں ہے)۔

یعقوب بن عبد الرحمٰن نے اپنے والد سے روایت کی کہ ایک شخص نے عمر ابن عبد العزیز سے کہا کہ امیر المومنین آپ پر سلام ہو (السلام علیک) انھوں نے کہا کہ اپنے سلام کو عام کرو (یعنی السلام علیکم کہ تم سب پر سلام ہو کہو)۔

یعقوب بن عبد الرحمٰن نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن عبد العزیز کو والی مصر حیّان بن شُریح نے لکھا کہ اہل ذمہ (غیر مسلم رعایا) تیزی سے اسلام میں داخل ہو رہے ہیں اور انھوں نے جزیے کو توڑ دیا ہے، عمر نے لکھا کہ اما بعد، اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو داعی (حق کی دعوت دینے والا) بنا کر بھیجا ہے، آپ کو جابی (محصول جمع کرنے والا) بنا کر نہیں بھیجا، جب میرا فرمان تمھیں پہنچے اور دیکھو کہ اہل ذمہ تیزی سے اسلام میں داخل ہو رہے ہیں اور انھوں نے جزیہ توڑ دیا ہے تو تم اپنی مراسلت کو تہ کر دو اور چلے آؤ۔

ابی سہیل نافع بن مالک سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز نے اس آیت کی تلاوت کی "فانکم وما تعبدون ما انتم علیہ بفاتنین الا من ھو صال الجحیم" (پھر تم اور جن کو تم پوجتے ہو خدا (کی راہ) سے کسی کو گمراہ نہیں کر سکتے، مگر اس کو جو خود جہنم میں جانے والا ہے) اور کہا کہ اے ابو سہیل اس آیت نے گروہ قدریہ کے لیے (جن کا یہ عقیدہ ہے کہ انسان خود اپنے افعال کا خالق ہے اور اسے نیکی و بدی کا اختیار کامل ہے)

کوئی حجت باقی نہیں رکھی، ان لوگوں کے بارے میں کیا رائے ہے، میں نے کہا کہ ان سے توبہ کرنے کو کہا جائے، اگر توبہ کرلیں تو خیر ورنہ گردنیں ماردی جائیں، انھوں نے کہا کہ میری بھی یہی رائے ہے یہی رائے ہے۔

ابراہیم بن میسرہ سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز کو خلافت کے زمانے میں کسی کو مارتے نہیں دیکھا سوائے ایک شخص کے جس نے معاویہؓ کو برا کہا تھا انھوں نے اُسے تین کوڑے مارے۔

۲۸۴ عبدالرحمٰن بن حسن نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں عمر بن عبدالعزیز کے پاس حاضر تھا جس وقت کہ قریش کے کچھ لوگ اُن کے سامنے جھگڑا کر رہے تھے (اور مقدمہ پیش کر رہے تھے) اُن میں سے بعض لوگ بعض کی مدد کرنے لگے، عمر نے کہا کہ مجھے ان کے درمیان مدد دینے سے بچنا چاہیے، اگر یہ ایسا امر ہوتا کہ میں تم لوگوں کو حکم دے دیتا تو تم لوگ ضرور مجھ سے ناراض ہوتے، اُن کے پاس گواہ آکر گواہی دینے لگے، جس کے خلاف شہادت تھی وہ گواہ کی طرف گھورنے لگا، عمر نے کہا کہ اے ابن سراقہ عنقریب ہے کہ لوگ باہم حق کی گواہی نہ دیں، کیوں کہ میں اس کو دیکھتا ہوں کہ گواہ کو گھورتا ہے، جو شخص معتبر گواہ کو ایذا دے اُسے تم تیس تازیانے مارو اور منظر عام پر کھڑا کردو۔

ابن شہاب سے مروی ہے کہ وہ عمر بن عبدالعزیز کے پاس گئے، اُن سے باتیں کیں اور بہت کیں عمر نے کہا کہ تم جو کچھ بیان کرتے ہو ہم اُسے سُن چکے ہیں، مگر تم بیان کرکے بھول جاتے ہو (اس لیے ایک ہی بات کو بار بار کہتے ہو)۔

محمد بن قیس سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے عامل مصر کو لکھا کہ اللہ کی (مقرر کردہ) حدود (سزاؤں) کے سوا اور کوئی سزا تیس تازیانے سے نہ بڑھانا۔

محمد بن قیس سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے حکم دیا کہ وہ پانی جس سے وہ وضو وغسل کرتے ہیں مطبخ عام میں گرم نہ کیا جائے۔

جعفر بن برقان سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے لکھا کہ جو عیدگاہ پیادہ جانے کی طاقت رکھتا ہے اُسے پیادہ جانا چاہیے۔

طلحہ بن یحییٰ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز جنازے پر (نماز کی) تکبیر

کہتے تھے تا وقتیکہ اُس سے حنوط (عطریت) نہ زائل کر دیا جاتا۔

اسماعیل بن رافع سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز نے خلیفہ ہونے کے بعد ایک گرجا میں (جو مسجد بن گیا تھا) نماز کی امامت کی۔

عثمان بن عبد الحمید بن لاحق نے اپنے والد سے روایت کی کہ ایک شخص نے عمر بن عبد العزیز کے پاس کچھ پڑھا، وہاں ایک اور گروہ بھی تھا، گروہ کے ایک شخص نے کہا کہ اس نے غلطی کی، عمر نے کہا کہ تم نے جو کچھ سنا اُس نے تمھیں غلطی (پر غور کرنے) سے باز نہیں رکھا۔

خیار سے مروی ہے کہ میں ایک مجلس میں تھا، عمر بن عبد العزیز خلافت سے پہلے ہمارے پاس آئے اور بیٹھ گئے، سلام نہیں کیا، پھر انھیں یاد آیا تو کھڑے ہوئے اور سلام کر کے بیٹھے۔

رجاء بن حیوۃ سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز نے مکحول سے کہا کہ خبردار مسئلۂ تقدیر میں تم اس امر کے قائل نہ ہونا جس کے یہ لوگ یعنی غیلان اور اُن کے ساتھی قائل ہیں۔

ربیع بن سبرہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز نے اپنے عامل کو لکھا کہ ۲۸۵
تریاق میں سوائے سریع التاثیر سانپ کے اور کوئی زہری (جانور) نہ ڈالو۔

عبد الرحمٰن بن حسن بن القاسم الازرقی نے جن کے ماموں جراح ابن عبد اللہ الحکمی تھے اپنے والد سے روایت کی کہ وہ عمر بن عبد العزیز کے پاس تھے، قریش کے کچھ لوگ اُن کے سامنے اپنا مقدمہ پیش کر رہے تھے، انھوں نے فیصلہ کر دیا، جس کے خلاف فیصلہ تھا اُس نے کہا کہ اللہ آپ کی اصلاح کرے، میرے گواہ ہیں جو موجود نہیں، عمر نے کہا کہ حق کو حقدار کے لیے سمجھ لینے کے بعد میں فیصلے میں تاخیر نہیں کر سکتا، تم جاؤ اگر اپنی شہادت وحق کو میرے پاس لائے جو ان لوگوں کے حق سے زیادہ مستحکم ہوا تو میں سب سے پہلا شخص ہوں گا کہ خود اپنے فیصلے کو اپنے خلاف واپس کر دوں گا۔

عبد الرحمٰن بن حسن نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن عبد العزیز جب خلیفہ تھے تو عامل خراسان جراح بن عبد اللہ الحکمی کو لکھا کہ جزیہ ادا کرنے والوں کو

اسلام کی دعوت دیں، اگر وہ اسلام لائیں تو اُن کا اسلام قبول کریں، جزیہ موقوف کردیں، اُن کے وہی حقوق ہوں گے جو مسلمانوں کے ہیں اور ان پر وہی ذمہ داریاں عائد ہوں گی جو مسلمانوں پر ہیں۔

شہر جائے اہل خراسان میں سے ایک شخص نے ان سے کہا کہ دعوت اسلام کی ترغیب صرف اس صورت میں ہوسکتی ہے کہ انھیں جزیہ معاف کردیا جائے، لہذا آپ ختنہ کے ذریعے اُن کا امتحان لیجیے، عمر نے کہا کہ میں ختنہ کی وجہ سے انھیں اسلام سے برگشتہ کردوں گا، وہ لوگ اگر اسلام لائے اور ان کا اسلام اچھا ہوا تو آپ خود ہی تیزی کے ساتھ پاکی کی طرف جائیں گے۔

اُن کے ہاتھ پر تقریباً چار ہزار آدمی اسلام لائے۔

مالک بن دینار سے مروی ہے کہ جب عمر بن عبدالعزیز لوگوں پر عامل بنائے گئے تو بکریوں کے چرواہوں نے جو پہاڑوں کی چوٹیوں پر تھے کہا کہ یہ کون بندۂ صالح ہے جو حاکم بنا ہے، کہا گیا کہ تم اس کے متعلق کیا جانتے ہو، انھوں نے کہا کہ جب وہ لوگوں پر خلیفہ ہے گا تو عدل کرے گا، ہماری بکریوں سے بھیڑیے روکے جائیں گے۔

موسیٰ بن اعین سے جو محمد بن ابی عیینہ کے چرواہے تھے مروی ہے کہ ہم لوگ عمر بن عبدالعزیز کی خلافت میں کرمان میں بکریاں چراتے تھے، بکریاں اور بھیڑیے اور وحشی جانور ایک ہی مقام پر چرتے تھے، ایک شب کو ہم لوگ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک بھیڑیا بکری کے گلے میں آیا، ہم لوگوں نے کہا، غالباً وہ نیک بندہ (عمر بن عبدالعزیز) وفات پاگیا، حماد نے کہا کہ مجھ سے انھوں نے یا دوسرے شخص نے بیان کیا کہ وہ لوگ منتظر رہے، معلوم ہوا کہ اُن کی وفات اُسی شب کو ہوئی۔

یونس بن ابی شبیب سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز کو خلیفہ ہونے سے پہلے اس طرح بیت اللہ کا طواف کرتے دیکھا کہ تہ بند پیٹ کی بٹوں میں پوشیدہ تھا (یعنی بہت موٹے تھے)، پھر میں نے انھیں خلیفہ ہونے کے بعد اس حالت میں دیکھا کہ اگر میں اُن کی پسلیوں کو بغیر اس کے کہ انھیں ۲۸۶

چھوڑوں شمار کرنا چاہتا تو ضرور کر لیتا۔

یونس بن ابی شبیب سے مروی ہے کہ کسی عید کے موقع پر (بغرض نماز) میں عمر بن عبد العزیز کے پاس تھا، سرداران قوم آئے اور منبر کو گھیر لیا، اُن کے اور لوگوں کے درمیان جگہ خالی تھی، عمر آئے، منبر پر چڑھ کر انھوں نے لوگوں کو سلام کیا، خالی جگہ دیکھی تو لوگوں کو آگے بڑھنے کا اشارہ کیا، لوگ آگے بڑھے یہاں تک کہ سرداروں سے مل گئے۔

ابی ہاشم تاجر انار سے مروی ہے کہ ایک شخص عمر بن عبد العزیز کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ بنی ہاشم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی، آنحضرت نے فرمایا کہ عمر بن عبد العزیز کہاں ہیں (کہ ان کے بجائے مجھ سے شکایت کرتے ہو)۔

جُویریہ ابن اسماء سے مروی ہے کہ میں نے فاطمہ بنت علیؓ بن ابی طالب سے سنا کہ انھوں نے عمر بن عبد العزیز کا ذکر کیا، اُن کے لیے بہت دعائے رحمت کی، اور کہا کہ جس زمانے میں وہ امیر مدینہ تھے میں اُن کے پاس گئی، انھوں نے ہر پہرے والے اور خواجہ سرا کو میرے پاس سے ہٹا دیا، گھر میں سوائے میرے اور اُن کے کوئی نہ رہا، انھوں نے کہا کہ اے دختر علیؓ روئے زمین پر کوئی خاندان مجھے تم لوگوں سے زیادہ محبوب نہیں، تم لوگ تو مجھے اپنے خاندان سے بھی زیادہ محبوب ہو۔

ابراہیم بن جعفر بن محمد الانصاری نے اپنے والد سے روایت کی کہ فدک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مخصوص حصہ (صفی) تھا جو مسافروں کے لیے وقف تھا، آنحضرت کی صاحبزادی نے درخواست کی کہ آپ فدک انھیں ہبہ کر دیں مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار فرمایا، کسی لالچ کرنے والے نے اس کا لالچ نہیں کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی اور فدک کا معاملہ اسی طریقے پر رہا، ابو بکرؓ خلیفہ ہوئے، انھوں نے اس کو اسی طریقے پر چلایا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا، ابو بکرؓ کی وفات ہو گئی اور عمرؓ خلیفہ ہوئے

انھوں نے بھی اُس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر چلایا، اُن کے بعد عثمانؓ ہوئے اور فدک کا معاملہ اُسی طرح رہا۔

سنہ ۴۰ھ میں معاویہؓ پر جب جماعت غالب آگئی تو انھوں نے مروان بن الحکم کو والی مدینہ بنایا، مروان نے معاویہؓ کو لکھ کر فدک مانگا انھوں نے اُن کو دے دیا، فدک مروان کے قبضے میں رہا جو اس کے پھل ہر سال دس ہزار دینار کو فروخت کر ڈالتے تھے، مروان مدینے سے علیحدہ کر دیئے گئے، معاویہ ان سے ناراض ہوگئے اور فدک بھی اُن سے لے کے اپنے وکیل مدینہ کو دے دیا۔

معاویہؓ سے ولید بن عتبہ بن ابی سفیان نے مانگا مگر انھوں نے انکار کیا، سعید بن العاص نے مانگا تو انھیں دینے سے بھی انکار کیا، پھر جب معاویہ نے دوبارہ مروان کو والی مدینہ بنایا تو انھوں نے اُسے بغیر مروان کی خواہش کے مروان کو واپس کردیا اور اُس کی گذشتہ آمدنی بھی انھیں کو واپس کردی۔

فدک مروان کے قبضے میں رہا، انھوں نے اُس کا نصف عبدالملک کو اور نصف عبدالعزیز بن مروان کو دیا، عبدالعزیز نے وہ نصف حصہ جو اُن کے ۲۸۷
قبضے میں تھا عمر بن عبدالعزیز کو ہبہ کردیا، عبدالملک کی وفات ہوگئی تو عمر بن عبدالعزیز نے ولید سے اُن کا حق اور سلیمان سے اُن کا حق مانگا، دونوں نے اپنا اپنا حق ہبہ کردیا، اس طرح فدک بنی عبدالملک سے نکل کر تنہا عمر ابن عبدالعزیز کا ہوگیا۔

جعفرؒ نے کہا کہ عمر بن عبدالعزیز اس حالت میں والی خلافت ہوئے کہ اُن کے اور اُن کے عیال کا خرچ فدک سے چلتا تھا، آمدنی کم و بیش دس ہزار دینار سالانہ تھی، جب وہ والی خلافت ہوئے اور فدک کو دریافت کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ کے عہد میں جو معمول تھا اور بعد کو معاویہؓ کے زمانۂ خلافت تک اس کی جو کیفیت رہی اُس سے انھیں آگاہ کیا گیا، عمر نے ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم کو ایک فرمان لکھا جس کا یہ مضمون تھا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم، اللہ کے بندے امیرالمومنین عمر کی جانب سے ابوبکر بن محمد کو سلام علیک، میں تم سے اسی اللہ کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا

کوئی معبود نہیں، اما بعد میں نے فدک کے معاملے میں غور کیا اور اُس کے حال سے بحث کی، معلوم ہوا کہ وہ میرے لیے مناسب نہیں، میں نے یہی بہتر سمجھا کہ اُسے اُسی حال پر واپس کر دوں جس پر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ کے عہد میں تھا، اور ان حضرات کے بعد جو کچھ ہوا اُسے ترک کر دوں لہذا جیسے ہی تمھیں یہ فرمان پہنچے اُس پر قبضہ کر کے کسی ایسے شخص کو اُس پر مقرر کرو جو اُس میں حق کو قائم کرے، والسلام علیک۔

ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے اپنی خلافت کے زمانے میں مجھے لکھا کہ قلعۂ کتیبہ (خیبر) کے متعلق دریافت کر کے مجھے بتاؤ کہ وہ خمس میں تھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص حصہ تھا۔

ابوبکر نے کہا کہ میں نے عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے دریافت کیا تو انھوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی ابی الحقیق سے صلح کی تو آنحضرتؐ نے قلعۂ نطاۃ اور قلعۂ شق (واقع خیبر) کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا، کتیبہ بھی انھیں کا ایک جزو تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ سہم کر دیے اُس کے ایک سہم پر "للّٰہ" (اللہ کے لیے) لکھ دیا اور فرمایا کہ اے اللہ تو اپنا حصہ کتیبہ میں کر دے، سب سے پہلے یہی سہم کتیبہ تھا جس پر "للّٰہ" نکلا، کتیبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خمس تھا، دوسرے حصے بے نشان تھے، کوئی علامتیں نہ تھیں، وہ اٹھارہ حصے ہو کر مساوی طور پر مسلمانوں کے لیے تھے۔

ابوبکر نے کہا کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز کو اسی طرح لکھ دیا۔

محمد بن بشر بن حمید المزنی نے اپنے والد سے روایت کی کہ مجھے عمر ابن عبدالعزیز نے بلا کر کہا کہ یہ چار ہزار یا پانچ ہزار دینار لو اور ابوبکر بن حزم کے پاس لے جاؤ، اُن سے کہو کہ اس میں پانچ یا چھ ہزار کتیبہ کے مال سے شامل کرو کہ دس ہزار دینار ہو جائیں، یہ تم بنی ہاشم پر تقسیم کر دو، مرد اور عورت، صغیر و کبیر میں مساوات کرو۔

ابوبکر نے اسی طرح کیا، زید بن حسن ناراض ہوئے، ابوبکر سے شکایت کی کہ عمر میرے اور بچوں کے درمیان مساوات کرتے ہیں، ابوبکر نے کہا کہ آپ کی جانب سے ۲۸۴

یہ گفتگو امیرالمومنین کو نہ پہنچنی چاہیے کہ وہ ناراض ہوں، آپ لوگوں کے بارے میں اب تک اُن کی رائے اچھی ہے۔

زید نے کہا کہ میں خدا کے واسطے تم سے درخواست کرتا ہوں کہ انھیں لکھ دو اور اس سے آگاہ کردو، ابوبکر نے عمر کو لکھا کہ زید بن حسن نے ایسی بات کہی جس میں سختی تھی اور زید نے جو کچھ کہا اُس سے عمر کو آگاہ کردیا۔

راوی نے کہا کہ میں نے عرض کی، امیرالمومنین، زید کے قرابت دار اور سگے رشتہ دار ہیں (جن کی وجہ سے اُنھیں زیادہ حاجت ہے) عمر نے اُن کی شکایت وسخت کلامی کی پرواہ کی اور اُنھیں چھوڑ دیا۔

فاطمہ بنت حسینؓ نے بھی اُنھیں خط لکھا جس میں اُن کے احسان پر شکر ادا کیا اور اللہ کی قسم کھائی کہ امیرالمومنین، آپ نے اُسے خادم دیا جس کے پاس کوئی خادم نہ تھا، اُسے پوشاک دی جو برہنہ تھا، اس سے عمر مسرور ہوئے۔

یحییٰ بن ابی لیلی سے مروی ہے کہ جب ابوبکر بن حزم کے پاس مال مذکور آیا تو انھوں نے اُسے تقسیم کردیا، ہر شخص کو پچاس دینار ملے، مجھے فاطمہ بنت حسینؓ نے بلایا اور کہا کہ لکھو، میں نے لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اللہ کے بندے امیرالمومنین عمر کو فاطمہ بنت حسینؓ کی طرف سے سلام علیک، میں آپ کے سامنے اُسی اللہ کی حمد کرتی ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں، امابعد، اللہ تعالیٰ امیرالمومنین کی اصلاح کرے اور جو بارِ خلافت اُن کے سپرد کیا ہے اس میں اُن کی مدد کرے اور ان کے دین کی حفاظت کرے۔ امیرالمومنین نے ابوبکر بن حزم کو لکھا ہے کہ ہم لوگوں میں کتیبہ (قلعہ خیبر) کا مال تقسیم کیا جائے، یہ وہ امر ہے جو ان سے پہلے ہدایت یافتہ ائمہ راشدین کیا کرتے تھے، ہمیں اس کا علم ہوا، مال ہم میں تقسیم کردیا گیا، اللہ تعالیٰ امیرالمومنین کو صلہ دے اور اُن کو وہ بہترین جزا دے جو اُس نے اپنے والیوں میں سے کسی کو دی ہے، کیوں کہ ہم لوگوں پر مصیبت آگئی تھی اور ہم اس کے محتاج تھے کہ ہمارے ساتھ حق کا برتاؤ کیا جائے۔

امیرالمومنین، میں آپ سے اللہ کی قسم کھاتی ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے اہل بیت میں سے جس کے پاس کوئی خادم نہ تھا اس نے خادم رکھ لیا، جو برہنہ تھا اس نے لباس بنا لیا اور جس کے پاس خرچ نہ تھا اس کو خرچ مل گیا، فاطمہ نے یہ خط ایک قاصد کے ذریعے عمر کے پاس بھیجا۔

راوی نے کہا کہ مجھے اس قاصد نے بتایا کہ میں عمر کے پاس آیا، فاطمہ کا خط پڑھ کر سنایا تو ان کی یہ حالت ہوئی کہ اللہ کا شکر کرتے اور اُس کی حمد کرتے، میرے لیے انھوں نے دس دینار کا حکم دیا، فاطمہ کو پانچ سو دینار بھیجے اور کہا کہ جو مصیبت آپ کو پیش آئے اس میں اس سے مدد حاصل کیجیے، انھیں ایک خط لکھا جس میں ان کے اور ان کے اہل بیت کے فضائل بیان کیے، اور اس حق کا ذکر کیا جو اللہ نے ان لوگوں کے لئے واجب کیا ہے۔

راوی نے کہا کہ میں یہ مال ان کے پاس لایا۔

جعفر بن محمد سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے ذی القربیٰ کی آمدنی عبدالمطلب کی اولاد میں تقسیم کر دی، ان بیویوں کو جو اولاد عبدالمطلب میں نہ تھیں کچھ نہیں دیا، صرف ان بیویوں کو دیا جو عبدالمطلب کے خاندان کی تھیں۔

یحییٰ بن شبل سے مروی ہے کہ میں علی بن عبداللہ بن عباسؓ و ابوجعفر ۲۸۹
محمد بن علی کے پاس بیٹھا تھا، ایک شخص آیا اور عمر بن عبدالعزیز کی غیبت کرنے لگا، دونوں نے اُسے منع کیا اور کہا کہ معاویہ کے زمانے سے آج تک خمس ہم لوگوں پر تقسیم نہیں کیا گیا تھا، عمر بن عبدالعزیز نے اُسے اولاد عبدالمطلب پر تقسیم کر دیا، میں نے کہا کہ کیا انھوں نے اولاد عبدالمطلب کو دیا، انھوں نے کہا کہ عمر نے اس کو اولاد عبدالمطلب سے آگے نہیں بڑھایا (یعنی ان کو دیا اور کسی کو نہیں دیا)۔

یزید بن عبدالملک النوفلی نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن عبدالعزیز کے پاس سے ہمارے یہاں خمس کا مال آیا جس میں ان کے پاس کا اور کتیبہ کا مال تھا، یہ سب انھوں نے بنی ہاشم کے مردوں اور عورتوں پر تقسیم کر دیا، اس پر بنی المطلب کے بارے میں عرض کیا گیا تو انھوں نے لکھا کہ وہ تو بنی ہاشم ہی میں ہیں اور انھیں بھی دیا گیا۔

عبدالملک بن مغیرہ نے کہا کہ بنی ہاشم کی ایک جماعت نے ایک خط لکھا اور اُسے قاصد کے ہاتھ عمر بن عبدالعزیز کے پاس بھیجا، اس خط میں انھوں نے عمر کے اُس احسان کا شکریہ ادا کیا جو انھوں نے اُن لوگوں کے ساتھ کیا اور یہ کہ جب سے معاویہؓ خلیفہ ہوئے یہ لوگ برابر مصیبت میں رہے۔

عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ آج سے پہلے بھی میری یہی رائے تھی اور میں نے ولید بن عبدالملک اور سلیمان سے اس کے بارے میں گفتگو کی تھی، مگر ان دونوں نے انکار کر دیا تھا، جب میں خود والی خلافت ہوا تو اُس چیز کا قصد کیا جس کو میں سمجھتا ہوں کہ انشاء اللہ حق کے زیادہ موافق ہے۔

حکیم بن محمد سے جو بنی المطلب میں سے تھے مروی ہے کہ جب عمر کا فرمان آیا کہ بنی ہاشم پر تقسیم کیا جائے تو ابوبکر بن حزم نے ہم لوگوں کو علیٰحدہ کرنے کا ارادہ کیا، اولاد عبدالمطلب نے کہا کہ ہم لوگ ایک درہم بھی نہ لیں گے اگر وہ لوگ نہ لیں، چند روز تک ابوبکر ہم لوگوں کے پاس آمد و رفت کرتے رہے پھر عمر بن عبدالعزیز کو لکھا، مشکل سے انتیس دن گزرے ہوں گے کہ اُن کے پاس جواب آیا کہ اپنی جان کی قسم میں نے اُن لوگوں میں تفریق نہیں کی، وہ لوگ قدیم و کہنہ معاہدۂ حلف میں اولاد عبدالمطلب ہی جیسے ہیں، لہٰذا اُن سب کو اولاد عبدالمطلب ہی کی طرح کر دو۔

عبداللہ بن محمد بن عقیل بن ابی طالب سے مروی ہے کہ سب سے پہلا مال جس کو عمر بن عبدالعزیز نے تقسیم کیا وہ تھا جو انھوں نے ہم اہل بیت کے پاس بھیجا، خواتین کو اتنا ہی دیا جتنا کہ مرد کو اور بچے کو بھی عورت کے برابر دیا، ہم اہل بیت کو تین ہزار دینار پہنچے، انھوں نے ہمیں لکھا کہ اگر میں زندہ رہا تو میں آپ کے تمام حقوق دوں گا۔

یحییٰ بن اسماعیل بن ابی المہاجر نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن عبدالعزیز نے عدی بن ارطاۃ کو لکھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ فارس کے عامل پھلوں کو اُن کے مالکوں کے پاس اندازہ کر کے قیمت ایسے نرخ سے لگاتے ہیں جس پر لوگ باہم خرید و فروخت نہیں کرتے، اس اندازہ کی ہوئی قیمت پر
اُس کی چاندی لیتے ہیں، کُردوں کے چند گروہ راستے سے عشر (آمدنی کا ۲۹۰

دسواں حصہ (دہ یک) وصول کرتے ہیں۔
اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ ان امور میں سے تم نے کسی امر کا حکم دیا ہے یا اس کے معلوم ہونے کے بعد تم اس پر راضی ہو تو انشاء اللہ میں کوئی ایسی بحث نہ کرتا جو تمہیں ناگوار معلوم ہوئی میں نے بشر بن صفوان و عبد اللہ بن عجلان و خالد بن سالم کو بھیجا ہے کہ اس معاملے کی تحقیقات کریں، اگر وہ اس کو سچ پائیں تو لوگوں کو وہ پھل واپس کر دیں جو ان سے لیا گیا اور اس نرخ کے مطابق لیں جس پر اہل ملک ان کے ہاتھ فروخت کرتے ہیں، جو باتیں مجھے معلوم ہوئیں ان میں سے کوئی بات وہ لوگ بغیر تحقیق کیے نہ چھوڑیں گے لہذا تم ان کو نہ روکنا۔
یونس بن عبید سے مروی ہے کہ انصار میں سے ایک شخص عمر ابن عبد العزیز کے پاس آیا اور کہا کہ امیر المؤمنین! میں فلاں ابن فلاں ہوں، میرے دادا جنگ بدر میں شہید ہوئے اور والد جنگ احد میں، وہ اپنے بزرگوں کے مناقب بیان کرنے لگا، عمر نے عنبسہ بن سعید کی طرف دیکھا جو ان کے پاس تھے، انہوں نے کہا کہ واللہ یہ مناقب تو تم لوگوں کے نہیں، اے مسکن و دیر الجاجم کے رہنے والو۔

تلک المکارم لا قعبان من لبن شیبا بماء فعادا بعد ابوالا

(بزرگیاں یہ ہیں، دودھ کے دو پیالے نہیں ہیں۔ جن میں پانی ملایا گیا ہو کہ بعد کو پیشاب بن کر نکل جائے)۔
بشر بن عبد اللہ بن عمر سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز نے بشر بن سلمہ کو لکھا: اما بعد! اس معاملے کو درست رکھو جو تمہارے اور اللہ کے درمیان ہے اور جان لو کہ میں نے تمہیں بہت بڑی امانت میں شریک کیا ہے، اگر تم نے اللہ کے حقوق میں سے کوئی حق ضائع کر دیا تو تم اس کے نزدیک، اس کی مخلوق بھر سے ذلیل ہو گے اور عمر تمہیں اللہ سے ہرگز نہ بچا سکے گا۔
خالد بن یزید نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن عبد العزیز نے توضیح کر کے میت پر رونے اور کھیل تماشے کے بارے میں عاملوں کو لکھا کہ مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ بیوقوفوں کی عورتیں زمانۂ جاہلیت کے فعل کی طرح

میت پر اپنے بال کھول کر نوحہ کرتی ہوئی نکلتی ہیں، حالاں کہ انھیں جب سے یہ حکم دیا گیا ہے کہ "ویضربن بخمرھن علی جیوبھن" (اپنے دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں) ، دوپٹے اتارنے کی اجازت نہیں دی گئی، لہذا تم لوگ نوحہ خوانی کے روکنے میں سختی سے حکم دو۔

یہ بھی ایسی چیزوں سے کھیلتے ہیں جو شیطان نے اُن کے لیے خوبصورت بنا دی ہیں، تم اُن مسلمانوں کو جو تمھارے پاس ہیں سختی سے منع کرو، میری جان کی قسم اُن کے لیے وہ وقت آگیا ہے کہ اس کو ترک کردیں، باوجودے کہ وہ کتاب اللہ کو پڑھتے ہیں (کھیل تماشے کے باز نہیں آتے) ، لہذا اس باطل و لہو لعب سے جو گانا ہو یا اس کے مشابہ کوئی اور چیز، سختی سے منع کرو، اگر باز نہ آئیں تو اُن میں سے جو اس کا ارتکاب کرے اُسے اس طرح سزا دو کہ حد سے متجاوز نہ ہو۔

خُلید بن عجلان سے مروی ہے کہ فاطمہ بنت عبدالملک (زوجۂ عمر بن عبدالعزیز) کے پاس ایک ہیرا تھا، عمر نے پوچھا کہ یہ تمھارے پاس کہاں سے آیا، انھوں نے کہا کہ میرے والد امیر المؤمنین نے دیا ہے، انھوں نے کہا کہ یا تو تم اسے بیت المال میں داخل کردو یا طلاق کی اجازت دو، مجھے یہ پسند نہیں کہ میرے اور تمھارے ساتھ وہ ہیرا بھی ایک ہی گھر میں ہو، انھوں نے کہا کہ اگر اس سے چند گونہ زائد بھی میرے ۲۹۱
پاس ہو تو اُس پر میں آپ ہی کو ترجیح دیتی ہوں، یہ کہا اور اُس کو بیت المال میں داخل کر دیا۔

جب یزید بن عبدالملک والی ہوئے تو اُن سے کہا کہ اگر تم چاہو تو وہ یا اُس کی قیمت تمھیں واپس کردوں، انھوں نے کہا کہ مجھے اس کی خواہش نہیں، میں نے عمر کی زندگی میں بطیب خاطر اسے دیا تھا، اُن کی وفات کے بعد اُسے واپس کرلوں؟ مجھے اس کی ضرورت نہیں، یزید نے اُسے اپنی بیوی بچوں میں تقسیم کر دیا۔

لوط بن یحییٰ الغامدی سے مروی ہے کہ بنی امیہ کے تمام والیان حکومت عمر بن عبدالعزیز سے پہلے علی رحمہ اللہ کو گالی دیتے تھے، جب عمر والی ہوئے تو وہ اس سے باز رہے، اس پر کُثیّر عزّۃ الخزاعی نے (قالی شعر) حضرت علیؓ کی

رجعت کا قائل تھا، عکرمہ نے اُس کی تکفیر کی تھی) اشعار ذیل کہے :-

وَلیتَ فلم تشتم علیًا ولم تخف ۱ بریًا ولم تتبع مقالۃ مجرم

(اے عمر بن عبد العزیز) آپ والی ہوئے مگر علیؓ کو گالی نہیں دی، نہ (گالی سے) الگ رہنے والے کو خوف دلایا اور نہ کسی مجرم کی بات کی پیروی کی)۔

تکلمت بالحق المبین وانما ۲ تبین آیات الھدی بالتکلم

آپ نے کھلے ہوئے حق کو بیان کر دیا۔ اور ہدایت کی نشانیاں تو بیان کرنے ہی سے ظاہر ہوتی ہیں۔

فصدقت معروف الذی قلت بالذی ۳ فعلت فاضحی راضیاً کل مسلم

پھر آپ نے اُس خیر کی تصدیق کی جو آپ نے کہا اسی کو کیا۔ لہذا ہر مسلمان خوش ہو گیا۔

ادریس بن قادم سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز نے میمون بن مہران سے کہا کہ میمون! اس خلافت کے مددگاروں پر میرے لیے کیا صورت ہے کہ میں اُن پر بھروسا کروں اور اُن سے مطمئن ہو جاؤں، انھوں نے کہا کہ امیر المومنین اس میں آپ اپنا دل نہ لگا ئیے، کیوں کہ آپ تو بازار ہیں، اور ہر بازار میں وہی چیز لائی جاتی ہے جو اس میں رائج ہوتی ہے، جب لوگ جان جائیں گے کہ آپ کے پاس سوائے صحیح کے کچھ نہیں چلتا تو صحیح ہی لائیں گے۔

خالد بن یزید بن بشر نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن عبد العزیز سے علیؓ وعثمانؓ اور جنگ جمل وصفین کو اور اس واقعے کو جو ان لوگوں کے درمیان ہوا پوچھا گیا تو انھوں نے کہا کہ یہ وہ خون ہیں جن سے اللہ نے میرا ہاتھ روک دیا، میں ناپسند کرتا ہوں کہ اپنی زبان کو اس میں آلودہ کروں۔

خالد بن یزید بن بشر نے اپنے والد سے روایت کی کہ مسلمانوں کو صائفہ (موسم گرما کی لشکر کشی) میں رومیوں کا ایک کم سن غلام ملا۔ اس کے اعزہ نے فدیہ لینے کو کہلا بھیجا، عمر نے مشورہ کیا، لوگوں نے اُن کی مخالفت کی تو انھوں نے کہا کہ تم پر کوئی گناہ نہیں اگر ہم اُس کے کم سن ہونے کی حالت میں فدیہ لے لیں امید ہے کہ اللہ اُس کے بڑے ہونے کے بعد اس کی گرفتاری کا موقع دے دے، اُن لوگوں نے اُس سے بہت مال فدیے میں لیا، ہشام

کی خلافت کے آخر میں گرفتار کر کے قتل کر دیا گیا۔

محمد بن الزبیر الحنظلی سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز نے ایک شخص کو دیکھا جو زمین پر "بسم اللہ الرحمن الرحیم" لکھ رہا تھا، انھوں نے اُسے منع کیا اور کہا کہ دوبارہ نہ لکھنا۔

ابو یعقوب بن زید سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز نے عبد الحمید ابن عبد الرحمن کو جو اُن کی طرف سے عراق کے عامل تھے دس ہزار درم انعام دیا۔

یزید بن عیاض بن جُعْدُبہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز نے سلیمان بن ابی کریمہ کو لکھا کہ اللہ کی تعظیم اور اُس کے خوف کا سب سے زیادہ مستحق وہ شخص ہے جس کو اُس نے کسی ایسی چیز میں مبتلا کیا ہو جس میں اُس نے مجھے مبتلا کیا ہے اور کوئی شخص جو اللہ کی نافرمانی کرے مجھ سے زیادہ سخت ۲۹۲
حساب میں پڑنے والا اور اللہ کے نزدیک ذلیل نہیں ہے، میں جس حال میں ہوں اس کے انجام پر قادر نہیں، مجھے اندیشہ ہے کہ وہ مرتبہ جس پر میں ہوں کہیں ہلاکت نہ ہو، سوائے اس کے کہ اللہ اپنی رحمت سے اس کا تدارک کر دے، مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کا ارادہ رکھتے ہو، برادرمن، میں چاہتا ہوں کہ جب تم اپنا مورچہ لینا تو اللہ سے دعا کرنا کہ مجھے بھی وہ شہادت عطا کرے، کیوں کہ میرا حال سخت ہے اور خطرہ بڑا، میں اُس اللہ سے دعا کرتا ہوں جس نے مجھے اُس چیز میں مبتلا کیا جس میں اُس نے مجھے مبتلا کیا ہے کہ وہ مجھ پر رحمت کرے اور معاف کر دے۔

خالد بن یزید بن بشر نے اپنے والد سے روایت کی کہ میمون بن مہران ورجاء بن حیوۃ وریاح بن عبیدۃ الکندی، عمر بن عبد العزیز کے مخصوص لوگوں میں سے تھے اور وہ جماعت، جو اُن کے نزدیک ان لوگوں سے کم تھی، عمرو بن قیس وعون بن عبد اللہ بن عتبہ ومحمد بن زبیر الحنظلی پر مشتمل تھی۔

مسلمہ بن محارب وغیرہ سے مروی ہے کہ بلال بن ابی بردہ اور

اُن کے بھائی عبداللہ بن ابی بردہ عمر بن عبدالعزیز کے پاس آئے اور مسجد کی اذان کے معاملے میں اُن کے سامنے جھگڑا کیا، عمر ان دونوں سے شک میں پڑ گئے (کہ واقعی کون موذن بننے کا مستحق ہے)۔

عمر نے خفیہ طور پر ہر ایک کے پاس ایک شخص کو بھیجا کہ اُن دونوں سے علیحدہ علیحدہ دریافت کرے کہ اگر میں امیرالمومنین سے کہوں کہ وہ تم کو عراق کا والی بنا دیں تو تم میرے لیے کیا کرو گے، اُس شخص نے بلال سے ابتدا کی، اُن سے پوچھا تو اُنھوں نے کہا کہ میں تمھیں ایک لاکھ دوں گا، وہ شخص اُن کے بھائی کے پاس آیا، اُنھوں نے بھی اس سے ایسا ہی کہا۔

اس شخص نے عمر کو خبر دی، اُنھوں نے حکم دیا کہ تم دونوں اپنے شہر کو چلے جاؤ، عبدالحمید بن عبدالرحمٰن کو لکھا کہ بلال کو جو بلال شر ہے والی نہ بنانا اور نہ ابوموسیٰ کی اولاد میں سے کسی اور کو۔

بعض نے کہا کہ اُنھوں نے لکھا، بلیلِ شر کو والی نہ بنانا، اُنھوں نے بلال کی (تحقیر کے لیے) تصغیر کر دی۔

عوانہ بن الحکم الکلبی سے مروی ہے کہ سلیمان بن عبدالملک کی وفات دابق میں ہوئی اور عمر بن عبدالعزیز خلیفہ ہوئے، عمر نے لوگوں کو خطبہ سنایا اور کہا کہ واللہ نہ میں نے اس کی خواہش کی اور نہ تمنا کی، پس اللہ سے ڈرو، اپنی جانب سے حق ادا کرو اور حقوق واپس کرو، کیوں کہ واللہ مجھے اہلِ قبلہ میں سے کسی پر غصہ نہیں ہے سوائے اسراف کرنے والے کے، یہاں تک کہ اللہ اُسے میانہ روی کی طرف واپس کر دے، اُنھوں نے مسلمہ کو جو ملک روم میں تھے لکھ کر واپس آنے کا حکم دیا اور لوگوں کو واپسی اور اجازت کو کہلا بھیجا۔

مثنیٰ بن عبداللہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے سالم کو لکھا کہ عمرؓ (فاروق) کی سیرت لکھیں، سالم نے جواب لکھا کہ عمرؓ ایک ایسے زمانے میں تھے جو آپ کا سا زمانہ نہ تھا، وہ ایسے لوگوں کے ساتھ تھے جو آپ کے ساتھیوں جیسے نہ تھے، اگر آپ اپنے زمانے اور اپنے لوگوں میں

ویسا ہی عمل کریں گے جیسا عمرؓ نے اپنے زمانے اور اپنے لوگوں میں کیا تو مثل عمرؓ کے اور افضل بن جائیں گے۔

۲۹۲ عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر سے مروی ہے کہ لوگ سلیمان بن عبدالملک کے پاس گھوڑے لے گئے، قبل اس کے کہ وہ انھیں جاری کریں اُن کی وفات ہوگئی، عمر لوگوں سے شرمائے اور انھوں نے اُن گھوڑوں کو جاری کردیا جو جمع کیے گئے تھے' آخری گھوڑا ابھی جو آیا تھا اس طرح دے دیا کہ انھوں نے کسی کو نامراد نہیں رکھا' اس کے بعد وفات تک کوئی گھوڑا جاری نہیں کیا۔

مسلمہ بن محارب سے مروی ہے کہ عمر نے عدی کو لکھا کہ سر برآوردگان فضائل کے نائب تو ہم مرتبہ ہیں' تم سرداران لشکر کے نائبوں کو دیکھو جس کی دیانت داری سے ہمارے لیے اور اُس کی فوج کے لیے راضی ہو اُسے باقی رکھو اور جس سے راضی نہ ہو اُس کو ایسے شخص سے بدل دو جو اس سے بہتر ہو اور دیانت داری اور تقوے میں زیادہ افضل ہو۔

حسن بن ابی العمرّطہ سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز کو خلیفہ بنائے جانے سے قبل دیکھا' اُس وقت یہ حالت تھی کہ تم اُن کے چہرے میں خیر پہچان لیتے' جب وہ خلیفہ ہوئے تو مجھے ان کی پیشانی پر موت نظر آئی۔

مالک بن انس سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز جب مدینے سے روانہ ہوئے تو کہا کہ اے مزاحم' ہم ڈرتے ہیں کہ کہیں ہم اُن لوگوں میں سے نہ ہوں جن کو مدینے نے نکال دیا ہے۔

عمر بن عبدالعزیز کے متعلقین کے کسی مخصوص شخص سے مروی ہے کہ جس وقت خلافت انھیں پہنچی تو لوگوں نے اُن کے مکان میں رونے کی بلند آواز سنی' دریافت کیا گیا تو معلوم ہوا کہ عمر نے اپنی کنیزوں کو (کنیزی میں رہنے اور آزاد ہوجانے کا) اختیار دے کر کہا ہے کہ مجھ پر ایک ایسا امر نازل ہوگیا ہے جس نے ہمیں تم سے روک دیا ہے' جو یہ چاہے کہ

میں اُسے آزاد کردوں تو میں نے اُسے آزاد کردیا، اور جس کو میں روکوں گا تو اُس کو مجھ سے کچھ فائدہ نہ ہوگا، وہ اُن سے مایوس ہوکر رونے لگیں۔

ابی عبیدہ بن عقبہ بن نافع القرشی سے مروی ہے کہ میں فاطمہ بنت عبدالملک (زوجہ عمر بن عبدالعزیز) کے پاس گیا اور کہا کہ مجھے عمر بن عبدالعزیز کا حال بتاؤ، انھوں نے کہا کہ جب سے اللہ نے انھیں خلیفہ بنایا اُس وقت سے اپنی وفات تک مجھے تو نہیں معلوم کہ انھوں نے کبھی جنابت یا احتلام کی وجہ سے غسل کیا ہو۔

ہشام سے مروی ہے کہ فاطمہ بنت عبدالملک نے فقہا میں سے کسی کو بلا بھیجا اور کہا کہ مجھے اندیشہ ہے کہ امیر المومنین جو کچھ کرتے ہیں اُس کی اُنھیں طاقت نہیں ہے، پوچھا وہ کیا ہے، فاطمہ نے کہا کہ جب سے وہ والی ہوئے اپنی بیوی سے کوئی تعلق نہ رکھا، فقیہ مذکور عمر سے ملے اور کہا، امیر المومنین، مجھے ایک ایسی بات معلوم ہوئی ہے کہ اندیشہ ہے آپ کو اُس کی قدرت نہ ہوگی، پوچھا وہ کیا ہے، فقیہ نے کہا کہ آپ کے متعلقین کے لیے بھی آپ پر حق ہے، عمر نے کہا کہ وہ شخص اُس کے پاس کیسے آسکتا ہے جس کی گردن میں امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کام ہو جس کو قیامت میں اللہ پوچھنے والا ہو۔

۲۹۴ ایک شیخ سے مروی ہے کہ جب دابق میں عمر بن عبدالعزیز والی ہوئے تو ایک رات گوشت کے لیے نکلے ہمراہ ایک سپاہی بھی تھا، وہ مسجد میں گئے تاریکی میں ایک شخص کے پاس سے گزرے جو سو رہا تھا، اُسے اُن کی خبر ہوگئی، سر اُٹھا کر کہا کہ کیا تم پاگل ہو، عمر نے کہا، نہیں، سپاہی نے مارنے کا ارادہ کیا تو عمر نے کہا کہ خبردار، اُس نے مجھ سے دریافت کیا کہ کیا تم مجنون ہو، میں نے کہا کہ نہیں۔

سفیان سے مروی ہے کہ ایک شخص نے عمر بن عبدالعزیز سے کہا کہ اگر آپ ہمارے لیے فرصت نکالتے (تو بہتر ہوتا)، عمر نے کہا کہ فرصت کہاں، فرصت تو گئی، فرصت تو سوائے اللہ کے یہاں کے کہیں نہیں۔

سفیان سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز نے کہا کہ مجھے فرصت دو کیوں کہ میرے لیے کام ہے اور حوائج ہیں۔

سریّ بن یحییٰ سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز نے اللہ کی حمد کی، پھر اشک کی روانی نے اُن کا حلق بند کر دیا، انھوں نے کہا کہ اے لوگو تم اپنی آخرت درست کرو، دنیا خود بخود درست ہو جائے گی، تم اپنے باطن کو درست کرو، ظاہر آپ ہی درست ہو جائے گا، واللہ کوئی بندہ ایسا نہیں کہ اُس کے اور آدم کے درمیان اُس کا کوئی باپ ہوا اور وہ مر نہ گیا ہو، بیشک موت ہی اُس کی رگ و پے میں پیوست ہونے والی ہے۔

ریاح بن زید سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز نے عروہ کو لکھا کہ تم میرے پاس خطوط کی مراسلت کرتے رہتے ہو، میں جس حق کے متعلق تم کو لکھوں اُسے نافذ کر دیا کرو، کیوں کہ موت کا وقت معلوم کرنے کا کوئی آلہ ہم نہیں جانتے۔

مزید بن حوشب برادر عوّام سے مروی ہے کہ میں نے حسن اور عمر ابن عبد العزیز سے زیادہ (خدا سے) ڈرنے والا کوئی نہیں دیکھا، گویا دوزخ صرف انھی دونوں کے لیے پیدا ہوئی تھی۔

ارطاط بن المنذر سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز کے پاس ایک جماعت تھی جو اُن سے درخواست کرتی تھی کہ اپنے کھانے کی نگرانی کیجیے (کہ کوئی زہر نہ دے دے) نماز پڑھیے تو کوئی نگہبان ہو کہ حملہ کرنے والا قتل نہ کر دے، طاعون جہاں ہو وہاں سے دور رہیے، انھیں وہ لوگ یہ کہتے کہ پہلے کے خلفاء کا یہی عمل تھا، عمر اُن سے پوچھتے کہ پھر وہ لوگ کہاں ہیں، جب اُن لوگوں نے بہت زور دیا تو کہا کہ اے اللہ اگر تو جانتا ہے کہ میں سوائے قیامت کے کسی اور دن سے ڈرتا ہوں تو میرے خوف کو امن نہ دے۔

مجاہد سے مروی ہے کہ ہم لوگ عمر بن عبد العزیز کے پاس آئے، گمان یہ تھا کہ وہ ہم سے استفادہ کریں گے، مگر ہم لوگ جب اُن کے پاس سے نکلے تو انھیں کے محتاج تھے۔

خصیف نے کہا کہ میں نے عمر بن عبد العزیز سے بہتر کوئی شخص نہیں دیکھا۔

۲۹۵ محمد بن عجلان سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز سے پہلے خلفاء مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایام جمعہ میں لوبان سلگانے اور رمضان میں اس کی صفائی و خوشبو کا خرچ عشر و صدقہ (زکوٰۃ زمین و مال) سے جاری کرتے تھے۔

عمر بن عبد العزیز والی ہوئے تو انھوں نے اس رسم کو بند کرنے اور مسجد سے خوش بو کا اثر مٹانے کو لکھا، ابن عجلان نے کہا کہ میں نے لوگوں کو دیکھا کہ خوش بو کے نشان پانی اور رومالوں سے دھوتے تھے۔

عبید بن الولید سے مروی ہے کہ میں نے اپنے والد کو بیان کرتے سنا کہ عمر بن عبد العزیز کے لیے عام مطبخ میں پانی گرم کیا جاتا تھا جس سے وہ وضو کرتے، ان کو اس کا علم نہ تھا، بعد کو معلوم ہوا تو پوچھا کہ کتنی مدت سے پانی گرم کرتے ہو؟ لوگوں نے کہا کہ ایک مہینہ یا اس کے قریب، انھوں نے مطبخ میں اتنا ایندھن ڈال دیا۔

عبید بن الولید نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن عبد العزیز جب رعایا کے معاملے کی باتیں کرتے تو بیت المال سے چراغ جلاتے اور جب اپنے ذاتی معاملے کی باتیں کرتے تو ذاتی مال کا چراغ جلاتے، ایک شب وہ اسی حالت میں تھے کہ چراغ دھیما ہو گیا، اٹھ کر قریب گئے کہ اسے درست کریں، کہا گیا کہ امیر المؤمنین ہم لوگ آپ (کی خدمت) کے لیے کافی ہیں، انھوں نے کہا کہ میں کھڑا ہوں جب بھی عمر ہوں اور بیٹھوں جب بھی عمر ہوں۔

ابراہیم السکسکی سے مروی ہے کہ سلیمان بن عبد الملک اور عمر بن عبد العزیز کے آزاد کردہ غلاموں کے درمیان گفتگو ہوئی، اس کو سلیمان نے عمر سے بیان کیا، جس وقت وہ ان سے گفتگو کر رہے تھے سلیمان نے کہا تم نے جھوٹ کہا عمر نے جواب دیا کہ جب سے مجھے یہ معلوم ہوا کہ جھوٹ بولنا عیب ہے میں جھوٹ نہیں بولا۔

مجاہد سے مروی ہے کہ میں عمر بن عبد العزیز کے پاس آیا، مجھے تیس درم دیے اور کہا کہ اے مجاہد یہ میرے وظیفے میں سے ہیں۔

حفص بن عمر سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز نے اپنے ایک غلام کو آزاد نہیں کیا، وہ اُن کے لیے لکڑیاں جمع کرنا اور مینگنیاں چننا تھا، غلام نے اُن سے کہا کہ سوائے میرے اور آپ کے سب لوگ خیر میں ہیں، انھوں نے کہا کہ جاؤ تم بھی آزاد ہو۔

اسحاق بن یحییٰ سے مروی ہے کہ میں عمر بن عبد العزیز کے پاس اُن کی خلافت کے زمانے میں آیا، انھیں اس حال میں پایا کہ خمس کے لیے علیحدہ بیت المال بنایا تھا زکوٰۃ کے لیے علیحدہ اور غنیمت کے لیے علیحدہ۔

عمر بن میمون سے مروی ہے کہ میں اور عمر امت کے معاملات میں حفاظت کیا کرتے تھے، میں نے اُن سے کہا کہ امیر المومنین! ان دفتروں کو دیکھیے کہ موٹے قلم سے لکھ کر طول دیا جاتا ہے حالاں کہ وہ مسلمانوں کے
۲۹۶ بیت المال کا ہے، عمر نے تمام اطراف میں لکھا کہ موٹے قلم سے دفتر میں ہرگز نہ لکھا جائے اور طول نہ دیا جائے، اُن کے فرمان بھی مختصر ہو کے ایک بالشت یا اس کے قریب رہ گئے۔

حفص بن عمر بن ابی الزبیر سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز نے ابوبکر ابن حزم کو لکھا: اما بعد، تم نے اپنے خط میں بیان کیا ہے کہ وہ کاغذ جو تمھارے پاس تھے ختم ہو گئے ہیں، ہم نے تمھارے لیے اُس سے کم نہیں مقرر کیے تھے جتنے تم سے پہلے والوں کے لیے مقرر کیے جاتے تھے، لہٰذا اپنے قلم کو باریک کرو اور سطروں کو قریب، جامع طور پر اپنے حوائج ظاہر کرو، کیوں کہ میں اسے ناپسند کرتا ہوں کہ مسلمانوں کے مال سے وہ چیز نکالوں جس سے وہ منتفع نہ ہوں۔

عبد اللہ بن دینار سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز نے مسلمانوں کے بیت المال سے کبھی کچھ وظیفہ نہیں لیا اور نہ اُسے کم کیا، اسی پر اُن کی وفات ہو گئی۔

سبرہ بن عبد العزیز بن الربیع بن سبرہ نے اپنے والد سے اور انھوں نے اپنے والد سے روایت کی کہ ایک دن عمر بن عبد العزیز نے کہا کہ واللہ

میری دلی خواہش ہے کہ ایک روز عدل کروں اور اسی حالت میں اللہ مجھے اُٹھا لے، اُن کے بیٹے عبدالملک نے کہا کہ امیرالمومنین، واللہ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ اونٹنی کا دودھ دوہنے میں ایک شخص سے دوسرے شخص تک ہاتھ لے جانے میں جتنی دیر لگتی ہے اتنی دیر آپ عدل کریں اور اسی حالت میں اللہ آپ کو اپنے پاس بلا لے، پھر کہا کہ اللہ وہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، اگرچہ مجھ کو اور آپ کو ہانڈیاں اُبال دیں، عمر نے کہا کہ اللہ تمھیں جزائے خیر دے۔

جویریہ ابن اسما سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ میرا نفس ہی بڑا حریص ہے کہ جب کوئی چیز دی گئی تو اُس سے بہتر کی حرص پیدا ہو گئی، جب اُسے وہ چیز دے دی گئی جس سے افضل دُنیا میں کوئی چیز نہ تھی (یعنی خلافت) تو اسے اُس چیز کا شوق ہوا جو اُس سے بھی افضل ہے (یعنی جنت) سعید نے کہا کہ جنت خلافت سے افضل ہے۔

میمون سے مروی ہے کہ میں چھ مہینے عمر بن عبدالعزیز کے پاس مقیم رہا، مگر نہیں دیکھا کہ انھوں نے اپنی چادر بدلی ہو سوائے اس کے کہ ایک جمعہ سے دوسرے جمعے تک دھو دی جاتی تھی اور ہلکا سا زعفرانی رنگ دے دیا جاتا تھا۔

عمر بن عبدالعزیز کی ایک ام ولد سے مروی ہے کہ عمر نے مجھ سے تیل مانگا، تیل اور ہاتھی کی ہڈیوں کا کنگھا اُن کے پاس لائی، اُنھوں نے کنگھا واپس کر دیا اور کہا کہ یہ مردار ہے، میں نے کہا کہ اُسے مردار کس نے بنایا، انھوں نے کہا کہ تم پر افسوس ہے، ہاتھی کو کس نے ذبح کیا۔

۲۹۶ اسماعیل بن ابی حکیم سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے مجھے اور مزاحم کو فجر کی نماز سے پہلے بلا بھیجا، ہم اُن کے پاس آئے، اُنھوں نے نہ تیل لگایا تھا اور نہ تیار ہوئے تھے، اُنھوں نے کہا کہ تم نے تیل سے عجلت کی، کیا تم میں سے کوئی یہ نہیں کر سکتا کہ کنگھا منگا کے اُسے اپنی داڑھی میں کرے۔

اسماعیل بن عیاش سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز کو چوبداروں کے سردار عمرو بن المہاجر سے پوچھا کہ عمر اپنے گھر میں کیا پہنا کرتے تھے، اُنھوں نے کہا کہ

استر دار سیاہ جُبّہ۔

یعلی بن حکیم سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز کی چادریں چھ ہاتھ ایک بالشت لانبی اور سات بالشت چوڑی تھیں۔

عمارہ بن ابی حفصہ سے مروی ہے کہ مسلمہ بن عبد الملک عمر بن عبد العزیز کے پاس گئے، اپنی بہن فاطمہ بنت عبد الملک زوجۂ عمر بن عبد العزیز سے کہا کہ آج امیر المومنین نے افاقے کی حالت میں صبح کی ہے، میں اُن کا کُرتہ میلا دیکھتا ہوں، لہذا انھیں اس کے علاوہ کوئی دوسرا کُرتہ پہنا دو کہ ہم اُن کے پاس لوگوں کو آنے کی اجازت دیں، وہ خاموش ہوگئیں، انھوں نے پھر کہا کہ امیر المومنین کو اس کے سوا دوسرا کُرتہ پہنا دو، تو انھوں نے کہا کہ واللہ اُن کے پاس اس کے سوا کوئی کرتہ نہیں۔

عمرو بن میمون سے مروی ہے کہ میں ریشم کا ٹکڑا سلیمان بن عبد الملک کے پاس لایا، اُن کے یہاں عمر کو دیکھا کہ سب سے زیادہ سخت اور موٹی گردن والے تھے، عمر کے خلیفہ ہونے کے بعد ایک ہی سال گزرا تھا کہ میں اُن کے پاس آیا، انھوں نے باہر آکے ہمیں نماز پڑھائی، حالت یہ تھی کہ بدن پر ایک کُرتہ تھا جو ایک دینار یا اسی کے قریب قیمت کا تھا، ایک رومال (مُلَیّہ) بھی اسی قیمت کا تھا اور ایک عمامہ تھا جس کو انھوں نے اپنے شانوں کے درمیان لٹکا لیا تھا، وہ دُبلے ہوگئے تھے گردن بھی پتلی ہوگئی تھی۔

رجاء بن حَیْوۃ سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز سب سے زیادہ عطر لگانے والے اور سب سے اچھا لباس پہننے والے اور چلنے میں سب سے آہستہ خرام تھے، جب خلیفہ ہوئے تو لوگوں نے اُن کے کپڑوں کی قیمت کا اندازہ بارہ درہم کیا، یہ کپڑے ٹوپی، عمامہ، کرتہ، قبا، شالی رومال، موزے اور مصری چادر پر مشتمل تھے۔

سعید بن سُوید سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز نے لوگوں کو جمعے کی نماز پڑھائی، حالت یہ تھی کہ بدن پر ایک کرتہ تھا جس کے چاک میں آگے اور پیچھے پیوند لگا ہوا تھا، نماز سے فارغ ہوکے وہ بھی بیٹھے اور اُن کے ساتھ ہم بھی بیٹھ گئے، جماعت میں سے ایک شخص نے کہا کہ اگر آپ لباس پہنیں اور بنائیں (تو بہتر ہے) تھوڑی دیر تک

سر جھکائے رہے جس سے ہم سمجھے کہ یہ بات انھیں ناگوار گزری، پھر انھوں نے اپنا سر اُٹھایا اور کہا کہ بہترین میانہ روی غصے کے وقت اور بہترین عفو قدرت کے وقت ہے۔

۲۹۸ ازہر سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبد العزیز کو خناصرہ میں لوگوں کو خطبہ سناتے دیکھا، بدن پر ایک پیوند لگا ہوا کرتہ تھا۔

عمر بن مہاجر سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبد العزیز کے جُبے ٹخنے اور جوتے کے تسمے کے درمیان تک دیکھے۔

مُعَرّف بن واصل سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبد العزیز کو دیکھا کہ اس طرح گئے آئے کہ بدن پر دو سبز چادریں تھیں۔

عُبَید بن الولید بن ابی السائب الدمشقی سے مروی ہے کہ میں نے والد کو بیان کرتے سُنا کہ عمر بن عبد العزیز کے پاس خز کا ایک خاکی اور ایک زرد جُبّہ تھا اور خز کی ایک خاکی اور ایک زرد چادر تھی، جب خاکی جُبّہ پہنتے تو زرد چادر اوڑھتے، اور جب زرد جُبّہ پہنتے تو خاکی چادر اوڑھتے، پھر انھوں نے اُسے چھوڑ دیا۔

عمر بن موسیٰ الانصاری سے مروی ہے کہ میں عمر بن عبد العزیز کے پاس آیا، وہ برآمد ہوئے سر پر ایک خاکی رنگ کا شالی رومال تھا، میں نے عمر سے کہا یہ خز کا ہے؟ انھوں نے کہا مجھے نہیں معلوم۔

ربیع بن صُبیح سے مروی ہے کہ مجھ سے عمر بن عبد العزیز کے کسی دیکھنے والے نے بیان کیا کہ وہ طیالسہ کے جُبے میں بغیر تہ بند کے نماز پڑھتے تھے۔

محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبد العزیز کو دیکھا کہ وہ اپنی مونچھیں بالکل صاف نہ کرتے تھے بلکہ اچھی تراشتے۔

ابو الحفص سے مروی ہے کہ مجھے عمر بن عبد العزیز سے مشک کی خوشبو محسوس ہوتی تھی۔

محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز کو دیکھا کہ پیشانی پر سجدے کا نشان نہ تھا۔

ابو الحفص سے مروی ہے کہ میں نے میتر پر عمر بن عبد العزیز کے پاس کبھی تلوار نہیں دیکھی۔

ایوب سے مروی ہے کہ مجھے خبر دی گئی کہ عمر بن عبد العزیز سے چوتھی قبر کا مقام بیان کیا گیا جو نبی علیہ السلام کی قبر کے پاس ہے، لوگوں نے اُس کو ان کے لیے پیش کیا اور کہا کہ اگر آپ مدینے کے قریب ہوتے (تو وہاں دفن ہونے کا امکان تھا) انھوں نے کہا کہ مجھے اللہ کا سوائے آگ کے ہر قسم کا عذاب کرنا اس سے زیادہ پسند ہے کہ وہ یہ جانے کہ میں اپنے کو اس مقام کا اہل سمجھتا ہوں۔

ایوب سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز سے کہا گیا کہ امیر المومنین اگر آپ مدینے آتے اور وہاں اللہ تعالیٰ آپ کو موت دیتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ابوبکرؓ و عمرؓ کے ساتھ آپ دفن کیے جاتے، انھوں نے کہا کہ واللہ خدا کا مجھے سوائے آگ کے ہر قسم کا عذاب دینا، جس پر مجھے صبر نہ ہو سکے، اس سے زیادہ پسند ہے کہ اللہ یہ جانے کہ میں اپنے کو اس کا اہل سمجھتا ہوں۔

۲۹۹ اوزاعی سے مروی ہے کہ محمد بن المقدام نے فاطمہ بنت عبد الملک زوجۂ عمر ابن عبد العزیز سے پوچھا کہ آپ کی رائے میں عمر بن عبد العزیز کے مرض وفات کی ابتدا کس سے ہوئی، انھوں نے کہا کہ میری رائے میں اُس کی ابتدا یا اکثر حصے کی ابتدا خوفِ الٰہی سے ہوئی۔

عبد المجید بن سہیل سے مروی ہے کہ میں نے طبیب کو دیکھا کہ عمر بن عبد العزیز کے پاس سے نکلا، ہم نے پوچھا کہ آج آپ نے اُن کا قارورہ کیسا دیکھا، اُس نے کہا کہ قارورے میں کوئی اندیشہ نہیں، البتہ انھیں لوگوں کے معاملات کی فکر ہے۔

ابن لہیعہ سے مروی ہے کہ لوگوں نے بعض خطوط میں پایا کہ عمر بن عبد العزیز کو خوفِ خدا قتل کر دے گا۔

محمد بن قیس سے مروی ہے کہ میں امیر المومنین عمر بن عبد العزیز کے ابتدائے مرض میں موجود تھا، یکم رجب ۱۰۱ھ کو علیل ہوئے، بیس روز بیمار رہے، کسی ذمی کو بلا بھیجا، ہم لوگ دیر سمعان میں تھے، اُس سے اپنی قبر کے لیے زمین کی قیمت چکائی، ذمی نے کہا کہ امیر المومنین یہ تو بڑی مبارک بات ہے کہ آپ کی قبر میری زمین میں ہو، میں نے اُسے آپ کے لیے حلال کر دیا ہے، مگر عمر نے انکار کیا، آخر اس زمین کو دو دیناروں میں خریدا اور دونوں دینار منگا کر اُسے دے دیے۔

ابراہیم بن میسرہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے وفات سے پہلے اپنی قبر کی زمین دس دینار میں خریدی۔

شیخ اہل مکہ سے مروی ہے کہ فاطمہ بنت عبدالملک اور ان کے بھائی مسلمہ عمر بن عبدالعزیز کے پاس تھے، ایک نے دوسرے سے کہا کہ ایسا نہ ہو کہ ہم لوگ ان پر گراں ہوں، دونوں اس وقت گئے کہ قبلے کے خلاف رخ کیے ہوئے تھے تھوڑی دیر کے بعد واپس آئے تو وہ قبلے کی طرف منہ کیے ہوئے تھے، کوئی کہنے والا کہتا کہ ہم انھیں نہیں دیکھیں گے تو وہ کہتے "تلک الدار الاخرۃ نجعلھا للذین لا یریدون علوا فی الارض ولا فسادا والعاقبۃ للمتقین" (یہ آخرت کا گھر ہم ان لوگوں کے لیے کریں گے جو زمین میں برتری و فساد کا ارادہ نہیں کرتے اور آخرت (کی بھلائی) پرہیزگاروں ہی کے لیے ہے)۔

عمارۃ بن ابی حفصہ سے مروی ہے کہ مسلمہ بن عبدالملک عمر بن عبدالعزیز کے پاس مرض موت میں آئے اور کہا کہ آپ اپنے متعلقین کے لیے کس کو وصیت کرتے ہیں، انھوں نے کہا کہ جب میں اللہ کو بھول جاؤں تو یاد دلا دینا، دوبارہ انھوں نے یہی پوچھا کہ اپنے متعلقین کے لیے آپ کس کو وصیت کرتے ہیں، انھوں نے کہا کہ ان میں میرا دوست وہ اللہ ہے جس نے قرآن نازل کیا اور وہ صالحین سے محبت کرتا ہے (ان ولیی اللہ الذی نزل الکتاب وھو یتولی الصالحین)۔

۳۰۰ سلیمان بن موسیٰ سے مروی ہے کہ جب عمر بن عبدالعزیز کی وفات کا وقت قریب آیا تو یزید بن عبدالملک کو لکھا "امابعد تم اس سے بچنا کہ تمھیں غلبے کے وقت پچھڑنا نہ پڑے کہ پھر اس کو لغزش کہا جائے اور تمھیں (اصلی حالت پر) لوٹنے کا موقع نہ دیا جائے اور جس کو تم نے پیچھے کر دیا ہے وہ تمھاری تعریف نہ کرے گا، اور جس کے خلاف تم نے فیصلہ کیا ہے وہ تمھیں معذور نہ جانے گا" والسلام۔

سالم بن بشیر سے مروی ہے کہ جب عمر بن عبدالعزیز کی وفات کا وقت آیا تو انھوں نے یزید بن عبدالملک کو لکھا: سلام علیک، امابعد مجھے یہی چیز نظر

آتی ہے جو میرے ساتھ ہے (یعنی موت)، میرا گمان یہی ہے کہ خلافت عنقریب تمھیں پہنچے گی، امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اللہ سے ڈرنا، تم دنیا اس شخص کے لیے چھوڑ دو جو تمھاری مدح نہ کرے اور اس کو پہنچاؤ جو تمھیں معذور نہ جانے، والسلام علیک۔

عبدالعزیز بن عمر سے مروی ہے کہ میرے والد نے وصیت کی تھی کہ انھیں پانچ سوتی کپڑوں کا کفن دیا جائے۔

ابوبکر بن محمد بن حزم سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے وصیت کی تھی کہ انھیں پانچ کپڑوں کا کفن دیا جائے جن میں کرتہ و عمامہ بھی ہو۔

خالد بن ابی بکر سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے وصیت کی تھی کہ انھیں پانچ کپڑوں کا کفن دیا جائے جن میں کرتہ و عمامہ بھی ہو، انھوں نے کہا کہ ابن عمرؓ کے اعزہ میں سے جو مرتا تھا وہ اس کو اسی طرح کفن دیتے تھے۔

عبدالرحمن بن محمد بن عبداللہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے وفات کے وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ بال اور ناخن منگائے اور کہا کہ جب میں مر جاؤں تو یہ بال اور ناخن لے کے میرے کفن میں رکھ دینا، لوگوں نے یہی کیا۔

سفیان بن عاصم بن عبدالعزیز بن مروان سے مروی ہے کہ میں عمر ابن عبدالعزیز کے پاس تھا، انھوں نے اپنی آزاد کردہ کنیز سے کہا کہ میرا گمان ہے کہ تم میرے لیے حنوط (عطر میت) کا انتظام کرو گی، اس میں مشک شامل نہ کرنا۔

سفیان بن عاصم سے مروی ہے کہ جب عمر بن عبدالعزیز کی وفات کا وقت آیا تو وصیت کی کہ انھیں داہنی کروٹ پر قبلہ رخ کر دیا جائے۔

مغیرہ بن حکیم سے مروی ہے کہ فاطمہ بنت عبدالملک نے کہا کہ میں عمر ابن عبدالعزیز کو مرض موت میں کہتے سنتی تھی کہ اے اللہ ان لوگوں پر میری موت کو پوشیدہ رکھ اگرچہ وہ دن کی ایک ہی ساعت کے لیے ہو، جب وہ دن ہوا جس دن کہ ان کی وفات ہوئی تو میں ان کے پاس سے چلی گئی تھی اور دوسرے مکان ۳۰۱
میں بیٹھی تھی، میرے اور ان کے درمیان دروازہ حائل تھا، وہ اپنے خیمے میں تھے، میں نے انھیں کہتے سنا کہ "تلک الدار الآخرۃ نجعلها للذین لا یریدون

علوا فی الارض ولا فسادا والعاقبۃ للمتقین" اتنے میں اُن کی آواز بند ہوگئی، جب کوئی حس وحرکت نہ سننے میں آئی تو میں نے وصیف سے، جو اُن کا خادم تھا کہا کہ امیر المومنین کو دیکھو کیا وہ سوتے ہیں؟ جب وہ اُن کے پاس گئے تو چیخ ماری، میں بھی دوڑی، دیکھا تو جاں بحق تسلیم کرچکے تھے، رخ قبلے کی طرف تھا، آنکھیں ڈھانک لی تھیں، ایک ہاتھ منہ پر رکھ لیا تھا اور دوسرا آنکھوں پر۔

رجاء بن حیوۃ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے مرض موت میں مجھ سے کہا کہ تم بھی اُن لوگوں میں ہونا جو مجھے غسل وکفن دیں اور میری قبر میں اتریں، جب مجھے میری لحد میں رکھ دینا تو کفن کی گرہ کھول کے میرے چہرے کو دیکھنا، کیوں کہ میں نے تین خلفا کو دفن کیا ہے، ہر ایک کو جب قبر میں رکھا تو گرہ کھول دی، چہرے کو دیکھا تو سیاہ اور قبلہ رخ سے پھرا ہوا تھا۔

رجاء نے کہا کہ میں اُن لوگوں میں تھا جنھوں نے عمر کو غسل وکفن دیا اور اُن کی قبر میں اترے، جب میں نے گرہ کھول کر دیکھا تو کاغذوں کی طرح تھا اور قبلہ رخ تھا۔

مخلد بن یزید سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز سے پچاس (دن) سے ملاقات کی وہ بھی .... میں اُترے ہوئے تھے، فاضل وبہترین و سن رسیدہ تھے ....

یوسف بن ماہک سے مروی ہے کہ جس وقت ہم لوگ عمر بن عبدالعزیز کی قبر پر مٹی برابر کر رہے تھے تو آسمان سے ایک کاغذ گرا جس میں لکھا تھا "بسم اللہ الرحمن الرحیم، اللہ کی طرف سے عمر بن عبدالعزیز کو دوزخ سے پناہ ہے۔

عمرو بن عثمان سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز کی ۲۰ رجب سنہ ۱۰۱ھ کو وفات ہوئی، اُس وقت وہ اُنتالیس سال اور چند ماہ کے تھے، خلافت دو سال پانچ مہینے کی، وفات دیر سمعان میں ہوئی۔

ہیثم بن واقد سے مروی ہے کہ میری ولادت سنہ ۹۷ھ میں ہوئی اور عمر ابن عبدالعزیز دابق میں ۲۰ صفر سنہ ۹۹ھ میں خلیفہ بنائے گئے، جو عطا اُنھوں نے سالانہ مسلمانوں میں تقسیم کی اُس سے مجھے تین دینار ملے، وفات ۲۵ رجب سنہ ۱۰۱ھ

یوم چہارشنبہ کو خناصرہ میں ہوئی' بیس دن بیمار رہے' اُن کی خلافت دوسال پانچ مہینے اور چار دن رہی' اُنتالیس سال اور چند ماہ کی عمر میں وفات ہوئی اور دیر سمعان میں دفن کیے گئے۔

۳۰۲ عبدالرحمٰن بن ابی الزناد نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن عبدالعزیز کی وفات انتالیس سال پانچ ماہ کی عمر میں ہوئی۔

سعید بن عامر سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز وفات کے دن انتالیس سال اور چند ماہ کے تھے۔

ابوبکر بن عیاش سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز پر انتالیس سال گزرے تھے۔

سفیان بن عیینہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز چالیس سال کے تھے' سفیان نے کہا کہ میں نے اُن کے فرزند سے پوچھا کہ وہ کس سن کو پہنچے تھے تو اُنھوں نے کہا کہ چالیس سال سے زائد نہ تھے اور دو سال سے کچھ زائد خلیفہ رہے۔

معاویہ بن صالح سے مروی ہے کہ جب عمر بن عبدالعزیز کی وفات کا وقت آیا تو اُنھوں نے لوگوں کو وصیت کی کہ میرے لیے قبر کھودنا اگر گہری نہ کرنا کیوں کہ زمین کا بہترین حصہ اوپر کا ہے اور بدترین نیچے کا۔

وہیب بن الورد سے مروی ہے کہ ہمیں معلوم ہوا کہ عمر بن عبدالعزیز کی جب وفات ہوگئی تو فقہا اُن کی بیوی کے پاس تعزیت کرنے آئے اور کہا کہ ہم اس لیے آپ کے پاس آئے ہیں کہ عمر کی تعزیت کریں کیوں کہ ....

طبقۂ سادسہ ۳۰۳

....

.... بن رافع بن خدیج وطلاح، اُن کی والدہ ام یحییٰ بنت طماح ابن عبد الحمید بن رافع بن خدیج تھیں، محمد کی کنیت ابو عبد اللہ تھی، وفات ابو جعفر کی خلافت میں مدینے میں ہوئی۔

عبد اللہ بن الہریر

ابن عبد الرحمن بن رافع بن خدیج، ان کی والدہ ام ولد تھیں۔
عبد اللہ بن الہریر کے یہاں فضل پیدا ہوئے، اُن کی والدہ سہلہ بنت حابس ابن امرئ القیس بن رفاعہ بن رافع بن خدیج تھیں۔
سبرہ وعیسیٰ والمنذر وعفراء وام رافع، ان کی والدہ تامہ بنت یحییٰ بن عبد الحمید ابن رافع بن خدیج تھیں۔

محمد بن یحییٰ

ابن سہل بن ابی حثمہ، ابو حثمہ کا نام عبد اللہ بن ساعدہ بن عامر بن عدی بن جشم

ابن محمد بن حارثہ بن الحارث تھا، اُن کی والدہ قیس عیلان کے اشجع میں سے تھیں۔
محمد بن یحییٰ کے یہاں حمادہ پیدا ہوئیں، ان کی والدہ ام الحسن بنت عمر
ابن عبد العزیز بن محمد بن ابی عبس بن جبر بن عمرو بن زید بن جشم بن حارثہ بن الحارث تھیں۔
محمد بن یحییٰ کی کنیت ابو عبد اللہ تھی، اُن کی وفات مہدی کی خلافت میں
۱۶۶ھ میں ہوئی۔

عبد المجید بن ابی عبس

ابن محمد بن ابی عبس بن جبر بن عمرو بن زید بن جشم بن حارثہ بن الحارث، اُن کی
والدہ ام ولد تھیں۔
۳۰۴ عبد المجید بن ابی عبس کے یہاں احمد و مریم پیدا ہوئیں، ان دونوں کی والدہ
شریفہ بنت القاسم بن محمد بن ابی عبس بن جبر بن عمرو بن زید بن جشم بن حارثہ تھیں۔
عبد المجید کی کنیت ابو محمد تھی، وفات مہدی کی خلافت ۱۶۴ھ میں ہوئی،
قلیل الحدیث تھے۔

عبد اللہ بن الحارث

ابن الفضیل بن الحارث بن عمیر بن عدی بن خرشہ بن امیہ بن عامر بن خطمہ،
ان کا نام عبد اللہ بن جشم بن مالک بن الاوس تھا، اُن کی والدہ مریم بنت عدی
ابن الحارث بن عمیر الخطمی تھیں۔
عبد اللہ بن الحارث کے یہاں حارث و عیسیٰ پیدا ہوئے، دونوں کی
والدہ حبابہ بنت عیسیٰ بن معن بن سعید بن شریق بن اوس بن عدی بن امیہ
ابن عامر بن خطمہ تھیں۔

عبد اللہ کی کنیت ابو الحارث تھی، وفات مہدی کی خلافت میں ۱۶۴ھ میں ہوئی۔

خالد بن القاسم

ابن عبد الرحمٰن بن خالد بن قیس بن مالک بن العجلان بن عامر بن بیاضہ، وہ خزرج کے تھے۔

خالد بن القاسم کے یہاں ام القاسم .... پیدا ہوئیں، ان دونوں کی والدہ ام ولد تھیں۔

خالد کی کنیت ابو محمد تھی، وفات ترانوے سال کی عمر میں ۱۶۳ھ میں ہوئی، قلیل الحدیث تھے۔

سعید بن محمد

ابن ابی زید جو معلی بن لوذان بن حارثہ بن عدی بن زید بن ثعلبہ بن مالک ابن زید مناہ بن حبیب بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن الخزرج کی اولاد میں سے تھے۔

محمد بن عمر سے مروی ہے کہ سعید بن محمد بن ابی زید، دین، تقویٰ، فضل و عقل والوں میں سے تھے، ان کی ایک چھوٹی سی شور زمین تھی جس سے دو دینار سالانہ ملتے، وہ اسی آمدنی پر ثابت قدم تھے اور اسی پر قناعت کرتے تھے، ان کی کنیز اور وہ خود صبح کو جاتے، اپنی زمین سے کچی گری ہوئی کھجوریں چنتے اور اس کنیز سے اپنے متعلقین کے پاس بھیج دیتے، اس غذا پر بہت صابر تھے، تھوڑا ایا بہت اس کا کبھی کسی سے شکوہ نہ کرتے۔

کچھ بھیجا جاتا تو کہتے کہ میں مالدار ہوں اور جو انھیں کچھ بھیجتا اس سے سخت ناراض اور سب سے انتہا رنجیدہ ہوتے، سب سے زیادہ اپنے نفس کو عیوب سے پاک رکھتے، ہمارے پاس صرف دو کپڑوں میں آکر حدیث بیان کرتے، یہی دو کپڑے جاڑے میں بھی اور گرمی میں بھی ہوتے جن کو ہم ہمیشہ صاف اور ستھرا دیکھتے۔ ۳۰۵

ولیمے کی دعوت دی جاتی تو قبول کر لیتے مگر کچھ کھاتے نہ تھے اور دعوت کرنے والوں کو دعا دیتے، کہا جاتا کہ ابو محمد آپ کیوں نہیں کھاتے تو جواب دیتے کہ مجھے یہ پسند نہیں کہ اپنے پیٹ کو عمدہ کھانے کا خوگر بناؤں جس سے یہ اُس کھانے پر راضی نہ ہو جو میں اُسے کھلاتا ہوں، میں نہیں چاہتا کہ اُس کی خواہش کروں۔

جب عبد الرحمٰن بن ابی الزناد خراج مدینہ کے والی ہوئے تو انھوں نے سعید ابن محمد بن ابی زید کو سو دینار بھیجے، سعید نے کہا کہ واللہ میں ان کو کبھی قبول نہ کروں گا اور نہ یہ میرے لیے مناسب ہے، سبحان اللہ کیا انھیں اس ہدیے سے شرم نہیں آتی، عبد الرحمٰن نے سعید کو کسی ولایت کا والی بنایا اور قبیلۂ اسد و طے کا ساعی (محصول وصول کرنے کا عہدہ دار) مقرر کیا، انھوں نے کہا کہ میں یہ خدمت بھی نہ کروں گا۔

عبد الرحمٰن اُن کے پاس قاصد بھیجتے رہے، آخر سعید بن محمد اُن کے پاس آئے اور کہا کہ میں سمجھ گیا کہ تم میرے ساتھ احسان کرنا چاہتے ہو، میرے ساتھ تمھارا پورا احسان یہ ہے کہ مجھے ان خدمات سے معاف کرو، مجھے ان کی ضرورت نہیں، بحمد اللہ میرے پاس اس سے پیٹ بھر کا ہے، عبد الرحمٰن نے انھیں چھوڑ دیا اور معاف کر دیا۔

ابن ابی حبیبہ

نام ابراہیم بن اسماعیل بن ابی حبیبہ تھا اور کنیت ابو اسماعیل، عبد اللہ بن سعد ابن زید الاشہلی کے مولیٰ (آزاد کردہ غلام) تھے، بڑے نمازی و عبادت گزار تھے، ساٹھ برس روزے رکھے تھے، وفات بیاسی سال کی عمر میں بعہد خلافت مہدی

سنہ ۱۶۵ھ میں ہوئی، قلیل الحدیث تھے۔

کثیر بن عبداللہ بن عوف

قلیل الحدیث تھے، ضعیف سمجھے جاتے تھے۔

یزید بن عیاض

ابن جعدبہ اللیثیؒ انھیں (لبشیون) میں سے تھے، کنیت ابو الحکم تھی، بصرہ منتقل ہو گئے تھے اور وہیں مہدی کی خلافت میں وفات ہوئی، قلیل الحدیث تھے اور ضعیف سمجھے جاتے تھے۔

اسامہ بن زید

ابن اسلم مولائے عمرؓ بن الخطاب بن نفیل، کنیت ابو زید تھی، قاسم بن محمد و سالم بن عبداللہ اور نافع مولائے ابن عمرؓ سے سنا تھا، کثیر الحدیث تھے مگر معتبر نہ تھے، وفات ابو جعفر کی خلافت میں مدینے میں ہوئی۔

عبداللہ بن زید

ابن اسلم مولائے عمرؓ بن الخطاب، حدیث میں اسلم کی اولاد میں سب سے زیادہ

معتبر تھے، وفات مہدی کی ابتدائے خلافت میں مدینے میں ہوئی۔

عبدالرحمٰن بن زید

ابن اسلم مولائے عمرؓ بن الخطاب، وفات ابتدائے خلافت ہارون الرشید میں مدینے میں ہوئی، کثیر الحدیث مگر نہایت ضعیف تھے۔

داؤد بن خالد

ابن دینار مولائے آل حُنین، بنی عباس بن عبدالمطلب کے موالی میں سے تھے، کنیت ابوسلیمان تھی۔

مُجمل بن محمد بن ابی یحییٰ سے مروی ہے کہ خالد بن دینار مولائے آل حنین موالی بنی عباس سے تھے، بڑے بامروت تھے۔

میں والد کے ہمراہ مسجد میں تھا کہ ایک پکارنے والا اور خواندے پکار رہا تھا کہ جو خالد بن دینار کے جنازے پر آئے اللہ اُس پر رحمت کرے، لوگ اپنے گھروں سے نکلے، ابھی جنازے کے منتظر تھے کہ ایک شخص اُن کے مکان سے نکل کر آیا اور کہا کہ اللہ تم لوگوں کو اجر دے، واپس جاؤ، اُن کی نبض چل رہی ہے، لوگ واپس گئے۔

اس کے بعد وہ زندہ رہے اور تین بیٹے پیدا ہوئے، داؤد بن خالد و شمیل بن خالد و یحییٰ بن خالد، سب کے سب حامل حدیث و راوی علم ہوئے، خالد کے یہاں بھی بیٹیاں پیدا ہوئیں، اُن کے بیٹے بھی بالغ ہوئے اور اُن کے یہاں بھی اولاد ہوئی، وہ لوگ تاجر تھے۔

عبدالصمد بن علی والی مدینہ ہو کر آئے تو انھوں نے اُن لوگوں کو تعلق ولا (آقا و غلام ہونے) کی وجہ سے بلا بھیجا اور جو عہدہ خالی تھا پیش کیا، ان لوگوں نے

کہا کہ اللہ امیر کی اصلاح کرے، ہم لوگ تو تاجر ہیں، ہمیں تمہارے عہدے میں داخل ہونے کی ضرورت نہیں، لہذا ہمیں اس سے معاف کیجیے، انھوں نے ان لوگوں کو معاف کردیا، وہ اُن کا اکرام کیا کرتے تھے۔

شُمیل بن خالد

ابن دینار مولائے آل حنین موالی بنی عباس بن عبد المطلب، ان سے بھی روایت کی گئی ہے۔

یحییٰ بن خالد

ابن دینار مولائے آل حنین موالی بنی عباس بن عبد المطلب، ان سے بھی روایت کی گئی ہے۔

عبد العزیز بن عبد اللہ ۳۰

ابن ابی سلمۃ الماجشون، کنیت ابو عبد اللہ تھی، آل ہدیر التیمی کے موالی تھے، وفات مہدی کی خلافت میں ہجرت نبوی کے ۱۶۴ سال بعد بغداد میں ہوئی، مہدی نے اُن پر نماز پڑھی اور مقابر قریش میں دفن کیا، ثقہ و کثیر الحدیث تھے، بہ نسبت اہل مدینہ کے اہل بغداد نے اُن سے زیادہ روایت کی ہے۔

یوسف بن یعقوب

ابن ابی سلمۃ یعقوب ہی ماجشون تھے، اُن کے اور اُن کے چچا کے بیٹے

اس نام سے منسوب ہو گئے

یوسف بن الماجشون سے مروی ہے کہ میں سلیمان بن عبد الملک کے زمانے میں پیدا ہوا، سلیمان نے میری عطا مقرر کی۔ جب عمر بن عبد العزیز والی ہوئے تو انھوں نے دیوان کا معائنہ کیا، میرے نام پر پہنچے تو کہا کہ مجھے اس لڑکے کی ولادت کو کسی نے نہیں بتایا، یہ چھوٹا ہے اور اہل فرائض میں سے نہیں ہے، انھوں نے مجھے ناکام واپس کر دیا۔

عبد الرحمن بن ابی الموال

فُلیح بن سلیمان

ابن ابی المغیرہ بن حنین کہ خاندان زید بن الخطاب بن نفیل العدوی کے موالی تھے، عبید بن حنین جنھوں نے ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے، ابو فلیح سلیمان ابن ابی المغیرہ کے چچا تھے، فلیح کا نام عبد الملک تھا مگر لقب نام پر غالب آگیا، فلیح جب ابو جعفر کی طرف سے والی مدینہ ہوئے تو حسن بن زید بن حسنؓ بن علیؓ پر سختی کی دونوں کے درمیان سخت کلامی بھی ہوگئی تھی حسن بن زید انھیں ایذا دیتے اور پریشان کرتے۔

عبد الرحمن بن ابی الزناد

نام عبد اللہ بن ذکوان تھا، ذکوان رملہ بنت شیبہ بن ربیعہ بن عبد شمس کے موالی تھے، رملہ بنت شیبہ عثمانؓ بن عفان کی زوجہ تھیں۔

عبد الرحمٰن کی کنیت ابو محمد تھی، ولادت سنہ ۱۰۰ھ میں عمر بن عبد العزیز کی خلافت میں ہوئی۔

۳۰۸ عبد الرحمٰن بن ابی الزناد سے مروی ہے کہ محمد بن عبد العزیز الزہری ابوالزناد کے پاس آئے اور مدینے کے محکمۂ قضا کے والی (قاضی) ہو گئے، عبد الرحمٰن ابن ابی الزناد اور عبد اللہ بن محمد بن سمعان کے درمیان بحث اور جھگڑا ہوا، عبد الرحمٰن نے عبد اللہ کو باتیں سنائیں، عبد اللہ نے (لوگوں سے) کہا کہ ان کے خلاف گواہی دو، اور انھیں محمد بن عبد العزیز (قاضی مدینہ) کے سامنے لائے، عبد الرحمٰن کے خلاف شہادت دی گئی، قاضی نے ان کو قید کر دیا اور ستّرہ تازیانے مارے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ اس کے بعد عبد الرحمٰن بن ابی الزناد مدینے کے والی خراج ہو گئے، اصحاب خیر و تقویٰ اور علمائے حدیث سے مدد لیا کرتے تھے، اپنے کام میں بڑے فاضل اور کثیر الحدیث عالم تھے، ایک شخص نے انھیں قرآن سنایا، قرأت خوش الحانی سے کی جو لوگ وہاں موجود تھے ان میں سے بعض ہنسے، عبد الرحمٰن خاموش رہے، جب وہ شخص چلا گیا تو انھوں نے ان لوگوں پر عتاب کیا اور کہا کہ تم کو اس (خلاف تہذیب حرکت) سے شرم نہیں آتی۔

راوی نے کہا کہ ایک شخص نے ان کو حدیث سنائی جس کو وہ لکھتے تھے اور یہ نہیں چاہتے تھے کہ اس کو ہر شخص سنے، جب وہ شخص اٹھ کھڑا ہوا تو وہ عبد الرحمٰن کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ اگر میں ان سے کہتا کہ اس کو پوشیدہ رکھنا تو وہ اس پر غل مچاتے لیکن میں نے انھیں چھوڑ دیا، وہ نہیں جانتے کہ میں اس کو پوشیدہ رکھتا ہوں، تم لوگوں نے اس کی پروا نہ کی، اور وہ ان تمام حدیثوں کی طرح رہی جو ان کے پاس تھیں۔

عبد الرحمٰن بن ابی الزناد بغداد آئے، لوگوں سے حدیث بیان کی، بیمار ہو کے وہیں سنہ ۱۷۴ھ میں چوہتر سال کی عمر میں وفات پا گئے، کثیر الحدیث و ضعیف تھے۔

ان کے بھائی:۔

ابو القاسم بن ابی الزناد

ان سے بھی روایت کی گئی ہے، وہ بھی بغداد آ گئے تھے اور لوگوں نے اُن سے سنا۔

محمد بن عبد الرحمن

ابن ابی الزناد، ان کی کنیت ابو عبد اللہ تھی، اُن کی اور اُن کے والد کی عمر میں سترہ سال کا فرق تھا اور موت میں اکیس شب کا فصل رہا، دونوں باب التبن کے مقابر میں دفن ہوئے۔

عبد الرحمن بن ابی الزناد سے مروی ہے کہ مجھ سے ابو بکر بن محمد بن عمرو ابن حزم ملے اور کہا کہ عبد الرحمن! تمہارے یہاں اولاد ہوئی، میں نے کہا، ہاں، پوچھا، تم کتنے سال کے ہو، میں نے کہا سترہ سال کا، میں سترہ سال کا تھا کہ میرے یہاں محمد پیدا ہوئے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ محمد بن عبد الرحمن نے علقمہ و شریک بن عبد اللہ بن ابی نمر
اور سوائے ابو الزناد کے جتنے اُن کے والد کے راوی تھے سب سے ملاقات
کی، اُن سے حدیث بیان کرنے کی درخواست کی جاتی تو انکار کرتے اور کہتے کہ
میں حدیث بیان کروں حالاں کہ والد (ابھی) زندہ ہیں، مگر سوائے حدیث کے ۳۰۹
بعد اُس حدیث کے جو اُن سے خاص تھی۔

والد بزرگوار کی خدمت اور تعظیم میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرتے، اور اُن سے بہت زیادہ ڈرتے، میں نے ایک روز اُن کو اس حالت میں دیکھا کہ پسلی میں درد تھا، دروازے پر بیٹھے ہوئے انتظار کر رہے تھے کہ والد اجازت دیں

تو واپس جائیں جا[illegible] د شدید تھا، جب اُن کے والد کا قاصد نکلا اور کہا کہ واپس جا[illegible] تو وہ وا[illegible]ں ہوئے۔
[illegible]ں نے اُن سے کہا کہ اگر آپ چلے جاتے تو کچھ حرج نہ تھا، انھوں نے کہا کہ سبحان اللہ! کیا اُس وقت ضرورت تھی؟ اگر میں اتنا ٹھہرتا جتنا اللہ چاہتا اور والد اجازت نہ دیتے تو میں اپنی جگہ سے نہ ہٹتا۔

محمد بن عبدالرحمٰن میں ایسی خصلتیں تھیں کہ اُن میں ایک بھی نظر انداز نہیں کی جا سکتی، اُن خصلتوں میں سے ایک بھی اگر کسی شخص میں ہو تو وہ کامل ہو جائے: قرأت قرآن، قرأت سنن، عربیت، عروض، حساب، اجازت نامے، دفاتر میں رکھنا اور حقوق (مقدمات) کی یادداشتیں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ میں نے قاضی محمد بن عمران الطلحی سے اُس وقت سنا کہ اُن کے پاس ایک خط لایا گیا اور سنایا جا رہا تھا کہ اسے محمد بن عبدالرحمٰن کے سامنے پیش کرو، کہا گیا کہ نہیں، انھوں نے کہا کہ لے جاؤ اور اُن کے سامنے پیش کرو، پھر میرے پاس لاؤ۔

تقسیم و فرائض اور اُس کے حساب اور اُس کی تقسیم اور حدیث کو یقین اور فہم کے ساتھ سب سے زیادہ وہی جانتے تھے۔

سلیمان بن ہلال سے مروی ہے کہ میں نے کسی کو نہیں دیکھا جو زید بن اسلم پر جرأت کرے اور اُن سے کہے کہ کیا آپ نے محمد بن عبدالرحمٰن کے سوا بھی کسی سے سنا ہے، مگر میں نے اُن کو زید بن اسلم سے کہتے سنا ہے کہ اے ابو اسامہ میں نے سنا ہے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ محمد بن عبدالرحمٰن سب سے زیادہ اپنے والد کے ساتھ نیکی کرتے تھے، اُن کے والد حلقے میں ہوتے اور وہ پیچھے ہوتے، اُن کے والد کہتے، اے محمد، وہ اُس وقت تک جواب نہ دیتے جب تک کہ اپنے والد کے سرہانے آ کے کھڑے نہ ہو جاتے، پھر لبیک کہتے، اُن کے والد اپنی ضرورت بتاتے، ہیبت کی وجہ سے وہ سمجھ نہ سکتے اور دوبارہ سمجھنے کی درخواست کرتے، پھر وہ انھیں بتاتے تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ محمد بن عبد الرحمٰن اپنے والد عبد الرحمٰن بن ابی الزناد کے ہمراہ بغداد میں تھے، وفات والد کے اکیس دن کے بعد سنہ ۱۷۴ھ میں ہوئی، اُس وقت ستاون سال کے تھے، دونوں (باپ بیٹے) باب التبن کے مقابر میں دفن کیے گئے، سوائے محمد بن عمر کے اُن سے اور کسی نے روایت نہیں کی۔

ابو معشر نجیح

بنی مخزوم کی کسی عورت کے مکاتب تھے، بدل کتابت ادا کر کے آزاد ہو گئے تھے، ام موسیٰ بنت منصور الحِمیریہ نے اُن کا ولاء (حق میراث آقا بعد آزادی غلام) خرید لیا تھا، وفات بغداد میں سنہ ۱۷۰ھ میں ہوئی، کثیر الحدیث و ضعیف تھے۔

۲۶۰

اسمٰعیل بن ابراہیم

ابن عقبہ، موسیٰ بن عقبہ کے بھتیجے تھے، کنیت ابو اسحاق تھی، نافع مولائے ابن عمرؓ و عائشہ بنت سعدؓ بن ابی وقاص کو دیکھا تھا اور دونوں سے صحیح حدیث روایت کی، مغازی (واقعات جنگ) کے متعلق اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے روایت کرتے تھے جن سے محمد بن عمر و اسمٰعیل بن ابی اویس وغیرہ نے سنا، وفات مہدی کی خلافت کے شروع میں مدینے میں ہوئی۔

محمد بن مسلم

الجوسق، مولائے بنی مخزوم، کنیت ابو عبد اللہ تھی، وفات سنہ ۱۶۶ھ میں ہوئی۔

محمد بن مسلم

ابن جماز، مولائے بنی تمیم بن مرّہ، کنیت ابو عبد اللہ تھی، فقیہ تھے اور احادیث کے متعلق اپنی رائے میں بصیرت رکھتے تھے، لیکن اس کو ترک کر کے عبادت کی طرف متوجہ ہو گئے تھے، وفات ۱۷۰ھ میں مدینے میں ہارون کی خلافت میں ہوئی۔

محمد بن عمر سے مروی ہے کہ جب محمد بن مسلم بن جمّاز کی وفات کا وقت آیا تو انھوں نے سوائے چند اشیاء کے اور کوئی وصیت نہیں کی، انھوں نے کہا کہ میں گھر والوں کی شکایت سنا کرتا تھا جو وہ ہمارے اس پرنالے کے متعلق کرتے تھے کہ ان کے مکان کے راستے میں ہے۔

میں نے اپنے بزرگوں کو اسی طرح اس مکان میں پایا کہ پرنالہ اپنے مقام پر تھا، میں نے ارادہ کیا کہ اسے دوسری جگہ بدل دوں، مگر مکان میں کوئی ایسا موقع نہ پایا جو اس کے لیے مناسب ہو، میں منتقل کرنے کے ارادے سے جاتا تھا مگر ہمت نہ ہوتی تھی، ڈرتا تھا کہ اپنی بھتیجیوں کو جو چھوٹی چھوٹی کمزور پردہ نشین لڑکیاں ہیں منتقل کروں تو ان کے والد کی حال ہی میں وفات ہوئی ہے وہ رنجیدہ ہوں گی، لہذا چاہتا ہوں کہ تم لوگ صاحب خانہ سے پرنالے کے بارے میں گفتگو کرو کہ مجھے اس کی اجازت دے دیں، البتہ اگر اس میں نقصان ہو تو سنبھال رکھا جائے۔

اسحاق بن شعیب بن ابراہیم بن محمد بن طلحہ بن عبید اللہ نے مجھ سے اجازت چاہی تھی کہ میرے مکان میں ایک روشن دان کھولیں جو ان کے تاریک مکان کو روشن کر دے اور وہ روشن دان کو بلندی تک اونچا کر دیں گے کہ ہماری بے پردگی نہ ہو، میں نے انھیں اجازت دے دی تو وہ سامان لے آئے، پھر مجھے خیال آیا کہ میرے بھائی کی لڑکیاں کمسن ہیں اور مجھے ان کی بے پردگی کا

اطمینان نہیں ہے اس لیے میں نے انکار کر دیا' لہٰذا تم لوگ اسحاق سے گفتگو کرو کہ وہ میرے اس کہنے اور پھر نہیں کہنے کو معاف کر دیں۔

یہ تین درہم ہیں کہ تیس سال سے زائد مدت سے میرے صندوق کے خانے میں رہیں' میں ہتھیار کی مشق کرتا تھا' معلوم نہیں کہ وہ میرے ہیں' یا امانت ہیں' یا قرضدار نے ادا کیے ہیں' دریافت کرنا اور لوگ اس کے بارے میں جو مشورہ دیں اُس پر عمل کرنا۔ ۳۱۱

فلاں خاندان کے لوگوں نے میرے پاس ایک طشت دو دینار میں رہن رکھا تھا' مجھے خبر دی گئی کہ میرے متعلقین نے ایک مرتبہ اُس میں کھانا کھایا ہے' لہٰذا اُس کے مالک سے میرے لیے معاف کرالو' اگر وہ معاف کر دے (تو خیر) ورنہ دونوں دینار اُسے واپس کر دو

جو نقد کہ میں نے چھوڑا ہے وہ تقریباً ستر دینار ہیں' اُن کا ایک ثلث بطور وصیت میرے بھائی کی لڑکیوں کے لیے ہے اور دو ثلث بطور میراث میرے بھائی کے بیٹوں کے لیے۔

سحبل بن محمد

ابن ابی یحییٰ' ابن یحییٰ کا نام سمعان تھا کہ اسلمیین کے موالی تھے' سحبل کا نام عبد اللہ تھا اور کنیت ابو محمد تھی' فاضل و عاقل و کریم تھے' وفات ۱۶۲ھ میں بعہد خلافت مہدی مدینے میں ہوئی' کچھ زیادہ قلیل الحدیث نہ تھے۔

سلیمان بن بلال

کنیت ابو محمد تھی' قاسم بن محمد بن ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے موالی تھے' وہ بربری

(زنجباری) خوب صورت، خوش ہیئت و عاقل تھے، مفتی شہر اور مدینے کے والی خراج تھے، وفات سنہ ۱۸۲ھ میں بزمانۂ خلافت ہارون مدینے میں ہوئی، ثقہ و کثیر الحدیث تھے۔

عبداللہ بن یزید

ابن عبداللہ بن قسیط اللیثی، انھیں لیثیوں میں سے تھے۔
اُن کے بھائی:

قاسم بن یزید

ابن عبداللہ بن قسیط اللیثی، انھیں لیثیوں میں سے تھے۔

مغیرہ بن عبدالرحمٰن

ابن عبداللہ بن خالد بن حزام بن خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ، اُن کی والدہ ام ولد تھیں، ابو الزناد وغیرہ سے روایت کی ہے، یہی ہیں کہ قصی کہلاتے تھے اور اسی نام سے مشہور تھے۔

اُبی بن عباس

ابن سہل بن سعد بن مالک بن خالد جو خزرج کے بنی ساعدہ میں سے تھے، ۳۱۴

ان کی والدہ جمال بنت جعدہ بن مالک بن سعد بن تافذ بن غیظ بن عوف، بنی سلیم کی تھیں۔

اُبیؓ کے یہاں سہل وکلثم پیدا ہوئے، ان دونوں کی والدہ عاتکہ بنت عبدالرحمن بن خزیمہ بن فراس بن حارثہ بنی سُلیم کی تھیں۔

عبدالمہیمن بن عباس

ابن سہل بن سعد بن مالک بن خالد، خزرج کے بنی ساعدہ میں سے تھے، اُن کی والدہ ام ولد تھیں۔

عبدالمہیمن بن عباس کے یہاں عمرو طلیبہ پیدا ہوئیں، دونوں کی والدہ اُمیمہ بنت عبداللہ بن الربیع بنی سُلیم سے تھیں۔

عمرو و اُبیّہ، ان دونوں کی والدہ عبدہ بنت عمران جہینہ میں سے تھیں۔

سیدہ، ان کی والدہ ام عمرو بنت سہم بن معروف جہینہ کی شاخ حُرَقہ سے تھیں۔

ایوب بن النعمان

ابن عبداللہ بن کعب بن مالک بن ابی کعب بن القین بن کعب بن سواد کہ بنی سلمہ کی تھیں، ان کی والدہ ام عثمان تھیں، بنت عمرو بن عبداللہ بن اُنیس جو بنی سلمہ کے حلیف تھے۔

ایوب بن النعمان کے یہاں ثواب پیدا ہوئے، اُن کی والدہ سکینہ بنت مطروف بن عبدالعزیز بن ابی الازعر اسلم کی تھیں۔

عثمان بن الضحاک

ابن عثمان بن عبداللہ بن خالد بن حزام بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ ابن قصی، محمد بن عمر الواقدی وغیرہ نے ان سے روایت کی ہے۔
ان کے بیٹے:

ضحّاک بن عثمان

ابن الضحاک بن عثمان بن عبداللہ بن خالد بن حزام بن خویلد بن اسد ابن عبدالعزیٰ بن قصی، جن سے مصعب بن عبداللہ الزبیری وغیرہ نے ان سے روایت کی ہے۔

ہشام بن عبداللہ

ابن عکرمہ بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام المخزومی، ان کی والدہ
۳۱۴ بنی مُرّہ کی تھیں، ہشام بن عروہ ہی کے ساتھ رہتے تھے اور ان کے مخصوصین میں سے تھے، اُن سے انھوں نے بہت کچھ سنا مگر کوئی روایت نہیں کی، انھیں مرد بزرگ سمجھا جاتا تھا، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے کاربند تھے۔
جب امیر المومنین ہارون نے حج کیا تو ابوبکر بن عبداللہ الزبیری کہ اُس زمانے میں والی مدینہ تھے ہارون سے ملنے کے لیے روانہ ہوئے، ہمراہ چند معززین اہل مدینہ کو بھی لے گئے جن میں ہشام بن عبداللہ بھی تھے، ابوبکر

ثعلبیہ سے مقام نقرہ میں ملے اور سلام کیا، انھوں نے اُن لوگوں کو دریافت کیا جو ہمراہ تھے، ابوبکر نے ہشام بن عبد اللہ کا ذکر کیا اور اُن کی تعریف کی، ہارون نے اُن کو بلایا، وہ گئے، سلام کیا، دعا دی اور ایسی نصیحت آمیز باتیں کیں جن سے خوش ہو گئے اُن کو قضائے مدینہ کا والی بنا دیا اور چار ہزار دینار انعام دیئے، ہشام سخی تھے، اعزہ کے ساتھ نیکی کرتے، کنیت ابو الولید تھی۔

قاسم بن عبد اللہ

ابن عمر بن حفص بن عاصم بن عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب۔

عبد الرحمٰن بن عبد اللہ

ابن دینار مولائے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب۔

عبد اللہ بن عبد الرحمٰن

ابن القاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق۔

طبقۂ سابعہ

دراوردی

نام عبدالعزیز بن محمد بن عبید بن ابی عبید تھا، کنیت ابو محمد تھی، قبیلۂ قضاعہ کے بُرک بن وبرہ برادر کلب بن وبرہ کے مولی تھے، خاندانی تعلق خراسان کے ایک گاؤں دراورد سے تھا، وہ خود مدینے میں پیدا ہوئے اور وہیں نشوونما پائی، مدینے ہی میں علم حاصل کیا اور احادیث سنیں اور وہیں رہے، سنہ ۱۸۷ھ میں اُن کی وفات ہوئی، کثیر الحدیث تھے اور غلطی کرتے تھے۔

عبدالعزیز بن ابی حازم ۳۱۴

ابو حازم کا نام سلمہ بن دینار تھا، بنی اشجع کے مولی تھے، عبدالعزیز کی کنیت ابو تمام تھی، سنہ ۱۰۷ھ میں اُن کی ولادت ہوئی اور سنہ ۱۸۴ھ میں مسجد نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں جمعے کے دن ناگہانی طور پر وفات ہوگئی، ان کا مکان فروخت کیا گیا تو اس میں چار ہزار دینار مدفون پائے گئے، کثیر الحدیث تھے مگر دراوردی سے کم۔

ابو علقمہ الفروی

نام عبد اللہ بن محمد بن عبد اللہ بن ابی فروہ تھا، آل عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان کے مولیٰ تھے، نافع وسعید بن ابی سعید المقبری وصلت بن زبید سے ملے ہیں اور ان لوگوں سے روایت بھی کی ہے، انھیں اتنی عمر ملی کہ ہم لوگ سنہ ۱۸۹ھ میں مدینے میں ان سے ملے، اس کے بعد ان کی وفات ہوئی، ثقہ وقلیل الحدیث تھے۔

ابراہیم بن محمد

ابن ابی یحییٰ مولائے اسلم، کنیت ابو اسحاق تھی، اپنے بھائی سحبل سے دس سال چھوٹے تھے، وفات سنہ ۱۸۴ھ میں مدینے میں ہوئی، کثیر الحدیث تھے، ان کی حدیث ترک کردی گئی تھی، لکھی نہیں جاتی تھی۔

حاتم بن اسماعیل

کنیت ابو اسماعیل تھی۔

محمد بن عمر سے مروی ہے کہ حاتم بن اسماعیل نے مجھ سے بیان کیا کہ وہ بنی عبد المدان بن الدیان کے جو بنی الحارث بن کعب سے تھے، مولیٰ تھے، انھوں نے مجھے اپنے والد کا دفتر دیا اور کہا کہ تاوقتیکہ میں مر نہ جاؤں اس کا ذکر نہ کرنا، ان کا خاندان کوفی تھا مگر وہ مدینے میں منتقل ہو کر رہ پڑے اور یہیں سنہ ۱۸۶ھ میں ہارون الرشید کی خلافت میں وفات ہوئی، ثقہ وقابل اطمینان وکثیر الحدیث تھے۔

محمد بن عمر

ابن واقد، کنیت ابو عبد اللہ الواقدی تھی، اسلم کی شاخ بنی سہم کے مولیٰ تھے، مدینے سے منتقل ہو کر بغداد کی سکونت اختیار کر لی، امیر المومنین عبد اللہ ابن ہارون کی جانب سے چار سال تک عسکر مہدی میں والی محکمۂ قضا رہے، مغازی و سیرت و فتوح کے زبردست عالم اور حدیث و احکام میں لوگوں کے اختلاف اور اتفاق کے جید فاضل تھے، انھوں نے اس کو اُن کتابوں میں واضح طور پر بیان کیا ہے جن کو تصنیف و تالیف کیا اور ان میں حدیثیں بیان کی ہیں۔

عبد اللہ بن عبید اللہ سے مروی ہے کہ مجھ سے واقدی نے کہا کہ امیر المومنین ۳۱۵
ہارون الرشید نے حج کیا اور مدینہ آئے، یحییٰ بن خالد سے کہا کہ مجھے ایک ایسے شخص کی تلاش ہے جو مدینۂ منورہ اور مشاہد سے (یعنی اُن مقامات سے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قدم مبارک پہنچا) خوب واقف ہو (اس امر سے بھی آگاہ ہو کہ) جبریل علیہ السلام کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نزول کیوں کر ہوتا تھا اور وہ آپ کے پاس کس کس صورت سے آتے تھے اور قبور شہدا کو بھی جانتا ہو۔

یحییٰ بن خالد نے دریافت کیا تو سب نے مجھ کو بتایا، انھوں نے مجھے بلا بھیجا، میں اُن کے پاس آیا، یہ عصر کے بعد کا وقت تھا، مجھ سے کہا کہ اے شیخ امیر المومنین اعزہ اللہ چاہتے ہیں کہ آپ عشا کی نماز مسجد میں پڑھیں اور ہمارے ساتھ ان مشاہد تک چلیں، ہمیں اُن سے اور اس مقام سے آگاہ کریں جہاں جبریل علیہ السلام آتے تھے (اس کے صلے میں) آپ مقرب ہو جائیں گے۔

میں نے عشا کی نماز پڑھ لی تو باہر شمعیں نظر آئیں اور دو شخص گدھوں پر سوار میرے پاس آئے، یحییٰ نے کہا وہ شخص کہاں ہے، میں نے کہا، یہ میں ہوں، میں انھیں مسجد کے مکانات کی طرف لایا اور بتایا کہ یہی وہ مقام ہے جہاں جبریل علیہ السلام آتے تھے، ہارون الرشید و یحییٰ اپنے گدھوں سے اُتر پڑے، دو دو رکعت نماز پڑھی،

اور تھوڑی دیر تک اللہ سے دعا کی، پھر وہ سوار ہو گئے اور میں اُن کے آگے ہوا۔ کوئی مقام یا مشہد ایسا نہ تھا جہاں میں اُن کو نہ لے گیا ہوں، ہر جگہ وہ نماز پڑھتے اور دعا کرتے، تمام رات اسی طرح گزار دی، مسجد کو جس وقت واپس ہوئے تو فجر طلوع ہو چکی تھی اور مؤذن نے اذان کہہ دی تھی جب وہ اپنی قیام گاہ کو پہنچے تو یحییٰ بن خالد نے مجھ سے کہا کہ اے شیخ، جانا نہیں۔

میں نے صبح کی نماز مسجد میں پڑھی، وہ مکّے کی روانگی کو تیار تھے، صبح ہونے کے بعد یحییٰ بن خالد نے مجھے اپنے پاس آنے کی اجازت دی قریب بٹھایا اور کہا کہ امیر المومنین اعزہ اللہ برابر روتے رہے، تم نے اُنھیں جو کچھ بتایا اُس سے بہت خوش ہوئے، تمہارے لیے دس ہزار درم کا حکم دیا ہے، سربند توڑہ مجھے دے دیا گیا۔

اُنھوں نے مجھ سے کہا کہ اے شیخ، اسے لو یہ تمہارے لیے مبارک ہو، ہم لوگ آج روانگی کو تیار ہیں، کوئی حرج نہیں اگر تم ہم سے ملو، خواہ ہم کہیں ہوں اور کسی جگہ بھی ٹھیرے ہوں۔

امیر المومنین نے کوچ کیا اور میں اپنے مکان آ گیا، ساتھ یہ مال بھی تھا، ہم نے اُس سے قرض ادا کیا اور بعض لڑکوں کی شادی کی، ہمیں فراخی ہو گئی۔

اس کے بعد زمانے نے ہمارا ساتھ نہ دیا اور بدی کی، میری بیوی ام عبداللہ نے کہا کہ اے ابو عبداللہ تمہارا بیٹھنا مناسب نہیں، امیر المومنین کے وزیر نے تمھیں پہچان لیا ہے اور یہاں کہیں وہ مقیم ہوں تم سے اپنے پاس آنے کی خواہش کی ہے۔

میں مدینے سے روانہ ہوا، خیال تھا کہ امیر المومنین عراق میں ہوں گے لہٰذا عراق آیا، امیر المومنین کی خبر دریافت کی تو لوگوں نے کہا کہ رقہ میں ہیں، میں نے مدینہ واپس جانے کا ارادہ کیا، پھر سوچا کہ وہاں پریشان حال ہوں گا، اس لیے رقہ کے ارادے سے اُس جگہ گیا جہاں کرایے کی سواری ملتی تھی۔

لشکر کے چند نوجوان ملے جو رقہ کا ارادہ رکھتے تھے، اُن لوگوں نے مجھے دیکھا تو پوچھا کہ اے شیخ، کہاں کا ارادہ ہے؟ میں نے مختصراً اپنا حال بیان کیا اور بتایا کہ

۳۱۶ رقہ جانا چاہتا ہوں۔

اونٹ والوں کے کرایے پر غور کیا تو اُس کو اپنے لیے دو چند پایا، اُن لوگوں نے کہا کہ اے شیخ، کیا تم کشتی کا سفر پسند کرتے ہو؛ وہ ہمارے لیے اونٹوں کے کرایے سے زیادہ سہل اور آسان ہے، میں نے کہا کہ اس کے متعلق میں کچھ نہیں جانتا، یہ معاملہ تم لوگوں کے سپرد ہے۔

ہم لوگ کشتیوں تک گئے اور کرایے کا تصفیہ کیا، میں نے ان لوگوں سے زیادہ کسی کو اپنے ساتھ شفقت و نیکی کرنے والا اور حزم و احتیاط برتنے والا نہیں دیکھا، وہ لوگ میری خدمت اور اہتمام طعام میں ایسی مشقت برداشت کرتے جو بیٹا ہی اپنے باپ کے لیے کر سکتا ہے۔

بالآخر ہم رقہ میں اُس مقام پر پہنچے جہاں پروانۂ راہداری دیکھا جاتا تھا، یہ معاملہ نہایت دشوار تھا، اُن لوگوں نے سردار کو اپنی جماعت کے متعلق لکھا اور مجھے بھی اس میں شریک کر لیا، چند روز ٹھیرے رہے، نام بنام ہر شخص کی اجازت آگئی، اُس جماعت کے ساتھ میں بھی چلا اور اُنھیں کی قیام گاہ خان نزول میں ٹھیرا۔

میں اُن لوگوں کے ساتھ چند روز مقیم رہا، یحییٰ بن خالد سے ملنا چاہا تو دشواری ہوئی، ابو البختری کے پاس آیا جو مجھے پہچانتے تھے، اُن سے ملا تو اُنھوں نے کہا کہ اے ابو عبداللہ تم نے اپنے آپ کو دھوکا دیا اور غلطی کی، مگر میں یحییٰ سے تمھارے ذکر کو ترک نہ کروں گا۔

میں صبح و شام اُن کے دروازے پر جاتا رہا، اس آمد و رفت میں خرچ گھٹ گیا، ہمراہیوں سے شرم آنے لگی، کپڑے پھٹ گئے، اور ابو البختری کی جانب سے بھی مایوس ہو گیا، میں نے اپنے ہمراہیوں کو کچھ خبر نہ دی اور مدینے کی طرف واپس ہوا، کبھی کشتی میں بیٹھتا اور کبھی پیادہ چلتا، اسی طرح سیلین میں اترا۔

بازار میں بیٹھا سستا رہا تھا کہ بغداد سے ایک قافلہ آیا، دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ مدینۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رہنے والے ہیں، ان کے ساتھی بکار الزبیری ہیں جن کو امیر المومنین نے مدینے کا والی قضا بنا کے بھیجا ہے۔

زبیری میرے بڑے گہرے دوست تھے، سوچا کہ قیام کر لیں اور نکال

رفع ہو جائے تو اُن سے ملوں، جب وہ بیدار ہوئے اور صبح کا ناشتہ کر چکے تو میں ان کے پاس آیا، اذن مانگا تو اجازت دی،

میں اُن کے پاس گیا اور سلام کیا، پوچھا اے ابو عبداللہ اتنے دن باہر کیا کرتے رہے، میں نے اپنا اور ابو البختری کا حال بتایا، انھوں نے کہا، کیا تمھیں معلوم نہ تھا کہ ابو البختری کسی سے تمہارا ذکر کرنا اور نام لینا نہیں چاہتے پھر اب کیا رائے ہے، میں نے کہا، رائے یہ ہے کہ مدینے واپس چلا جاؤں، انھوں نے کہا کہ یہ تو مناسب نہیں، تم جس بنا پر وہاں سے نکلے اُسے جانتے ہی ہو بہتر یہ ہے کہ میرے ساتھ چلو، میں یحیٰی سے تمہارے معاملے کا ذکر کروں گا۔

میں اس جماعت کے ہمراہ سوار ہو کے روانہ ہوا، رقے پہنچ گیا، جب ہم پروانہ راہداری کے مقام سے آگے بڑھ آئے تو انھوں نے پوچھا کہ میرے ساتھ چلتے ہو، میں نے کہا نہیں، میں اپنے ساتھیوں کے پاس جاؤں گا اور کل صبح تمہارے پاس آؤں گا، پھر دونوں مل کے یحیٰی بن خالد کے مکان پر چلیں گے۔

میں اپنے ساتھیوں کے پاس گیا، معلوم ہوتا تھا کہ گویا میں آسمان سے اتر پڑا ہوں، اُن لوگوں نے کہا کہ اے ابو عبداللہ تمہارا کیا حال تھا، ہم تو تمہارے معاملے سے غم میں تھے، میں نے اپنا حال بتایا، جماعت نے مجھے زبیری کے ساتھ رہنے کا مشورہ دیا اور کہا کہ کھانے پینے کی فکر نہ کرنا۔

صبح کو زبیری کے مکان پر گیا، معلوم ہوا کہ وہ یحیٰی بن خالد کے پاس سوار ہو کر گئے، میں یحیٰی بن خالد کی ڈیوڑھی پر آیا، دیر تک بیٹھا رہا، بڑے انتظار کے بعد ۳۱۷
زبیری نکلے، مجھ سے کہا کہ اے ابو عبداللہ میں اُن سے تمہارا حال بیان کرنا بھول گیا، تم ٹھیرو، میں پھر جاتا ہوں۔

وہ اندر گئے، میرے پاس دربان آیا اور کہا کہ اندر چلیے، میں بُری حالت میں اُن کے پاس گیا، یہ واقعہ رمضان میں پیش آیا، ختم ماہ کو تین یا چار دن باقی تھے، یحیٰی بن خالد نے مجھے اس حال میں دیکھا تو اُن کے چہرے سے رنج کا اثر ظاہر ہوا، مجھے سلام کیا اور اپنے قریب بٹھا لیا، کچھ لوگ اور بھی تھے جو اُن سے باتیں کر رہے تھے، گفتگو میرے سامنے دُہرائی، میں اُس کے قبول کرنے سے باز رہا،

اور ایسے دلائل پیش کئے جو اُن کے موافق نہ تھے، وہ لوگ عمدہ جواب دینے لگے، میں خاموش ہو گیا۔

مجلس ختم ہو گئی، لوگ چلے گئے، میں بھی نکلا، یحییٰ بن خالد کا خادم آیا، مجھ سے پردے کے پاس ملا، اور کہا کہ وزیر آپ کو آج شام اپنے پاس روزہ افطار کرنے کا حکم دیتے ہیں۔

میں نے اپنے ساتھیوں کو اس واقعے کی خبر دی اور کہا کہ اندیشہ ہے کہ انھوں نے میرے متعلق غلطی کی ہو، ان میں سے بعض نے کہا کہ یہ دو روٹیاں اور ایک ٹکڑا پنیر کا ہے اور یہ جانور ہے جس پر تم سوار ہونا، غلام تمھارے پیچھے ہو گا، اگر دربان اجازت دے دے تو اندر جانا اور توشہ غلام کو دے دینا، دوسری صورت پیش آئے تو کسی مسجد میں جا کر کھانا کھا لینا۔

میں واپس ہوا اور یحییٰ بن خالد کی ڈیوڑھی پر پہنچا، لوگ مغرب کی نماز پڑھ چکے تھے، دربان نے دیکھا تو کہا کہ شیخ تم نے دیر کر دی، متعدد مرتبہ قاصد تمھاری تلاش میں باہر آچکا ہے، جو کچھ پاس تھا غلام کو دے دیا اور اُسے ٹھیرنے کو کہا، اس کے بعد اندر گیا، لوگ پہنچ چکے تھے، میں نے سلام کیا اور بیٹھ گیا، پانی لایا گیا، ہم نے ہاتھ دھوئے، میں بہ نسبت دوسروں کے اُن سے قریب تھا، ہم نے افطار کیا، جب عشا کا وقت آ گیا تو انھوں نے ہمیں نماز پڑھائی، پھر ہم اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے۔

یحییٰ مجھ سے سوال کرنے لگے حالانکہ میں سب سے الگ تھا، لوگ ایسے جواب دے رہے تھے کہ میرے نزدیک اُن کے خلاف دلائل تھے، جب رات زیادہ گئی تو لوگ باہر نکلے، میں بھی اُن کے پیچھے نکلا، ایک غلام ملا اور کہا کہ وزیر تمھیں حکم دیتے ہیں کہ کل شام کو اُن کے پاس آج جس وقت آئے تھے اس سے پہلے آنا، یہ کہا اور ایک تھیلی دی۔

مجھے معلوم نہ تھا کہ اس میں کیا ہے مگر اس نے مجھ میں خوشی بھر دی، میں غلام کے پاس آیا اور سوار ہو گیا، ہمراہ دربان بھی تھا، اس نے مجھے ساتھیوں تک پہنچا دیا، میں اُن کے پاس گیا اور کہا کہ چراغ منگاؤ، تھیلی کو کھولا تو دینار تھے۔

ساتھیوں نے پوچھا کہ یحییٰ کی طرف سے کیا چیز تمھارے ذمے کی گئی،

ہیں نے کہا کہ غلام نے حکم دیا ہے کہ اُن کے پاس آج رات کے وقت سے پہلے پہنچوں،
دینار گنے تو پانچ سو تھے۔

بعض نے کہا کہ تمھاری سواری کا جانور میرے ذمے ہے، کسی نے کہا کہ
زین اور لگام اور جو اُس کے مناسب ہو میرے ذمے ہے، کسی نے حمام اور
داڑھی کا خضاب اور خوشبو اپنے ذمے لی، اور کسی نے لباس مہیا کرنے کا ذمہ ۳۱۸
لیا، میں غور کرتا تھا کہ یہ جماعت کس ہیئت میں ہے۔

میں نے سو دینار گنے اور صاحب اہتمام کو دیے، سب نے قسم کھائی
کہ ایک دینار یا ایک درم بھی بیجا صرف نہ ہوگا، صبح ہوئی تو ہر شخص اپنے ذمے کی
چیز مہیا کرنے کے لیے روانہ ہوا، میں ظہر کی نماز بھی نہ پڑھنے پایا تھا کہ سب سے
بھلا آدمی بن گیا، باقی رقم زبیری کے پاس لے گیا۔

انھوں نے مجھے اس حالت میں دیکھا تو بہت خوش ہوئے، میں نے
کل واقعہ سنایا، انھوں نے کہا کہ میں مدینے جانے والا ہوں، میں نے کہا اچھا
تم جانتے ہو کہ اپنے عیال کو چھوڑ آیا ہوں، دو سو دینار دیے کہ انھیں پہنچا دیں۔

اُن کے پاس سے نکلا، تھیلی لے کر اپنے ساتھیوں کے یہاں آیا، عصر
کی نماز پڑھی، اچھی طرح اپنی ہیئت درست کی، پھر یحییٰ بن خالد کے در پر حاضر ہوا،
دربان نے دیکھا تو اُٹھ کر میرے پاس آیا اور اندر جانے کی اجازت دی۔

یحییٰ کے پاس گیا، انھوں نے مجھے اس حالت میں دیکھا تو بہت خوش
ہوئے، اپنی جگہ پر بیٹھ گیا، جو حدیث وہ پوچھتے میں بیان کرتا، لوگوں نے جو کچھ
بیان کیا تھا اس کے مخالف و مغائر میرے جوابات تھے، اُن کے چہروں سے
میں اس کا اندازہ کر رہا تھا، یحییٰ متوجہ ہو کر یہ حدیث اور وہ حدیث مجھ سے پوچھنے لگے
اور جو کچھ وہ پوچھتے میں اس کا جواب دیتا، حاضرین خاموش تھے تو کوئی
کچھ نہ بولتا تھا۔

مغرب کا وقت ہوا تو یحییٰ نے آگے بڑھ کے نماز پڑھائی، دستار خوان
بچھا اور ہم لوگوں نے کھانا کھایا، پھر اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے، تو علمی مباحث شروع
ہو گئے اور یحییٰ نے یہ کیا کہ قوم کے بعض لوگوں سے پوچھتے تھے اور رک جاتے تھے۔

واپسی کا وقت ہوا تو سب لوگ اور ان کے ساتھ میں بھی چلا۔

قاصد باہر ملا اور کہا کہ وزیر آپ کو روزانہ اسی وقت آنے کا حکم دیتے ہیں، جس وقت آج آئے تھے، اس نے مجھے ایک تھیلی دی، میں واپس ہوا، ہمراہ دربان کا قاصد بھی تھا جس نے مجھے اپنے ساتھیوں تک پہنچا دیا، ان کے پاس چراغ ملا، تھیلی ان لوگوں کے حوالے کر دی، وہ مجھ سے زیادہ اس تھیلی سے خوش ہوئے۔

صبح ہوئی تو میں نے ان سے کہا کہ یہاں قریب ہی ایک مکان، کنیز، غلام جو روٹی پکا سکے، اور اسباب وسامان خانہ داری فراہم کر دو، ظہر کی نماز ابھی نہیں پڑھی تھی کہ انھوں نے یہ سب میرے لیے مہیا کر دیا، میں نے درخواست کی کہ افطار میرے پاس کریں، اس کو ان لوگوں نے بڑی دشواری کے بعد قبول کیا۔

میں ہر شب کو وقت معین پر یحییٰ بن خالد کے پاس جاتا، مجھے دیکھ کے بہت خوش ہوتے، ہر شب کو پانچ سو دینار دیتے، شب عید ہوئی تو کہا کہ ابو عبداللہ کل تم امیر المومنین سے ملنے کے لیے ایسا لباس پہنو جو قاضیوں کے لباس سے بہتر ہو، اور ان کے جلو میں رہو، مجھ سے تمھارا حال پوچھیں گے تو میں بتاؤں گا۔

عید کی صبح ہوئی تو میں بہت اچھے لباس میں روانہ ہوا، امیر المومنین بھی عیدگاہ کو تشریف لے چلے، مجھے کنکھیوں سے دیکھتے رہے، میں برابر شاہی جلوس ۳۱۹
میں تھا، ان کے واپس ہونے کے بعد میں یحییٰ بن خالد کے در پر گیا۔

یحییٰ امیر المومنین کے مکان میں داخل ہونے کے بعد ہمیں ملے، مجھ سے کہا کہ ابو عبداللہ ہمارے ساتھ اندر آؤ، میں اندر گیا، لوگ بھی اندر گئے، مجھ سے کہا کہ ابو عبداللہ امیر المومنین نے تمھیں دریافت کیا، میں نے انھیں حج کا واقعہ بتایا اور کہا کہ تم وہی شخص ہو جس نے اس شب کو سیر کرائی تھی، تمھارے لیے تیس ہزار درہم کا حکم دیا ہے، میں ان شاء اللہ کل ادا کر دوں گا۔

اس روز میں واپس ہوا، دوسرے دن یحییٰ بن خالد کے پاس گیا اور کہا کہ اللہ وزیر کو صالح کرے، ایک ضرورت پیش آ گئی، میں نے اس کا فیصلہ وزیر پر رکھا ہے، اللہ تعالیٰ انھیں اس کے پورا کرنے کی عزت دے، پوچھا وہ کیا ہے، میں نے کہا کہ مکان جانے کی اجازت، کیوں کہ اہل و عیال کا بہت اشتیاق ہے، انھوں نے کہا کہ ایسا نہ کرو، میں

اُن سے گفتگو کرتا رہا۔

آخر اجازت دے دی اور تیس ہزار درم بھی مرحمت فرمائے حکم دیا کہ ایک آتش بار کشتی اُس کے پورے سامان کے ساتھ تیار کی جائے اور ملک شام کے تحائف خریدے جائیں کہ میں اپنے ہمراہ مدینے لے جاؤں، وکیل عراق کو حکم دیا کہ مدینے تک کا کرایہ ادا کریں، مجھے ایک دینار یا ایک درم کے خرچ کی بھی تکلیف نہ دی جائے۔

میں اپنے ساتھیوں کے پاس گیا، انھیں واقعے سے آگاہ کیا اور قسم دی کہ جو کچھ میں پیش کروں وہ اُسے قبول کرلیں، مگر اُن لوگوں نے قسم کھائی کہ میرے ایک دینار یا ایک درم کا بھی نقصان نہ کریں گے، واللہ اخلاق میں اُن لوگوں کے مثل کسی کو نہیں دیکھا، پھر مجھے اپنے محب محبوب یحییٰ بن خالد (کی مدح) کے لیے کیوں کر ملامت کی جا سکتی ہے۔

عبداللہ بن عبید اللہ سے مروی ہے کہ میں واقدی کے پاس بیٹھا تھا، یحییٰ بن خالد برمک کا ذکر کیا گیا، انھوں نے اُن کے لیے رحمت کی دعا کی، اور بہت زیادہ رحمت کی دعا کی، ہم نے کہا کہ ابو عبداللہ تم بہت زیادہ اُن کے لیے رحمت کی دعا کرتے ہو، جواب دیا کہ میں کیوں کر اس شخص کے لیے دعائے رحمت نہ کروں جس کے حال سے تمھیں خبر دیتا ہوں۔

شعبان کے دس دن سے کم باقی رہ گئے تھے کہ مکان میں نہ آٹا تھا نہ ستو اور نہ دنیا کے سامان میں سے کوئی چیز، دل میں اپنے تین بھائیوں کا خیال آیا کہ اُن سے اپنی حاجت کہوں گا۔

میں ام عبداللہ کے پاس گیا جو میری بیوی تھیں، انھوں نے کہا کہ ابو عبداللہ، آخر کیا کرتے والے ہو، ہم لوگ اس حالت میں ہیں کہ گھر میں نہ تو سامان دنیا میں سے کچھ ہے، نہ کھانا، نہ ستو نہ اور کوئی چیز، اور یہ مہینا (رمضان) آگیا ہے۔

میں نے کہا کہ اپنے تین بھائیوں کا انتخاب کیا ہے جن سے حاجت بیان کروں گا، پوچھا کہ وہ مدنی ہیں یا عراقی، میں نے کہا بعض مدنی اور بعض عراقی، کہا کہ بیان کرو، کون ہیں، میں نے کہا کہ فلاں شخص، انھوں نے کہا کہ آدمی تو شریف و مالدار ہیں مگر احسان جتاتے ہیں، میں مناسب نہیں سمجھتی کہ تم اُن کے پاس جاؤ۔

لہذا دوسرے کا نام بتاؤ، میں نے دوسرے کا نام لیا اور کہا کہ فلاں شخص، انھوں نے کہا کہ آدمی شریف و مالدار ہے مگر بخیل، میں تمھارے لیے مناسب نہیں سمجھتی کہ اُس کے پاس جاؤ، پھر میں نے کہا کہ فلاں شخص، اُنھوں نے کہا کہ وہ کریم و شریف آدمی ہے، مگر اس کے پاس کچھ نہیں، وہاں جانے میں کوئی حرج نہیں۔

میں اُن کے پاس گیا، دستک دی تو انھوں نے اپنے پاس آنے کی اجازت دی، اندر گیا تو مرحبا کہا اور مجھے نزدیک بٹھایا، پوچھا کہ ابو عبداللہ تمھیں کیا چیز لائی، میں نے قربِ رمضان اور اپنی تنگ حالی کا ذکر کیا، انھوں نے تھوڑی دیر غور کیا، پھر مجھ سے کہا کہ فرش کی تہ اُلٹ کر تھیلی لے لو، اسے دھو ڈالو اور خرچ کرو، اُس میں سرمہ آلود درہم ہیں۔

میں تھیلی لے کے اپنے مکان آیا، ایک شخص کو بلایا جو میری ضروریات فراہم کرتا تھا، اُس سے کہا کہ آٹا دس قفیز (پیمانہ) لکھ لو، چاول ایک قفیز اور شکر اتنی، تمام چیزیں لکھا دیں۔

ہم اسی حالت میں تھے کہ دروازہ کھٹکھٹانے کی آواز سنی، میں نے کہا، دیکھو تو یہ کون ہے، کنیز نے کہا کہ یہ فلاں بن علی بن الحسین بن علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب ہیں، میں نے کہا، انھیں (اندر آنے کی) اجازت دو، ان کی تعظیم کے لیے میں کھڑا ہو گیا، مرحبا کہا اور قریب بٹھا لیا، پوچھا، اے فرزندِ رسول آپ کو کیا چیز لائی، انھوں نے کہا کہ چچا، اس (رمضان) کی آمد نے نکالا، حالت یہ ہے کہ ہمارے پاس کچھ بھی نہیں۔

تھوڑی دیر تک غور کرتا رہا، پھر کہا کہ فرش کی تہ اُلٹ کر تھیلی میں جو کچھ ہو لے لیجیے، اُنھوں نے تھیلی لے لی، اپنے دوست سے کہا کہ جائیے وہ چلے گئے، ام عبداللہ آئیں اور پوچھا کہ اس نوجوان کی حاجت کے متعلق کیا کیا، میں نے کہا کہ وہ تھیلی اُنھیں دے دی، بولیں، تمھیں توفیق دی گئی اور تم نے نیکی کی۔

میں نے مکان کے قریب اپنے ایک دوست کے بارے میں غور کیا، جوتا پہنا اور اُن کے پاس گیا، دروازہ کھٹکھٹایا تو انھوں نے اجازت دی، میں

اندر گیا، انھوں نے مجھے سلام کیا، مرحبا کہا اور اپنے نزدیک بٹھالیا، پوچھا ابو عبد اللہ تمھیں کیا چیز لائی۔

رمضان کی آمد اور اپنی تنگ دستی بیان کی تو کچھ سوچ میں پڑ گئے، پھر مجھ سے کہا کہ فرش کی تہ الٹ کر تھیلی نکالو نصف تم لو اور نصف ہمیں دو، اتفاق سے وہ بعینہ میری تھیلی تھی، میں نے پانچ سو درہم لے لیے اور پانچ سو انھیں دے دیے۔

مکان پہنچ کے اس شخص کو بلایا جو میری ضروریات فراہم کرتا تھا اور کہا کہ لکھ لو پانچ قفیز آٹا، اس نے تمام چیزیں لکھ لیں۔

اتنے میں دروازے پر کسی نے دستک دی، میں نے خادمہ سے کہا کہ دیکھو تو یہ کون ہے، وہ نکلی اور واپس آکے کہا کہ معمر خادم ہے، میں نے کہا کہ اسے (آنے کی) اجازت دے دو، وہ آیا تو یحییٰ بن خالد کا ایک خط تھا، انھوں نے مجھ سے فوراً اپنے پاس آنے کی درخواست کی تھی۔

اس شخص سے کہا کہ تم باہر جاؤ، کپڑے پہنے اور اپنی سواری پر خادم کے ساتھ روانہ ہوا، یحییٰ بن خالد رحمہ اللہ کے پاس گیا، اپنے مکان کے صحن میں بیٹھے ہوئے تھے، میں نے سلام کیا تو انھوں نے مرحبا کہا اور قریب بٹھالیا، غلام سے کہا کہ تکیہ لاؤ، میں ان کے پاس بیٹھ گیا۔

مجھ سے کہا کہ ابو عبد اللہ تمھیں معلوم ہے کہ میں نے تمھیں کیوں بلایا، میں نے کہا، نہیں، کہنے لگے کہ رات تمھارے حال اور اس ماہ (رمضان) کی آمد نے مجھے بیدار رکھا، تمھارے پاس کیا ہے؟ میں نے کہا کہ اللہ وزیر کو صالح کرے، میرا قصہ طویل ہے، انھوں نے کہا کہ قصہ طویل ہے تو زیادہ دلچسپ ہوگا۔

میں نے ام عبد اللہ کی گفتگو، اپنے بھائیوں کا ذکر اور ان بھائیوں کے بارے میں ان کا جواب بیان کیا، انھیں طالبی کی اور دوسرے بھائی کی جس نے ہمدردی کی تھی خبر دی۔

حکم ہوا کہ غلام دوات لاؤ، خازن کو ایک رقعہ لکھا تو ایک تھیلی آئی جس میں پانچ سو دینار تھے، مجھ سے کہا کہ ابو عبد اللہ رمضان میں اس سے مدد حاصل کرو،

خازن کو ایک رقعہ اور بھیجا تو ایک پوٹلی آئی جس میں دو سو دینار تھے، فرمایا کہ یہ ام عبداللہ کے لیے ہے، ان کی نیک رائے اور حسن عقل کی بنا پر، ایک اور رقعہ بھیجا تو دو سو دینار آئے، کہا کہ یہ طالبی کے لیے ہیں، جو تمھارا رقعہ بھیجا تو ایک پوٹلی آئی جس میں دو سو دینار تھے، کہا کہ یہ تمھارے ہمدرد کے لیے ہیں، پھر مجھ سے کہا کہ ابوعبداللہ اللہ کی نگہبانی میں روانہ ہو جاؤ۔

میں فوراً سوار ہو کے اپنے دوست کے پاس آیا جنھوں نے تھیلی سے ہمدردی کی تھی، انھیں دو سو دینار دیے اور یحییٰ بن خالد کے واقعے سے آگاہ کیا، قریب تھا کہ انھیں شادی مرگ ہو جائے، طالبی کے پاس آیا، پوٹلی دی اور یحییٰ بن خالد سے جو گفتگو ہوئی تھی بیان کی، انھوں نے دعا کی اور شکر کیا، میں اپنے مکان آیا، ام عبداللہ کو بلا کر پوٹلی دے دی، انھوں نے دعا کی اور جزائے خیر کی دعا دی۔

اس کے بعد مجھے کیوں کر برامکہ کی محبت پر، خاصکر یحییٰ بن خالد پر ملامت کی جا سکتی ہے۔

وفات ذی الحجہ ۲۰۷ھ میں ہوئی جو اس وقت عہدۂ قضا پر تھے، محمد بن سماعہ التیمی نے جو اس زمانے میں بغداد کے غربی جانب کے قاضی تھے ان پر نماز پڑھی۔

محمد بن عمر نے عبداللہ بن ہارون امیرالمومنین کو وصیت کی تھی، انھوں نے ان کی وصیت قبول کی اور قرض ادا کیا، وفات کے دن محمد بن عمر کا سن اٹھتر سال کا تھا۔

محمد بن سعد نے کہا کہ ان کی وفات ۲۰۷ھ کے شروع میں ہوئی۔

حسین بن زید

ابن علی بن حسین رضی اللہ عنہ بن علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب، کنیت ابوعبداللہ تھی، نظر جاتی رہی تھی، والدہ ام ولد تھیں۔

حسین بن زید کے یہاں ملیکہ پیدا ہوئیں اور میمونہ، میمونہ سے امیرالمومنین

مہدی نے نکاح کیا، مہدی کی وفات کے بعد عیسیٰ بن جعفر اکبر بن المنصور نے نکاح کیا مگر اُن سے کوئی اولاد نہیں ہوئی اور عُلیہ بنت حسین ان سب کی والدہ کلثم الصغریٰ بنت عبد اللہ بن علی بن حسینؓ بن علیؓ بن ابی طالب تھیں۔

یحییٰ بن حسین و سکینہ کہ ہنوز جوان نہیں ہوئی تھیں اور فاطمہ بنت حسینؓ جن سے محمد بن ابراہیم بن محمد بن علی بن عبد اللہؓ بن عباس نے نکاح کیا اور حسن و سلیمان و خدیجہ وزینب اور حسین جن کی لقیہ اولاد نہ تھی پیدا ہوئے ان کی والدہ خدیجہ بنت عمر بن علی بن حسینؓ بن علیؓ بن ابی طالب تھیں۔

علی و جعفر ان دونوں کی والدہ ام ولد تھیں۔

حسین کی احادیث ہیں۔

عبد اللہ بن مصعب

ابن ثابت بن عبد اللہ بن الزبیرؓ بن العوام بن خویلد بن اسد اُن کی والدہ ام ولد تھیں۔

عبد اللہ بن مصعب کے یہاں ابوبکر پیدا ہوئے جو امیر المومنین ہارون کی جانب سے والی مدینہ تھے، اُن کی والدہ عبدہ تھیں، یہی ام عبد اللہ بنت طلحہ ابن عبد اللہ بن عبد الرحمٰن بن ابی بکرؓ الصدیق تھیں۔

مصعب، اُن کی والدہ امۃ الجبار بنت ابراہیم بن جعفر بن مصعب ابن الزبیر تھیں، امۃ الجبار کی والدہ فاختہ بنت عبد الرحمٰن بن عبد اللہ بن الاسود ابن ابی البختری تھیں۔

محمد اکبر و محمد اصغر اور علی و احمد، ان سب کی والدہ خدیجہ بنت ابراہیم ابن ابراہیم بن عثمان تھیں، عثمان ہی قریبن بن عبد اللہ بن عثمان بن عبد اللہ بن حکیم ابن حزام تھے، قریبن کی والدہ سکینہ بنت الحسینؓ بن علیؓ بن ابی طالب تھیں۔

عبد اللہ بن مصعب کی کنیت ابوبکر تھی، وفات اٹھتر سال کی عمر میں

ربیع الاول ۱۸۰ھ میں رقہ میں ہوئی، اُن کے ایک فرزند کی ولادت وفات کے بعد ہوئی جن کا نام عبداللہ رکھا گیا، اُن کی والدہ ام ولد تھیں، اُن کی احادیث ہیں۔

عامر بن صالح

ابن عبداللہ بن عُروہ بن الزبیرؓ بن العوام بن خویلد بن اسد، اُن کی والدہ ام حبیب بنت محمد بن صفوان بن امیہ بن خلف الجمحیؒ تھیں، وفات ہارون کی خلافت میں بغداد میں ہوئی۔

عامر شاعر اور لوگوں کے امور کے عالم تھے، کنیت ابوالحارث تھی۔

عبداللہ بن عبدالعزیز

ابن عبداللہ بن عبداللہ بن عمرؓ بن الخطاب، بڑے عابد تھے، اُن کی والدہ امۃ الحمید بنت عبداللہ بن عیاض بن عمرو بن بلبل بن بلال بن اُحیحہ بن الجلاح اوس کی شاخ بنی عمرو بن عوف میں سے تھیں۔

عبداللہ بن عبدالعزیز عابد، ناسک (حاجی) اور عالم تھے، وفات ۱۸۴ھ میں مدینے میں ہوئی۔

عبداللہ بن محمد

ابن عمران بن ابراہیم بن محمد بن طلحہ بن عبیداللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب ابن سعد بن تیم، اُن کی والدہ ام ولد تھیں۔

امیرالمومنین ہارون نے انھیں مدینۂ منورہ کا قاضی بنایا، وہاں سے معزول کر کے مکۂ معظمہ کا عہدۂ قضا دیا، دوبارہ معزول کر کے مدینۂ منورہ پر بحال کیا، پھر معزول کر دیا تو امیرالمومنین کے پاس چلے گئے اور انھی کے ساتھ رہے، ہارون رَے گئے تو وہ بھی ساتھ گئے، ۱۸۹ھ میں رَے ہی میں اُن کی وفات ہوئی۔

عبداللہ بن محمد کی کنیت ابو محمد تھی، قلیل الحدیث تھے۔

ابن ابی ثابت الاعرج

نام عبدالعزیز بن عمران بن عبدالعزیز بن عمر بن عبدالرحمٰن بن عوف بن عبد عوف ابن عبد بن الحارث بن زہرہ تھا، اُن کی والدہ امۃ الرحمٰن بنت حفص بن عمر ابن عبدالرحمٰن بن عوف تھیں۔

عبدالعزیز بن عمران کے یہاں عُبیدۂ کبریٰ پیدا ہوئیں، اُن کی والدہ امۃ الواحد بنت عائذ بن حسن بن عبداللہ بن عاصم بن عدی بن الجد بن العجلان تھیں۔

فاطمہ و عُبیدہ صغریٰ یہی فصیحہ تھیں، اُن کی والدہ صعبہ بنت عبداللہ بن ربیعہ ابن ابی امیہ بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھیں۔

ابراہیم و ام یحییٰ و امۃ الرحمٰن و ام حفص و ام البنین و ام عمرو، ان سب کی والدہ ام ولد تھیں۔

بَرّہ و ام محمد، ان دونوں کی والدہ حمیدہ بنت محمد بن بلال بن ابی بکر بن عبداللہ ابن عبداللہ بن عمرؓ بن الخطاب تھیں۔

ابن الطویل

نام محمد بن عبدالرحمٰن تھا، عبدالرحمٰن الطویل ابن طلحہ بن عبداللہ بن عثمان

ابن عبید اللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ تھے قلیل الحدیث تھے۔

ابو ضمرہ

نام انس بن عیاض اللیثی تھا، لیثیوں میں سے تھے، ثقہ و کثیر الحدیث تھے۔

محمد بن معن

۳۲۴

ابن محمد بن معن الغفاری، کنیت ابو معن تھی، ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

ابراہیم بن جعفر

ابن محمود بن عبد اللہ بن محمد بن مسلمہ بن سلمہ بن خالد بن عدی بن مجدعہ ابن حارثہ، اوس کے تھے، اُن کی والدہ کبیلہ بنت السائب قیس عیلان کے بنی محارب بن خصفہ میں سے تھیں۔

ابراہیم بن جعفر کے یہاں یعقوب و اسماعیل و امامہ مختلف ام ولد سے پیدا ہوئے۔

ابراہیم بن جعفر کی کنیت ابو اسحاق تھی، وفات ۱۹۱ھ میں ہوئی۔

زکریا بن منظور القرظی

کنیت ابو یحییٰ تھی، کانے تھے، ابو حازم و عمر مولائے غفرہ سے ملے تھے۔

معن بن عیسیٰ

ت ابویحییٰ کنیت تھی، اشجع کے مولیٰ تھے، مدینے میں ریشم (کا کپڑا)
بننے کے لیے غلام تھے، وہ خرید کر انھیں تیار دیتے تھے،
کی وفات ہوئی، ثقہ وکثیر الحدیث وقابل اعتماد تھے۔

محمد بن اسماعیل

ن فدیک، کنیت ابو اسماعیل تھی، بنی الدیل کے مولیٰ تھے،
وفات ہوئی، حمید الخراط ومحمد بن اسحاق وعبدالرحمٰن
ان وربیعہ بن عثمان ویحییٰ بن عبداللہ بن ابی قتادہ سے
یث تھے، مگر ان کی حدیث حجت نہیں۔

عبداللہ بن نافع الصائغ

ن، بنی مخزوم کے مولیٰ تھے، بڑی پابندی سے مالک
ے تھے اور کسی کو ان پر مقدم نہ کرتے تھے، رمضان ۲۰۶ھ
ئی، معن سے کم تھے۔

۳۲۵ ابوبکر الاعشیٰ

ن عبداللہ تھا، عبداللہ ہی ابو اویس بن عبداللہ بن اویس

ابن مالک بن عامر تھے، اُن کی والدہ مالک بن انس کی بہن تھیں، ابوبکر عربیت و قرأت اور روایت کے ماہر تھے، یہ چیزیں اُنھوں نے نافع بن ابی نعیم و سلیمان بن بلال وغیرہ سے حاصل کی تھیں۔
اُن کے بھائی:

اسماعیل بن عبداللہ

عبداللہ ہی ابو اُویس بن عبداللہ بن اُویس بن مالک بن ابی عامر تھے، اُن کی والدہ مالک بن انس کی بہن تھیں، اسماعیل کی کنیت ابوعبداللہ تھی، اُنھوں نے مالک بن انس اور اپنے والد اور کثیر بن عبداللہ و نافع بن ابی نعیم و دیگر شیوخ اہل مدینہ سے روایت کی ہے۔

مُطرّف بن عبداللہ

ابن یسار الیساری، کنیت ابومصعب تھی، یسار قبیلۂ اسلم کے ایک شخص کے مکاتب تھے، عبداللہ بن ابی فروہ نے اُن کی جانب سے بدل کتابت ادا کر دیا اور وہ آزاد ہو گئے، پھر وہ اور اُن کے بیٹے عبداللہ بن ابی فروہ کے خاندان کے ساتھ اور اُن کی دعوت میں ہو گئے، مطرف مالک بن انس کے شاگردوں میں تھے، ثقہ اور بہرے تھے، سنہ ۲۲۰ھ کے شروع میں مدینے میں وفات ہوئی۔

عبدالعزیز بن عبداللہ

ابن عمرو الاکبر بن اویس بن سعد الاکبر بن ابی سرح بن الحارث بن الحُبیّب بن جذیمہ

ابن مالک بن حسل بن عامر بن لوی۔

عبداللہ بن نافع

ابن ثابت بن عبداللہ بن الزبیرؓ بن العوام بن خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ ابن قصی، اُن کی والدہ ام ولد تھیں جن کا نام عُصیمہ تھا۔

مُصعب بن عبداللہ

ابن مصعب بن ثابت بن عبد اللہ بن الزبیرؓ بن العوام ان کی والدہ امۃ الجبار بنت ابراہیم بن جعفر بن مصعب بن الزبیرؓ بن العوام تھیں۔

۲۶۔
عَتیق بن یعقوب

ابن صُدیق بن موسیٰ بن عبداللہ بن الزبیرؓ بن العوام کنیت ابوبکر تھی، اُن کی والدہ حفصہ بنت عمر بن عتیق بن عامر بن عبد اللہ بن الزبیر تھیں، حفصہ کے دادا عمر بن عتیق اور اُن کے والد عتیق بن عامر قُدید میں قتل کر دیے گئے، عتیق ابن یعقوب سوارقیہ میں رہنے لگے، پھر مدینے آکر وہیں مقیم ہو گئے، مالک بن انس کے ساتھ رہے، اُن کی کتابیں الموطا وغیرہ لکھیں، عبداللہ بن عبدالعزیز العُمری العابد کے ساتھ رہا کرتے تھے اور عتیق ہمیشہ بہترین مسلمان تھے، ۲۲۷ھ یا ۲۲۸ھ میں وفات ہوئی۔

عبد الجبار بن سعید

ابن سلیمان بن نوفل بن مساحق بن عبد اللہ بن مخرمہ بنی عامر بن لوی میں سے تھے، ان کی والدہ بنت عثمان الزبیر بن عبد اللہ بن الولید بن عثمان بن عفان تھیں، یہی ان کی اور ان کے سب بھائیوں کی والدہ تھیں، عبد الجبار امیر المومنین امون کی جانب سے مدینے کے والی قضا تھے، ان کے والد سعید بن سلیمان بھی مہدی کی جانب سے مدینے کے والی قضا تھے، عبد الجبار کے پاس احادیث تھیں، اور ان سے سنی گئیں، وفات ۲۲۹ھ میں مدینے میں ہوئی۔

ابو غزیہ

نام محمد بن موسیٰ تھا، بنی مازن بن النجار میں سے تھے، ننہیال کی جانب سے اسامہ بن زید بن حارثہ الکلبی کی اولاد میں تھے، روایت و فتویٰ و فقہ میں علم و بصیرت رکھتے تھے، عبید اللہ بن الحسن العلوی کی ولایت مدینہ کے زمانے میں مدینے کے والی قضا تھے، یہ زمانہ امیر المومنین المامون کی خلافت کا تھا۔

ابو مصعب

۳۲۷

نام احمد بن ابی بکر بن مصعب بن عبد الرحمٰن بن عوف تھا، مالک بن انس سے سنا اور ان سے روایت کی، فقہائے اہل مدینہ میں تھے، ابو غزیہ کے بعد عبید اللہ بن الحسن کی جانب سے مدینے کے والی قضا و شرط (شحنہ) رہے۔

یعقوب بن محمد

ابن عیسیٰ بن عبد الملک بن حُمید بن عبد الرحمٰن بن عوفؓ کنیت ابو یوسف تھی، اُن کے والد محمد بن عیسیٰ مدینے کے بلند مرتبہ اور اہلِ مروت میں سے تھے، جسیم و خوبصورت تھے، یعقوب کثیر العلم تھے، بکثرت احادیث سنی تھیں، مالک ابن انس کی صحبت نہیں پائی، لیکن مالک کے بعد کے فقہا اور اُن لوگوں کے راویوں اور اُن کے اہلِ علم سے ملے تھے، حافظ حدیث تھے۔

محمد بن عبید اللہ

ابن محمد بن ابی زید، کنیت ابو ثابت تھی، خاندان عثمانؓ بن عفان کے موالی اور تاجر تھے، انھوں نے مالک وغیرہ راویان اہلِ مدینہ سے سنا تھا، فاضل و برگزیدہ تھے، محرم ۲۲۷ھ میں اُن کی وفات ہوئی۔

ابراہیم بن حمزہ

ابن محمد بن حمزہ بن مصعب بن الزبیرؓ بن العوام، اُن کی والدہ خالد ابن الزبیرؓ بن العوام کے خاندان سے تھیں، اُن کے والد کی والدہ ام ولد تھیں، اور دادا کی والدہ بھی ام ولد تھیں، ابراہیم کی کنیت ابو اسحاق تھی، حمزہ بن مصعب اور اُن کے بیٹے عمارہ بن حمزہ قدید میں قتل کر دیے گئے۔

ابراہیم بن حمزہ نے مالک بن انس کی صحبت نہیں پائی، عبد العزیز

ابن محمد الدراوردی اور عبد العزیز بن ابی حازم وغیرہ راویان اہل مدینہ سے سنا تھا، ثقہ اور حدیث میں نہایت صادق تھے، ربذہ میں اکثر آکر قیام کرتے اور وہاں اس میں تجارت کرتے، عیدین میں مدینے حاضر ہوتے۔

عبد الملک بن عبد العزیز

ابن عبداللہ بن ابی سلمہ الماجشون، کنیت ابو مروان تھی، مالک بن انس کے شاگرد تھے، صاحب فقہ و روایت تھے۔

(تابعین کے طبقۂ ہفتم کا یہ آخری حصہ تھا جو تابعین کے طبقات کا بھی آخری حصہ ہے)۔

۳۲۸

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ اصحاب جو مکۂ معظمہ میں مقیم ہو گئے تھے

ابو سبرہ بن ابی رہم

ابن عبد العزیٰ بن ابی قیس بن عبد ود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر ابن لوی، اُن کی والدہ برہ بنت عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی تھیں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ سوائے ابو سبرہ کے مہاجرین اہل بدر میں سے ہم کسی کو نہیں جانتے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مکہ واپس آکر وہاں مقیم ہو گئے ہوں، وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مکہ واپس ہوئے اور مقیم ہو گئے، اُن کا یہ فعل مسلمانوں نے ناپسند کیا، اُن کے لڑکے اس کا انکار کرتے تھے اور اس کی تردید کرتے تھے کہ مکے سے ہجرت کرنے کے بعد واپس آکر اس میں مقیم ہو گئے ہوں، اس کے ذکر سے وہ لوگ ناراض ہوتے تھے۔

ابو سبرہ بن ابی رہم کی وفات عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوئی۔

عیاش بن ابی ربیعہ

ابن المغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم، اُن کی والدہ اسماء بنت مخربہ

ابن جندل بن اُبیر بن نہشل بن دارم بنی تمیم میں سے تھیں، ابوجہل بن ہشام کے اخیافی بھائی تھے، عیاش مہاجرین حبشہ میں سے تھے، پھر آکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک مدینے ہی میں رہے، بعد کو شام چلے گئے اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا، واپس آکر مکے میں، وفات تک مقیم رہے، لیکن اُن کے بیٹے عبد اللہ بن عیاش وفات تک مدینے ہی میں رہے۔

عبد اللہ بن ابی ربیعہ

ابن المغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم، اُن کی والدہ اسماء بنت مخربہ ابن جندل بن اُبیر بن نہشل بن دارم تھیں، زمانۂ جاہلیت میں عبد اللہ کا نام بحیر تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کا نام عبد اللہ رکھا، عمرؓ بن الخطاب نے انھیں والی یمن بنایا تھا۔

حارث بن ہشام ۴۴۹

ابن المغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم، اُن کی والدہ اسماء بنت مخربہ ابن جندل بن اُبیر بن نہشل بن دارم تھیں، حارث بن ہشام فتح مکہ کے دن اسلام لائے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک مکے ہی میں مقیم رہے، ابوبکرؓ الصدیق کی خلافت میں شام چلے گئے، جنگ فحل و اجنادین میں شریک ہوئے سنہ ۱۸ھ میں بزمانۂ خلافت عمرؓ بن الخطاب عمواس کے طاعون میں وفات ہوئی۔

عکرمہ بن ابی جہل

ابوجہل کا نام عمرو بن ہشام بن المغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم تھا،

اُن کی والدہ ام جمیل بنت دیر بن بنی ہلال بن عامر کی تھیں، حضرت فتح مکہ میں اسلام لائے اور مکے ہی میں مقیم رہے، حجۃ الوداع ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں قبیلہ ہوازن پر عامل بنایا کہ اُن سے زکوٰۃ وصول کریں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو اس زمانے میں وہ تبالہ میں تھے، پھر جہاد کے لیے شام چلے گئے ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں جنگ اجنادین میں شہید ہو گئے۔

عبداللہ بن السائب

ابن ابی السائب، بن عابد بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم، کنیت ابو عبدالرحمٰن تھی، اُن کی والدہ رملہ بنت عزیزہ ذی الجدین بنی ہلال بن صعصعہ میں سے تھیں، عبداللہ فتح مکہ کے دن اسلام لائے اور مکے ہی میں مقیم رہے، عبداللہ بن الزبیرؓ کے زمانے میں وہیں اُن کی وفات ہوئی۔

عبداللہ بن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہؓ بن عباسؓ کو دیکھا کہ جب وہ عبداللہ بن السائب کے دفن سے فارغ ہوئے اور لوگ اُن سے فارغ ہو کر کھڑے ہو گئے تو ابن عباسؓ کھڑے ہوئے، اُن کے پاس ٹھیرے، دعا کی اور پھر واپس ہوئے۔

مجاہد سے مروی ہے کہ ہم چار کا ذکر لوگوں سے فخریہ کرتے تھے، اپنے فقیہ قصہ گو مؤذن اور قاری کا، ہمارے فقیہ ابن عباس تھے، مؤذن ابو محذورہ قاری عبداللہ ابن السائب، اور قصہ گو عبید بن عمیر تھے۔

۳۳۰

خالد بن العاص

ابن ہشام بن المغیرہ بن عبداللہ بن مخزوم، ان کی والدہ عاتکہ بنت الولید

ابن المغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم تھیں۔ عکرمہ بن خالد اور الحارث بن خالد شاعر ان کے فرزند تھے۔ خالد بن العاص فتح مکہ کے دن مشرف بہ اسلام ہوئے اور وہیں مقیم رہے۔ ان کی بقیہ اولاد رہی۔ خالد بن العاص والی مکہ ہوئے تھے۔

عطاء سے مروی ہے کہ میں نے ابو محذورہ کو دیکھا کہ اذان نہ کہتے تا وقتیکہ خالد بن العاص کو دروازۂ مسجد سے داخل ہوتے نہ دیکھ لیتے۔

قیس بن السائب

مجاہد کے مولیٰ کو آزاد کیا تھا۔

مجاہد سے مروی ہے کہ یہ آیت میرے آقا قیس بن السائب کے بارے میں نازل ہوئی "وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین" (اور ان لوگوں پر جو روزے کی طاقت نہیں رکھتے ایک مسکین کی خوراک فدیہ ہے) انھوں نے روزہ ترک کیا اور ہر روزے کے عوض ایک مسکین کو کھانا کھلا دیا۔

عتاب بن اسید

ابن ابی العیص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی، ان کی والدہ اروی بنت ابی عمرو بن امیہ بن عبد شمس تھیں۔

فتح مکہ پر اسلام لائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حنین تشریف لے گئے تو عتاب بن اسید کو مکے کا عامل بنایا جو لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے، ان سے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ میں نے تمھیں کن لوگوں پر عامل بنایا، عرض کی اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے، فرمایا میں نے تمھیں اہل اللہ (اللہ والوں) پر عامل بنایا ہے۔

اس سال عتاب نے لوگوں کے لیے حج کا انتظام کیا، ہجرت کا یہ آٹھواں سال

تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک عتاب بن اسید عامل مکہ تھے۔
ان کے بھائی:

خالد بن اسید

ابن ابی العیص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی، فتح مکہ کے دن اسلام لائے اور وہیں مقیم رہے۔

حکم بن ابی العاص

۳۳۱ ابن امیہ بن عبد شمس، اُن کی والدہ رُقیہ بنت الحارث بن عُبید بن عمر ابن مخزوم تھیں، فتح مکہ پر اسلام لائے اور عثمانؓ بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت تک وہیں مقیم رہے، عثمانؓ نے بلایا تو مدینے چلے گئے اور وہیں اُن کی خلافت میں وفات پائی، مروان بن الحکم کے والد اور عثمانؓ بن عفان کے چچا تھے۔

عُقبہ بن الحارث

ابن عامر بن نوفل بن عبد مناف بن قصی، اُن کی والدہ خدیجہ یا اُمامہ بنت عیاض بن رافع خزاعہ کی تھیں، فتح مکہ کے دن اسلام لائے۔

عبد اللہ بن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ عقبہ بن الحارث سے سنا کہ میں نے ام یحییٰ بنت ابی اہاب سے نکاح کیا، ایک حبشی عورت آئی اور دعویٰ کیا کہ اُس نے ہم دونوں کو دودھ پلایا ہے، میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا تو آپ نے میری طرف سے منہ پھیر لیا، عرض کی کیا وہ جھوٹی ہے؟ فرمایا

تمھیں کیسے معلوم ہوا کہ وہ جھوٹی ہے اور جو کہنا تھا وہ کہدیا، تم اُسے اپنے سے جدا کر دو۔

عثمان بن طلحہ

ابن ابی طلحہ، ابی طلحہ کا نام عبد اللہ بن عبد العزی بن عثمان بن عبد الدار ابن قصی تھا، ان کی والدہ سلافۃ الصغریٰ بنت سعد بن الشہید انصار میں سے تھیں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عثمان مکہ واپس آکر مقیم ہو گئے۔ معاویہؓ بن ابی سفیان کے ابتدائی زمانۂ خلافت میں وہیں اُن کی وفات ہوئی۔

شیبۃ الحاجب

ابن عثمان بن ابی طلحہ بن عبد العزی بن عثمان بن عبد الدار بن قصی، ان کی والدہ ام جمیل بنت عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار بن قصی تھیں۔

شیبہ قریش کے ہمراہ قبیلۂ ہوازن کے پاس حنین چلے گئے اور وہیں اسلام لائے، شیبہ ہی صفیہ بنت شیبہ کے والد تھے، یزید بن معاویہؓ کے زمانے تک زندہ رہے۔

نضیر بن الحارث

ابن علقمہ بن کلدہ بن عبد مناف بن عبد الدار بن قصی کنیت ابو الحارث تھی، ۳۴۴
اُن کی والدہ حارث بن عثمان بن عبد الدار بن قصی کی بیٹی تھیں۔

حنین میں اسلام لائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں حنین کے مال غنیمت سے سو اونٹ دیے تھے، اُن کے بھائی نضر بن الحارث کو رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے علیؓ ابن ابی طالب نے بدر کے دن صفراء میں بہادری کے ساتھ قتل کر دیا تھا۔

نضیر کی اولاد میں محمد بن المرتفع بن النضیر تھے جن سے سفیان بن عیینہ وغیرہ نے روایت کی ہے

ابو السنابل بن بعکک

ابن الحارث بن السباق بن عبد الدار بن قصی، ان کی والدہ عمرہ بنت اوس ابن ابی عمرو بنی عذرہ میں سے تھیں، سبیعہ بن الحارث الاسلمیہ ان کی بی بی تھیں۔

صَفْوان بن اُمَیّہ

ابن خلف بن وہب بن حذافہ بن جمح بن عمرو بن ہصیص بن کعب بن لوی کنیت ابو وہب تھی، ان کی والدہ صفیہ بنت معمر بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح تھیں، صفوان حنین میں اسلام لائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حنین کے مال غنیمت سے پچاس اونٹ دیے۔

صفوان بن امیہ سے مروی ہے کہ جنگ حنین میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے عطا فرمایا، آنحضرت میرے نزدیک سب سے زیادہ قابل نفرت تھے، پھر اتنا عطا فرمایا کہ آپ میرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہو گئے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ صفوان بن امیہ سے کہا گیا کہ اس کا اسلام نہیں جو ہجرت نہ کرے، وہ مدینے آ گئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع کی، فرمایا اے ابو وہب، جب تم مکے کی ریگستانی زمین کی طرف لوٹے تھے تو میں نے تمہارے خلاف قصد کیا تھا۔

ہجرت کے بعد وہ پھر مکے واپس آ گئے اور وہیں مقیم رہے، جس زمانے میں لوگ مکے سے جنگ جمل کو نکلے ان کی وفات ہوئی یہ شوال ۳۶ھ میں ہوا لوگوں کو جنگ جمل میں، شریک ہونے کی ترغیب دیتے تھے۔

ابو محذورہ

نام اوس بن مغیرہ بن لوذان بن ربیعہ بن عویج بن سعد بن جمح تھا، ان کی والدہ خزاعیہ تھیں۔

ابن سعد نے کہا کہ ایک شخص کو ابو محذورہ کا نسب بیان کرتے سنا کہ ان کا نام سمرہ بن عمیر بن لوذان بن وہب بن سعد بن جمح تھا، ان کا ایک حقیقی بھائی تھا جس کا
۳۳۳ نام اوس تھا اور جنگ بدر میں بحالت کفر مارا گیا۔

ابو محذورہ فتح مکہ کے دن اسلام لائے اور مکے ہی میں مقیم رہے، ہجرت نہیں کی۔

زبیر بن المنذر بن ابی اُسید الساعدی نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن تشریف لائے تو ابو محذورہ حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ میں آپ کا موذن بنوں گا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اذان کہا کرو، وہ بلال کے ساتھ اذان کہا کرتے تھے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے واپس ہوئے تو ابو محذورہ رہ گئے کہ مکے میں اذان کہیں، انھوں نے ہجرت نہیں کی۔

محمد بن عمر نے کہا کہ اب تک اذان مسجد حرام مکہ میں ان کے بیٹوں اور بیٹوں کے بیٹوں میں وراثۃً چلی آتی ہے، ابو محذورہ کی وفات مکے میں ۵۹ھ میں ہوئی۔

مطیع بن الاسود

ابن حارثہ بن نضلہ بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب ان کی والدہ

اُنیسہ بنت عامر بن الفضل خزاعہ کی تھیں، اور عجماء (یعنی گونگی) تھیں، مطیع فتح مکّہ کے دن اسلام لائے۔

عامر سے مروی ہے کہ عصاۃ قریش (یعنی جن کا نام عاصی بمعنی نافرمان تھا) میں سے سوائے مطیع (فرماں بردار) کے کوئی شخص نہیں پایا گیا جس کا نام عاصی (نافرمان) ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مطیع رکھ دیا ہو۔

محمد بن سعد نے کہا کہ مطیع کی وفات عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوئی۔

ابوجہم بن حُذیفہ

ابن غانم بن عامر بن عبداللہ بن عُبید بن عویج بن عدی بن کعب، اُن کی والدہ بشیرہ بنت عبداللہ بنی عدی بن کعب میں سے تھیں، فتح مکّہ میں اسلام لائے، عمرؓ ابن الخطاب کی شہادت کے بعد اُن کی وفات ہوئی۔

ابوقحافہ

نام عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لؤی تھا، اُن کی والدہ قیلہ بنت آداۃ بن ریاح بن عبداللہ بن قُرط بن زراح بن عدی ابن کعب تھیں۔

اسماء بنت ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکّے میں داخل ہو کر مطمئن ہو گئے اور مسجد میں بیٹھے تو ابوبکرؓ آپ کے پاس ابو قحافہ کو لائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنھیں دیکھا تو فرمایا کہ اے ابوبکرؓ تم نے ان بوڑھے کو کیوں نہ چھوڑ دیا کہ میں ہی اُن کے پاس آتا، عرض کی، یا رسول اللہ اُنھیں ۴۳۳

زیادہ مناسب ہے کہ وہ آپ کے پاس آئیں بہ نسبت اس کے کہ آپ ان کے پاس جائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اپنے آگے بٹھا لیا، دست مبارک ان کے سینے پر رکھا اور فرمایا، اے ابو قحافہ اسلام قبول کرو تو سلامت رہو گے (ورنہ دوزخ میں جاؤ گے) وہ مشرف بہ اسلام ہوئے اور کلمۂ شہادت پڑھ لیا جب انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچایا گیا تو سر اور ڈاڑھی کی یہ کیفیت تھی کہ مثل ثغامہ (سفید درخت) کے معلوم ہوتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس بڑھاپے (کے رنگ) کو بدل دو اور اسے سیاہی سے بچاؤ۔

جابر سے مروی ہے کہ یوم الفتح میں ابو قحافہ کو لایا گیا ان کا سر ثغامہ (سفید درخت) معلوم ہوتا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کو ازواج مطہرات کے پاس لے جاؤ (غالباً حضرت عائشہؓ کے پاس جو ابو قحافہ کی حقیقی پوتی تھیں) کہ بڑھاپے کے رنگ کو بدل دیں، انھیں سیاہی سے (یعنی کالے خضاب سے) بچانا۔

عکرمہ بن خالد سے مروی ہے کہ ابو قحافہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا، ان کا سر ثغامہ (درخت سفید) معلوم ہوتا تھا، چنانچہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی پھر آپ نے فرمایا کہ بڑے میاں کا سر کا رنگ حنا سے بدل دو۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ ابو قحافہ کی ڈاڑھی میری نظر میں ہے ایسی سرخ معلوم ہوتی تھی جیسے درخت عرفج کی چنگاری۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ابو قحافہ نے ہجرت نہیں کی، مکے ہی میں رہے، ابو بکر الصدیقؓ کی وفات ہوئی تو ابو قحافہ چھٹے حصے کے ان کے وارث ہوئے، اس کو انھوں نے ابو بکرؓ رضی اللہ عنہ کی اولاد کو واپس کر دیا، ابو قحافہ کی وفات مکے میں محرم ۱۴ھ میں ہوئی، اس وقت ستانوے برس کے تھے۔

مہاجر بن قنفذ

ابن عمیر بن جدعان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ، ان کی والدہ ہند

بنت الحارث بن مسروق بنی غنم بن مالک بن کنانہ میں سے تھیں، فتح مکہ کے روز اسلام لائے، قنفذ کا نام خلف تھا، مہاجر نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔

مطلب بن ابی وداعہ

۴۳۵ ابی وداعہ کا نام حارث بن ضبیرہ بن سُعید بن سعد بن سہم بن عمرو بن ہصیص ابن کعب بن لؤی تھا، ان کی والدہ اروی بنت الحارث بن عبد المطلب بن ہاشم ابن عبد مناف تھیں۔

سہیل بن عمرو

ابن عبد شمس بن عبد ود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لومی، ان کی والدہ حبی بنت قیس بن ضبیس خزاعہ میں سے تھیں۔

سہیل بن عمرو باوجود اپنے شرک پر قائم ہونے کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مکے سے حنین گئے، پھر الجعرانہ میں اسلام لائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس روز انھیں غنائم حنین میں سے سو اونٹ عطا فرمائے، سہیل نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث روایت کی ہیں۔

ابن سعد بن ابی فضالۃ الانصاری سے جو صحابی تھے مروی ہے کہ جن ایام میں ابوبکر صدیق رضی نے مجھے اور سہیل بن عمرو کو غازی بنایا تو میں اور وہ ملک شام تک ساتھ رہے، پھر میں نے سہیل سے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ تم میں سے کسی کا اللہ کی راہ میں تھوڑی دیر کھڑا رہنا بھی اپنے متعلقین میں ساری عمر کی عبادت سے بہتر ہے۔

سہیل نے سنا کہ میں دشمن کے مقابلے میں ثابت قدم رہوں گا تاوقتیکہ

موت نہ آجائے اور میں تکے کبھی واپس نہ جاؤں گا شامیر کی وبائے عمواس میں ملک شام میں وفات پا گئے، کنیت ابو یزید تھی۔

عبداللہ بن السعدی

سعدی کا نام عمرو بن وقدان بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل ابن عامر بن لؤی تھا، ان کی والدہ حجاج بن عامر بن حذیفہ بن سعید بن سہم کی بیٹی تھیں۔ عبداللہ بن السعدی فتح مکہ کے دن اسلام لائے

حویطب بن عبد العزیٰ

ابن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر ابن لؤی، کنیت ابو محمد تھی، ان کی والدہ زینب بنت علقمہ بن غزوان بن یربوع ابن الحارث بن منقذ تھیں، حویطب بن عبد العزیٰ فتح مکہ کے دن اسلام آئے۔

منذر بن الجہم سے مروی ہے کہ حویطب بن عبد العزیٰ العامری ایک سو بیس سال کی عمر کو پہنچے، ساٹھ سال جاہلیت میں اور ساٹھ سال اسلام میں رہے ۳۳۴ فتح مکہ کے دن اسلام لائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حنین۔ طائف میں حاضر ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں حنین کے مال غنیمت میں سے سو اونٹ عطا فرمائے، حویطب کی وفات ۵۴ھ میں معاویہؓ بن ابی سفیان کی خلافت میں ہوئی۔

ضرار بن الخطاب

ابن مرداس بن کبیر بن عمرو بن حلیب بن عمرو بن حلیب بن عمرو بن شیبان بن محارب

ابن فہر قریش کے شہ سوار اور شاعر تھے، فتح مکہ کے دن اسلام لائے اور مکے ہی میں مقیم رہے، یمامہ گئے اور وہاں شہید ہو گئے۔

ابو عبدالرحمٰن الفہری

میں نے ایک شخص سے سنا کہ اُن کا نام کرز بن جابر تھا۔
ابی عبدالرحمٰن الفہری سے مروی ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ غزوۂ حنین میں شریک ہوئے، انھوں نے اس کے متعلق ایک طویل حدیث بیان کی ہے۔

عُتبہ بن ابی لہب

ابو لہب کا نام عبدالعزیٰ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی تھا، اُن کی والدہ ام جمیل بنت حرب بن امیہ بن عبدشمس بن عبدمناف بن قصی تھیں۔
فتح مکہ کے روز اسلام لائے اور مکے ہی میں مقیم رہے، ہجرت نہیں کی، غزوۂ حنین میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے، اس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جو اہل بیت و اصحاب آپ کے ہمرکاب ثابت قدم رہے اُن میں وہ بھی تھے۔
بنی ہاشم میں سے فتح مکہ کے بعد سوائے عُتبہ و مُعتّب فرزندان ابولہب کے کسی نے مکے میں قیام نہیں کیا۔

مُعتّب بن ابی لہب

ابن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی، ان کی والدہ ام جمیل

بنت حرب بن امیہ تھیں، فتح مکہ کے دن اسلام لائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب حنین گئے اور اس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جو اہل بیت واصحاب ثابت قدم رہے اُن میں وہ بھی تھے، اسی روز اُن کی آنکھ زخمی ہوئی۔

یعلیٰ بن اُمیہ

۳۴۷

ابن اُبی بن عبیدہ بن ہمام بن الحارث بن بکر بن زید بن مالک بن حنظلہ ابن مالک بن زید مناۃ بن تمیم، ان کی والدہ مُنیہ بنت جابر بن وہیب بن نسیب ابن زید بن مالک بن الحارث بن عوف بن مازن بن منصور تھیں یعلیٰ بن امیہ بنی نوفل بن عبد مناف کے حلیف تھے، وہ خود اور اُن کی والدہ امیہ اور اُن کے بھائی سلمہ بن امیہ اسلام لائے، یعلیٰ و سلمہ فرزندان امیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تبوک میں حاضر ہوئے، یعلیٰ نے عمر سے روایت کی ہے۔

یعلیٰ بن امیہ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب غزوۂ جیش العسرۃ (تنگی کے لشکر یعنی غزوۂ تبوک) میں تھا، یہ میرا سب سے زیادہ قابل وثوق عمل تھا۔

حجیر بن ابی اہاب

ابن عزیز بن قیس بن سُوید بن ربیعہ بن زید بن عبد اللہ بن دارم، بنی تمیم کے تھے اور بنی نوفل بن عبد مناف کے حلیف تھے۔

عمیر بن قتادہ

ابن سعد بن عامر بن جندع بن لیث بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ، عبید

ابن عمیر اللیثی کے والد تھے۔

عبداللہ بن عبید بن عمیر نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک شخص آیا اور کہا یا رسول اللہ اسلام کیا ہے، آپ نے اس کے طریقے بتائے، حدیث طویل ہے۔

ابو عقرب

نام خویلد بن خالد بن بجیر بن عمرو بن حماس بن عریج بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ تھا، اسلام لائے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے۔

ان کے بیٹے:

عمرو بن ابی عقرب

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی، آپ کو دیکھا اور آپ سے روایت کی، ۳۳۸
ابی نوفل بن ابی عقرب کے دادا تھے، ابی نوفل کا نام معاویہ بن مسلم بن عمرو بن ابی عقرب تھا، ابو نوفل آخر تک بصرے میں رہے اور ان سے بصریین نے روایت کی

ابوالطفیل

نام عامر بن واثلہ بن عبداللہ بن عمیر بن جابر بن حمیس بن جدی بن سعد بن لیث تھا۔

کَلدہ بن حنبل

صفوان بن امیہ کے اخیافی بھائی تھے۔

کَلَدہ بن الحنبل سے مروی ہے کہ فتح مکہ کے دن صفوان بن امیہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے ہاتھ پیوسی اور ہرن کا بچہ اور کھیرے بھیجے نبی صلی اللہ علیہ وسلم وادی کے بالائی قطعے میں تھے، میں اندر گیا، نہ اجازت مانگی اور نہ سلام کیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ باہر جاؤ اور کہو، السلام علیکم، میں اندر آتا ہوں، یہ واقعہ صفوان کے اسلام کے بعد کا ہے، ایک روایت اور بھی ہے مگر اس میں امیہ نے یہ نہیں کہا کہ میں نے کلدہ سے سنا ہے۔

بسر بن سفیان

ابن عمرو بن عویمر بن صرمہ بن عبداللہ خزاعہ کے تھے، انہیں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی تحریری دعوت دی تھی۔

کُرز بن علقمہ

ابن ہلال بن جُریبہ بن عبد نہم بن حُلیل بن حُبشیہ بن سَلول، خزاعہ کے تھے۔

یہ وہی شخص ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ ہجرت کر کے مدینے کی طرف روانہ ہوئے تو آپ کے نقش قدم پر چلے، اُس غار تک پہنچ گئے جس میں آپ دونوں تھے اور کہا کہ نشان قدم یہاں تک ختم ہوگیا۔

یہی وہ شخص ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قدم مبارک دیکھ کر کہا کہ یہ اُسی قدم کا جزو ہے جو مقام ابراہیم میں ہے یعنی قدم ابراہیم صلوات اللہ علیہ وسلمہ کا۔

کرز نے بڑی عمر پائی فتح مکہ کے دن اسلام لائے، معاویہؓ بن ابی سفیان نے اپنے عامل مکہ کو لکھا کہ اگر کرز بن علقمہ زندہ ہوں تو اُن سے کہو کہ علامات حرم بتا دیں، اُنھوں نے بتا دیے، وہی اب تک اُن لوگوں کے علامات ہیں۔

تمیم بن اسد

۳۳۹- ابن سُوَید بن اسعد بن مشنوء بن عبد بن حُبتَر خزاعہ سے تھے اور شاعر تھے، بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنھیں فتح مکہ کے دن حرم کے بتوں کو توڑنے کا حکم دیا۔

اَسود بن خلف

ابن اسعد بن عامر بن بیاضہ بن سُبیع بن جُعثمہ بن سعد بن مُلیح بن عمرو بن ربیعہ خزاعی تھے، بنی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث روایت کی ہے کہ فتح مکہ کے دن حاضر خدمت ہوئے۔

اسود بن خلف سے مروی ہے کہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح مکہ کے دن قرن کے پاس لوگوں سے بیعت لیتے دیکھا، قرن وہ مصقلہ (صیقل کرنے کا مقام) تھا جس کی طرف ابی ثمامہ کے مکانات کا پانی بہتا تھا اور جو ابن سَمُرہ کے مکان اور اُس کے اطراف کے درمیان تھا، اسود نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ مرد، عورتیں بچے اور بوڑھے حاضر خدمت ہوئے اور اسلام پر کلمۂ شہادت "لا الٰہ الا اللہ ومحمد عبدہ ورسولہ" پر بیعت کر رہے تھے۔

بُدَیل بن ورقاء

ابن عبد العزیٰ بن ربیعہ بن جُرَیّ بن عامر بن مازن بن عدی بن عمرو ابن ربیعہ، خزاعی تھے، یہ وہی تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اسلام کی تحریری دعوت دی تھی۔

ابو شُریح الکعبی

نام خُویلد بن صخر بن عبد العزیٰ بن معاویہ بن المحترش بن عمرو بن زمان ابن عدی بن عمرو بن ربیعہ تھا خزاعی تھے، زمان و مازن دونوں بھائی تھے۔

نافع بن عبد الحارث

ابن حُبالہ بن عُمیر بن الحارث، حارث غُبشان بن عبد عمرو بن عمرو بن لُوی ابن ملکان بن افصیٰ تھے جو خزاعی تھے، نافع بن عبد الحارث مکے پر عمر بن الخطاب کے والی تھے۔

عَلقمہ بن الفغواء

ابن عُبید بن عمرو بن زمان بن عدی بن عمرو بن ربیعہ، خزاعی تھے۔ ۳۴۰

مُحَرِّش الکعبی

بعض راوی انھیں مُخَرِّش کہتے ہیں۔

عبداللہ بن حُبشی الخثعمی

عبدالرحمن بن صفوان

عبدالرحمن بن صفوان سے مروی ہے کہ فتح مکہ کے دن میں نے کپڑے پہنے اور روانہ ہوا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت بیت اللہ سے برآمد ہوئے تو میں قدمبوس ہوا، میں نے عمرؓ سے پوچھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت اللہ میں داخل ہوئے تو آپ نے کیا کیا، انھوں نے کہا کہ دو رکعت نماز پڑھی۔

لقیط بن صبرۃ العُقیلی

مکے کے قریب رُکبہ و جلدان کے نواح میں رہا کرتے اور کثرت سے مکے میں آکر قیام کرتے۔

ایاس بن عبد المزنی

کیسان

انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں برء العلیا کے پاس نماز پڑھائی۔

عبد الرحمن بن کیسان نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ ثنیۃ العلیا میں دن کی آخری دو نمازیں ظہر یا عصر میں سے ایک نماز ایک ہی چادر میں پڑھ رہے تھے جس کو آپ اس طرح اوڑھے ہوئے تھے کہ اس کا ایک کنارہ دوسرے کنارے پر ڈال لیا تھا۔

مسلم ۳۴۱

رائطہ بنت مسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب حنین حاضر ہوئے، آنحضرت نے ان سے فرمایا کہ تمھارا کیا نام ہے؟ انھوں نے کہا کہ غراب (کوا) فرمایا، تمھارا نام مسلم ہے۔

عبد الرحمن بن ابزیٰ مولائے خزاعہ

عبد اللہ بن عبد الرحمن بن ابزیٰ نے اپنے والد سے روایت کی کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نماز پڑھی، آنحضرت جب سجدہ کرتے تو تکبیر نہیں کہتے تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عبد الرحمن بن ابزیٰ مکے کے والی تھے نافع بن الحارث جب عمرؓ ابن الخطاب کے پاس روانہ ہوئے تو انھیں اپنا جانشین بنا گئے تھے۔

اہل مکہ کا وہ طبقۂ اولیٰ

جس نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

وغیرہ سے روایت کی ہے

علی بن ماجدۃ السہمی

ماجدہ کے والد تھے، ابوبکر و عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔

عبید بن عمیر

ابن قتادۃ اللیثی، کنیت ابو عاصم تھی ثقہ و کثیر الحدیث تھے۔
ابو خلف مولائے بنی جمح نے ایک حدیث عائشہؓ سے روایت کی ہے جس میں عبید بن عمیر کا ذکر ہے کہ ان کی کنیت ابو عاصم تھی۔

ثابت سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب کے زمانے میں سب سے پہلے جس نے قصہ بیان کیا وہ عُبید بن عُمیر تھے۔

کسی نے عطاء سے کہا کہ جن لوگوں نے قصہ بیان کیا اُن میں سب سے پہلے کون ہے؟ انھوں نے کہا کہ عُبید بن عُمیر

عطاء سے مروی ہے کہ میں اور عبید بن عُمیر عائشہؓ کے پاس گئے، انھوں نے کہا، ۲۴۳
یہ کون ہیں، عرض کی، میں عُبید بن عُمیر ہوں، فرمایا کہ اہل مکہ کے قصہ گو، عرض کی جی ہاں، فرمایا کہ کمی کرو کیوں کہ ذکر (اللہ کی یاد) ثقیل (ثواب میں گراں) ہے۔

عبدالواحد بن ایمن سے مروی ہے کہ میں نے عبید بن عمیر کو دیکھا کہ سر کے بال اُن کی گردن تک، یا اسی کے قریب تک تھے۔

عبدالواحد بن ایمن سے مروی ہے کہ میں نے عبید بن عمیر کو دیکھا کہ ڈاڑھی زرد تھی۔

ابوسلمہ بن سفیان

ابن عبدالاسد المخزومی، اُن کی والدہ ام جمیل بنت المغیرہ بن ابی العاص ابن امیہ تھیں، اُنھوں نے عمرؓ بن الخطاب سے روایت کی ہے۔

حارث بن عبداللہ

ابن ابی ربیعہ بن المغیرۃ المخزومی، اُن کی والدہ ام ولد تھیں قلیل الحدیث تھے۔

نافع بن علقمہ

عبداللہ بن ابی عمار

جو قریش میں سے تھے، انھوں نے کہا کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کو ایسے مقام پہ نماز پڑھتے دیکھا جہاں لوگوں میں آسیب کا خطرہ تھا، قلیل الحدیث تھے۔

سباع بن ثابت

بنی زہرہ کے حلیف تھے، عمرؓ سے روایت کی ہے، قلیل الحدیث تھے۔

ہشام بن خالد الکعبی

خزاعہ کے قبیلے سے تھے اور قلیل الحدیث تھے، انھوں نے عمرؓ سے سنا ہے، ثنیہ لفت کے پیچھے قدید میں رہا کرتے تھے، اُن کے والد خالد الاشعر اور کرز بن جابر الفہری فتح مکہ کے دن شہید کر دیے گئے، یہ دونوں راستہ بھول گئے تھے، مشرکین کا ایک لشکر ملا جس نے ان لوگوں کو قتل کر دیا، یہی اُن حزام بن ہشام کے والد تھے جن سے عبداللہ بن مسلمہ بن قعنب اور ابو النضر ہاشم بن القاسم اور محمد بن عمر وغیرہ نے روایت کی ہے۔

عبداللہ بن صفوان

ابن امیہ بن خلف، انھوں نے عمرؓ بن الخطاب سے روایت کی ہے۔

سعید بن الحویرث

قلیل الحدیث تھے۔

خثیم

قارہ کے ایک شخص تھے، عبداللہ بن عثمان بن خثیم کے دادا تھے عمرؓ سے روایت کی ہے۔

خثیم سے مروی ہے جو القارہ کے ایک شخص تھے سعید نے کہا کہ وہ ابن خثیم کے دادا تھے، (انھوں نے کہا) کہ عمرؓ بن الخطاب آئے جو لوگوں کو (کوہ) مروہ کے پاس زمین دے رہے تھے، انھوں نے کہا کہ امیر المومنین مجھے بھی زمین دیجیے جو میرا اور میری اولاد کا مکان ہو، عمرؓ نے انکار کیا اور کہا کہ وہ اللہ کا حرم ہے، اس میں وہاں کا رہنے والا اور باہر والا برابر ہے۔

طبقۂ ثانیہ

مجاہد بن جبرؒ

کنیت ابو الحجّاج تھی، قیس بن السائب المخزومی کے مولیٰ تھے۔

مجاہد سے مروی ہے کہ میں اپنے آقا سائب کی جو نابینا تھے رہبری کرتا تھا، وہ کہتے کہ اے مجاہد کیا آفتاب ڈھل گیا، میں ہاں کہتا تو اٹھ کر ظہر کی نماز پڑھتے۔

ابراہیم بن عبدالاعلیٰ سے مروی ہے کہ مجاہد کی کنیت ابو الحجاج تھی۔

فضل بن میمون سے مروی ہے کہ میں نے مجاہد کو کہتے سنا کہ میں نے قرآن کے تیس دور ابن عباسؓ سے کیے ہیں۔

فِطر سے مروی ہے کہ میں نے مجاہد کو دیکھا کہ سر اور ڈاڑھی سفید تھی۔

قُرّہ بن خالد سے مروی ہے کہ میں نے مجاہد کو دیکھا کہ سر اور ڈاڑھی سفید تھی۔ ۳۴۴

لیث سے مروی ہے کہ عطاء اور طاؤس اور مجاہد انگوٹھی نہیں پہنتے تھے۔

اعمش سے مروی ہے کہ میں جب مجاہد کو دیکھتا تھا تو خیال کرتا تھا کہ وہ ایسے خربندج[1] ہیں جس کا گدھا کھو گیا ہے اور وہ فکر میں ہے۔

مجاہد سے مروی ہے کہ سیاہ خضاب کو ناپسند کرتے تھے۔

ابو بکر بن عیّاش سے مروی ہے کہ میں نے اعمش سے کہا کہ لوگوں کو کیا ہوا جو مجاہد کی تفسیر سے پرہیز کرتے ہیں، انھوں نے کہا کہ لوگ سمجھتے تھے کہ مجاہد اہل کتاب سے پوچھتے ہیں، دوسری روایت میں ہے کہ وہ لوگ یہ سمجھتے تھے کہ مجاہد جابر کی

---

[1] معرب ہے خربندہ کا۔ وہ شخص جو گدھے کی رکھوالی کرتا ہو۔

کتاب سے روایت کرتے ہیں۔

مجاہد کے بعض شاگردوں سے مروی ہے کہ مجاہد کی وفات سجدے کی حالت میں ہوئی۔

سیف بن سلیمان سے مروی ہے کہ مجاہد کی وفات مکے میں ۱۰۲ھ میں ہوئی۔

ابن جریج سے مروی ہے کہ مجاہد وفات کے دن تراسی سال کی عمر کو پہنچ گئے تھے

فضل بن دکین سے مروی ہے کہ مجاہد کی وفات ۱۰۲ھ میں سجدے کی حالت میں ہوئی۔

یحییٰ بن سعید القطان نے کہا کہ مجاہد کی وفات ۱۰۴ھ میں ہوئی، فقیہ، عالم، ثقہ اور کثیر الحدیث تھے۔

عطاء بن ابی رباح

ابی رباح کا نام اسلم تھا، عطاء الجند کے جو یمن کے دیہات میں سے تھا غیر خالص عربوں میں سے تھے، مکے میں پیدا ہوئے اور ابو میسرہ بن ابی خثیم الفہری کے خاندان کے مولیٰ تھے۔

عطاء سے مروی ہے کہ میری اتنی عمر تھی کہ قتل عثمان رضی اللہ عنہ کو سمجھتا تھا۔

عبد الملک سے مروی ہے کہ عطا کی کنیت ابو محمد تھی۔

عطاء سے مروی ہے کہ وہ قرآن کی تعلیم دیتے تھے، لوگوں نے کہا کہ وہ ثقہ و عالم و فقیہ و کثیر الحدیث تھے۔

اسلم المنقری سے مروی ہے کہ میں ابو جعفر کے ہمراہ بیٹھا ہوا تھا کہ عطاء ابن رباح اُن کے پاس سے گذرے، کہنے لگے کہ روئے زمین پر عطاء بن رباح سے زیادہ مسائل حج کا جاننے والا کوئی نہیں ہے۔

بسام الصیرفی سے مروی ہے کہ کسی نے ابو جعفر کے پاس مسائل حج کا ذکر کیا تو ۳۴۵

انھوں نے کہا کہ روئے زمین پر عطاء بن ابی رباح سے زیادہ مسائل حج کا جاننے والا کوئی نہیں ہے۔

قتادہ سے مروی ہے کہ عطاء سب سے زیادہ مسائل حج کا علم رکھتے تھے۔

اسلم المنقری سے مروی ہے کہ ایک اعرابی آیا اور کہنے لگا کہ ابو محمد کہاں ہیں، لوگوں نے سعید بن جبیر کی طرف اشارہ کیا، پھر اس نے کہا کہ ابو محمد کہاں ہیں؟ سعید نے کہا کہ اس جگہ عطاء کے ہوتے ہوئے ہمارے لیے کچھ نہیں ہے۔

سلمہ سے مروی ہے کہ سوائے ان تین شخصوں عطاء و طاؤس ومجاہد کے میں نے کسی کو نہیں دیکھا جو اس علم سے صرف خدا کی خوشنودی چاہتا ہو۔

اسماعیل بن امیہ سے مروی ہے کہ عطا کلام کرتے تھے، جب ان سے مسئلہ دریافت کیا جاتا (تو ان کے علم کی یہ حالت تھی) گویا (منجانب اللہ) ان کی تائید کی جاتی تھی۔

یعقوب بن عطاء سے مروی ہے کہ میں نے اپنے والد کو کوئی چیز اس قدر یاد کرتے نہیں دیکھا جس قدر مسائل بیع کو یاد کرتے تھے۔

محمد بن عبد اللہ بن عمرو بن عثمان رضی بن عفان سے مروی ہے کہ میں نے عطاء ابن ابی رباح سے بہتر کوئی مفتی نہیں دیکھا، ان کی مجلس میں صرف اللہ ہی کا ذکر ہوتا تھا جس کا سلسلہ منقطع نہ ہوتا اور لوگ بھی اسی میں مشغول رہتے تھے، اگر وہ کلام کرتے یا ان سے کوئی مسئلہ دریافت کیا جاتا تو اچھا جواب دیتے تھے۔

معاذ بن سعید الاعور سے مروی ہے کہ ہم لوگ عطاء کے پاس تھے، ایک شخص نے کوئی حدیث بیان کی، دوسرے شخص نے درمیان سے اسے کاٹ دیا، عطا، ناراض ہوئے اور کہا کہ یہ کیسے اخلاق ہیں اور یہ کیسی طبیعتیں ہیں، واللہ ایک شخص ایک ایسی حدیث بیان کرتا ہے جو میں اس سے زیادہ جانتا ہوں اور اکثر تو وہ اسے مجھی سے سنے ہوئے ہوتا ہے مگر میں اس کے آگے خاموش ہو جاتا ہوں اور اسے یہ باور کراتا ہوں کہ گویا میں نے اس کے قبل اسے نہیں سنا، عمرو بن عاصم نے کہا کہ میں نے یہ حدیث عبد اللہ بن المبارک سے بیان کی تو انھوں نے کہا کہ میں اپنا جوتا نہ اٹھا رہوں گا تاوقتیکہ مہدی (راوی حدیث) کے پاس جا کر اس کو ان سے نہ سن لوں۔

ابو الملیح سے مروی ہے کہ میں نے اور ایک اور شخص نے حج کیا، میں عطا بن ابی رباح کے پاس آیا کہ اُن سے کوئی مسئلہ دریافت کروں، اُن کے پاس بیٹھ گیا، ایک حبشی حنا کا خضاب لگا رہا تھا، اُن کے پاس والی مکہ کا قاصد آیا اور اُس نے انھیں اٹھا دیا، میں پلٹ کر اُن کے پاس نہیں آیا۔

ابن جریج سے مروی ہے کہ عطا جب کچھ بیان کرتے تو میں پوچھتا کہ یہ علم ہے یا (آپ کی) رائے، اگر وہ منقول ہوتا تو علم کہتے اور اُن کی رائے ہوتی تو رائے کہتے۔

عبد الرحمٰن سے مروی ہے کہ واللہ تمام روئے زمین والوں کے ایمان کو

۳۴۱ میں ابو بکرؓ کے ایمان کے برابر نہیں سمجھتا اور میں اہل مکہ کے ایمان کو عطاء کے ایمان کے برابر نہیں سمجھتا۔

عطا سے مروی ہے کہ اپنے مردہ والدین کی طرف سے صدقۂ فطر دیتے تھے اور وفات تک ایسے کرتے رہے۔

ابو معاویۃ المغربی سے مروی ہے کہ میں نے عطاء بن ابی رباح کی دونوں آنکھوں کے درمیان سجدے کا نشان دیکھا۔

فطر سے مروی ہے کہ میں نے عطا کو دیکھا کہ ڈاڑھی میں زرد خضاب کرتے تھے۔

بعض اہل علم سے مروی ہے کہ عطاء کالے، کانے، چپٹی ناک والے، لنجے اور لنگڑے تھے، اس کے بعد نابینا ہو گئے تھے، اہل مکہ کا فتویٰ اُن کے اور مجاہد کے زمانے میں انھیں دونوں کے پاس تھا اور اس کا اکثر حصہ عطا کے پاس تھا۔

محمد بن عمر سے مروی ہے کہ عطاء کی وفات کے ۱۱۴ھ میں ہوئی۔

محمد بن عمر نے کہا کہ جس روز اُن کی وفات ہوئی اٹھاسی سال کے تھے۔

ابو الملیح سے مروی ہے کہ عطا کی وفات ۱۱۴ھ میں ہوئی، جب میمون کو اُن کی خبر مرگ پہنچی تو کہا کہ انھوں نے اپنے بعد کوئی اپنا مثل نہیں چھوڑا۔

یوسف بن ماہک

اُنھوں نے اپنی والدہ سے جن کا نام مُسیکہ تھا روایت کی ہے۔

ابن جریج سے مروی ہے کہ میں نے عطاء سے کہا کہ یہ یوسف بن ماہک ہیں جو موت کی تمنا کرتے ہیں، انھوں نے اس کی مذمت کی اور کہا کہ انھیں کیا معلوم کہ موت سے کیسا سابقہ پڑے گا۔

ام یوسف بنت ماہک سے مروی ہے کہ جب یوسف کی موت کا وقت آیا تو وصیت کی کہ انھیں ان کے کپڑوں میں کفن دیا جائے، انھیں کپڑوں میں وہ جمعے کی نماز پڑھا تے تھے، اور یہ وصیت کی کہ ان کے چہرے پر اور اس کپڑے پر جو جنازے پر اڑھایا جائے حنوط (عطر میت) نہ لگائیں اور کہا کہ میرے دونوں پاؤں کسی عمامے سے باندھ دیں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ یوسف بن ماہک کی وفات ۱۱۳ھ میں ہوئی، میں نے کسی اور سے سنا کہ ان کی وفات ۱۱۴ھ میں ہوئی، ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

مقسم

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے صحبت یافتہ اور عبد اللہ بن الحارث بن نوفل ابن الحارث بن عبد المطلب کے آزاد کردہ غلام تھے، کنیت ابو القاسم تھی، ابن عباس رضی اللہ عنہ ۳۴۷
کے ساتھ رہے اور ان سے روایت کی ہے، بعض لوگ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہنے اور خدمت کرنے کی وجہ سے انھیں ابن عباس رضی اللہ عنہ کا مولیٰ (آزاد کردہ غلام) کہتے تھے حالاں کہ وہ عبد اللہ بن الحارث ہی کے مولیٰ تھے، سب نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ ان کی وفات ۱۰۱ھ میں ہوئی، کثیر الحدیث و ضعیف تھے۔

عبد اللہ بن خالد

ابن اسید بن ابی العیص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف، ان کی والدہ

ریطہ بنت عبد اللہ بن خزاعی بن اُسید ثقیف کی تھیں۔

عبد اللہ بن خالد کے یہاں خالد و امیہ و عبد الرحمٰن پیدا ہوئے ان سب کی والدہ ام جُحیر بنت شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ بن عبد العزیٰ بن عثمان بن عبد الدار ابن قصی تھیں۔

عثمان بن عبد اللہ، اُن کی والدہ ام سعید بنت عثمان بن عفان تھیں۔

عبد العزیز و عبد الملک، ان دونوں کی والدہ ام حبیب بنت جبیر بن مطعم ابن عدی بن نوفل بن عبد مناف تھیں۔

عمران بن عبد اللہ و عمرو و قاسم و ام عمرو و زینب، ان سب کی والدہ سریّہ بنت عبد عمرو بن حصین بن حذیفہ بن بدر الفزاری تھیں۔

محمد و حُصین و مخارق و ام عبد العزیز و ام عبد الملک و ام محمد و مریم، ان سب کی والدہ مُلیکہ بنت الحُصین بن عبد یغوث بن الازرق قبیلہ مراد کی تھیں۔

ابو عثمان بن عبد اللہ ایک ام ولد سے تھے اور حارث بن عبد اللہ ایک ام ولد سے۔

عبد اللہ بن خالد قلیل الحدیث تھے۔

عبد الرحمٰن بن عبد اللہ

ابن عبد الرحمٰن بن سائب بن ابی حُبیش بن عمرو بن اُہیب بن حذافہ بن جُمح، اس پر سب کا اتفاق ہے کہ اُن کی وفات مکے میں ۸۱ھ میں ہوئی، ثقہ و کثیر الحدیث تھے۔

عبد اللہ بن عبید اللہ

ابن عبد اللہ بن ابی مُلیکہ بن عبد اللہ بن جُدعان بن عمرو بن کعب بن (سعد بن) تیم ابن مرہ، اُن کی والدہ میمونہ بنت الولید بن ابی حسین بن الحارث بن عامر بن نوفل

ابن عبد مناف تھیں، ابی ملیکہ کا نام زہیر تھا، عبد اللہ بن عبید اللہ کی بقیہ اولاد نہ تھی،

ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ مجھے ابن الزبیرؓ نے والی قضا بنایا تھا۔

ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ ابن الزبیرؓ نے مجھے قضائے طائف پر مامور کرکے ۳۴۸
بھیجا، میں نے ابن عباسؓ سے کہا کہ انھوں نے مجھے قضائے طائف پر مامور کرکے بھیجا ہے، مگر مجھے بغیر آپ سے مسائل قضا پوچھے چارہ نہیں، انھوں نے مجھ سے کہا اچھا، تمھیں جو معاملہ پیش آئے مجھے لکھنا، یا جو پیش آئے مجھ سے دریافت کرلینا۔

ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ میں طائف میں قاضی تھا۔

نافع بن عمر سے مروی ہے کہ ابن ابی ملیکہ نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ رمضان کی تراویح میں قاریوں کی قرأت کو گراں سمجھتے تھے، مجھ سے کہا کہ میں تو تراویح کی ایک رکعت میں سورۂ ملائکہ پڑھتا تھا مگر کسی نے اس کی شکایت نہیں کی۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عبد اللہ بن السائب کے بعد ابن ابی ملیکہ رمضان میں مکے میں لوگوں کو تراویح پڑھاتے تھے۔

ابن ابی ملیکہ کی وفات مکے میں ۱۱۷ھ میں ہوئی، انھوں نے ابن عباس و عائشہ و ابن الزبیرؓ و عقبہ بن الحارث سے روایت کی ہے، ثقہ و کثیر الحدیث تھے۔

ان کے بھائی:

ابوبکر بن عبید اللہ

ابن عبد اللہ بن ابی ملیکہ بن عبد اللہ بن جدعان، ان کی والدہ میمونہ بنت الولید ابن ابی حسین بن الحارث بن عامر بن نوفل بن عبد مناف تھیں۔

ابوبکر بن عبید اللہ کے یہاں عبد الرحمٰن پیدا ہوئے، ان کی والدہ عبدہ بنت مصعب ابن عبد الرحمٰن بن عوف بن عبد عوف بن عبد بن الحارث بن زہرہ تھیں، انھوں نے ابوبکرؓ سے روایت کی ہے۔

قلیل الحدیث تھے۔

ابویزید

عبیداللہ بن ابی یزید کے والد تھے، اُن سے اُن کے فرزند نے روایت کی ہے۔

ابونجیح

ثقیف کے موالی اور عبداللہ بن ابی نجیح کے والد تھے، ابی نجیح کا نام یسار تھا، قلیل الحدیث تھے۔

واقدی نے کہا کہ اُن کی وفات ۱۰۹ھ میں ہوئی۔

عبداللہ بن عبید ۳۴۹

ابن عُمیر بن قتادۃ اللیثی۔

داؤد العطار سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عبید بن عمیر اہل مکہ میں سب سے زیادہ فصیح تھے۔

ایک ایسے شخص سے مروی ہے جو عبداللہ بن عبید بن عمیر کی بیماری میں اُن کے پاس تھے کہ اُن سے کہا گیا کہ آپ کا جی کیا چاہتا ہے تو اُنھوں نے کہا کہ میرا جی صرف ایسے ماہر قرأت کو چاہتا ہے جو میرے پاس قرأت کرے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عبداللہ بن عبید بن عمیر کی وفات مکے میں ۱۱۳ھ میں ہوئی، ثقہ و صالح تھے، اُن کی احادیث ہیں۔

عمرو بن عبد اللہ

ابن صفوان بن امیہ بن خلف بن وہب بن حذافہ بن جمح الجمحی' ان کی والدہ بنت مطیع بن شریح بن عامر بن عوف بن ابی بکر بن کلاب تھیں' ان سے عمرو بن دینار و زہری نے روایت کی ہے' قلیل الحدیث تھے۔

صفوان بن عبد اللہ

ابن صفوان بن امیہ بن خلف بن وہب بن حذافہ بن جمح' ان کی والدہ حقہ بنت وہب بن امیہ بن ابی الصلت الثقفی تھیں۔

صفوان بن عبد اللہ بن صفوان کے یہاں عبد اللہ و آمنہ پیدا ہوئیں ان دونوں کی والدہ ام الحکم بنت امیہ بن صفوان تھیں۔

زہری نے ان سے روایت کی ہے' قلیل الحدیث تھے۔

یحییٰ بن حکیم

ابن صفوان بن امیہ بن خلف' ان کی والدہ ابی بن خلف کی بیٹی تھیں۔

یحییٰ بن حکیم کے یہاں شرحبیل پیدا ہوئے' ان کی والدہ حسینہ بنت کلدہ ابن الحنبل تھیں۔

یحییٰ بن حکیم یزید بن معاویہؓ کی جانب سے والی مکہ تھے' ان سے روایت بھی کی گئی ہے۔

عکرمہ بن خالد

۲۵۰ ابن العاص بن ہشام بن المغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم، ان کی والدہ کلیبہ بن حزن بن معاویہ بن خفاجہ بن عمرو بن عقیل کی بیٹی تھیں۔
عکرمہ بن خالد کے یہاں عبد اللہ پیدا ہوئے، ان کی والدہ حفصہ بنت عبد اللہ بن کلیب بن حزن تھیں۔
سلیمان و ام سعید ایک ام ولد سے تھیں۔
ام عبد العزیز، ان کی والدہ جلالہ بنت عبد اللہ بن کلیب بن حزن تھیں۔
ثقہ تھے، ان کی احادیث ہیں۔

محمد بن عباد

ابن جعفر بن رفاعہ بن امیہ بن عابد بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم، ان کی والدہ زینب بنت عبد اللہ بن السائب بن ابی السائب المخزومی تھیں، ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

ہشام بن یحییٰ

ابن ہشام بن العاص بن ہشام بن المغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم، ان کی والدہ ام حکیم بنت ابی عبیب بن امیہ بن ابی حذیفہ بن المغیرہ بن عبد اللہ بن عمر ابن مخزوم تھیں۔

ہشام بن یحییٰ کے یہاں یحییٰ وعبدالرحمٰن و اسماعیل پیدا ہوئے، ان سب کی والدہ ام حکیم بنت خالد بن ہشام بن العاص بن ہشام بن المغیرہ تھیں۔
اُن کی احادیث ہیں۔

مسافع بن عبداللہ الاکبر

ابن شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ، ابی طلحہ کا نام عبداللہ بن عبدالعزیٰ بن عثمان بن عبدالدار بن قصی تھا، اُن کی والدہ ام ولد تھیں۔
مسافع بن عبداللہ کے یہاں عبداللہ و مصعب وعبدالرحمٰن پیدا ہوئے، ان سب کی والدہ سعدہ بنت عبداللہ بن وہب بن عثمان بن ابی طلحہ بن عبدالعزیٰ بن عثمان بن عبدالدار بن قصی تھیں۔
مسافع قلیل الحدیث تھے۔

عبدالحمید بن جبیر

ابن شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ، اُن کی والدہ ابی عمرو بن الجن بن المرقع کی بیٹی تھیں اور قبیلۂ ازد کی شاخ غامد سے تھیں۔
۳۵۱ محمد بن سعد کہتے ہیں کہ ہشام بن محمد بن السائب الکلبی نے بیان کیا کہ جن ابن المرقع بطور وفد کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تھے۔
عبدالحمید ثقہ وقلیل الحدیث تھے، اُن سے ابن جریج وسفیان نے روایت کی ہے۔

عبدالرحمٰن بن طارق

ابن علقمہ بن غنم بن خالد بن عریج بن جذیمہ بن سعد بن عوف بن الحارث

ابن عبد مناۃ بن کنانہ، عبد الرحمٰن قلیل الحدیث تھے۔

نافع بن سرجس

ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

مسلم بن یناق

قلیل الحدیث تھے۔

ایاس بن خلیفہ البکری

قلیل الحدیث تھے۔

ابو المنہال

نام عبد الرحمٰن بن مطعم تھا، ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

ابو یحییٰ الاعرج

نام مصدع تھا، معاذ ابن عفراء انصاری کے مولیٰ تھے، ان کی احادیث ہیں۔

ابو العبّاس الشاعر

نام سائب بن فرّوخ تھا، بنی جذیمہ بن عدی بن الدیل بن بکر بن عبد مناۃ ابن کنانہ کے موالی تھے، قلیل الحدیث تھے، اور شاعر تھے، ابن الزبیرؓ کے زمانے میں مکے میں تھے مگر اُن کا دل بنی امیہ کے ساتھ تھا۔

عطا بن مینا

قلیل الحدیث تھے۔

۳۵۲

طبقۂ ثالثہ

اُمیّہ بن عبداللہ

ابن خالد بن اَسید بن ابی العیص بن امیہ بن عبد شمس، اُن کی والدہ ام حجیر بنت شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ بن عبد العزیٰ بن عثمان بن عبد الدار بن قصی تھیں، قلیل الحدیث تھے۔

ابراہیم بن ابی خداش

ابن عُتبہ بن ابی لہب بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی، اُن کی والدہ صفیہ بنت اراکہ بنی الدیل کی تھیں۔

ابراہیم بن ابی خداش کے یہاں عتبہ پیدا ہوئے، اُن کی والدہ ہند بنت قیس ابن طارق سکاسک سے تھیں، حمیر کے حلیف تھے۔

محمد بن المرتفع

ابن النضیر بن الحارث بن علقمہ بن کلدہ بن عبد مناف بن عبد الدار بن قصی، اُن کی والدہ

ام ولد تھیں۔

محمد بن المرتفع کے یہاں ایک ام ولد سے جعفر پیدا ہوئے۔

محمد بن المرتفع ثقہ وقلیل الحدیث تھے۔

ابن الرہین

نضر بن الحارث بن کلدہ کی اولاد سے تھے جو غزوۂ بدر میں بحالت کفر مارا گیا۔

قاسم بن ابی بزّہ

بعض اہل مکہ کے موالی تھے، محمد بن عمر نے کہا کہ اُن کی وفات سنہ ۱۲۴ھ میں مکے میں ہوئی، ثقہ وقلیل الحدیث تھے، بروایت محمد بن سعد ابی بزّہ کا نام نافع تھا۔

حسن بن مسلم ۳۵۴

ابن یناق، وفات طاؤس سے پہلے ہوئی، طاؤس کی وفات سنہ ۱۰۶ھ میں ہوئی۔

ہمزہ برادِ حسن بن مسلم نے ایک شخص سے کہا کہ جب تم کوفہ آنا تو لیث بن ابی سلیم کو تنگ کرنا اور کہنا کہ ابن حسن بن مسلم کی کتاب واپس کر دیں کیوں کہ وہ انھوں نے ان سے لی ہے۔

حسن بن مسلم ثقہ تھے، اُن کی احادیث ہیں۔

عمرو بن دینار

باذان کے موالی تھے، عجمی تھے، عرب میں پیدا ہوئے۔

طاؤس سے مروی ہے کہ انھیں ابن دینار نے اپنا کان ہر عالم کے لیے قیف () بنا دیا تھا۔

ابن طاؤس سے مروی ہے کہ مجھ سے والد نے کہا کہ جب تم مکہ آنا تو عمرو بن دینار ہی کی صحبت میں رہنا کیونکہ اُن کے دونوں کان علماء کی قیف تھے۔

سفیان نے کہا کہ عمرو مسجد (حرم) میں آنا ترک نہ کرتے تھے حالاں کہ انھیں گدھے پر سوار کر کے لایا جاتا تھا، میں نے انھیں اپاہج ہی پایا، کم سنی کی وجہ سے انھیں سوار نہیں کرا سکتا تھا، پھر اُن کے سوار کرانے کی مجھ میں طاقت آ گئی، اُن کا مکان (حرم سے) دور تھا، ان کی عمر پورے طور پر ہمیں معلوم نہ تھی۔

ایوب کہتے تھے کہ جو روایت عمرو کی کسی سے روایت کی جاتی تھی تو میں انھیں آگاہ کرتا تھا، کہتا تھا، کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں اس کو آپ کے لیے لکھ دوں، تو وہ کہتے تھے، ہاں۔

سفیان نے کہا کہ عمرو بن دینار سے کہا گیا کہ سفیان آپ کی روایت لکھتے ہیں تو وہ کروٹ لیٹ گئے اور روئے، کہا کہ میں اُسے منع کرتا ہوں جو میری روایت لکھے، سفیان نے کہا کہ پھر ہم نے ان سے کوئی روایت نہیں لکھی، ہم یاد رکھتے تھے۔

معتمر سے مروی ہے کہ میں نے عمرو بن دینار کو کہتے سنا کہ جو لوگ ہم سے رائے دریافت کرتے ہیں انھیں ہم آگاہ کرتے ہیں تو وہ اُسے اس طرح لکھ لیتے ہیں کہ گویا وہ پتھر میں نقش ہے، ممکن ہے کہ ہم کل اُس سے رجوع کر لیں۔

ایک شخص نے عمرو بن دینار سے کچھ دریافت کیا، انھوں نے جواب نہیں دیا، اس شخص نے کہا کہ اس کے متعلق میرے دل میں کچھ ہے، لہٰذا مجھے جواب دیجیے، عمرو نے کہا کہ واللہ تمہارے دل میں جبل ابی قبیس کے برابر (اعتراض و شبہہ) ہونا مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ میرے دل میں اس میں سے بال کے برابر بھی ہو۔

سفیان سے مروی ہے کہ عمرو بن دینار نے کہا کہ مجھ سے ابن ہشام نے کہا کہ میں آپ کے لیے وظیفہ جاری کر دوں کہ آپ لوگوں کو فتویٰ دیا کریں، میں نے کہا کہ میں اسے نہیں چاہتا۔

سفیان سے مروی ہے کہ عمرو معانی بیان کرتے تھے، اور وہ فقیہ تھے۔

سفیان سے مروی ہے کہ میں نے ایوب کو کچھ روایتیں لکھ دیں، اور اُن کے متعلق عمرو بن دینار سے دریافت کیا۔

سفیان سے مروی ہے کہ عمرو خضاب نہیں لگاتے تھے۔

فضیل بن دکین سے مروی ہے کہ عمرو بن دینار کی وفات ۱۲۶ھ میں ہوئی بلد حرام ۳۵۴
کے مفتی تھے، اُن کی وفات کے بعد ابن ابی نجیح فتویٰ دیا کرتے تھے، عمرو ثقہ و ثبت (حافظ) وکثیر الحدیث تھے۔

ابو الزبیر

نام محمد بن مسلم بن تدرس تھا۔

عطاء سے مروی ہے کہ ہم لوگ جابر بن عبد اللہ کے پاس رہتے تھے، وہ ہم سے حدیث بیان کرتے، جب ہم اُن کے پاس سے نکلتے تو باہم اُن کی حدیث کا ذکر کرتے، ابو الزبیر ہم سب سے زیادہ حدیث یاد رکھتے تھے۔

سفیان سے مروی ہے کہ ابو الزبیر خضاب نہیں لگاتے تھے۔

ابو الزبیر سے مروی ہے کہ عطا مجھے جابر کے آگے کر دیا کرتے کہ میں لوگوں کے لیے حدیث دریافت کروں۔

ثقہ وکثیر الحدیث تھے، سوائے اس کے کہ شعبہ نے انھیں کسی وجہ سے ترک کر دیا تھا، اُن کا دعویٰ تھا کہ انھوں نے کسی معاملے میں اُن کا کوئی فعل دیکھا، لوگوں نے اُن سے روایت کی ہے۔

عبید اللہ بن ابی یزید

خاندان قارظ کے موالی تھے، بنی کنانہ کے اُن لوگوں میں سے تھے جو بنی زہرہ کے

حلیف تھے، ابن جُریج وسفیان بن عُیَینہ نے ان سے روایت کی ہے۔

سفیان نے کہا کہ میں نے عبید اللہ بن ابی یزید سے کہا کہ آپ کس کے ساتھ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس جاتے تھے تو انھوں نے کہا کہ عطاء اور عوام کے ساتھ، طاؤس خواص کے ساتھ جاتے تھے۔

سفیان نے کہا کہ میں اُن سے پوچھتا کہ آپ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کو کیا کام کرتے دیکھا، اور کس حالت سے دیکھا، میں اُن سے مسائل دریافت کرتا اور جو کچھ وہ چاہتے ان کے پاس لاتا۔

راوی نے کہا کہ قبل اس کے کہ میں ابن جُریج سے ملتا وہ ہم سے عبید اللہ کی حدیث بیان کرتے، ہم اُن سے اُن کو پوچھتے تو وہ کہتے کہ یہ پرانے شیخ تھے، اُس سے ہمیں شبہہ دلاتے کہ اُن کی وفات ہو چکی۔

ایک مرتبہ میں مکے میں کسی مکان کے دروازے پر اپنے کام میں مصروف تھا کہ ایک شخص کو کہتے سنا کہ ہمیں عبید اللہ بن ابی یزید کے پاس لے چلو، میں نے کہا کہ کون عبید اللہ ابن ابی یزید، اُس نے کہا کہ اس مکان میں ایک شخص ہیں جنھوں نے ابن عباس سے ملاقات کی ہے، مگر وہ اس قدر کمزور ہو گئے ہیں کہ باہر نہیں نکل سکتے، میں نے کہا کہ کیا میں تم لوگوں کے ہمراہ اُن کے پاس چل سکتا ہوں، اُن لوگوں نے کہا کہ ہاں۔

ہم اُن کے پاس گئے، وہ لوگ اُن سے مسائل پوچھنے لگے اور وہ ان لوگوں سے بیان کرنے لگے، میں نے کہا کہ میں انھیں وہ حدیثیں بتاؤں گا جو ابن جریج نے ان کی روایت سے ہم سے بیان کی ہیں، وہ مجھ سے اُن حدیثوں کے متعلق بیان کرتے لگے۔

اُس روز میں نے اُن سے چند حدیثیں سنیں، پھر ابن جُریج کے پاس آیا اور پاس بیٹھ گیا، انھوں نے حدیث بیان کرنا شروع کی یہاں تک کہ انھوں نے کہا کہ مجھ سے عبید اللہ بن ابی یزید نے یہ حدیث بیان کی، میں نے کہا کہ عبید اللہ بن ابی یزید نے مجھ سے یہ بھی بیان کیا، بولے کہ تم بھی اُن کے پاس جا پہنچے۔ ۲۵۸

راوی نے کہا کہ پھر میں اُن کی وفات تک برابر اُن کے پاس آمد و رفت کرتا رہا۔

محمد بن عمر سے مروی ہے کہ میں نے سفیان بن عُیَینہ سے دریافت کیا کہ عبید اللہ ابن یزید کی وفات کب ہوئی، تو انھوں نے کہا کہ ۱۲۶ھ میں، وہ ثقہ و کثیر الحدیث تھے۔

ولید بن عبداللہ

ابن ابی مُغیث قلیل الحدیث تھے۔

عبدالرحمٰن بن ایمن

عبدالرحمٰن بن مُعبد

عبداللہ بن عمرو القاری

قلیل الحدیث تھے۔

قیس بن سعد

کنیت ابو عبید اللہ تھی، عطاء بن ابی رباح کے بعد اُن کی مجلس کے خلیفہ تھے، انہیں کے قول کے مطابق فتویٰ دیتے اور اُس میں مستقل ہو گئے تھے، لیکن اُن کی عمر زیادہ نہیں ہوئی، ہشام بن عبدالملک کی خلافت میں سنہ ۱۱۹ھ میں وفات ہو گئی ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

عبداللہ بن ابی نجیح

کنیت ابویسار تھی، ثقیف کے مولیٰ تھے۔

سفیان سے مروی ہے کہ ابن ابی نجیح خضاب نہیں لگاتے تھے، سنہ ۱۳۱ھ کے طاعون سے پہلے ان کی وفات ہو چکی تھی۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عبداللہ بن ابی نجیح کی وفات سنہ ۱۳۲ھ میں مکے میں ہوئی، ثقہ و کثیر الحدیث تھے، لوگ بیان کرتے ہیں کہ قدر کے قائل تھے۔

سلیمان الاحول

ابن ابی نجیح کے ماموں تھے، ثقہ تھے، ان کی حدیثیں ہیں۔

عبدالحمید بن رافع ۳۵۶

ان سے سفیان الثوری نے روایت کی ہے، قلیل الحدیث تھے۔

ہشام بن حجیر

سفیان بن عیینہ نے کہا کہ ہم سے ابن شبرمہ نے کہا کہ مکے میں ہشام بن حجیر کا نظیر نہ تھا، ثقہ تھے، ان کی احادیث ہیں۔

ابراہیم بن میسرہ

بعض اہل مکہ کے موالی تھے۔
سفیان سے مروی ہے کہ ابراہیم بن میسرہ حدیث جیسی سنتے تھے ویسی ہی بیان کرتے تھے۔
سوائے عبدالرحمن بن یونس کے مروی ہے کہ ابراہیم بن میسرہ کی وفات مروان بن محمد کی خلافت میں ہوئی، ثقہ و کثیر الحدیث تھے۔

عبدالرحمٰن بن عبداللہ

ابن ابی عمار، قریش سے تھے، ان کے والد وہی ہیں جنہوں نے عمرؓ سے یہ روایت کی کہ انھوں نے ان کو خوبصورت فرش پر نماز پڑھتے دیکھا، ثقہ تھے اور ان کی احادیث ہیں۔

خلّاد بن الشیخ

عبداللہ بن کثیر الداری

ثقہ تھے، ان کی حدیثیں صحیح ہیں۔

اسماعیل بن کثیر

ابو نُعیم الفضل بن دکین سے مروی ہے کہ اسماعیل بن کثیر کی کنیت ابو ہاشم تھی، ثقہ و کثیر الحدیث تھے۔

کثیر بن کثیر

۳۵۷ ابن المطلب بن ابی وداعہ بن ضُبیرہ بن سُعید بن سعد بن سَہم، اُن کی والدہ
عائشہ بنت عمرو بن ابی عقرب تھیں، ابی عقرب، خویلد بن عبداللہ بن خالد بن بُجَیر بن حماس
ابن عُریج بن بکر بن مناۃ بن کنانہ تھے، انھیں سفیان بن عیینہ نے دیکھا ہے اور اُن سے
روایت کی ہے، اُن کی وفات اس طرح ہوئی کہ کوئی پسماندہ نہ تھا، شاعر و قلیل الحدیث تھے۔

صُدَیق بن موسیٰ

ابن عبداللہ بن الزبیر بن العوام، کنیت ابوبکر تھی، اُن کی والدہ ام اسحاق بنت مُجَمِّع بن زید بن جاریہ بن العطاف بنی عمرو بن عوف میں سے تھیں، ابن جُریج نے صُدیق ابن موسیٰ سے روایت کی ہے۔

صَدَقہ بن یسار

غیر خالص عرب اور بعض اہل مکہ کے مولیٰ تھے، وفات ابتدائے خلافت بنی عباس میں ہوئی۔

سفیان بن عیینہ نے کہا کہ میں نے صدقہ بن یسار سے کہا کہ لوگوں کا گمان ہے کہ تم لوگ خوارج ہو، انھوں نے کہا کہ میں ان میں تھا پھر اللہ نے مجھے بچا دیا، ان کا خاندان اہل جزیرہ سے تھا، ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

عبداللہ بن عبدالرحمٰن

ابن ابی حسین، ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

عمر بن سعید

ابن ابی حسین۔

عثمان بن ابی سلیمان

ابن جبیر ابن مُطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف بن قُصَیؑ، ثقہ تھے، ان کی احادیث ہیں۔

حُمید بن قیس الاعرج

زبیر بن العوام کے خاندان کے موالی تھے، اہل مکہ کے قاری تھے، ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔ ۳۵۸
وُہیب بن الورد سے مروی ہے کہ اعرج مسجد (حرم) میں قرأت کرتے تھے،

جب وہ قرآن ختم کرتے تو لوگ اُن کے پاس جمع ہوتے جس شب کو انھوں نے قرآن ختم کیا اُن کے پاس عطار آئے تھے۔

سفیان بن عیینہ نے کہا کہ حمید الاعرج اہل مکہ میں سب سے زیادہ علم حساب وعلم فرائض جانتے تھے، اہل مکہ سوائے اُن کی قراءت کے اور کسی کی قراءت پر جمع نہیں ہوتے تھے، اُنھوں نے مجاہد سے قراءت حاصل کی تھی، مکے میں اُن سے اور عبداللہ ابن کثیر سے اچھا کوئی قاری نہ تھا۔

اُن کے بھائی:

عمر بن قیس

لقب مُندَل تھا، لوگوں کے ساتھ فحش کلامی اور عجلت کرتے، اس لیے لوگ اُن کی حدیث سے باز رہے اور اُنھیں ترک کر دیا، حدیث میں ضعیف و ناقابل اعتبار تھے۔

محمد بن سعد نے کہا کہ عمر بن قیس وہی ہیں کہ مالک کے ساتھ گستاخی کی تھی، اُنھوں نے کہا کہ کبھی وہ خطا کرتے ہیں اور کبھی صواب کو نہیں پہنچتے، یہ واقعہ والی مکہ کے پاس آیا تو اُس نے اُن سے کہا کہ لوگ مالک ہی جیسے ہوتے ہیں اور شیخ نے بے پروائی کی ہے، مالک کو معلوم ہوا تو اُنھوں نے کہا کہ میں ان سے کبھی نہ بولوں گا۔

منصور بن عبدالرحمٰن

ابن طلحہ بن الحارث بن طلحہ بن ابی طلحہ بن عبد العزیٰ بن عثمان بن عبد الدار، اُن کی والدہ صفیہ بنت شیبۃ الحاجب بن عثمان بن ابی طلحہ تھیں۔

منصور بن عبدالرحمٰن کے یہاں اَمۃ الکریم وصفیہ پیدا ہوئیں، اُن دونوں کی والدہ ام ولد تھیں۔

ہشام بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے منصور بن عبدالرحمٰن کو جو خالد بن عبداللہ کے زمانے میں بیت اللہ کے حاجب (دربان) تھے دیکھا ہے بہت بوڑھے تھے، ثقہ قلیل الحدیث تھے۔

سعید بن ابی صالح

وفات ۱۲۹ھ میں ہوئی، قلیل الحدیث تھے۔

عبداللہ بن عثمان

ابن خُثیم، قارہ کے تھے اور بنی زہرہ کے حلیف تھے ان کی وفات آخر خلافت ابوالعباس و اول خلافت ابوجعفر میں ہوئی ثقہ تھے اور ان کی احادیث حسن ہیں۔

داؤد بن عاصم الثقفی ۳۵۹

ثقہ قلیل الحدیث تھے۔

مُزاحم بن ابی مزاحم

قلیل الحدیث تھے۔

مصعب بن شیبہ

ابن جبیر بن شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ بن عبد العزیٰ بن عثمان بن عبد الدار
اُن کی والدہ اُم عمیر بنت عبد اللہ الاکبر بن شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ تھیں قلیل الحدیث تھے۔

یحییٰ بن عبد اللہ

ابن صیفی المخزومی، ثقہ تھے، اُن کی احادیث ہیں۔

وُہیب بن الورد

ابن ابی الورد، مولائے بنی مخزوم، سکونت مکے میں تھی، عبادت گزاروں میں تھے، اُن کی زہد و مواعظ کی حدیثیں ہیں، نام عبد الوہاب تھا، تصغیر کر کے وہیب کہہ دیا گیا، اُن سے عبد اللہ بن المبارک وغیرہ نے روایت کی ہے۔
اُن کے بھائی۔

عبد الجبار بن الورد

ابن ابی ملیکہ وغیرہ سے روایت کی ہے۔

خالد بن مضرس

سلیمان

مولائے بنی البرصاء، قلیل الحدیث تھے۔

عمرو بن یحییٰ

ابن قسطہ، قلیل الحدیث تھے۔

۳۶۰ یعقوب بن عطاء

ابن ابی رباح، ان کی احادیث ہیں۔

عبداللہ

مولائے اسماء، قلیل الحدیث تھے۔

عبدالرحمٰن بن فروخ

منبوذ بن ابی سلیمان

ان سے ابن عیینہ نے روایت کی ہے، قلیل الحدیث تھے۔

وردان صائغ

وہ مکے میں تھے، اُن سے سفیان بن عیینہ نے روایت کی کہ میں نے ابن عمرؓ سے سونے کے عوض میں سونا (لینے دینے) کو پوچھا۔

زُرزُر

سفیان بن عیینہ نے کہا کہ وہ جُبیر بن مطعم کے مولی اور قلیل الحدیث تھے۔

عبدالواحد بن ایمنؒ

عبدالواحد بن ایمن سے مروی ہے کہ مجھ سے والد نے بیان کیا کہ وہ عُتبہ ابن ابی لہب کے غلام تھے، عتبہ کی وفات ہوگئی تو اُن کے بیٹے اُن کے وارث ہوئے پھر انھیں ابن ابی عمرو نے خرید کر آزاد کر دیا۔ فرزندان عتبہ نے ولاء (میراث غلام) کی شرط ٹھیرالی (کہ یہ مریں گے تو اُن کے مال کے ہم لوگ وارث ہوں گے) وہ عائشہؓ کے پاس گئے اور اُن سے بیان کیا تو انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بریرہ روایت کی۔

محمد بن شریک

اُن سے وکیع بن الجرّاح اور ابو نُعیم الفضل بن دُکین نے روایت کی ہے۔

طبقۂ رابعہ

۳۶۰ ## عثمان بن الاسود الجمحی

وفات سنہ ۱۵۰ھ میں مکے میں ہوئی، ثقہ کثیر الحدیث تھے۔

مثنیٰ بن الصبّاح

غیر خالص عرب تھے، محمد بن عمر نے کہا کہ اُن کی وفات ۱۴۹ھ میں ہوئی دوسروں نے کہا کہ ۱۴۷ھ میں ہوئی۔

داؤد بن عبد الرحمٰن العطار دی سے مروی ہے کہ میں نے اس مسجد (حرم) میں مثنیٰ بن الصباح اور زنجی بن خالد سے زیادہ عبادت گزار کسی کو نہیں پایا، اُن کی احادیث ہیں (حدیثیں) ضعیف تھے۔

عبید اللہ بن ابی زیاد

بعض اہل مکہ کے مولیٰ تھے، وفات سنہ ۱۵۰ھ میں ہوئی۔

عبد الملک بن عبد العزیز

ابن جُرَیج، کنیت ابو الولید تھی، جُرَیج ام حبیب بنت جبیر کے غلام تھے جو

عبدالعزیز بن عبداللہ بن خالد بن اسید بن ابی العیص بن امیہ کی بیوی تھیں، اس لیے وہ اُن کی ولا کی طرف منسوب ہو گئے (یعنی مولیٰ کہلانے لگے) عبدالملک بن عبدالعزیز عام الجحاف سنہ ۸۰ھ میں پیدا ہوئے، مکہ معظمہ میں ایک سال سیلاب آیا تھا، اُس کا نام عام الجحاف ہے۔

محمد بن عبداللہ الانصاری سے مروی ہے کہ ابن جریج ہم لوگوں کے پاس بصرے میں سفیان بن معاویہ کی ولایت میں ابراہیم بن عبداللہ کے خروج سے ایک سال پہلے آئے۔

محمد بن عمر سے مروی ہے کہ میں نے ابن جریج سے محدث کے پاس حدیث پڑھنے کو پوچھا تو انھوں نے کہا کہ تم جیسے (نا قص) اس کو دریافت کریں لوگوں نے صحیفے (تحریری احادیث) کے بارے میں اختلاف کیا ہے کہ آدمی لے کے یہ کہے کہ جو کچھ اس میں ہے، میں اسے بیان کرتا ہوں اور انھیں پڑھے نہیں، لیکن جب اُسے پڑھ لے تو وہ برابر ہے (خواہ وہ لکھا ہو یا نہ لکھا ہو)۔

ابو بکر بن عبداللہ بن ابی سبرہ سے مروی ہے کہ ابن جریج نے کہا کہ مجھے احادیث لکھ دو، میں نے ایک ہزار حدیثیں لکھ کر اُن کے پاس بھیج دیں، نہ انھوں نے مجھے پڑھ کر سنائیں اور نہ میں نے انھیں پڑھ کر سنائیں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ اس کے بعد میں نے ابن جریج کو بہت سی احادیث اس طرح بیان کرتے سنا کہ ہم سے ابو بکر بن ابی سبرہ نے بیان کیا۔

۳۶۲ عبدالرحمن بن ابی الزناد سے مروی ہے کہ میں ابن جریج کے پاس موجود تھا جب وہ ہشام بن عروہ کے پاس آئے اور پوچھا کہ اے ابو المنذر جو کتاب تم نے فلاں شخص کو دی ہے وہ تمہاری ہی حدیث ہے، انھوں نے کہا، ہاں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ اس کے بعد میں نے ابن جریج کو اتنی بار یہ کہتے سنا "مجھ سے ہشام بن عروہ نے حدیث بیان کی" کہ میں شمار نہیں کر سکتا۔

ابن جریج نے کہا کہ میں یمن کے ویران ملک میں آیا اور لوگوں کے لیے علم کا صندوق جھاڑ دیا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ابن جریج کی ابتدائے عشرۂ ذی الحجہ سنہ ۱۵۰ھ میں وفات ہوئی، اُس وقت وہ چھہتر سال کے تھے، وہ اعلیٰ درجے کے ثقہ و کثیر الحدیث تھے۔

حنظلہ بن ابی سفیان

ابن عبدالرحمٰن بن صفوان بن امیہ بن خلف بن وہب بن حذافہ بن جمح
اُن کی والدہ حفصہ بنت عمرو بن ابی عقرب بنی عریج بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ میں سے تھیں۔
وفات ابوجعفر کی خلافت میں ۱۵۱ھ میں ہوئی ثقہ تھے اُن کی احادیث ہیں۔

زکریا بن اسحاق

عبدالرزاق نے کہا کہ مجھ سے والد نے کہا کہ تم زکریا بن اسحاق کے ساتھ رہا کرو کیوں کہ میں نے انھیں ایک ہی مقام میں ابن ابی نجیح کے پاس دیکھا ہے میں اُن کے پاس آیا، وہ بھول گئے تھے اور البادیہ میں رہنے لگے تھے، پھر مجھے معلوم ہوا کہ ابن المبارک اُن کے پاس آئے اور اپنے ہمراہ اُن کی کتاب لے گئے، ثقہ وکثیر الحدیث تھے۔

عبدالعزیز بن ابی رَوّاد

مولائے مغیرہ بن المہلب بن ابی صُفرۃ العتکی۔
احمد بن محمد الازرقی سے مروی ہے کہ عبدالعزیز بن ابی روّاد کی وفات ۱۵۹ھ میں مکے میں ہوئی، اُن کی احادیث ہیں، فرقۂ مرجیہ میں سے تھے، صلاح و تقویٰ وعبادت میں مشہور تھے۔

سیف بن سلیمان

بعض لوگ ابن ابی سلیمان کہتے ہیں، بنی مخزوم کے مولیٰ تھے، اُن کی وفات سنہ ۱۵۰ھ یا اس کے بعد مکے میں ہوئی، ثقہ و کثیر الحدیث تھے۔

طلحہ بن عمرو الحضرمی ۴۶۴

وفات سنہ ۱۵۲ھ میں مکے میں ہوئی، کثیر الحدیث اور (روایت میں) بہت ہی ضعیف تھے، اُن سے لوگوں نے روایت کی ہے۔

نافع بن عمر الجمحی

شہاب بن عبّاد العبدی سے مروی ہے کہ نافع بن عمر الجمحی کی وفات سنہ ۱۶۹ھ میں مکے میں ہوئی، ثقہ و قلیل الحدیث تھے، اُن کی نسبت کچھ اختلاف تھا۔

عبداللہ بن المؤمّل المخزومی

شہاب بن عباد نے کہا کہ عبداللہ بن المؤمل کی وفات مکے میں حسین والے سال میں فخ میں ہوئی یا اُس کے ایک سال بعد، ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

سعید بن حسّان المخزومی

قلیل الحدیث تھے۔

عبداللہ بن عثمان

ابن ابی سلیمان، قلیل الحدیث تھے۔

محمد بن عبد الرحمٰن

ابن عبداللہ بن ابی ربیعہ، قلیل الحدیث تھے۔

ابراہیم بن یزید الخُوزی

مولائے عمرؓ بن عبد العزیز، خوزی اس لیے کہلاتے تھے کہ مکے میں شعب الخوز میں رہتے تھے، وفات ۱۵۱ھ میں ہوئی، اُن کی احادیث ہیں، ضعیف تھے۔

رباح بن ابی معروف

قلیل الحدیث تھے۔

عبداللہ بن لاحق ۳۶۴

ابراہیم بن نافع

عبدالرحمٰن بن ابی بکر

ابن ابی ملیکہ، انھیں کو شوہر جبرہ کہا جاتا ہے، احادیث ضعیف ہیں۔

سعید بن مسلم

ابن تمازیں، قلیل الحدیث تھے۔

حزام بن ہشام

ابن خالد الاشعری الکلبی، قدید میں رہتے تھے، اُن سے ابوالنضر ہاشم بن القاسم و محمد بن عمر و عبداللہ بن مسلمہ بن قعنب وغیرہم نے روایت کی ہے، ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

عبدالوہاب بن مجاہد

ابن جبر، اپنے والد سے روایت کرتے تھے، حدیث میں ضعیف تھے۔

ابن ابی سارہ

طبقۂ خامسہ

سفیان بن عُیَینہ

ابن ابی عمران، کنیت ابو محمد تھی، بنی ہلال بن عامر بن صعصعہ والے بنی عبد اللہ ابن رُوَیبہ کے مولیٰ تھے۔

سفیان بن عیینہ سے مروی ہے کہ سنہ ۱۰۷ھ میں پیدا ہوئے، خاندان کوفے کا تھا، اُن کے والد خالد بن عبد اللہ القسری کے عاملوں میں سے تھے، جب خالد عراق سے معزول کر دیے گئے اور یوسف بن عمر الثقفی والی عراق ہوئے تو انھوں نے خالد کے عمال کی تلاش کی، وہ لوگ بھاگے، عیینہ بن ابی سفیان مکے میں آ گئے اور وہیں سکونت اختیار کر لی۔

۳۶۵ عبد الرحمن بن یونس سے مروی ہے کہ سفیان بن عیینہؒ کو کہتے سنا کہ میں سب سے پہلے جن کی مجلس میں بیٹھا وہ ابو امیہ عبد الکریم تھے، اس وقت میری عمر پندرہ سال کی تھی، اُن کی وفات سنہ ۱۲۶ھ میں ہوئی۔

سفیان نے کہا کہ میں نے سنہ ۱۲۲ھ میں پھر سنہ ۱۲۳ھ میں حج کیا، زہری ہمارے پاس ابن ہشام خلیفہ کے ہمراہ سنہ ۱۲۳ھ میں آئے اور سنہ ۱۲۴ھ میں روانہ ہوگئے، میں نے اُن سے سعد بن ابراہیم کی موجودگی میں حدیث پوچھی، اُنھوں نے جواب نہ دیا، سعد نے کہا کہ اس لڑکے کو جو اُس نے آپ سے پوچھا جواب دیجیے، اُنھوں نے کہا کہ میں تو اُسے اُس کا حق ادا کر دوں گا، میں اُس زمانے میں سولہ برس کا تھا، سفیان نے کہا کہ میں سنہ ۱۵۰ھ اور سنہ ۱۵۲ھ میں یمن گیا، معمر زندہ تھے اور ثوری مجھ سے ایک سال پہلے گئے تھے۔

حسن بن عمران بن عیینہ بن ابی عمران، فرزند برادر سفیان سے مروی ہے کہ میں نے اپنے چچا سفیان کے ہمراہ ۱۹۷ھ میں حج کیا، یہ اُن کا آخری حج تھا، ہم مزدلفہ میں تھے اور وہ نماز پڑھ چکے تھے کہ اپنے بستر پر لیٹ گئے اور کہا میں اس جگہ ستر سال میں آیا ہوں، ہر سال یہی کہا ہے کہ اے اللہ اس مقام کی زیارت کا میرے لیے یہ آخری موقع نہ کر، میں بکثرت اس کو اللہ سے مانگنے سے شرماتا ہوں، وہ واپس ہوئے اور آنے والے سال بروز شنبہ یکم رجب ۱۹۸ھ کو اُن کی وفات ہوگئی، حجون میں دفن کیے گئے، ثقہ و ثبت و حجۃ و کثیر الحدیث تھے، اکانوے سال کی عمر میں اُن کی وفات ہوئی۔

داؤد بن عبدالرحمٰن العطار

احمد بن محمد بن الولید الازرقی سے مروی ہے کہ داؤد العطار کے والد عبدالرحمٰن شام کے نصرانی طبیب تھے، مکہ آکر رہ گئے اور وہیں اُن کی اولاد پیدا ہوئی جو سب کے سب اسلام لائے، وہ انھیں کتاب و قرآن و فقہ کی تعلیم دیتے تھے، جبیر بن مطعم بن عدی ابن نوفل بن عبد مناف کے خاندان نے اُن سے روایت کی، داؤد بن عبدالرحمٰن ۱۰۰ھ میں پیدا ہوئے، اُن کے والد عبدالرحمٰن منارۂ مسجد حرام کے نیچے جو صفا کی جانب تھا بیٹھتے تھے، اُن کے متعلق مثل کہی جاتی تھی کہ عبدالرحمٰن سے زیادہ کافر، اُن کے اذان و مسجد کے قریب ہونے اور اُن کے لڑکوں کے حال اور اُن کے اسلام کی وجہ سے (یہ مثل کہی جاتی تھی) وہ لڑکوں کو اعمال لشکر کی اجازت دیتے اور ادب کی تاکید کرتے اور مسلمان اہل خیر کی صحبت پر برانگیختہ کرتے، داؤد بن عبدالرحمٰن کی ۱۷۴ھ میں مکے میں وفات ہوئی، کثیر الحدیث تھے۔

زنجی

۳۶۶

نام مسلم بن خالد بن سعید بن جرجہ تھا، ان کا خاندان شام کا تھا، سفیان بن عبدالاسد المخزومی کے

خاندان کے مولیٰ تھے، کہا جاتا ہے کہ مولائے موالاۃ تھے، مولائے عتاقہ نہ تھے (یعنی محض اُن کی ترغیب پر اسلام لانے کی وجہ سے خاندان میں شامل ہو گئے تھے، جسے عقد موالاۃ کہا جاتا تھا، مولائے عتاقہ نہ تھے، یعنی اُن لوگوں کے آزاد کرنے کی وجہ سے اُن سے تعلق نہ تھا)۔

ابوبکر بن محمد بن ابی مُرّۃ المکی سے مروی ہے کہ مسلم بن خالد سرخی مائل گورے تھے، زنجی لقب تھا جو انھیں بچپن میں دیا گیا تھا۔

احمد بن محمد بن الولید الازرقی سے مروی ہے کہ زنجی بن خالد فقیہ و عابد تھے، ہمیشہ روزہ رکھتے تھے، کنیت ابو خالد تھی، وفات کے میں ۱۸۰ھ میں ہارون کے زمانۂ خلافت میں ہوئی کثیر الحدیث تھے اور اپنی حدیث میں بکثرت خطا اور غلطی کرتے تھے، اپنی ذات تک بہت اچھے آدمی تھے لیکن غلطی کرتے تھے، داؤد العطار حدیث میں اُن سے بلند رتبہ تھے۔

محمد بن عمران الحجبی

قلیل الحدیث تھے۔

محمد بن عثمان المخزومی

قلیل الحدیث تھے۔

یحییٰ بن سلیم الطائفی

مکے میں رہتے تھے اور وہیں وفات پائی، چمڑے کا کام کرتے تھے، انھوں نے

اسماعیل بن کثیر و عبد اللہ بن عثمان بن خثیم سے روایت کی ہے، ثقہ و کثیر الحدیث تھے۔

فضیل بن عیاض التیمی

بنی یربوع کے ایک فرد تھے، کنیت ابو علی تھی، ولادت خراسان کے ایک گاؤں ابی ورد میں ہوئی، بڑے ہو کر کوفہ آگئے، منصور بن المعتمر وغیرہ سے حدیث سنی، عابد بن کر مکہ منتقل ہو گئے، وہیں سکونت اختیار کر لی اور آغاز ۱۸۷ھ میں بزمانۂ خلافت ہارون وفات ہوئی، ثقہ و ثبت و فاضل و عابد و متقی و کثیر الحدیث تھے۔

عبد اللہ بن رجاء

کنیت ابو عمران تھی، ثقہ و کثیر الحدیث تھے، لنگڑے تھے، بصرے کے باشندے تھے، منتقل ہو کر مکے میں رہ گئے اور وہیں ان کی وفات ہوئی۔

بشر بن السری

عبد المجید بن عبد العزیز

ابن ابی رواد کنیت ابو عبد المجید تھی، کثیر الحدیث اور ضعیف تھے، فرقۂ مرجیہ سے تھے۔

عبد اللہ بن الحارث المخزومی

حمزة بن الحارث

ابن عمیر ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

ابو عبدالرحمٰن المقری

نام عبداللہ بن یزید تھا، رجب سنہ ۲۱۳ھ میں مکے میں وفات پائی، ان کا خاندان بصرے کا تھا، ثقہ و کثیر الحدیث تھے۔

عثمان بن الیمان

ابن ہارون، کنیت ابو عمرو تھی، وفات یکم ذی الحجہ سنہ ۲۱۲ھ کو مکے میں ہوئی، ان کی حدیثیں ہیں۔

مؤمل بن اسماعیل

ثقہ و کثیر الغلط تھے۔

علاء بن عبدالجبار العطار

بصرے کے تھے، مکے میں سکونت اختیار کر لی، کثیر الحدیث تھے۔

سعید بن منصور

کنیت ابو عثمان تھی، سنہ ۲۲۷ھ میں مکے میں وفات ہوئی۔

احمد بن محمد

ابن الولید الازرقی، ثقہ و کثیر الحدیث تھے۔

عبداللہ بن الزبیر الحمیدی المکی ۳۶

بنی اسد بن عبد العزیٰ بن قصی کے تھے، سفیان بن عیینہ کے شاگرد اور اُن کے راوی تھے، ربیع الاول سنہ ۲۱۹ھ میں مکے میں اُن کی وفات ہوئی، ثقہ و کثیر الحدیث تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ اصحاب جنہوں نے طائف کی سکونت اختیار کر لی تھی

عروہ بن مسعود

ابن مُعتّب بن مالک بن کعب بن عمرو بن سعد بن عوف بن ثقیف جو قسیّ بن منبہ ابن بکر بن ہوازن بن منصور بن عکرمہ بن خصفہ بن قیس بن عیلان بن مُضر تھے، عروہ کی کنیت ابو یعفور تھی، اُن کی والدہ سُبیعہ بنت عبد شمس بن عبد مناف بن قُصیّ تھیں۔

عبد اللہ بن یحییٰ نے متعدد اہل علم سے روایت کی کہ جس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کا محاصرہ فرمایا تو عروہ بن مسعود طائف میں نہیں تھے بلکہ جرش میں دبابات ومنجنیق (آلات حرب جن سے دشمن کی فوج پر پتھر پھینکے جاتے ہیں) کا کام سیکھتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی واپسی کے بعد طائف آئے تو اللہ تعالیٰ نے اُن کے قلب میں اسلام ڈال دیا، ربیع الاول ۹ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مدینہ آئے اور مشرف بہ اسلام ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے اسلام سے بہت خوش ہوئے، عروہ ابوبکر صدیقؓ کے پاس اُترے تھے مگر مغیرہ بن شعبہ نے

نے چھوڑا اور اپنے پاس لے گئے۔

عروہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی قوم کے پاس جانے کی اجازت چاہی کہ انہیں اسلام کی دعوت دیں، آنحضرتؐ نے فرمایا، پھر تو وہ لوگ تم سے جنگ کریں گے، عرض کی، وہ لوگ اگر مجھے سوتا ہوا پائیں گے تو بیدار نہ کر سکیں گے۔

عروہ روانہ ہوئے، پانچ رات چلے، عشا کے وقت طائف آئے اور اپنے مکان میں داخل ہوئے، اُن کے پاس (بنی) ثقیف آئے اور طریقۂ جاہلیت کے مطابق سلام کیا، انھوں نے اعتراض کیا اور کہا تمھیں اہل جنت کا سلام "السلام" اختیار کرنا چاہیے، لوگوں نے انھیں ایذا دی اور سخت سست کہا مگر انھوں نے اُن سے درگزر کیا۔

لوگ اُن کے پاس سے چلے گئے اور مشورہ کرنے لگے، صبح ہوئی تو عروہ اپنی کھڑکی پر آئے اور اذان کہی، ہر طرف سے بنی ثقیف نکل کر اُن کے پاس آگئے، بنی مالک میں سے ایک شخص نے جس کا نام اوس بن عوف تھا انھیں تیر مارا جو رگ ہفت اندام میں لگا اور خون بند نہ ہوا۔

غیلان بن سلمہ اور کنانہ بن عبد یالیل اور حکم بن عمرو اور معززین احلاف اُٹھ کھڑے ہوئے اور ہتھیار سے مسلح ہو کر کہا کہ یا تو ہم اپنے آخری شخص تک مر جائیں گے یا دس رؤسائے بنی مالک سے اُن کا انتقام لیں گے۔

عروہ نے یہ دیکھا تو کہا کہ میرے بارے میں جنگ نہ کرو، میں نے اپنے خون کرنے والے
کو معاف کر دیا ہے کہ اس کے ذریعے سے تم لوگوں میں صلح کراؤں، یہ تو ایک کرامت ہے
جس کے ذریعے سے اللہ نے میرا اکرام کیا ہے اور شہادت ہے جسے اللہ نے مجھ تک بھیجا ۴۷۰
ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں، صلی اللہ علیہ وسلم، جنھوں نے مجھے
اس کے متعلق خبر دے دی تھی کہ تم لوگ مجھے قتل کرو گے۔

انھوں نے اپنی قوم کو بلا کر کہا کہ جب میں مر جاؤں تو مجھے اُن شہدا کے ساتھ دفن کرنا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب، قبل اس کے کہ آنحضرت تم لوگوں کے پاس سے کوچ کریں، قتل کیے گئے، وفات ہو گئی تو لوگوں نے انھیں اُن شہدا کے ساتھ دفن کر دیا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن کے قتل کی خبر پہنچی تو فرمایا کہ عروہ کی مثال صاحب یٰسین

کی ہے کہ اپنی قوم کو اللہ کی طرف دعوت دی تو اُن لوگوں نے انھیں قتل کر دیا۔

ابو ملیح بن عروہ

ابن مسعود بن معتب بن مالک۔

راوی نے کہا کہ جب عروہ بن مسعود قتل کر دیے گئے تو اُن کے فرزند ابو ملیح ابن عروہ اور اُن کے بھتیجے قارب بن الاسود بن مسعود نے اہل طائف سے کہا کہ تم نے عروہ کو قتل کر دیا ہے، ہم کبھی کسی بات پر تم سے اتفاق نہ کریں گے۔

دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قدمبوس ہوئے اور اسلام قبول کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ جس سے چاہو موالاۃ (عقد ولاء) کر لو، عرض کی، ہم تو اللہ اور اُس کے رسول سے موالاۃ کرتے ہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابو سفیان بن حرب تمہارے ماموں ہیں لہٰذا اُن سے معاہدۂ حلف کر لو، اس ارشاد کی تعمیل کی اور مغیرہ بن شعبہ کے پاس اُترے، رمضان سنہ ۹ھ میں وفد ثقیف کے آنے تک مدینے میں مقیم رہے، اُن لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جو معاہدہ کرنا تھا کیا اور اسلام لائے، ابو ملیح اور قارب بن الاسود بھی وفد کے ساتھ واپس گئے، ابو ملیح نے عرض کی، یا رسول اللہ میرے والد تو قتل کر دیے گئے، اُن پر دو سو مثقال سونا قرض ہے، اگر لات کے زیورات سے ادا فرمانا مناسب سمجھیں تو ادا فرما دیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہاں۔

قارب بن الاسود

ابن مسعود بن معتب بن مالک، عروہ بن مسعود کے برادر زادے تھے۔

ابو ملیح بن عروہ نے اپنے والد کا قرض ادا کرنے کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

گفتگو کی تو قارب بن الاسود نے کہا کہ یا رسول اللہ میرے والد اسود بن مسعود کی جانب سے (بھی قرض ادا فرما دیجیے) کیوں کہ انھوں نے بھی عروہ کی طرح قرض چھوڑا ہے لہٰذا اُسے بھی سرکشوں کے مال سے ادا فرما دیجیے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسود تو کافر مرا ہے، قارب نے کہا کہ آپ اُس کا حق قرابت ادا فرمائیں گے، قرض تو مجھ پر ہے اور مجھی سے اُس کا مطالبہ ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تب تو میں ادا کروں گا، آنحضرت نے عروہ و اسود کا قرض سرکشوں کے مال سے ادا فرما دیا۔

حکم بن عمرو

ابن وہب بن معتب بن مالک، اُس وفد ثقیف میں تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر اسلام لائے۔

غیلان بن سلمہ ۳۷۱

ابن معتب بن مالک بن کعب بن عمرو بن سعد بن عوف بن ثقیف، سلمہ بن معتب کی والدہ کنّہ بنت کسیرہ بن ثمالہ ازد کی تھیں، اُن کے اخیافی بھائی اوس بن ربیعہ ابن معتب تھے، دونوں کنّہ کے فرزند تھے جن کی طرف منسوب کیے جاتے تھے۔

غیلان بن سلمہ شاعر تھے، کسریٰ کے پاس گئے اور اُس سے درخواست کی کہ اُن کے لیے طائف میں قلعہ بنوا دے، اُس نے قلعہ بنوا دیا۔

اسلام آیا تو غیلان مسلمان ہوئے، اُس وقت اُن کے پاس دس عورتیں تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان میں سے چار کو انتخاب کر لو اور بقیہ کو چھوڑ دو، اُنھوں نے کہا کہ یہ عورتیں اس طرح تھیں کہ کوئی یہ نہ جانتی تھی کہ ان میں سے مجھے کون زیادہ محبوب ہے، لیکن آج وہ اسے معلوم کر لیں گی۔

ان میں سے چار کو منتخب کر لیا، جسے رکھنا چاہتے تھے اُس سے کہتے تھے کہ سامنے آؤ اور جس کو نہیں چاہتے تھے اُس سے کہتے تھے کہ پیچھے جاؤ، اس طرح چار کو منتخب کر لیا اور بقیہ کو چھوڑ دیا۔

عروہ بن غیلان بن سلمہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ نافع غیلان بن سلمہ کے غلام تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھاگ آئے اور اسلام لائے، غیلان ابھی مشرک تھے، غیلان اسلام لائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی ولاء (میراث غلام) واپس کر دی۔

اُن کے بھائی:

شرحبیل بن غیلان

ابن سلمہ بن معتب، وہ بھی اُس وفد میں تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تھا، شرحبیل کی وفات ۶۰ھ میں ہوئی۔

عبد یالیل بن عمرو

ابن عمیر بن عوف بن عُقدہ بن غیرہ بن عوف بن ثقیف، اُس وفد ثقیف کے رئیس تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تھا، وہ لوگ اسلام لائے، عبد یالیل عروہ بن مسعود کے ہم عمر تھے۔

کنانہ بن عبد یالیل

ابن عمرو بن عمیر بن عُقدہ بن غیرہ بن عوف، شریف (یعنی سردار) تھے، وفد ثقیف

کے ساتھ اسلام لائے تھے۔

حارث بن کلدہ

۲۷۱ ابن عمرو بن علاج، نام عُمیر بن ابی سلمہ بن عبد العزیٰ بن غیرہ بن ثقیف تھا، طبیب عرب تھے، جس کو کوئی بیماری ہوتی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے پاس جانے کا مشورہ دیتے، پھر اُن سے اُس کی بیماری کو دریافت فرماتے تھے، سمیہ والدۂ زیادۃ الحارث بن کلدہ کی کنیز تھیں۔

اُن کے فرزند!

نافع بن الحارث

ابن کلدہ، عبداللہ کے والد تھے جو بصرہ منتقل ہو گئے تھے، وہاں انھوں نے لشکر کا تعلق ترک کر دیا تھا۔

علاء بن جاریہ

ابن عبداللہ بن ابی سلمہ بن عبد العزیٰ بن غیرہ بن عوف بن ثقیف، بنی زہرہ کے حلیف تھے۔

عثمان بن ابی العاص

ابن بشر بن عبد دُہمان بن عبداللہ بن ہمام بن ابان بن یسار بن مالک بن حُطیط

ابن جشم بن ثقیف۔

عثمان بن العاص وفد ثقیف کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، سب سے کمسن تھے، لوگ انہیں اپنے کجاوں پر چھوڑ جاتے کہ اس کی حفاظت کریں۔

جب وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے واپس آ کے سو گئے اور دوپہر ہو گئی تو عثمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، اُن لوگوں سے پہلے چھپ کے اسلام لائے، اپنے اسلام کو پوشیدہ رکھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دین کو دریافت کرتے اور آپ سے قرآن سننے لگے، چند سورتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سن کے پڑھیں،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سوتا ہوا پاتے تو ابو بکرؓ کا قصد کرتے، اُن سے دریافت کرتے اور پڑھواتے، ابی بن کعب کے پاس جاتے اُن سے پوچھتے اور قرآن سنتے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوئے اور آپ کو اُن سے محبت ہو گئی۔

جب وفد اسلام لایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے وہ تحریر لکھ دی جس پر اُن سے صلح تھی اور اُن لوگوں نے اپنے وطن کی واپسی کا ارادہ کیا تو عرض کی یا رسول اللہ، ہم میں سے کسی کو امیر بنا دیجیے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن پر عثمان بن ابی العاص کو امیر بنا دیا حالاں کہ وہ سب سے چھوٹے تھے، اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام پر اُن کی حرص دیکھی تھی۔

عثمان نے کہا کہ آخری وصیت جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمائی یہ تھی کہ کوئی ایسا مؤذن بناؤ جو اذان کا معاوضہ نہ لے، قوم کی امامت کرو تو اُن کے کمزور ترین کا اندازہ کر لو اور جب خود نماز پڑھو تو تم (جانو) اور یہ (نماز جانے) یعنی خواہ طویل پڑھو یا خفیف)۔

۲۷۳ عبداللہ بن الحکم سے مروی ہے کہ عثمان بن ابی العاص کو کہتے سنا کہ مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کا عامل بنایا، آخری وصیت جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی یہ تھی کہ لوگوں کو آسان نماز پڑھانا۔

عثمان بن ابی العاص سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

مجھے طائف پر عامل بنایا تو فرمایا کہ لوگوں کو نماز آسان پڑھانا، آپ نے آگاہ کیا یا اندازہ مقرر کردیا کہ "اقرأ باسم ربک الذی خلق" اور قرآن کی اسی کے مشابہ سورتیں (پڑھانا بڑی بڑی سورتیں نہ ہوں)۔

موسیٰ بن عمران بن مناح سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو عثمان بن ابی العاص طائف کے عامل تھے۔

مطرّف سے مروی ہے کہ عثمان بن ابی العاص کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عثمان بن ابی العاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اور خلافت ابوبکر صدیقؓ و خلافت عمرؓ بن الخطاب تک طائف کے عامل رہے، عمر نے بحرین پر عامل مقرر کرنا چاہا تو لوگوں نے عثمان بن ابی عاص کا نام لیا، انھوں نے کہا کہ یہ وہ امیر ہیں جنھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف پر مامور فرمایا، میں انھیں معزول نہ کروں گا۔

لوگوں نے کہا کہ امیر المومنین انھیں حکم دیجیے کہ جسے چاہیں اپنا جانشین کردیں اور آپ اُن سے مدد لیجیے، اس صورت میں عزل نہیں ہوگا، انھوں نے کہا کہ یہ تو اچھا، اُن کو لکھا کہ جس کو چاہے خلیفہ بنا دیجیے اور آپ میرے پاس آئیے۔

عثمان نے اپنے بھائی حکم بن ابی العاص کو طائف پر اپنا قایم مقام کیا اور خود عمرؓ بن الخطاب کے پاس آگئے، عمرؓ نے اُن کو بحرین کا والی بنا دیا، بحرین سے معزول ہوئے تو مع اپنے اہل بیت کے بصرے کی سکونت اختیار کر لی اور وہاں کے شرفا میں ہوگئے، بصرے کا وہ مقام جسے شط عثمان کہا جاتا ہے اُنھیں کی طرف منسوب ہے۔

اُن کے بھائی:

حکم بن ابی العاص

ابن بشر بن عبد دہمان نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی تھی۔

اوس بن عوف الثقفی

بنی مالک کے ایک فرد تھے، یہی وہ شخص تھے کہ عروہ بن مسعود الثقفی کو تیر مار کر قتل کیا تھا، اس کے بعد وفد ثقیف کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام لائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ثقیف سے صلح کرنے سے پہلے انھیں ابی ملیح بن عروہ اور قارب بن الاسود بن مسعود سے خوف تھا، اس بنا پر ابوبکر صدیق سے شکایت کی تو انھوں نے ان دونوں کو منع کر دیا اور کہا کہ کیا تم مسلمان نہیں ہو، انھوں نے کہا کہ بیشک ہیں، کہا کہ شرک کے زمانے کا انتقام لیتے ہو، حالاں کہ یہ ۳۷۴
اسلام کے ارادے سے آئے ہیں اور انھیں ذمہ داری و امان ہے، اگر وہ مسلمان ہوتے تو اُن کا خون تم لوگوں پر حرام ہو جاتا۔

ابوبکرؓ نے اُن کے درمیان قرابت کرادی، سب نے باہم مصافحہ کیا اور وہ لوگ اُن سے باز آ گئے۔

اوس بن عوف کی وفات ۵۹ھ میں ہوئی۔

اَوس بن حذیفہ الثقفی

عمرو بن اوس نے اپنے والد سے روایت کی کہ ہم وفد ثقیف کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، احلافیین مغیرہ بن شعبہ کے پاس اُترے اور مالکیین کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خیمے میں اتارا۔

راوی نے کہا کہ آنحضرتؐ بعد عشاء اُن لوگوں کے پاس تشریف لے جاتے اور کھڑے کھڑے باتیں کرتے، پاؤں دُکھنے لگتے تو کبھی ایک پاؤں پر اور کبھی دوسرے

پاؤں اپنے کھڑے ہو جاتے، آنحضرتؐ کی اکثر گفتگو اہل مکہ و قریش کی شکایت ہوتی، فرماتے کہ ہمارے اور ان کے درمیان جنگ مساوی تھی، کبھی ہمارے خلاف ہوتی اور کبھی مفید۔ ایک شب آپ کو آنحضرت تشریف نہیں لائے، ہم نے عرض کی، یا رسول اللہ! آج رات آپ کو ہم لوگوں کے پاس آنے سے کس نے باز رکھا، فرمایا، قرآن کی ایک جماعت میرے پاس اتری تھی، وظیفہ قرآن کچھ باقی رہ گیا تھا، اس لیے میں نے اسے پڑھے ہوئے بغیر مسجد سے نکلنا اچھا معلوم نہ ہوا۔

محمد بن عبد اللہ الاسدی نے اپنی حدیث میں بیان کیا کہ صبح ہوئی تو ہم نے صحابہ سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں سے بیان کیا کہ آپ کے پاس قرآن کی ایک جماعت ایسے وقت اتری کہ آپ پر قرآن کا وظیفہ باقی تھا، آپ لوگ قرآن کا وظیفہ کس طرح پڑھتے ہیں۔

انھوں نے کہا کہ ہم لوگ تین سورتیں، پانچ سورتیں، سات سورتیں، نو سورتیں، گیارہ سورتیں پڑھتے ہیں، اور حزب مفصل جو سورۂ قاف سے ختم تک ہے تلاوت کرتے ہیں۔

اوس بن حذیفہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ، احلاف و بنی مالک کے ستر آدمی طائف سے نکلے، احلافیین مغیرہ بن شعبہ کے پاس اترے اور ہم لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک خیمے میں اتارا جو دولت خانہ اور مسجد کے درمیان تھا، اس کے بعد انھوں نے وہی مضمون بیان کیا جو حدیث بالا میں مذکور ہوا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ اوس بن حذیفہ کی وفات لیالی حرہ (۶۳ھ) میں ہوئی۔

۳۷۵ اوس بن اوس الثقفی

اوس بن اوس الثقفی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جمعے کے دن جو شخص طہارت کرے، نہائے، سویرے سے مسجد جائے، امام کے قریب بیٹھے، خطبہ سنے اور خاموش رہے تو اس کے لیے ہر اس قدم پر جو وہ چلے گا

ایک سال کے روزے نماز کا ثواب ہوگا۔

ایک شخص سے جن کے دادا اوس بن اوس تھے مروی ہے کہ میرے دادا نے نماز میں اشارہ کیا کہ میرے جوتے مجھے دے دو۔ میں نے جوتے انھیں دے دیئے۔ انھوں نے جوتوں کے ساتھ نماز پڑھی اور کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نعلین میں نماز پڑھتے دیکھا ہے۔

اوس بن اوس یا اُویس بن اوس سے مروی ہے کہ میں نے نصف ماہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قیام کیا، آپ کو دیکھا کہ دو برابر کے نعلین میں نماز پڑھتے تھے اور نماز میں اپنے داہنے اور بائیں تھوکتے تھے۔

محمد بن سعد نے کہا کہ یہ اوس بن اوس ہی ہیں (اُویس بن اوس نہیں ہیں) شعبہ کو اُن کا نام زیادہ یاد تھا، انھوں نے قیس کی طرح شک نہیں کیا۔

حارث بن عبد اللہ

ابن اوس الثقفی۔

حارث بن عبد اللہ بن اوس الثقفی سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن الخطابؓ سے اُس عورت کا مسئلہ پوچھا جسے (منیٰ سے رمی کے بعد) روانہ ہونے سے پہلے حیض آجائے، انھوں نے کہا کہ اُس کا سب سے آخری فعل طواف بیت اللہ ہونا چاہیے، حارث نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مجھے اسی طرح فتویٰ دیا ہے، عمرؓ نے کہا کہ کیا تم اپنے سامنے ہی (کی بات) سے شک میں تھے (کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فتویٰ ملنے پر بھی مجھ سے پوچھا حالاں کہ) تم مجھ سے پوچھ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرتے کہ میں خلاف نہ بتاتا۔

محمد بن سعد نے کہا کہ ابو غسان مالک بن اسماعیل النہدی نے ہم سے یہی حدیث بیان کی مگر نام میں خطا کی، انھوں نے سند حدیث میں حارث بن عبد اللہ ۳۷۶ کے بجائے "عبد اللہ بن الحارث" سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

فرماتے سنا کہ جو شخص حج یا عمرہ کرے تو اُس کا آخری زمانہ بیت اللہ میں ہونا چاہیے۔
محمد بن سعد نے کہا کہ وہ حارث بن عبد اللہ بن اوس ہی ہیں جیسا کہ ابو عوانہ نے یعلی بن عطاء کی روایت سے یاد رکھا۔

حارث بن اُویس الثقفی

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی اور آنحضرت سے روایت کی ہے۔

شرید بن سُوید الثقفی

شرید بن سُوید الثقفی سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مکان کا پڑوسی اس کے غیر سے اس مکان کا زیادہ حق دار ہے (یعنی اُسے حق شفع حاصل ہے)۔
شرید عمرو بن الشرید کے والا تھے، ان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ پر اپنا ہم نشین بنایا تھا اور امیہ بن ابی الصلت کے شعر پڑھوائے تھے، انھوں نے کہا میں شعر سنانے لگا تو فرمایا عنقریب وہ اسلام لائیں گے، شرید بن سوید کی وفات یزید بن معاویہ بن ابی سفیان کی خلافت میں ہوئی۔

نُمیر بن خَرشہ الثقفی

وفد ثقیف کے اُن افراد میں تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

سفیان بن عبداللہ الثقفی

والی طائف تھے، اُس وفد میں بھی تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا تھا۔

حکم بن سفیان الثقفی

ابوزہیر بن معاذ الثقفی

اُن کی یہ حدیث کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے النباۃ علاقہ طائف میں خطبہ ارشاد فرمایا"۔ اُن سے اُن کے بیٹے ابوبکر بن ابی زہیر نے روایت کی ہے۔

کردم بن سفیان الثقفی

۳۷۷

ابن جریج سے مروی ہے کہ کردم بن سفیان الثقفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور عرض کی، یارسول اللہ میں نے نذر مانی ہے کہ بُوانہ میں دس اونٹ کی قربانی کروں گا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم نے نذر مانی ہے اُس وقت زمانۂ جاہلیت کی کوئی بات تمہارے دل میں تھی؟ عرض کی یارسول اللہ، واللہ نہ تھی، فرمایا کہ جاؤ اور قربانی کرو۔

وہب بن خُویلد

ابن ظُوَیلِم بن عوف بن عُقدہ بن غیرہ بن عوف بن ثقیف، مسلمان ہوئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے ہی میں وفات پائی، اُن کی میراث میں بنو غیرہ نے جھگڑا کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ (میراث) وہب بن امیہ بن ابی الصلت کو دی۔

وہب بن اُمیہ

ابن ابی الصلت بن ربیعہ بن عوف بن عُقدہ بن غیرہ بن عوف بن ثقیف، اسلام لائے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی، اُمیہ بن ابی الصلت شاعر اُن کے والد تھے۔

ابو مِحجن بن حبیب

ابن عمرو بن عُمیر بن عوف بن عقدہ بن غیرہ بن عوف بن ثقیف، شاعر تھے، اُن کی احادیث ہیں۔

حکم بن حزن الکُلفی

بنی کُلفہ بن عوف بن نصر بن معاویہ بن بکر بن ہوازن میں سے تھے۔

شعیب بن زریق الطائفی سے مروی ہے کہ میں ایک شخص کے پاس بیٹھا جنھیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت حاصل تھی اور نام حکم بن حزن الکلفی تھا، انھوں نے کہا کہ میں بطور وفد کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا میں سات کا ساتواں یا نو کا نواں شخص تھا، ہمارے لیے اجازت مانگی گئی، بعد اجازت ہم حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ ہم نے آپ کی زیارت اس لیے کی ہے کہ ہمارے لیے کوئی عمدہ چیز منگائیں، لہٰذا آپ ہمارے متعلق حکم دیجیے۔

آنحضرت نے ہمیں اتارا اور ہمارے لیے کچھ کھجوروں کا حکم دیا، حالت یہ تھی کہ ۳۷۸
یہ بھی تھوڑی تھیں، ہم نے اس سے چند روز گزارے، انھیں ایام میں ہم لوگ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب جمعے میں حاضر ہوئے، آنحضرت عصا یا
کمان پر تکیہ لگا کے کھڑے ہوئے، اللہ کی حمد و ثنا میں چند مبارک و پاکیزہ کلمات
فرمائے، پھر فرمایا کہ اے لوگو، تم کو جن چیزوں کا حکم دیا گیا ان سب کے بجا لانے
کی تمھیں ہرگز طاقت نہ ہوگی یا تم ہرگز نہیں کر سکو گے، لہٰذا درست کرو اور خوشخبری
حاصل کرو۔

زُفَر بن حُرثان

ابن الحارث بن حرثان بن ذکوان بن کلفہ بن عوف بن نصر بن معاویہ ابن بکر بن ہوازن، وفد کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور اسلام لائے۔

مُضَرِّس بن سفیان

ابن خفاجہ بن النابغہ بن عتر بن حبیب بن وائلہ بن دہمان بن نصر بن معاویہ

ابی بکر بن ہوازن، وفد کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور اسلام لائے، جنگ حنین میں شریک ہوئے، عباس بن مرداس نے اپنے شعر میں ان کا ذکر کیا ہے۔

یزید بن الاسود العامری

بنی سواۃ میں سے تھے۔

جابر بن یزید بن الاسود السوائی نے اپنے والد سے روایت کی کہ حجۃ الوداع میں ہم نے مسجد منیٰ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فجر کی نماز پڑھی، جب آنحضرت نماز پوری کر کے متوجہ ہوئے تو دو آدمیوں کو دیکھا کہ نماز نہیں پڑھی تھی، فرمایا کہ ان دونوں کو میرے پاس لاؤ، اُن دونوں کو اس حالت میں لایا گیا کہ (خوف سے) اُن کے شانے تھرتھرا رہے تھے، فرمایا کہ تمھیں ہمارے ساتھ نماز پڑھنے سے کس نے روکا، عرض کی، یا رسول اللہ ہم نے اپنے کجاووں میں نماز پڑھ لی، فرمایا کہ جب تم لوگ آؤ اور امام نماز پڑھتا ہو تو اُس کے ساتھ نماز پڑھو کیوں کہ وہ تمھارے لیے نفل ہے۔

یزید بن الاسود سے مروی ہے کہ وہ حنین میں مشرکین کے ساتھ تھے، پھر اسلام لائے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی، کنیت ابو حاجزہ تھی۔

عبید اللہ بن مُعَیّۃ السوائی

۳۷۹ سعید بن السائب الطائفی سے مروی ہے کہ میں نے بنی سواۃ کے ایک شیخ سے بنی عامر بن صعصعہ کے ایک شخص سے سنا جن کا نام عبید اللہ بن معیہ تھا اور ولادت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں یا اُس کے قریب ہوئی تھی، زمانۂ جاہلیت بھی پایا تھا کہ غزوۂ طائف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے دو شخص

طائف کے باب بنی سالم کے پاس قتل کر دیے گئے۔ انہیں اٹھا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچایا گیا، آنحضرتؐ کو معلوم ہوا تو حکم دیا کہ ان کو اسی مقام پر دفن کیا جائے جہاں وہ زخمی ہوئے یا جہاں اُن سے مقابلہ کیا گیا، دونوں اپنے مقتل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان دفن کیے گئے اور اسی جگہ قبر بنائی گئی جہاں اُن سے مقابلہ کیا گیا تھا۔

ابو رزین العُقیلی

نام لقیط بن عامر بن المنتفق تھا۔

ابی رزین سے مروی ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کی، یا رسولؐ اللہ، میرے والد اس قدر بوڑھے ہیں کہ نہ حج کر سکتے ہیں نہ عمرہ اور نہ سفر، فرمایا کہ تم اپنے والد کی جانب سے حج و عمرہ کرو۔

محمد بن سعد نے کہا کہ ابو الولید نے (اپنی روایت میں) سفر کا ذکر نہیں کیا، عفان و یحییٰ بن عباد نے (اپنی روایتوں میں) اس کا ذکر کیا ہے۔

ابو طریف

طائف کے حسب ذیل فقہاء و محدثین

عمرو بن الشرید بن سوید الثقفی

عاصم بن سفیان الثقفی

عمرؓ بن الخطاب سے روایت کی ہے۔

ابو ہنّدیہ

عمرؓ بن الخطاب سے روایت کی ہے یہ اُن محمد بن ابی ہندیہ کے والد تھے جن سے سعید بن المسیب نے روایت کی ہے۔

عمرو بن اوس ۲۸۰

ابن حذیفہ الثقفی اپنے والد سے روایت کی ہے۔

عبد الرحمٰن بن عبد اللہ

ابن عثمان بن عبد اللہ بن ربیعہ بن الحارث بن حُبیب بن الحارث بن مالک ابن حُطیط بن جُشَم بن ثقیف، ان کی والدہ ام الحکم بنت ابی سفیان بن حرب بن امیہ تھیں اور امیر معاویہؓ بن ابی سفیان تھے، انھیں کو فرزند ام الحکم کہا جاتا تھا، ان کے دادا عثمان بن عبد اللہ تھے جو غزوۂ حنین میں مشرکین کا جھنڈا لیے تھے، علیؓ بن ابی طالب نے انھیں قتل کر دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا اسے دور کرے، وہ قریش سے بغض رکھتا تھا۔

عبد الرحمٰن بن عبد اللہ نے عثمانؓ بن عفان سے سنا ہے، وہ والی مصر و کوفہ تھے، آج ان کی اولاد کی سکونت دمشق میں ہے۔

وکیع بن عُدُس

شعبہ نے یعلی بن عطاء کی روایت سے اسی طرح کہا ہے، ابو رزین العُقیلی کے بھتیجے تھے، کنیت ابو مصعب تھی، انھوں نے اپنے چچا ابو رزین سے اور ان سے یعلی بن عطاء نے روایت کی ہے۔

حماد بن سلمہ و ابو عوانہ نے کہا کہ یعلی بن عطاء نے وکیع بن عُدُس سے روایت کی ہے۔

یعلی بن عطاء

بنی امیہ کے آخر زمانۂ سلطنت میں واسط آکر مقیم ہو گئے تھے، ان سے شعبہ و

وہُشیم و ابوعوانہ اور اُن کے ساتھیوں نے روایت کی ہے۔

عبداللہ بن یزید الطائفی

وفات ۱۲۰ھ میں ہوئی۔

بشر بن عاصم

ابن سفیان الثقفی، اپنے والد سے روایت کی ہے۔

بشر بن عاصم بن سفیان الثقفی سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب اپنے مصدقین (صدقہ وصول کرنے والوں) کو گرمیوں کے آغاز میں بھیجا کرتے تھے۔

ابراہیم بن میسرہ

عُطیف بن ابی سفیان

وفات ۱۳۰ھ میں ہوئی۔

عبید بن سعد

محمد بن ابی سوید

ابوبکر بن ابی موسیٰ بن ابی شیخ

سعید بن السائب الطائفی

وکیع و حمید الرواسی و معن بن عیسیٰ نے ان سے روایت کی ہے۔

عبداللہ بن عبدالرحمٰن

ابن یعلی بن کعب الثقفی، وکیع و ابو عاصم النبیل و ابو نعیم و محمد بن عبداللہ الاسدی وغیرہم نے ان سے روایت کی ہے۔

یونس بن الحارث الطائفی

جن سے وکیع بن الجراح و ابو عاصم النبیل وغیرہما نے روایت کی ہے۔

محمد بن عبداللہ

ابن افلح الطائفی، وکیع وغیرہ نے اُن سے سُنا ہے۔

محمد بن ابی سعید الثقفی

محمد بن مسلم

ابن سوسن الطائفی، مکے میں رہتے تھے، اُن سے وکیع بن الجرّاح و ابو نُعیم و معن بن عیسیٰ وغیرہم نے سنا ہے۔

یحییٰ بن سلیم الطائفی

وفات تک مکے ہی میں رہے، چمڑے کا کام کرتے تھے۔

۳۸۲ # رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ اصحاب جو یمن میں رہتے تھے

ابیض بن حمّال المازنی

حمیر کے تھے۔

عبدالمنعم بن ادریس بن سنان نے کہا کہ ازد کے تھے اور عمرو بن عامر کی اُن اولاد میں تھے جنھوں نے مارب میں اقامت اختیار کر لی تھی۔

ابیض بن حمال سے مروی ہے کہ بطور وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور نمک کو جاگیر میں مانگا، آنحضرت نے عطا فرما دیا جب سامنے سے ہٹا تو کسی نے عرض کی، یا رسول اللہ معلوم ہے کہ آپ نے انھیں کیا چیز بطور جاگیر عطا فرما دی؟ انھیں تو کثیر آب رواں (کا کنواں) عطا فرما دیا، آنحضرت نے رجوع فرما لیا۔

راوی نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی یا رسول اللہ جو درخت پیلو تقسیم نہ کیے گئے ہوں (میں لے لوں) فرمایا کہ جن پر (چرنے کے لیے) اونٹوں کے پاؤں نہ پہنچے ہوں (وہ لے لو)۔

ابیض بن حمال سے مروی ہے کہ وہ بطور وفد مدینے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم

کی خدمت میں آئے اور اپنے تین بھائیوں پر جو کندہ کے تھے اسلام لائے، تینوں زمانۂ جاہلیت میں اُن کے غلام تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے ستر (کپڑے کے) جوڑوں پر صلح فرمائی، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آرب سالح شذ البطور جاگیر مانگا تو آنحضرت نے اُنھیں دے دیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واپس مانگا تو انھوں نے اُسے واپس کر دیا، بعد کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں جوف مراد میں پہاڑوں کی پشت پر زمین عطا فرمائی۔

ابیض بن حمال سے مروی ہے کہ اُن کے چہرے میں مرض داد تھا جس نے چہرے کا رنگ بدل دیا تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے چہرے پر مسح کیا، اُس روز سے وہ نہ بڑھا، اگرچہ نشان تھا۔

فروہ بن مُسیک

۳۸۳ ابن الحارث بن سلمہ بن الحارث بن الذوئیب بن مالک بن منبّہ بن غطیف ابن عبد اللہ بن ناجیہ بن یحابر جو مالک بن ادو تھے اور مذحج سے تھے۔

محمد بن عمارہ بن خزیمہ بن ثابت سے مروی ہے کہ فروہ بن مسیک کندہ کو چھوڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہو گئے اور سنہ ۱۰ھ میں قدمبوس ہوئے، شریف آدمی تھے، اُنھیں سعد بن عبادہ نے اپنے پاس اُتارا، صبح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئے، آنحضرت مسجد میں تشریف فرما تھے، اُنھوں نے سلام کیا اور عرض کی، یا رسول اللہ، میں اپنی قوم سے پیچھے ہو گیا (یعنی اسلام میں میں نے اپنی قوم سے تاخیر کی) فرمایا تم کہاں اُترے، عرض کی سعد بن عبادہ کے پاس، فرمایا اللہ سعد پر برکت کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیٹھتے تو وہ حاضر ہوتے، اور قرآن و فرائض و شرائع اسلام سیکھتے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں قبیلۂ مراد و زبید و مذحج سب پر عامل بنا دیا، وہاں وہ جایا کرتے تھے، آنحضرت نے اُن کے ہمراہ خالد بن سعید

ابن العاص کو بھی صدقات (وصول کرنے) کے لیے بھیجا تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک وہیں ان کے ساتھ رہے۔

مجمّع بن وہب الخزاعی نے اپنی قوم سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فروہ بن مُسیک کو بارہ اوقیہ (سونا) انعام فرمایا، ایک عمدہ اونٹ سواری کے لیے اور ایک حلہ (جوڑا) عمان کے بنے ہوئے کپڑوں کا بھی عطا فرمایا۔

محمد بن عمارہ بن خُزیمہ بن ثابت سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو فروہ بن مسیک اسلام پر قائم رہ کر اپنے فرماں برداروں کے ہمراہ مخالفین پر حملہ کرتے رہے، وہ مرتد نہیں ہوئے جیسا کہ (قبائل یمن) کے اور لوگ مرتد ہو گئے تھے۔

ہشام بن محمد الکلبی سے مروی ہے کہ فروہ بن مسیک شاعر تھے۔

قیس بن مکشوح

مکشوح کا نام ہُبیرہ بن عبد یغوث بن الغُزَیّل بن سلمہ بن بدا بن عامر بن عوثبان ابن زاہر بن مراد تھا، ہبیرہ بن عبد یغوث قبیلۂ مراد کے سردار تھے، کشح (پہلو) آگ سے داغ دیا گیا تھا اس لیے انھیں مکشوح کہا گیا، ان کے بیٹے قیس بن مکشوح مذحج کے سوار تھے، بطور وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، انھیں نے اسود العنسی کو قتل کیا جس نے یمن میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔

عمرو بن معدی کرب

۳۸۴ ابن عبد اللہ بن عمرو بن عُصم بن عمرو بن زبید الصغیر، وہ مُنَبِّہ بن ربیعہ بن سلمہ ابن مازن بن ربیعہ بن مُنَبِّہ تھے اور مُنَبِّہ زبید کے مورث اعلیٰ قبیلۂ مذحج کے تھے، عمرو ابن معدی کرب عرب کے شہسوار تھے۔

محمد بن عمارہ بن خزیمہ بن ثابت سے مروی ہے کہ عمرو بن معدی کرب قبیلۂ زبید کے دس آدمیوں کے ہمراہ مدینہ آئے، اُس وقت وہ اپنے اونٹ کی نکیل پکڑے ہوئے آبادی میں داخل ہوئے تو کہا کہ اس پست بستی کے باشندوں میں بنی عمرو بن عامر کا سردار کون ہے؟ کہا گیا کہ سعد بن عبادہ ہیں، وہ اپنی سواری کو ہنکاتے ہوئے آگے بڑھے اور اُن کے دروازے پر اونٹ بٹھا دیا۔

سعد اُن کے پاس آئے، مرحبا کہا، کجاوہ کھلوایا، اُن کا اکرام کیا اور حفاظت کی، پھر انھیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے، وہ اسلام لائے اور چند روز قیام کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں بھی انعام دیا جس طرح آپ وفد کو انعام دیا کرتے تھے، وہ اپنے شہر کے ارادے سے واپس ہوئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی تو مرتدین یمن کے ساتھ عمرو بن معدی کرب بھی مرتد ہوگئے، پھر انھوں نے اسلام کی طرف رجوع کیا اور عراق کو ہجرت کی، فتح قادسیہ وغیرہا میں شریک ہوئے، اُن کا اچھا امتحان لیا گیا۔

صرد بن عبد اللہ الازدی

جرش میں رہتے تھے۔

منیر بن عبد اللہ الازدی سے مروی ہے کہ صرد بن عبد اللہ الازدی اپنی قوم کے انیس آدمیوں کے ہمراہ آئے اور فروہ ابن عمرو البیاضی کے پاس اُترے، انھوں نے اُن کی حمایت کی اور اکرام کیا، یہ لوگ دس روز تک اُن کے پاس مقیم رہے، صرد اُن میں سب سے بڑے قاضی (قوت فیصلہ رکھنے والے) تھے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہوا کرتے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن سے مسرور ہوتے اور اُن کی قوم کے اسلام لانے والوں پر امیر بنا دیا، مشرکین یمن میں سے جو اُن کے قریب تھے اُنھیں مسلمانوں کے ہمراہ جہاد کرنے کا حکم دیا اور انھیں اُس جماعت کے ساتھ جو اُن کے ہمراہ تھی نیکی کی وصیت فرمائی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے وہ روانہ ہوئے، جرش میں اترے،
اُس زمانے میں وہ ایک محفوظ اور بند شہر تھا، بعض قبایل یمن وہاں قلعہ بند تھے، صُرد
نے انھیں اسلام کی دعوت دی، جو اسلام لایا اُسے چھوڑ دیا اور اپنے ساتھ ملا لیا اور
جس نے انکار کیا اُس کی گردن ماردی، انھوں نے اُن لوگوں کا مقابلہ کیا اور
کامیاب ہوئے، پھر بہت دن چڑھے قتل کیا۔

موسیٰ بن عمران بن مُنّاخ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
وفات کے وقت صرد بن عبد اللہ الازدی جُرش کے عامل تھے۔

نمط بن قیس

۳۸۵ ابن مالک بن سعد بن مالک بن لائی بن سلمان بن معاویہ بن سفیان بن اَرحب،
ہمدان کے تھے، بطور وفد اپنی قوم کی ایک جماعت کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس سنہ میں مدینہ آئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اناج کی زمین
دی جو آج تک اُن لوگوں کے پاس ہے۔

حذیفہ بن الیمان الازدی

موسیٰ بن عمران بن مُنّاخ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی وفات کے وقت دبا کے عامل حذیفہ بن الیمان تھے۔

صخر الغامدی الازدی

قیس بن الحصین

ذی الغصہ بن یزید بن شداد بن قنان بن سلمہ بن وہب بن عبداللہ ابن ربیعہ بن الحارث بن کعب، مذحج سے تھے۔

قیس بن الحصین خالد بن الولید کے ہمراہ بطور وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں بنی الحارث پر امیر بنا دیا، ایک فرمان لکھ دیا اور ساڑھے بارہ اوقیہ انعام دیا، وہ اور اُن کے ہمراہی اپنے شہر نجران میں واپس ہوئے، چار ہی مہینے ٹھیرنے پائے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی۔

عبداللہ بن عبدالمدان

ان کا نام عمرو بن الدیان تھا اور اُن کا نام یزید بن قطن بن زیاد بن الحارث بن مالک بن ربیعہ بن کعب بن الحارث بن کعب تھا، مذحج سے تھے، عبداللہ اُس وفد میں تھے جو خالد بن الولید کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا تھا، ان کا نام عبدالحجر تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ انھوں نے کہا کہ میں عبدالحجر ہوں، فرمایا، تم عبداللہ ہو۔

ان کے بھائی:

یزید بن عبدالمدان

ابن الدیان بن قطن بن زیاد بن الحارث بن مالک، شریف و شاعر تھے اور

وفد میں تھے۔

ہشام بن الکلبی نے کہا کہ "الدیّان الحاکم" دیان حاکم تھے۔

یزید بن المحجّل

ان کا نام معاویہ بن حزن بن موألہ بن معاویہ بن الحارث بن مالک بن کعب بن الحارث بن کعب تھا، مذحج سے تھے، اُس وفد میں وہ بھی تھے جو خالد بن الولید کے ہمراہ نجران سے آیا تھا، انھیں خالد نے اپنے مکان میں اتارا تھا، اُن کے والد کا نام محجل اُس سفیدی کی وجہ سے تھا جو اُن میں تھی، وہ رئیس تھے۔

شدّاد بن عبداللہ القنانی

بنی الحارث بن کعب میں سے تھے، اُس وفد میں شریک تھے جو خالد بن الولید کے ساتھ آیا تھا۔

عبداللہ بن قُراد

بنی الحارث بن کعب میں سے تھے، اُس وفد میں تھے، جو خالد بن الولید کے ساتھ نجران سے آیا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں دس اوقیہ انعام دیا، وہ اور اُن کے ہمراہ جو ہم قوم تھے اپنے وطن واپس ہوئے، چار ہی ماہ گزرے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی۔

زرعہ ذو یزن الحمیری

شہاب بن عبد اللہ الخولانی سے مروی ہے کہ زرعہ ذو یزن اسلام لائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں تحریر فرمایا کہ محمد گواہی دیتے ہیں کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں اور آپ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں، مالک ابن مرارہ الرہاوی نے مجھ سے بیان کیا کہ حمیر میں سب سے پہلے تم اسلام لائے اور تم نے مشرکین کو قتل کیا لہذا تم خیر کی خوشخبری سنو اور خیر کی امید رکھو۔

حارث و نعیم فرزندان عبد کلال و نعمان

قیل ذی رعین

شہاب بن عبد اللہ الخولانی سے مروی ہے کہ حارث و نعیم فرزندان عبد کلال
۳۸۷ و نعمان قیل ذی رعین (رئیس ذی رعین) و معافر و ہمدان، اسلام لائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی بن کعب کو بلا کر فرمایا کہ ان لوگوں کو لکھو کہ: تم نے جو کچھ بھیجا وہ اس نے ملک روم سے مدینہ واپس آتے ہی ہمیں تم لوگوں کا قاصد ملا، پہنچایا، تمہارے یہاں کی خبر دی اور ہمیں تمہارے اسلام اور قتل مشرکین سے آگاہ کیا، بیشک اللہ نے تمہیں اپنی ہدایت کا راستہ بتا دیا ہے، اگر تم لوگ نیکی کرو گے اللہ اور اس کے رسول کی فرماں برداری کرو گے، اچھی طرح نماز ادا کرو گے، زکوٰۃ دو گے، مال غنیمت سے اللہ کا خمس اور نبی کا حصہ اور اس کا خاص حصہ اور وہ صدقہ جو مومنین پر فرض ہے دو گے (تو تمہیں فلاح و کامیابی ہوگی)

مالک بن مرارہ الرہاوی

رہا قبیلۂ مذحج کی ایک شاخ ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو اپنے فرمان کے ساتھ شاہان حمیر کے پاس بھیجا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب معاذ ابن جبل کو یمن بھیجا تو یہ ان کے ہمراہ تھے، اپنے ایک فرمان میں ان لوگوں کے متعلق انھیں وصیت کی تھی۔

مالک بن عبادہ

وہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُن قاصدوں میں سے تھے جن کو آنحضرت نے معاذ بن جبل کے ہمراہ یمن بھیجا تھا، اپنے ایک فرمان میں ان لوگوں کے متعلق انھیں وصیت کی تھی۔

عقبہ بن نمر

وہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُن قاصدوں میں سے تھے جن کو آنحضرت نے معاذ بن جبل کے ہمراہ یمن بھیجا تھا، آنحضرت نے ایک فرمان میں زرعہ ذی یزن کو اُن لوگوں کے متعلق وصیت فرمائی تھی اور حکم دیا تھا کہ زکوٰۃ جمع کر کے قاصدوں کو دے دیں۔

عبداللہ بن زید

وہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُن قاصدوں میں سے تھے جن کو

آنحضرتؐ نے معاذ بن جبل کے ہمراہ یمن بھیجا تھا۔

زرارہ بن قیس

ابن الحارث بن عدّا بن الحارث بن عوف بن جشم بن کعب بن قیس بن سعد بن مالک ابن النخع، قبیلۂ مذحج کے تھے، اُس وفدِ نخع میں تھے جو وسط محرم سنہ ۱۱ھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا تھا، وہ دو سو آدمی تھے، رملہ بنت الحارث کے مکان پر اُترے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اسلام کا اقرار کرتے ہوئے آئے، معاذ بن جبل سے یمن میں بیعت کر چکے تھے۔

۳۸۸ زرارہ نے عرض کی، یا رسول اللہ میں نے اس سفر میں ایک عجیب خواب دیکھا، فرمایا، تم نے کیا دیکھا، عرض کی، میں نے خواب میں ایک گدھی کو دیکھا کہ قبیلے میں چھوڑا ہے، اُس کے یہاں بھورے رنگ کا بھیڑ کا بچہ پیدا ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم نے اپنی کوئی کنیز چھوڑی ہے جو حمل کی حالت میں ہے، عرض کی، جی ہاں، یا رسول اللہ، میں نے اپنی کنیز چھوڑی ہے جو حاملہ ہے، فرمایا، اُس کے یہاں لڑکا پیدا ہوا ہے جو تمہارا بیٹا ہے۔

عرض کی، اُس کے اسفع واحوی (بھورے، سبز و سرخ) ہونے کی کیا تعبیر ہے، فرمایا کہ میرے قریب آؤ، وہ آپ کے قریب گئے تو فرمایا کہ کیا تمہارے برص (سفید داغ) ہے جسے تم چھپاتے ہو، عرض کی، جی ہاں، قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا کہ اس کا کسی کو علم نہیں اور نہ آپ کے سوا اس پر کسی کو اطلاع ہے، فرمایا کہ وہ (بھورا رنگ) یہی ہے۔

عرض کی، یا رسول اللہ، میں نے نعمان بن المنذر کو خواب میں اس طرح دیکھا کہ اُن کے بدن پر دو بُندے، دو چوڑیاں اور دو پازیب ہیں، فرمایا کہ یہ ملکِ عرب ہے جو اپنی عمدہ شکل اور صورت کی طرف واپس ہوئے ہیں۔

عرض کی، میں نے ایک کھچڑی بال والی بڑھیا کو (خواب میں) دیکھا جو زمین سے

نکلی ہے، فرمایا کہ یہ دُنیا کی بقیہ (عمر) ہے۔

عرض کی، میں نے خواب میں دیکھا کہ زمین سے ایک آگ نکلی جو میرے اور میرے بیٹے عمرو کے درمیان حائل ہو گئی، وہ کہتی ہے کہ بینا و نابینا جلا جلا، تم مجھے کھلاؤ میں تمہارے متعلقین و مال کو کھا لوں گی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ایک فتنہ ہے جو آخر زمانے میں ہوگا۔

عرض کی، یا رسول اللہ فتنہ کیا چیز ہے، فرمایا کہ لوگ اپنے امام کو قتل کر دیں گے اور آپس میں لڑیں گے سر سے سر مل جائیں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلیوں کو باہم ملا کر اور نکال کر اشارہ فرمایا، (اس فتنے میں) بدکار اپنے کو نیکوکار سمجھے گا اور مومن کا خون مومن کے نزدیک پانی پینے سے زیادہ حلال ہوگا، اگر تمہارا بیٹا مر جائے گا تو تم اس فتنے کو پاؤ گے اور اگر تم مر گئے تو تمہارا بیٹا اس کو پائے گا، عرض کی، یا رسول اللہ اللہ سے دعا کیجیے کہ میں اسے نہ پاؤں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اللہ یہ اس فتنے کو نہ پائیں، ان کی وفات ہو گئی اور عمرو زندہ رہے، وہ ان لوگوں میں تھے جنہوں نے کوفے میں عثمانؓ سے بغاوت کی۔

ارطاط بن کعب

ابن شُرَاحیل بن کعب بن سلامان بن عامر بن حارثہ بن سعد بن مالک بن النخع، وفد میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور مسلمان ہوئے، ان کے لیے جھنڈا باندھا گیا جس کو لے کے وہ قادسیہ میں آئے، قتل کر دیے گئے تو وہ جھنڈا ان کے بھائی درید بن کعب نے لے لیا اور وہ بھی قتل کر دیے گئے۔

ارقم بن یزید

ابن مالک بن عبد اللہ بن الحارث بن بشر بن یاسر بن جُشَم بن مالک بن بکر بن عوف

ابن النخع، وفد میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور اسلام لائے۔

وبر بن یحنّس

ان غیر خالص عربوں میں سے تھے جو یمن میں تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور اسلام لائے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت سے روانہ ہو کے یمن کے غیر خالص عربوں کے پاس آئے، نعمان بن بزرج کی لڑکیوں کے پاس اترے وہ سب اسلام لائیں، انھوں نے فیروز بن الدیلمی کو بلا بھیجا، وہ مسلمان ہوئے، مرکبوذ کو بلایا وہ بھی اسلام لائے، ان کے بیٹے عطاء بن مرکبوذ پہلے شخص تھے جنھوں نے صنعاء میں قرآن کو جمع کیا، یمن میں باذان اسلام لائے، اپنے اسلام کی اطلاع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجی، یہ واقعہ سنہ ۱۰ھ کا ہے۔

فیروز بن الدیلمی

فارس کے ان لوگوں کی اولاد میں ہیں جن کو کسریٰ نے سیف بن ذی یزن کے ہمراہ یمن بھیجا تھا، انھوں نے حبشیوں کو یمن سے نکال کر اس پر قبضہ کرلیا، جب انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حال معلوم ہوا تو فیروز بن الدیلمی وفد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور اسلام لائے، آنحضرتؐ سے سن کر احادیث روایت کی ہیں، بعض محدثین تو کہتے ہیں، ہم سے فیروز بن الدیلمی نے حدیث بیان کی اور بعض کہتے ہیں الدیلمی نے، دونوں ایک ہی شخص ہیں، سب کی مراد فیروز بن الدیلمی سے ہوتی ہے، یہ بات اس حدیث سے ظاہر ہوتی ہے جس کو ایک ہی شخص نے روایت کیا ہے، لوگ ان کے نام میں اختلاف کرتے ہیں جیسا کہ میں نے تم سے بیان کیا۔

دیلمی سے مروی ہے کہ عرض کی، یارسول اللہ ہم لوگ سرد ملک میں ہیں

اور گیہوں کی شراب سے مدد لیتے ہیں، فرمایا کیا وہ نشہ کرتی ہے، عرض کی جی ہاں، فرمایا، بس تو پھر اُسے نہ پیو، اُنھوں نے دوبارہ پوچھا، فرمایا کہ کیا وہ نشہ کرتی ہے، عرض کی، جی ہاں، فرمایا تو بس پھر اُسے نہ پیو، عرض کی لوگ اس سے باز نہیں آسکتے، فرمایا اگر اس سے باز نہ آئیں تو قتل کردو۔

محمد بن سعد نے کہا کہ یہ حدیث ہمیں دیلم الحمیری کی روایت سے بھی پہنچی ہے۔

فیروز بن الدیلمی نے ایک حدیث قدر کے بارے میں روایت کی ہے، فیروز کی کنیت ابو عبد اللہ تھی۔

عبد المنعم بن ادریس نے کہا کہ اُن کی اولاد بنی ضبیہ کی طرف منسوب تھی، اُن لوگوں نے کہا کہ زمانۂ جاہلیت میں ہم لوگوں پر گرفتاری کی مصیبت آئی فیروز اُن لوگوں میں تھے جنھوں نے اُس اسود بن کعب العنسی کو یمن میں قتل کیا جس نے نبوت کا دعوی کیا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر فرمایا کہ اُسے مرد صالح فیروز بن الدیلمی نے قتل کیا، فیروز کی وفات عثمانؓ بن عفان رحمہ اللہ کی خلافت میں یمن میں ہوئی۔

۳۹۰ داذویہ

غیر خالص عربوں میں سے تھے، بہت بوڑھے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اسلام لائے، وہ بھی ان لوگوں میں تھے جنھوں نے اسود بن کعب العنسی کو قتل کیا، اُس نے یمن میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔

قیس بن مکشوح، عنسی کی قوم سے ڈرے، اُنھوں نے یہ دعویٰ کیا کہ داذویہ نے اُسے قتل کیا ہے اور داذویہ پر حملہ کر کے اُنھیں قتل کر دیا کہ اس سے عنسی کی قوم کو خوش کریں۔

ابو بکرؓ الصدیق نے مہاجر بن ابی امیہ کو لکھا کہ قیس بن مکشوح کو بیڑیاں ڈال کے اُن کے پاس بھیج دیں، اُنھوں نے بیڑیاں ڈال کے اُن کو بھیج دیا، ابو بکرؓ صدیق نے کہا کہ تم نے مرد صالح داذویہ کو قتل کر دیا، اُنھوں نے اُن کے قتل کا ارادہ کیا۔

قیس نے گفتگو کی، قسم کھائی کہ میں نے قتل نہیں کیا، اور کہا کہ یا خلیفۂ رسول اللہ، اپنی جنگ کے لیے مجھے باقی رکھیے، مجھے جنگ میں بصیرت ہے اور دشمن کے لیے داؤ گھات معلوم ہیں، ابوبکرؓ نے انھیں باقی رکھا، عراق بھیج دیا اور حکم دیا کہ کوئی کام ان کے سپرد نہ کیا جائے، صرف جنگ میں مشورہ لیا جائے۔

نعمان

صنعاء کے یہودی تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کے مسلمان ہوئے، پھر اپنی قوم کے ملک کو واپس گئے، اسود بن کعب العنسی کو معلوم ہوا تو اس نے انھیں بلا بھیجا اور پکڑ کے ان کا ایک ایک عضو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔

یمن کے حسب ذیل محدثین

طبقۂ اولیٰ

مسعود بن الحکم الثقفی

عمرؓ بن الخطاب سے ملے، اُن سے حدیث روایت کی ہے۔

سعد الاعرج

یعلی ابن مُنیہ کے ساتھیوں میں سے تھے، اُنھوں نے عمرؓ بن الخطاب سے ملاقات کی ہے۔

عبد الرحمٰن بن البیلمانی

عمرؓ بن الخطاب کے اخماس میں سے تھے (یعنی غلام تھے اور مال غنیمت کے اُس پانچویں حصے میں تھے جو حضرت فاروق کے حصے میں آیا تھا) عبد المنعم بن ادریس نے کہا کہ وہ یمن کے ایرانیوں کی اولاد میں تھے، عبد الرحمٰن نجران میں رہتے تھے، ولید

ابن عبد الملک کی ولایت میں ان کی وفات ہوئی۔

حجر المدری ۳۹

یمن والوں کے تھے، انھوں نے زید بن ثابت سے اور ان سے طاؤس نے روایت کی ہے۔

ضحاک بن فیروز الدیلمی

ابناء اہل فارس سے تھے، اپنے والد سے روایت کی ہے۔

ابو الاشعث الصنعانی

شراحیل بن شرحبیل بن کلیب بن آدہ، ابناء فارس میں سے تھے، آخر عمر میں دمشق کی سکونت اختیار کر لی تھی، ان سے شامیوں نے روایت کی ہے، وفات معاویہ ابن سفیان کے قدیم زمانۂ خلافت میں ہو گئی تھی۔

حنش بن عبد اللہ الصنعانی

وہ بھی ابناء میں سے تھے، پھر منتقل ہو کر مصر کی سکونت اختیار کر لی تھی، ان سے مصریوں نے روایت کی ہے، وہیں ان کی وفات ہوئی۔

شہاب بن عبد اللہ الخولانی

وہب الذماری

ذمار میں رہتے تھے جو یمن کا ایک گاؤں ہے، انھوں نے کتب (سماویہ) پڑھی تھیں۔

طبقہ ثانیہ

طاؤس بن کیسان

حبیب ابن ثابت سے مروی ہے کہ طاؤس کی کنیت ابوعبدالرحمٰن تھی۔

محمد بن عمرو سے مروی ہے کہ طاؤس بحیر بن ریسان الحمیری کے مولیٰ تھے اور جند میں رہتے تھے، فضل بن دکین وغیرہ نے کہا کہ وہ ہمدان کے مولیٰ تھے، عبدالمنعم ابن ادریس نے کہا کہ ابن ہوزۃ الہمدانی کے مولیٰ تھے، طاؤس کے والد جو اہل فارس ۳۹۲
میں سے تھے دور سے آئے تھے اور اُس گھر والوں سے موالاۃ کرلی تھی، وہ جند میں رہا کرتے تھے۔

بنی طاؤس سے مروی ہے کہ طاؤس زردی کا خضاب لگاتے تھے۔

جریر بن حازم سے مروی ہے کہ میں نے طاؤس کو دیکھا کہ تیز سرخی والی مہندی کا خضاب کرتے تھے۔

حنظلہ سے مروی ہے کہ میں نے طاؤس کو دیکھا کہ سر اور ڈاڑھی میں حنا کا خضاب کرتے تھے۔

قِطر سے مروی ہے کہ میں نے طاؤس کو دیکھا کہ وہ مہندی سے خضاب کرتے تھے۔

فِطر سے مروی ہے کہ میں نے طاؤس کو سب سے زیادہ کپڑے سے چہرہ چھپاتے دیکھا، راوی نے کہا کہ میں نے فطر سے کہا کہ کیا وہ بکثرت کپڑے سے چہرہ چھپاتے تھے تو انھوں نے کہا کہ ہاں۔

ہانی بن ایوب الجعفی سے مروی ہے کہ طاؤس اس طرح کپڑے سے چہرہ

چھپاتے کہ کبھی اُس کو ترک نہ کرتے۔

خارجہ بن مصعب سے مروی ہے کہ طاؤس کپڑے سے چہرہ چھپاتے تھے اور جب رات ہوتی تو کھول دیتے تھے۔

یونس بن الحارث سے مروی ہے کہ میں نے طاؤس کو کپڑے سے چہرہ چھپائے ہوئے نماز پڑھتے دیکھا۔

طاؤس سے مروی ہے کہ وہ سابری باریک کپڑے کو اور اُس کی تجارت کو ناپسند کرتے تھے۔

عمارہ بن زاذان سے مروی ہے کہ میں نے طاؤس یمنی کو دیکھا کہ اُن کے جسم پر دو گیرو سے رنگ کی چادریں تھیں۔

ابوالاشہب سے مروی ہے کہ میں نے احرام کی حالت میں طاؤس کو دیکھا کہ جسم پر گیرو سے رنگی ہوئی دو چادریں تھیں۔

ابن طاؤس نے اپنے والد سے روایت کی کہ وہ اس طرح عمامہ باندھنا ناپسند کرتے تھے کہ اُس کا کچھ حصہ تھوڑی کے نیچے نہ رکھیں۔

ایوب السختیانی سے مروی ہے کہ وہ عبداللہ بن طاؤس سے پوچھتے کہ آپ کے والد سفر میں کیا پہنتے تھے، انھوں نے کہا کہ تلے اوپر دو کرتے پہنتے بدن کے نیچے تہ بند نہیں باندھتے تھے۔

یعقوب بن قیس سے مروی ہے کہ میں نے حالت احرام میں طاؤس کے بدن پر گیرو سے رنگی ہوئی دو چادریں دیکھیں۔

عبدالرحمٰن بن ابی بکر الملیکی سے مروی ہے کہ میں نے طاؤس کی آنکھوں کے درمیان (پیشانی پر) سجدوں کا نشان دیکھا۔

اسماعیل بن مسلم سے مروی ہے کہ لوگوں نے حسن کے پاس طاؤس کا ذکر کیا تو انھوں نے کہا کہ طاؤس، طاؤس (مور) کیا اُن کے عزیزوں سے یہ نہ ہو سکا کہ وہ اس کے سوا اُن کا کوئی اور نام یا اس سے بہتر نام رکھتے۔

ابن طاؤس نے اپنے والد سے روایت کی کہ اُن کے پاس جب خطوط جمع ہو جاتے تو ۳۹۳
وہ انھیں جلا دیتے۔

حبیب بن ابی ثابت سے مروی ہے کہ مجھ سے طاؤس نے کہا کہ جب میں تم سے حدیث بیان کروں اور وہ ثابت کردوں تو پھر اُس کو ہرگز کسی سے نہ پوچھو۔

طاؤس سے مروی ہے کہ وہ یمن سے اُس وقت آتے کہ لوگ عرفے میں ہوتے اور مکے سے پہلے عرفے سے (حج) شروع کرتے۔

عبدالکریم بن ابی المخارق سے مروی ہے کہ طاؤس نے ہم لوگوں سے کہا کہ جب میں طواف کروں تو مجھ سے کچھ نہ پوچھو کیوں کہ طواف بھی نماز ہی ہے۔

ابن طاؤس نے اپنے والد سے روایت کی کہ وہ انسان کے اللہ کے نام پر بھیک مانگنے کو ناپسند کرتے تھے۔

طاؤس سے مروی ہے کہ وہ اپنی کسی لڑکی کو خواہ وہ کالی ہو یا نہ ہو بغیر اس کے نہ رہنے دیتے تھے کہ اُس سے عیدالفطر و عیدالاضحیٰ میں ہاتھ پاؤں میں مہندی لگواتے اور کہتے کہ یہ عید کا دن ہے۔

حنظلہ سے مروی ہے کہ میں طاؤس کے ہمراہ جارہا تھا، ایک قوم پر اُن کا گزر ہوا جو قرآن فروخت کررہے تھے انھوں نے "انا للہ وانا الیہ راجعون" پڑھا۔

محمد بن سعید سے مروی ہے کہ طاؤس کی دعا یہ تھی کہ "اللھم احرمنی المال والولد وارزقنی الایمان والعمل" (اے اللہ مجھے مال اور اولاد سے محروم رکھ اور مجھے ایمان و عمل عطا کر)۔

طاؤس سے مروی ہے کہ میں کسی ساتھی کو مالدار اور ذی شرف سے زیادہ برا نہیں جانتا۔

عبداللہ بن طاؤس سے مروی ہے کہ طاؤس کہتے تھے کہ جب تمھیں یہودی یا نصرانی سلام کرے تو اُس سے کہو کہ "علاک السّلم" (سلامت تجھ پر غالب رہے)۔

سلمہ بن وہرام سے مروی ہے کہ لوگ ایک چور کو طاؤس کے پاس لے گئے انھوں نے ایک دینار اُس کا فدیہ دیا اور اُسے آزاد کرادیا۔

۳۹۴ طاؤس سے مروی ہے کہ وہ بروایت ابن عباس خلع و طلاق کا تذکرہ کرتے اور سعید بن جبیر اعتراض کرتے، طاؤس اُن سے ملے اور کہا کہ میں نے تمھارے پیدا ہونے سے پہلے قرآن پڑھا ہے اور ایسے وقت میں اُسے سنا ہے کہ تم اس وقت ثرید (بھیگی روٹی) کی

فکر میں رہتے تھے۔

ابن طاؤس نے اپنے والد سے روایت کی کہ مجھے اپنے اُن عراقی بھائیوں سے تعجب ہے جو حجاج (بن یوسف) کو مومن کہتے ہیں۔

طاؤس سے مروی ہے کہ تم جو کچھ سیکھتے ہو اپنے لیے سیکھو کیوں کہ لوگوں سے امانت چلی گئی، وہ حدیث کا حرف حرف شمار کرتے تھے۔

قیس بن سعد سے مروی ہے کہ طاؤس ہم میں ایسے ہی تھے جیسے ابن سیرین تم لوگوں میں۔

ایوب سے مروی ہے کہ ایک شخص نے طاؤس سے کوئی مسئلہ دریافت کیا، انھوں نے کہا کہ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ مجھے گلے میں رسی ڈال کر پھرایا جائے۔

ایوب سے مروی ہے کہ ایک شخص نے طاؤس سے ایک مسئلہ دریافت کیا تو انھوں نے اُسے جھڑک دیا، اُس نے کہا کہ اے ابوعبدالرحمٰن میں تو آپ کا بھائی ہوں، انھوں نے کہا کہ مسلمانوں کو چھوڑ کر میرا بھائی (کوئی نہیں)۔

داؤد بن شابور سے مروی ہے کہ ایک شخص نے طاؤس سے کہا کہ ہمارے لیے دعا کیجیے، انھوں نے کہا کہ میں اس وقت اس کے لیے خلوص نہیں پاتا۔

ابراہیم بن میسرہ سے مروی ہے کہ محمد بن یوسف نے طاؤس کو تحصیل وصول کے بعض کاموں پر مقرر کیا، ابراہیم نے کہا کہ میں نے طاؤس سے پوچھا کہ آپ نے کس طرح کام کیا تو انھوں نے کہا کہ ہم آدمی سے کہتے تھے کہ خدا تم پر رحم کرے تم اس مال کی زکوٰۃ دیتے ہو جو اللہ نے تمھیں دیا ہے، اگر وہ ہمیں دیتا تو اس سے لے لیتے اور اگر وہ پشت پھیرتا تو ہم اُسے بلاتے نہ تھے۔

ابواسحاق الصنعانی سے مروی ہے کہ طاؤس و وہب بن منبہ کسی اچھے وقت محمد بن یوسف برادر حجاج بن یوسف کے پاس گئے جو ہم پر عامل تھا، طاؤس کرسی (چار پائی) پر بیٹھ گئے، محمد نے کہا کہ اے غلام یہ طیلسان (چادر فارسی) ابوعبدالرحمٰن (طاؤس) کو اڑھا دو، اُن لوگوں نے وہ انھیں اڑھا دی، وہ اپنے شانے ہلاتے رہے یہاں تک کہ اپنے اوپر سے طیلسان کو گرا دیا۔

محمد بن یوسف کو غصہ آیا تو وہب نے طاؤس سے کہا کہ واللہ اگر تمھیں اُس کے

ہم پر ہی راضی کرتے کی پروا نہیں ہے تو نہ ہو تم اس طیلسان کو لے کر فروخت کر دیتے اور اس کی قیمت مساکین کو دے دیتے، انھوں نے کہا کہ ہاں، اگر ایسا نہ ہوتا کہ میرے بعد یہ کہا جاتا کہ اسے طاؤس نے لے لیا، پھر اس میں وہ نہ کیا جاتا جو میں کرتا ہوں تو میں ضرور کرتا۔

۳۹۵ عمران بن عثمان سے مروی ہے کہ عطار کہا کرتے تھے کہ اس مسئلے میں طاؤس کیا کہتے ہیں، میں کہتا کہ اے ابو محمد آپ اسے کس سے لیتے ہیں، انھوں نے کہا ثقہ طاؤس سے۔

ابی بشر سے مروی ہے کہ طاؤس نے قریش کے چند نوجوانوں سے جو کعبے کا طواف کر رہے تھے کہا کہ تم لوگ ایسا لباس پہنتے ہو جو تمہارے بزرگ نہیں پہنتے تھے اور تم لوگ ایسی چال چلتے ہو جو ناچنے والے بھی اچھی طرح نہیں چل سکتے۔

عبد الملک سے مروی ہے کہ طاؤس قارن ہو کر (یعنی حج قران کی نیت سے) آتے تھے مگر عرفات جانے تک مکہ نہیں آتے تھے۔

عبد اللہ بن طاؤس سے مروی ہے کہ والد کے ہمراہ ہمارا سفر مکہ ایک مہینے تک ہوتا تھا، جب ہم لوگ واپس ہوتے تو وہ ہمیں دو مہینے تک چلاتے تھے، ہم نے ان سے کہا تو انھوں نے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آدمی اپنے مکان آنے تک اللہ ہی کی راہ میں رہتا ہے۔

لیث سے مروی ہے کہ میں نے طاؤس کو مرض موت میں دیکھا کہ اپنے بستر پر کھڑے ہو کر نماز پڑھتے تھے اور اسی پر سجدہ کرتے تھے۔

سیف بن سلیمان سے مروی ہے کہ طاؤس کی وفات مکے میں یوم الترویہ (۸ ذی الحجہ) سے ایک روز پہلے ہوئی، ہشام بن عبد الملک نے اس سال حج کیا تھا اور وہ اسی سنہ ۱۰۶ھ میں خلیفہ ہوئے تھے، انھیں نے طاؤس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ وفات کے دن ان کی عمر نناوے سال کی تھی۔

وہب بن منبہ

ابنائے فارس میں سے تھے، کنیت ابو عبد اللہ تھی۔

عبادہ بن الصامت سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ میری امت میں دو شخص ہوں گے جن میں ایک وہب ہوگا جس کو اللہ حکمت عطا کرے گا اور دوسرا غیلان ہوگا جس کا فتنہ اس امت پر شیطان کے فتنے سے بدتر ہوگا۔

داؤد بن قیس الصنعانی سے مروی ہے کہ میں نے وہب بن منبہ کو کہتے سنا کہ میں نے بانوے کتابیں پڑھی ہیں جو سب کی سب آسمان سے نازل کی گئی ہیں ان میں سے بہتر[2] میں ہی عبادت گاہوں اور لوگوں کے ہاتھوں میں ہیں اور بیس کو سوائے چند کے کوئی نہیں جانتا، میں نے ان سب میں یہ مضمون پایا کہ جس نے مشیت کا کوئی حصہ بھی اپنی طرف منسوب کر لیا وہ کافر ہے۔ ۳۹

مثنیٰ بن الصباح سے مروی ہے کہ وہب بن منبہ چالیس سال تک اس حالت میں رہے کہ کسی ذی روح کو برا نہ کہا، اور بیس سال تک اس طرح رہے کہ عشاء اور صبح کے درمیان وضو نہیں کیا، وہب نے کہا کہ میں نے تیس کتابیں پڑھی ہیں جو تیس نبیوں پر نازل ہوئی ہیں۔

عبدالمنعم بن ادریس سے مروی ہے کہ وہب بن منبہ کی وفات صنعا میں ۱۱۰ھ میں شروع خلافت ہشام بن عبدالملک میں ہوئی۔

ہمام بن منبہ

ابناء فارس میں سے تھے، اپنے بھائی وہب بن منبہ سے بڑے تھے، ابوہریرہ سے ملے ہیں اور ان سے بہت روایت کی ہے، وفات وہب سے پہلے ۱۰۱ھ یا ۱۰۲ھ میں ہوئی، کنیت ابوعقبہ تھی۔

معقل بن منبہ

ابناء میں سے تھے کنیت ابوعقیل تھی، وفات اپنے بھائی وہب سے پہلے ہوئی،

اُن سے بھی روایت کی گئی ہے۔

عمر بن عُتبہ

ابنا میں سے تھے، کنیت ابو محمد تھی، اُن سے بھی روایت کی گئی ہے۔

عطار بن مرکبوذ

ابنا میں سے تھے، اُن سے بھی روایت کی گئی ہے، قاری قرآن تھے، وہ اور وہب بن منبہ بظاہر پہلے شخص تھے جنھوں نے یمن میں قرآن جمع کیا۔

مُغیرہ بن حکیم الصنعانی

ابنا میں سے تھے۔

سماک بن الفضل الخولانی

اہل صنعا میں سے تھے

عمرو بن مسلم الجندی

زیاد بن الشیخ

ابنا، اہل صنعا میں سے تھے۔

طبقۂ ثالثہ

عبداللہ بن طاؤس

کنیت ابومحمد تھی، وفات امیرالمومنین ابوالعباس کی خلافت کے شروع میں ہوئی۔

حکم بن ابان

اہل عدن میں سے تھے، سنہ ۱۵۴ھ میں وفات ہوئی۔

سلم الصنعانی

جو عطاء سے روایت کرتے ہیں۔

اسماعیل بن شروس

اُن سے بھی روایت کی گئی ہے۔

معمر بن راشد

کنیت ابو عروہ تھی، قبیلۂ ازد کے موالی تھے، راشد کی کنیت ابو عمرو تھی اور ازد کے موالی تھے، وہ اہل بصرہ سے تھے پھر منتقل ہو کر یمن میں رہ گئے، جب معمر بصرے سے روانہ ہوئے تو ایوب نے ان کی مشایعت کی اور اُن کی دعوت کی، معمر اپنی ذات سے بامروت وحلیم وسخی آدمی تھے۔

عبید اللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ میں بصرے میں ایوب کا ان کے آنے کا انتظار کر رہا تھا، وہ اس طرح آئے کہ معمر اونٹ پر اُن کے ہم نشین تھے، معمر اپنی والدہ کی زیارت کے لیے آئے تھے، میں اُن کے پاس آیا تو وہ مجھ سے عبد الکریم کی حدیث پوچھنے لگے، میں بیان کرنے لگا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ اُن کی وفات رمضان ۱۵۳ھ میں ہوئی عبد المنعم ابن ادریس نے کہا کہ اُن کی وفات شروع ۱۵۰ھ میں ہوئی۔

سفیان بن عیینہ سے مروی ہے کہ عبد الرزاق سے دریافت کیا کہ مجھے اس کے متعلق بتائیے جو لوگ معمر کے بارے میں کہتے ہیں کہ جو کچھ (علم) تم لوگوں کے پاس تھا وہ انھیں کے ساتھ جاتا رہا، عبد الرزاق نے کہا کہ معمر کی وفات ہمارے پاس ہوئی اور ہمارے ہی پاس ان کی موت آئی، اُن کی وجہ سے ہمارے قاضی مطرف ابن مازن نے نکاح کیا۔

٢٩٨ یوسف بن یعقوب

ابن ابراہیم بن سعید بن داذویہ، ابناء میں سے تھے، کنیت ابو عبد اللہ تھی، صنعا کے قاضی ومفتی تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ان کی وفات سنہ ۲۳۰ھ میں ہوئی، اور عبد المنعم بن ادریس نے کہا کہ سنہ ۲۱۱ھ میں۔

بکّار بن عبد اللہ

ابن سہوک، ابناء میں سے تھے، یمن میں رہتے تھے، ان سے عبد اللہ بن المبارک وغیرہ نے روایت کی ہے۔

عبد الصمد بن معقل

ابن منبہ، وہ وہب بن منبہ سے روایت کرتے ہیں۔

طبقۂ رابعہ

رباح بن زید

مولائے خاندان معاویہؓ بن ابی سفیان، محمد بن عمر نے کہا کہ میں نے اُنھیں دیکھا ہے، صاحب فضل اور معمر بن راشد کی حدیث کے عالم تھے۔

مُطَرّف بن مازن

کنیت ابوایوب تھی، صنعاء کے محکمۂ قضا کے والی تھے۔
محمد بن عمر نے کہا کہ وہ کنانہ کے مولی تھے اور منبج میں اُن کی وفات ہوئی،
عبدالمنعم بن ادریس نے کہا کہ قیس کے مولی تھے اور وفات ہارون کے زمانۂ خلافت میں رقّہ میں ہوئی۔

ہشام بن یوسف

کنیت ابوعبدالرحمٰن تھی، ابناء میں سے تھے اور قاضی یمن تھے معمر، ابن جریج وغیرہما سے بکثرت روایت کی ہے، وفات ۱۹۷ھ میں یمن میں ہوئی۔

عبدالرزاق بن ہمام ۳۹۶

ابن نافع، کنیت ابوبکر تھی، قبیلۂ حمیر کے مولیٰ تھے، وفات وسط شوال ۲۱۱ھ کو یمن میں ہوئی، ہمام بن نافع کی روایت ہے جو انھوں نے سالم بن عبداللہ وغیرہ سے کی ہے۔

ابراہیم بن الحکم بن ابان

غوث بن جابر

اسماعیل بن عبدالکریم

ابن معقل بن منبہ، کنیت ابوہشام تھی، وفات ۲۱۰ھ میں یمن میں ہوئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ اصحاب جو یمامہ میں رہتے تھے

مُجّاعہ بن مُرارہ

ابن سُلمٰی بن زید بن عبید بن ثعلبہ بن یربوع بن ثعلبہ بن الدول بن حنیفہ بن لُجیم ابن صُعب بن علی بن بکر بن وائل بن ربیعہ، وہ اُس وفد بنی حنیفہ کے ارکان میں تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام لائے تھے۔

دخیل برادرزادۂ مُجّاعہ بن مرارہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ خالد بن الولید یمامہ کے ارادے سے جب فرض میں اُترے، تو اُنھوں نے دو سو سوار کے لشکر کو آگے بھیجا اور کہا کہ تم جن لوگوں کو پا جاؤ اُنھیں گرفتار کر لو، وہ لوگ روانہ ہوئے، اُنھوں نے مُجّاعہ بن مرارۃ الحنفی کو اُن کی قوم کے تئیس آدمیوں کے ہمراہ جو بنی نُمیر کے ایک شخص کی تلاش میں نکلے تھے گرفتار کر لیا۔

مُجّاعہ سے پوچھا گیا تو کہا کہ واللہ میں مسلیمہ کے قریب بھی نہیں جاتا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا ہوں، پھر میں اسلام لایا اور تبدیل و تغیر نہیں کیا۔ قوم کو خالد کے سامنے لایا گیا تو اُنھوں نے سب کی گردن ماردی، مجاعہ کو باقی رکھا انھیں قتل نہیں کیا، وہ شریف تھے، انھیں "مُجّاع الیمامہ" (یمامہ کا بچیا) کہا جاتا تھا۔

ساریہ بن عمرو نے خالد بن الولید سے کہا کہ اگر آپ کو اہل یمامہ کی ضرورت ہے تو

اُن کو یعنی مجاعہ بن مرارہ کو باقی رکھیے، خالد نے اُن کو قتل نہیں کیا، لوہے کی ایک مضبوط زنجیر میں جکڑ کر اپنی بیوی ام تمیم کے حوالے کر دیا، اُنھوں نے مجاعہ کو اور مجاعہ نے حنیفہ کے فتحمند ہونے کی صورت میں اُن کو قتل سے پناہ دے دی، اس پر باہم حلف سے معاہدہ ہو گیا۔

خالد اُنھیں بلاتے، باتیں کرتے اور یمامہ و بنی حنیفہ و مسیلمہ کا حال دریافت کرتے، مجاعہ کہتے کہ واللہ میں نے اُس کی پیروی نہیں کی ہے، میں تو مسلمان ہوں، انھوں نے کہا کہ پھر تم کیوں نہ ہمارے پاس چلے آئے یا تم نے اس طرح کی گفتگو کیوں نہیں کی جس طرح کی ثمامہ بن اُثال نے کی تھی، اُنھوں نے کہا کہ اگر آپ کی رائے ان سب باتوں کو معاف کرنے کی ہو تو معاف کر دیجیے، اُنھوں نے کہا کہ میں نے معاف کر دیا۔

یہ وہی شخص ہیں جنھوں نے قتل مسیلمہ کے بعد یمامہ اور اُس کے اندر کی تمام چیزوں کے متعلق خالد بن الولید سے صلح کی تھی، خالد بن الولید انھیں وفد کے ساتھ ابوبکر صدیق کے پاس لائے اور اُن کے اسلام اور کارگزاری کا تذکرہ کیا، ابوبکرؓ نے اُنھیں معاف کر دیا اور امان دے دی، اُن کے اور وفد کے لیے امان نامہ لکھ دیا، اور ان لوگوں کو اُن کے وطن یمامہ واپس کر دیا۔

ثمامہ بن اُثال ۴۰۱

ابن النعمان بن مسلمہ بن عبید بن ثعلبہ بن یربوع بن ثعلبہ بن الدول ابن الحنیفہ الحنفی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک قاصد اُن کے پاس سے گزرے، ثمامہ نے اُن کے قتل کا ارادہ کیا، اُن کے چچا نے اس سے روکا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثمامہ کا خون حلال کر دیا۔

اس کے بعد ثمامہ عمرے کی نیت سے روانہ ہوئے جب مدینے کے قریب آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصدوں نے بغیر کسی عہد و پیمان کے اُنھیں گرفتار کر لیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے، اُنھوں نے کہا کہ اگر آپ سزا دیں گے تو

ایک گناہگار کو سزا دیں گے اور معاف کریں گے تو ایک شکر گزار کو معاف کریں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کا گناہ معاف کردیا اور وہ اسلام لائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عمرے کے لیے مکہ جانے کی انھیں اجازت بھی دے دی، وہ گئے اور عمرہ کر کے واپس آئے، انھوں نے قریش پر تنگی کر دی، یمامہ سے ایک دانہ بھی اُن کے پاس نہ جانے دیتے۔

جب مسیلمہ ظاہر ہوا اور نبوت کا دعویٰ کیا تو ثمامہ بن اُثال اپنی قوم میں کھڑے ہوئے، انھیں وعظ و نصیحت کی اور کہا کہ ایک ہی امر کے لیے دو نبی جمع نہیں ہو سکتے، محمد اللہ کے ایسے رسول ہیں کہ اُن کے بعد کسی قسم کا نبی نہیں ہے اور نہ کسی کی نبوت کے ساتھ کوئی نبی شریک کیا جاتا ہے، انھیں یہ آیت پڑھ کر سنائی:

"حم تنزیل الکتاب من اللہ العزیز العلیم غافر الذنب وقابل التوب شدید العقاب ذی الطول لا الٰہ الا ھو الیہ المصیر (حم۔ کتاب کا نازل کرنا اللہ زبردست دانا کی طرف سے ہے جو گناہ کا معاف کرنے والا اور توبہ کا قبول کرنے والا سخت سزا دینے والا مقدور والا ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، اُسی کے پاس پھر جانا ہے) یہ کلام اللہ ہے، یہ (کلام مسیلمہ) اس کے مقابلے میں کہاں ہے، اے مینڈک، یہ ایسی پاک و صاف ہے کہ نہ شراب کو روکتی ہے اور نہ پانی کو گندہ کرتی ہے، واللہ تم لوگ بھی سمجھتے ہو کہ یہ وہ کلام ہے جو کینے سے نہیں نکلا ہے۔

خالد بن الولید یمامہ آئے تو اُن کے اس فعل کو پسند کیا اور اس سے اُن کے اسلام کی صحت کو پہچانا۔

علی بن شیبان

ابن عمرو بن عبد اللہ بن عمرو بن عبد العزیٰ بن سُحَیم بن مرہ بن الدول بن حنیفہ۔

عبد الرحمٰن بن علی نے اپنے والد سے جو وفد میں تھے روایت کی کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی، آنحضرت نے کنکھیوں سے ایک شخص کو دیکھا کہ

رکوع و سجدہ میں اپنی پیٹھ سیدھی نہیں کرتا، نماز پوری کر لی تو فرمایا کہ اے گروہ مسلمین اس شخص کی نماز نہیں ہوتی جو رکوع و سجدہ میں اپنی پیٹھ سیدھی نہ کرے۔

ہم نے آنحضرتؐ کے پیچھے دوسری نماز پڑھی، آنحضرتؐ نے نماز پوری کر لی، ایک شخص تنہا صف کے پیچھے نماز پڑھ رہا تھا، آنحضرتؐ نماز پوری کر کے اس کے پاس کھڑے ہوئے، اس شخص نے بھی نماز پوری کر لی تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اپنی نماز دوبارہ پڑھو کیوں کہ صف کے پیچھے تنہا شخص کی نماز نہیں ہوتی۔

۴۰۲ عبدالرحمٰن بن علی بن شیبان نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف نہیں دیکھتا جو رکوع و سجود کے درمیان پشت سیدھی نہیں کرتا۔

طلق بن علی الحنفی

وہ ابو قیس بن طلق تھے۔

طلق سے مروی ہے کہ ہم لوگ بطور وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب روانہ ہوئے، خدمت نبویؐ میں آئے اور بیعت کی، ساتھ نماز پڑھی۔

عرض کی، ہمارے وطن میں ایک مسیحی عبادت خانہ ہے، ہم نے خواہش کی کہ وضو کا بچا ہوا پانی عنایت ہو، آنحضرتؐ نے پانی منگا کر اس سے وضو کیا اور کلی کی، پھر اسے ایک چمڑے کے ظرف میں ڈال دیا اور فرمایا کہ اسے لے جاؤ، جب تم اپنے وطن میں آنا تو مسیحی عبادت خانے کو توڑ ڈالنا اور اس کی جگہ اس پانی سے دھو کر مسجد بنا لینا۔

عرض کی، یا رسول اللہ گرمی سخت ہے اور وطن دور، پانی خشک ہو جائے گا، فرمایا، اس میں پانی ملاتے رہنا کیوں کہ وہ اس کی پاکیزگی ہی بڑھائے گا۔

ہم لوگ روانہ ہوئے، اپنے وطن آئے، مسیحی عبادت خانہ توڑ ڈالا اور اس کی جگہ کو دھویا، وہاں مسجد بنا کر نماز کی اذاں کہی۔

طلق سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس وقت

حاضر ہوا کہ آنحضرت اپنی مسجد بنا رہے تھے اور مسلمان اُس میں کام کر رہے تھے، میں مٹی کا گارا بنانا جانتا تھا، پھاوڑہ لے کر گارہ بنانے لگا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف دیکھ کر فرما رہے تھے کہ یہ حنفی گارے کا کام جانتا ہے۔

قیس بن طلق نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی عورت اپنے شوہر کو نہ روکے خواہ وہ (عورت) کجاوے کی پشت پر ہو۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شب میں دو وتر (نمازیں) نہیں ہیں۔

خدمت نبوی میں ایک شخص آیا، عرض کی یا نبی اللہ، ہم میں سے جب کوئی اپنی شرم گاہ چھوئے تو کیا وضو کرے، فرمایا، وہ تو تمھارے جسم کا ایک حصہ ہی ہے (جیسے اور حصوں کے چھونے سے وضو نہیں ہے اسی طرح اس کے لیے بھی نہیں ہے)۔

ایک شخص بعد ظہر حاضر خدمت ہوا اور عرض کی، یا نبی اللہ، کیا ہم میں سے کوئی شخص ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھ سکتا ہے، آنحضرت نے سکوت فرمایا، عصر کی نماز کا وقت آیا تو اپنا تہ بند کھول ڈالا اور چادر پر تہ بند باندھ کے دونوں کو اپنے کندھے پر ڈال لیا، جب نماز عصر ادا کر لی اور فارغ ہوئے تو فرمایا کہ وہ شخص جو ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کو دریافت کرتا تھا کہاں ہے، اس شخص نے کہا کہ یا نبی اللہ میں ہوں، فرمایا، کیا ہر شخص دو کپڑے پا سکتا ہے۔

۴۰۳ ## ہرماس بن زیاد الباہلی

ہرماس بن زیاد الباہلی سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حالت میں دیکھا کہ والد نے اپنے اونٹ پر اپنے ساتھ بٹھایا ہوا تھا، میں چھوٹا بچہ تھا، میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ یوم الاضحیٰ (دسویں ذی الحجہ) کو منیٰ میں اپنی کان کٹی اونٹنی پر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔

ہرماس بن زیاد الباہلی سے مروی ہے کہ میں یوم الاضحیٰ کو اونٹ پر والد کا ہم نشین تھا اور منیٰ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی پر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔

جاریہ ابو نمران الحنفی

نمران بن جاریہ الحنفی نے اپنے والد سے روایت کی کہ ایک قوم نے ایک جھونپڑی کے بارے میں باہم جھگڑا کیا اور مقدمہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے، آنحضرتؐ نے حذیفہؓ کو اُن کے ہمراہ کر دیا، حذیفہؓ نے فیصلہ اُن لوگوں کے حق میں کیا جن کے قریب رسی تھی، وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور آنحضرتؐ سے اس کا ذکر کیا، آنحضرتؐ نے اس کو جائز رکھا۔

یمامہ کے حسب ذیل فقہاء و محدثین

ضمضم بن جوس الہفانی

انھوں نے ابوہریرہ و عبداللہ بن حنظلہ سے اور ان سے عکرمہ بن عمار وغیرہ نے روایت کی ہے۔

ہلال بن سراج

ابن مجاعۃ الحنفی، ان سے یحییٰ بن ابی کثیر نے روایت کی ہے۔

ابوکثیر الغبری

نام یزید بن عبدالرحمٰن بن اُمیہ بن اُذینہ السحیمی تھا، ابوہریرہ سے ملے اور اُن سے روایت کی، ابوکثیر سے اوزاعی و عکرمہ بن عمار نے روایت کی ہے۔

عبداللہ بن اسود ۴۰۱

محکمۂ ڈاک کے افسر تھے۔

ابو سلام

نام ممطور تھا، اُن سے یحییٰ بن کثیر نے روایت کی ہے۔

یحییٰ بن ابی کثیر

طے کے مولا اور اہل بصرہ میں سے تھے، یمامہ میں منتقل ہو گئے تھے۔

یحییٰ بن کثیر بن یحییٰ بن ابی کثیر الیمامی سے مروی ہے کہ میں نے اپنے چچا نصر بن یحییٰ بن ابی کثیر کو دیکھا ہے، انھیں کے نام سے یحییٰ بن ابی کثیر الیمامی کی کنیت تھی، (یعنی ابو نصر)، دوسرے راوی نے کہا کہ یحییٰ بن ابی کثیر کی کنیت ابو ایوب تھی۔

ایوب السختیانی سے مروی ہے کہ روئے زمین پر یحییٰ بن ابی کثیر کے مثل کوئی باقی نہیں ہے۔

اسماعیل بن عُلَیّہ سے مروی ہے کہ میں ایوب کے پاس حاضر تھا جب وہ یحییٰ ابن ابی کثیر کو خط لکھ رہے تھے۔

سفیان بن عُیَینہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ یحییٰ بن ابی کثیر کے اپنے پاس آنے کی امید کرتے تھے۔

ابو نُعیم الفضل بن دُکین سے مروی ہے کہ یحییٰ بن ابی کثیر کی وفات سنہ ۱۲۹ھ میں ہوئی،

بنی تمیم کے ایک اہل علم نے کہا کہ کثیر کا نام دینار تھا۔

عکرمہ بن عمار العجلی

الخنیل سے ایاس بن سلمہ بن الاکوع، ہرماس بن زیاد الباہلی، عاصم بن شُمیخ الغیلانی سے جو بنی تمیم کے ایک فرد تھے، عطاء بن ابی رباح، ضمضم بن جوس، حضرمی بن لاحق، یحییٰ ابن ابی کثیر، ابوالنجاشی مولائے رافع بن خدیج، طارق بن عبدالرحمٰن القرشی اور سماک الحنفی ابوزمیل سے روایت کی ہے، قاسم بن محمد، سالم بن عبداللہ، نافع مولائے عبداللہ ابن عمرؓ، طاؤس، ابوکثیر الغبری اور یزید الرقاشی سے سنا ہے۔

ایوب بن عُتبہ

کنیت ابویحییٰ تھی، یمامہ کے قاضی تھے، انھوں نے ایاس بن سلمہ بن الاکوع، ۴۰۵
قیس بن طلق اور عبداللہ بن بدر سے روایت کی ہے، ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم و طیسلہ ابن علی و ابوکثیر الغبری السحیمی و ابوالنجاشی مولائے رافع بن خدیج و یحییٰ بن ابی کثیر و یزید بن عبداللہ بن قسیط سے سنا ہے۔

عبداللہ بن یحییٰ

ابن ابی کثیر، انھوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے۔

خالد بن الہیثم

کنیت ابوالہیثم تھی، بنی ہاشم کے موالی تھے، انھوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے اور

اُن سے عمر بن عمر نے بہت سی احادیث روایت کی ہیں۔

محمد بن جابر الحنفی

کوفے میں پیدا ہوئے، عمیر بن سعید سے سنا ہے۔

ایوب بن النجار الیمامی

یحییٰ بن ابی کثیر وغیرہ سے روایت کی ہے۔

عمر بن یونس الیمامی

عکرمہ بن عمار سے روایت کی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ اصحاب جو بحرین میں تھے ۴۰۶

اشج عبد القیس

محمد بن سعد نے کہا کہ ہم سے ان کے نام میں اختلاف کیا گیا ہے۔

عروۃ بن الزبیرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے بحرین کے بیس آدمی حاضر خدمت ہوئے جن کے رئیس عبد اللہ بن عوف الاشج تھے ان میں بنی عُصَیبد کے تین آدمی، بنی غنم کے تین آدمی اور بنی عبد القیس کے بارہ آدمی تھے، ہمراہ جارود نصرانی بھی تھے۔

عبد الحمید بن جعفر نے اپنے والد سے روایت کی کہ جس وقت یہ لوگ آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ یا رسول اللہ وفد عبد القیس حاضر ہے، فرمایا انھیں مرحبا، عبد القیس کیسی اچھی قوم ہے، اس روز ان کے رئیس عبد اللہ ابن عوف الاشج تھے۔

وفد آیا، جب ان لوگوں سے ذکر کیا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف رکھتے تھے، سب نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کریں گے وہ لوگ اپنے کپڑوں میں آئے، اونٹ رملہ بنت الحارث کے مکان کے دروازے پر

پہنا دیئے تھے، ارکان وفد ہی کیا کرتے تھے۔

انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے دریافت فرمانے لگے کہ تم میں عبد اللہ الاشج کون ہے، وہ کہنے لگے یا رسول اللہ، ابھی آتے ہیں، عبد اللہ نے اپنے سفر کے کپڑے اتار کے اچھے کپڑے پہن لیے تھے، گندمی رنگ کے آدمی تھے، جب آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گندمی رنگ کا آدمی دیکھا۔

عبد اللہ نے عرض کی یا رسول اللہ، انسان کی کھال کی مشک میں پانی نہیں پیا جاتا، انسان کو تو صرف اس کی دو سب سے چھوٹی چیزوں کی حاجت ہوتی ہے یعنی دل اور زبان کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں دو خصلتیں ہیں جنھیں اللہ پسند کرتا ہے، عرض کی یا رسول اللہ وہ دونوں کونسی ہیں، فرمایا "حلم اور انتظار"، عرض کی، یا رسول اللہ، یہ وہ چیز ہے جو پیدا ہو گئی ہے یا میری فطرت اسی پر ہے، فرمایا، تمھاری فطرت اسی پر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ضیافت وفد عبد القیس پر دس روز تک ۴۰۷
جاری رہی، عبد اللہ الاشج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فقہ و قرآن دریافت کرتے، اور جب بیٹھتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انھیں اپنے نزدیک کر لیتے، ابی بن کعب آتے اور انھیں قرآن سناتے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفد کے لیے انعامات کا حکم دیا، ان سب پر عبد الاشج کو فضیلت دی، آنحضرت نے انھیں ساڑھے بارہ اوقیہ عطا فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفد کو جو انعامات دیا کرتے تھے یہ اس سے زیادہ تھا۔

یونس سے مروی ہے کہ عبد الرحمٰن بن ابی بکرہ نے دعویٰ کیا کہ اشج بنی عصر نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ تم میں دو عادتیں ہیں جنھیں اللہ پسند فرماتا ہے، عرض کی وہ دونوں کونسی ہیں، فرمایا، حلم و حیا، عرض کی یہ دونوں قدیم ہیں یا جدید، فرمایا، قدیم، عرض کی تمام تعریفیں اسی اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے ایسی دو خصلتوں پر پیدا کیا جنھیں وہ پسند کرتا ہے۔

راوی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشج عبد القیس سے فرمایا کہ

تم میں دو عادتیں ہیں جنھیں اللہ پسند فرماتا ہے، انھوں نے عرض کی یا رسول اللہ وہ کونسی ہیں؟ فرمایا، حلم و حیا، عرض کی کیا اس کو میں نے اسلام میں حاصل کیا ہے یا میری فطرت اسی پر ہے، فرمایا تمھاری فطرت اسی پر ہے، عرض کی تمام تعریفیں اسی اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے ایسی فطرت پر پیدا کیا جسے وہ پسند کرتا ہے۔

ہشام بن محمد بن سائب الکلبی نے اپنے والد سے روایت کی کہ اشج عبدالقیس کا نام منذر بن الحارث بن عمرو بن زیاد بن عصر بن عوف بن عمرو بن عوف بن جذیمہ ابن عوف بن بکر بن عوف بن انمار بن عمرو بن ودیعہ بن لکیز بن افصی بن عبدالقیس ابن افصی بن دعمی بن جدیلہ بن اسد بن ربیعہ تھا لیکن علی بن محمد بن عبد اللہ ابن ابی یوسف المدائنی نے کہا کہ ان کا نام منذر بن عائذ بن الحارث بن المنذر ابن النعمان بن زیاد بن عصر تھا۔

حسن سے مروی ہے کہ ہمیں معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عائذ ابن المنذر الاشج سے فرمایا۔

محمد بن بشر العبدی نے کہا کہ میں نے اپنے شیخ بحتری سے اشج کا نام پوچھا تو انھوں نے کہا کہ ان کا نام منذر بن عائذ تھا۔

جارود

نام بشر بن عمرو بن حنش بن المعلّی تھا، جو حارث بن زید بن حارثہ بن معاویہ ابن ثعلبہ بن جذیمہ بن عوف بن بکر بن عوف بن انمار تھے، انھیں جارود اس لیے کہا گیا کہ عبدالقیس کا علاقہ ان کے باعث تباہ ہوگیا، کچھ بقیہ رہ گیا تھا تو وہ اسے اپنے ماموؤں کے یہاں جو بنی شیبان کے بنی ہند میں سے تھے جلدی سے لے گئے اور ان میں مقیم ہوگئے، ان کا اونٹ خارشی تھا اس نے ان لوگوں کے اونٹوں میں خارش پھیلادی تو وہ مر گئے، لوگوں نے کہا کہ بشر نے سب کو تباہ کیا لہٰذا ان کا نام جارود (ہلاکو) رکھ دیا گیا، شاعر کہتا ہے۔

جرد ناهم بالسیف من کل جانبٍ کما جرد الجارود بکر بن وائل

(ہم نے اُن کو ہر طرف سے تلوار سے ہلاک کیا۔ جیسا کہ جارود نے بکر بن وائل کو ہلاک کیا)۔

جارود کی والدہ درمکہ بنت رویم ہمشیرہ یزید بن رویم پدر حوشب ابن یزید الشیبانی تھیں، جارود جاہلیت میں شریف تھے اور نصرانی تھے، وفد کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اسلام کی دعوت دی اور اس کو اُن کے سامنے پیش کیا، جارود نے عرض کی میں ایک دین پر تھا، اب آپ کے دین کے لیے اپنا دین ترک کردوں گا، تو کیا آپ میرے دین کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمھارے لیے اس امر کا ذمہ دار ہوں کہ اللہ نے تمھیں ایسے دین کی ہدایت کی جو اس سے بہتر ہے، جارود اسلام لائے، اُن کا اسلام اچھا تھا، کذب کا اُن پر الزام نہیں لگایا گیا تھا۔

وطن کی واپسی کا ارادہ کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سواری مانگی، فرمایا کہ میرے پاس کچھ نہیں جس پر تمھیں سوار کردوں، عرض کی یا رسول اللہ میرے اور میرے وطن کے درمیان بہت سے راستہ بھولے ہوئے اونٹ ہیں، کیا میں اُن پر سوار ہولوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ تو دوزخ کا ایندھن ہیں، اُن کے قریب نہ جانا۔

جارود نے ارتداد کا زمانہ پایا تھا، جب معرور بن المنذر بن النعمان کے ساتھ اُن کی قوم واپس آئی تو جارود کھڑے ہوئے، شہادت حق ادا کی، اسلام کی دعوت دی اور کہا کہ اے لوگو، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں، اور جو شہادت نہ دے گا میں اُس کے لیے کافی ہوں، پھر یہ شعر پڑھا۔

رضینا بدین اللہ من کل حادثٍ وباللہ والرحمٰن ترضی بہ ربّا

(ہم ہر حادثے میں اللہ کے دین پر راضی ہیں۔ اور ہم اللہ و رحمٰن ہی کے رب ہونے کو پسند کرتے ہیں)۔

عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے قدامہ ابن مظعون کو بحرین کا والی بنایا، قدامہ اپنے عہدے پر روانہ ہوگئے، انھوں نے اس طرح انتظام کیا کہ نہ تو کسی مقدمے میں شکایت کی جاتی تھی نہ کسی خلل کی، سوائے اس کے کہ وہ نماز میں حاضر نہ ہوتے تھے۔

سردار عبد القیس جارودؓ عمرؓ بن الخطاب کے پاس آئے اور کہا کہ امیر المومنین قدامہ نے شراب پی ہے، میں نے اللہ کے حدود میں سے ایک حد دیکھی ہے، مجھ پر واجب ہے کہ اسے آپ کے پاس پہنچا دوں، عمرؓ نے کہا کہ تمھارے بیان پر کون گواہ ہے۔ جارود نے کہا کہ ابوہریرہؓ۔

عمرؓ نے قدامہ کو اپنے پاس آنے کو لکھا، وہ آئے، جارود آکر عمرؓ سے گفتگو کرنے لگے اور کہنے لگے کہ ان پر کتاب اللہ کو قایم کیجیے، عمرؓ نے پوچھا کہ تم گواہ ہو یا فریق، جارود نے کہا کہ میں گواہ ہوں، عمرؓ نے کہا کہ تم نے اپنی شہادت ادا کر دی ہے، جارود خاموش ہوگئے۔

دوسرے روز پھر عمرؓ کے پاس گئے اور کہا کہ ان پر حد قائم کیجیے، عمرؓ نے کہا کہ مجھے تو تم فریق ہی معلوم ہوتے ہو، ان کے خلاف صرف ایک ہی شخص گواہ ہے، دیکھو خبردار تم اپنی زبان قابو میں رکھو ورنہ میں تم سے بری طرح پیش آؤں گا، جارود نے کہا کہ واللہ یہ تو حق نہیں ہے کہ شراب تمھارے چچا کا بیٹا پیے اور برائی تم میرے ساتھ کرو، پھر عمرؓ نے انھیں روک دیا۔

۳۰۹ عبد الرحمن بن سعید بن یربوع سے مروی ہے کہ جارود العبدی جب آئے تو انھیں عبد اللہؓ بن عمرؓ ملے اور کہا کہ واللہ امیر المومنین تمھیں ضرور تازیانے ماریں گے، جارود نے کہا کہ واللہ تمھارے ماموں کو تازیانے ماریں گے یا تمھارے والد اپنے رب کا گناہ کریں گے، اے عبد اللہ بن عمرؓ تم اس خبر سے مجھے دل شکستہ کرنا چاہتے ہو۔

جارود عمرؓ کے پاس گئے اور کہا کہ ان پر کتاب اللہ قائم کیجیے، عمرؓ نے انھیں جھڑک دیا کہ واللہ اگر اللہ کا خوف نہ ہوتا تو میں تمھارے ساتھ یہی کرتا، جارود نے کہا کہ واللہ اگر اللہ کا خوف نہ ہوتا تو میں اس کا قصد نہ کرتا، عمرؓ نے کہا کہ تم نے

سچ کہا، واللہ تم گھر سے کنارہ کش اور بڑے خاندان والے ہو، عمرؓ نے قدامہ کو بلا کر تازیانے مارے۔

علی بن محمد سے مروی ہے کہ جارود کہا کرتے تھے کہ میں عمرؓ کے بعد قریشی کے خلاف قریشی کے سامنے شہادت دینے ڈرتا تھا۔

حکم بن ابی العاص نے جارود کو جنگ شہرک میں بھیجا، سنہ ۲۰ھ میں عقبۃ الطین میں شہید کر دیے گئے، اسی لیے اس کو عقبۃ الجارود کہا جاتا ہے، جارود کی کنیت ابو عیاث تھی، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ابو المنذر تھی۔

اُن کی اولاد میں منذر، حبیب و غیاث تھے، جن کی والدہ امامہ بنت النعمان جذیمہ کے خصفات میں سے تھیں۔

عبد اللہ و سلم، ان دونوں کی والدہ دختر یزید تھیں کہ عبد القیس کے بنی عائش کے ایک فرد تھے۔

مسلم اور حکم جن کی بقیہ اولاد نہ تھی، وہ سجستان میں قتل کر دیے گئے اور اُن کے بیٹے اشراف تھے۔

منذر بن جارود سردار و سخی تھے، علی بن ابی طالبؓ نے انہیں اصطخر کا والی بنایا تھا، جو شخص اُن کے پاس آتا وہ اُس کے ساتھ احسان کرتے، عبید اللہ بن زیاد نے انہیں سرحد ہند کا والی بنایا، وہیں سنہ ۶۱ھ یا شروع سنہ ۶۲ھ میں ان کی وفات ہوئی، اُس وقت وہ ساٹھ سال کے تھے۔

صُحار بن عبّاس العبدی

بنی مرہ بن ظفر بن الدیل کے تھے، کنیت ابو عبد الرحمن تھی، وہ بھی وفد عبد القیس میں تھے۔

خالد و بنت طلق سے مروی ہے کہ مجھ سے والد نے کہا کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ صحار عبد القیس آئے، عرض کی یا رسول اللہ

اُس شراب کے بارے میں کیا حکم ہے جو ہم بیج پھلوں سے بناتے ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ انہوں نے تین مرتبہ یہی پوچھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی، نماز ادا کر لی تو فرمایا کہ نشہ کرنے والی چیز کو کون دریافت کرتا تھا، تم مجھ سے نشہ والی چیز کو پوچھتے ہو تو نہ اسے تم خود پیو اور نہ اپنے بھائی کو پلاؤ کیونکہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد کی جان ہے، ایسا نہیں ہو سکتا کہ کوئی شخص اسے نشہ کی لذت حاصل کرنے کے لیے پیے اور پھر وہ اسے قیامت کے دن شراب پلائے۔ صحار ان لوگوں میں تھے جنہوں نے خون عثمانؓ کا مطالبہ کیا تھا۔

سفیان بن خولیؓ

ابن عبد عمرو بن خولی بن ہمام بن الفاتک بن جابر بن عبد رجان بن عساس ابن لیث بن حداد بن ظالم بن ذہل بن عجل بن عمرو بن ودیعہ بن لکیز بن افصی ابن عبد القیس، وفد کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

محارب بن مزیدہ

ابن مالک بن ہمام بن معاویہ بن شبابہ بن عامر بن حطمہ بن عمرو بن عارب عبد القیس کے تھے، بطور وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تھے۔

عُبیدہ بن مالک

ابن ہمام بن معاویہ بن شبابہ بطور وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس

آئے تھے۔

زارع بن الوازع العبدی

وفد عبد القیس میں تھے، اس کے بعد انھوں نے بصرے کی سکونت اختیار کر لی تھی۔

ابان العبدی

وفد میں تھے بعض نے حدیث میں کہا کہ وہ غسان تھے۔

جابر بن عبداللہ العبدی

مُنقِذ بن حیان العبدی

یہ اُن اشج کے بھانجے تھے جن کے چہرے پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا تھا (اور داد کی شکایت رک گئی تھی)۔

عمرو بن المرجوم

۱۱۴ مرجوم کا نام عبد قیس بن عمرو بن شہاب بن عبداللہ بن عصر بن عوف

ابن عمرو تھا، عبد القیس کے تھے، وفد میں تھے، یہی ہیں جو خاندان عبد القیس میں سب سے پہلے بصرہ آئے۔

شہاب بن المتروک

متروک کا نام عبّاد بن عُبید بن شہاب بن عبد اللہ بن عصر تھا، عبد القیس کے تھے اور وفد میں تھے۔

عمرو بن عبد قیس

بنی عامر بن عصر سے تھے، اشج کے بھانجے اور ان کی دختر امامہ بنت الاشج کے شوہر تھے، انھیں اشج نے بھیجا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم حاصل کریں، اور کھجوریں بار کرا دیں جس سے ظاہر ہو کہ اُسے فروخت کرنا چاہتے ہیں، ساتھ بنی عامر ابن الحارث کا ایک رہبر جس کا نام اُزَیقِط تھا کر دیا، اُن سے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آنحضرتؐ ہدیہ نوش فرماتے ہیں اور صدقہ نہیں کھاتے اور دونوں شانوں کے درمیان ایک علامت ہے، لہٰذا تم اس کا علم حاصل کرو۔

عمرو بن عبد قیس روانہ ہوئے، ہجرت کے سال مکہ آئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کھجوریں لائے، عرض کی یہ صدقہ ہے، آنحضرت نے اُس کو قبول نہیں فرمایا، پھر اُس کو انھوں نے کسی اور کے ہاتھ بھجوایا اور کہا کہ یہ ہدیہ ہے، آنحضرتؐ نے اُسے قبول فرما لیا، انھوں نے خیلہ کیا اور آنحضرت کے شانوں کے درمیان دیکھ لیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اسلام کی دعوت دی، وہ اسلام لائے، آنحضرت نے انھیں "الحمد" اور "اقرأ باسم ربک الذی خلق" تعلیم فرمائی، اور فرمایا کہ اپنے ماموں کو دعوت دو۔

عمرو واپس ہوئے، اُن کا رہبر کے میں مقیم ہو گیا، یہ بحرین آئے، گھر میں اسلامی اسلام کے ساتھ داخل ہوئے، اُن کی بیوی نفرت سے اپنے والد کے پاس چلی گئیں اور کہا کہ رب کعبہ کی قسم عمرو بے دین ہو گئے، باپ نے بیٹی کو جھڑک دیا اور کہا کہ میں اُس عورت کا دشمن ہوں جو اپنے شوہر کی مخالفت کرے۔

اشج اُن کے پاس آئے تو انھیں انھوں نے واقعہ بتایا اور کچھ زمانے تک اپنا اسلام چھپایا، پھر وہ اپنے اسلام کو پوشیدہ کیے ہوئے اہل ہجر کے سترہ اور بقول بعض بارہ آدمیوں کے ہمراہ بطور وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب روانہ ہوئے یہ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر اسلام لائے۔

طریف بن ابان

ابن سلمہ بن جاریہ جو بنی جدیلہ بن اسد بن ربیعہ کے تھے، بطور وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے۔

عمرو بن شعیث

عبد القیس کے بنی عصر میں سے تھے، بطور وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

جاریہ بن جابر ۴۱۲

بنی عصر کے تھے اور وفد میں شریک تھے۔

ہمام بن ربیعہ

بنی عصر کے تھے اور وفد میں شریک تھے۔

خزیمہ بن عبد عمرو

بنی عصر کے تھے اور وفد کے ایک رکن تھے۔

عامر بن عبد قیس

بنی عامر بن عصر کے تھے اور وفد میں شریک تھے، اُن عمرو بن عبد قیس کے بھائی تھے جن کو الاشج نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم حاصل کرنے کے لیے بھیجا تھا۔

عُقبہ بن جِزوہ

بنی صباح بن لُکیز بن افصیٰ بن عبدالقیس کے تھے اور وفد میں تھے۔

مطر

عقبہ بن جزوہ کے اخیافی بھائی اور قبیلہ عنزہ کے حلیف تھے۔

سفیان بن ہمام

بنی ظفر بن ظفر بن محارب بن عمرو بن ودلیعہ بن لکیز بن افصی بن عبدالقیس سے تھے، بطور وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے تھے۔
اُن کے فرزند:

عمرو بن سفیان

یہ وہی شخص ہیں کہ ابن الاشعث جب بصرہ آئے تو انہیں کے مکان میں اُترے بعد کو زاویہ چلے گئے۔

حارث بن جُندب العبدی

بنی عائش بن عوف بن الدیل سے تھے اور بطور وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

ہمام بن معاویہ

ابن شبابہ بن عامر بن حُطمہ عبدالقیس سے تھے اور بطور وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

تمت

صحت نامہ

طبقات ابن سعد

جزو ثامن

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۵۹	۲۳	رزاج	رتاج	۲۰۳	۵	انتاب	[illegible]
۶۰	۱۴	بانی	یانی	۲۲۳	۹	[illegible]	[illegible]
۶۹	۶	حبیوش	[illegible]	۲۶۰	۳	حبس	حبس
۹۰	۳	رباب	[illegible]	[illegible]	-	[illegible]	[illegible]
۱۰۳	۵	بیس	[illegible]	۳۰۲	۹	[illegible]	[illegible]
۱۰۶	۳	قوسلہ	[illegible]	۳۰۹	۲	الخزاج	الخروج
۱۳۴	۳	العقدہ	القعدہ	۳۳۸	۱	[illegible]	[illegible]
۱۶۱	۱۶	سعد	سعید	۳۵۶	۱۴	سیت	[illegible]
۱۶۳	۲۰	اسے	اسے	۳۶۷	۱۹	ناب	[illegible]

صحت نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴
۴۱۰	۸	عمر عبدالعزیز	عمر بن عبدالعزیز
۴۲۰	۲۰	آنت لاے	آیت کو اس
۴۲۱	۱	. . ن ابی	ابن ابی
۴۴۱	۸	ہوا الو توہ	ہوا تو وہ
۴۵۹	۲۳	جاک	چاک
۵۲۸	۸	ہیروی	مروی
۵۳۱	۶	الججاج	الحجاج
۵۷۸	۱	عال	عائل
۵۸۲	۹	والا	والد
۵۸۵	۳	ہیں	میں
۶۳۲	۱۸	عبد الاشج	عبداللہ الاشج